

بلیک مرر ہیو آیز (سین ۲)

BLACK MIRROR HAVE EYES

(SEASON 2)

بقلم واجیه فاطمہ



نوٹ۔ یہ ایک ایسا ناول ہے جس کا حقیقی دنیا سے دور دور تک کوئی تعلق نہیں۔ تبھی ایک فینٹسی fairytale ہے۔ یہ ناول میرے ان لاڈلے ریڈرز کے لئے جو اپنی تمام تر ٹینشنز اور ڈپریشنز بھلانے کے لئے میرے ناولز ریڈ کرتے ہیں۔ اور تصوراتی دنیا میں کھو جانا چاہتے ہیں۔

گہری رات کا سناٹا چاروں طرف پھیلا ہوا تھا۔ ہاں مگر چودھویں کے چاند نے اپنی دودھیا روشنی چہار سو پھیلا کر ایک عجیب اطمینان بھری ٹھنڈک اور روشنی ہر سو پھیلا رکھی تھی۔ ایسے میں ملائیشیا کے اکیس آئی لینڈز میں سے ایک جنت نظیر Lankayan Island کی بیچ پر ایک بیہوش شخص جو اوندھے منہ لیٹا ہوا تھا۔ اسے ہوش آیا تو وہ جلدی سے اٹھ بیٹھا۔ سنگاپور کے رائل خاندان کا اکو تا چشم و چراغ از لان سلطان جو ایڈونچر اور تھرل کے چکر میں اپنے دوستوں سے الگ ہو گیا تھا اور ایک چھوٹی سی بوٹ کے ذریعے سمندروں کی منہ

زور طوفانی لہروں میں بہہ کر حادثاتی طور پر یہاں پہنچ چکا تھا اب ہوش میں آتے ہی وہ بے حد گھبرا یا تھا۔

ٹانگ کسی پتھر سے ٹکرانے سے زخمی ہو چکی تھی۔ اور اسے بے حد تکلیف ہو رہی تھی۔ وہ خود کو بمشکل گھسیٹ کر پانی سے کچھ دور لایا تھا اور اتنے میں ہی اس گھبرو و خوبصورت جوان کی جان ہلکان ہو چکی تھی۔ اس نے پھر گیلی ریت پر سر گرا کر آنکھیں موندیں تھیں۔ اور گہرے گہرے سانس بھرے۔

رائل خاندان کے چشم و چراغ ہونے کے باوجود اگر اسے یہاں کچھ ہو بھی جاتا تو اس کی لاش تک نالمتی اس کے گھر والوں کو۔ ایک بگڑا ریس زادہ جسے دنیا کی ہر سہولت اور عیش و عشرت میسر تھی۔ اس کی اتنی دردناک موت۔ اور یہ سوچ سوچتے اس کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔ یوں نہیں تھا کہ وہ کوئی بزدل شخص تھا۔ ہاں مگر اب جو صورتحال اس کے ساتھ بن گئی تھی وہ کسی تیس مارخاں کے ساتھ بھی بنتی تو وہ بھی اس وقت چیخ چلا رہا ہوتا۔

مما،،،، وہ کراہا۔

زخموں کی تاب نالاتے وہ پھر نیم غنودگی میں جانے لگا تھا۔ جب کانوں میں ایک میٹھی نسوانی آواز سنائی دی۔

آپ ٹھیک ہیں، کچھ نہیں ہوگا آپ کو،، ٹھیک ہو جائیں گے آپ،،

اس نے زرا کی زرا آنکھیں کھولیں تھیں۔ اور جو منظر سامنے تھا۔ وہ اس قدر غیر متوقع اور ناقابل یقین تھا کہ ازلان سلطان کو لگا آج واقعی اس کا آخری وقت تھا کہ ویرانے کی کوئی چڑیل اس قدر بے تحاشا خوبصورت روپ لیے اس کے سر کے قریب اکڑوں حالت میں جھکی بیٹھی ہے۔

دو، دو، دو، ازلان سلطان کے لب پھڑپھڑائے۔ اور وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہو گیا۔

کون ہو تم؟ آخر بتاتی کیوں نہیں؟ ازلان نے ہزار مرتبہ کا پوچھا گیا سوال اس سے دوبارہ پوچھا۔ ایک ہفتہ ہو چلا تھا۔ اس لڑکی کو اس کی دیکھ بھال کرتے۔ اب تو اس کی ٹانگ بھی کچھ بہتر تھی۔

جب وہ بیہوش ہوا تھا اس کے بعد اسے کچھ خبر نہیں تھی۔ مگر جب آنکھ کھلی تو شدید حیرت سے آنکھیں پھیل گئیں کیونکہ وہ لکڑی کے بنے ہوئے ایک چھوٹے سے ہٹ میں تھا۔ وہ تو اکیلی تھی۔ ازلان نے ہزار مرتبہ پوچھا کہ کیا تمہارے گھر والے بھی ادھر رہتے ہیں اس نے جواب نہیں دیا۔ نا وہ زیادہ بولتی تھی۔ اس کی آنکھوں میں ان کہی داستانیں تھیں۔ وہ بس ازلان کا چہرہ دیکھتی رہتی۔

اگر وہ پہلے دن اس کے اوپر جھکی ہوئی نابولتی تو وہ تو اسے گونگی ہی تصور کر لیتا۔ مگر اب نہیں۔

اور از لان کو یہ بھی معلوم تھا کہ وہ خود تو اس کو وہاں لانے سے رہی کہاں وہ کسرتی جسم کا مالک گبر و جوان اور کہاں وہ بہت نازک سی جان۔ تو یہ سب کیسے ہوا۔ دل میں ہزاروں سوال تھے۔ کہ وہ کون تھی؟ اکیلی یہاں کیا کر رہی تھی آخر؟ اس کے گھر والے کہاں تھے؟ وہ یہاں تک کیسے پہنچی؟ چڑیل بھی نہیں تھی۔ پاؤں بھی سیدھے تھے۔ اور ایک مرتبہ از لان کے سامنے اسے بری طرح چوٹ بھی لگی تھی۔ اس کا لباس بھی عام نہیں تھا۔ عجیب کسی ست رنگی چمکتی پھسلن زدہ سی چیز کی شرٹ تھی۔ اور اسی چیز کی میکسی۔ اس آنکھوں میں اتنی الجھن دیکھ کر ایلا مسکرا دیتی تھی۔

اب بھی وہ اس کا سوال نظر انداز کر گئی۔ اور پتھر کے اوپر ایک جڑی بوٹی کا لیپ پسینے لگی۔ مگر از لان کی برداشت اب جواب دے چکی تھی اس کی ڈھٹائی پر، تبھی بھنا کر بستر سے اٹھ کر اس کی جانب آیا تھا۔

اسے بازوؤں سے دبوچ کر ہٹ کی دیوار سے لگایا تھا۔ وہ جو اس سب کے لئے تیار نہیں تھی بوکھلا گئی۔ مگر آنکھوں میں خوف کی بجائے سنجیدگی تھی۔

تم آخر بتاتی کیوں نہیں ہو کہ کون ہو،؟ گھر والے کہاں ہے تمہارے؟ مجھے جانتی بھی ہو کون ہوں میں،، یہاں میرے ساتھ اکیلی پڑی ہو، اگر میں نے کچھ کر دیا تمہارے ساتھ تو،؟ ازلان نے غصے سے اپنی پکڑ سخت ترین کرتے اسے سچ اگوانے کے لئے ڈرایا۔ مگر وہ تو مسکرا دی تھی۔

نہیں کر پاؤ گے کچھ بھی،، وہ اطمینان سے بولی۔ اور پہلی مرتبہ اتنا طویل جملہ بولا۔
واٹ،،؟ ازلان کو صدمہ ہی تو لگا۔

اگر میں تم جیسے بھاری بھر کم وہیل جیسے شخص کو یہاں لا سکتی ہوں تو اپنی حفاظت بھی اچھے سے کر سکتی ہوں،، وہ پھر سکون سے بولی۔

تم جانتی نہیں ہو مجھے، کتنا بڑا عیاش آدمی ہوں میں منٹوں میں تمہیں مسل ڈالوں گا،، غصے سے پاگل ہوتے ازلان نے اس کا نازک جبرٹا ہاتھ میں دبوچا۔ اور جو منہ میں آیا بک ڈالا۔
(مگر نہیں جانتا تھا وہ جو سامنے ہے وہ اتنی پراسرار طاقتوں کی مالک ہے کہ اس کی پکھلی تمام زندگی کا کچھ چھٹہ اپنی آنکھوں کے سامنے کھول چکی تھی)

اچھا کوشش کر کے دیکھ لو،، ایلا نے سکون سے کہا۔ اب تو ازلان غصے سے عقل و ہوش کھو بیٹھا تھا تبھی اسے اس بستر پر پٹخا جس پر سے ابھی خود اٹھا تھا۔ اور اس کی جانب بڑھا۔ وہ مسکرائی۔ ازلان نے اس کے بازو دبوچے۔

مگر وہ تو کسی چکنی مچھلی کی طرح اس کے ہاتھ سے پھسل گئی۔ ازلان کی ٹانگ میں درد ہوا تھا وہ واپس نہ ڈھال سا اسی بستر پر چھت کی جانب منہ کر کے ڈھے گیا جس پر اب وہ اٹھ کر بیٹھی تھی۔

سنو مت تھکاؤ خود کو، میں وہ ہوں جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے، میں بتاؤں بھی تو تم یقین نہیں کرو گے،، اسی لئے جانے دو اس بات کو،، جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ اور اپنی دنیا میں واپس لوٹ جاؤ، تمہیں ایک بوٹ دے دی جائے گی، اور سمت بتا دی جائے گی، تم پہنچ جاؤ گے اپنی منزل پر،،

یہ کہتے ہوئے اس کی بڑی بڑی نگاہوں کے سرخ ڈوروں میں ایک اداسی اور نمی سی اتری تھی۔

تم کیوں کر رہی ہو میرے لئے یہ سب،، ازلان نے اس کی سرخ آنکھوں میں ہلکورے لیتی نمی میں ڈوبتے پوچھا تھا۔

یہ تو مجھے بھی نہیں پتہ،، وہ اس کی جانب سے رخ موڑ گئی تھی۔

مگر مجھے پتہ ہے،، ازلان نے بہت اچانک اسے کھینچ کر اپنے سینے پر گرایا تھا۔ اس کی کمر کے گرد سختی سے بازو حائل کیے مبادا وہ دوبارہ کہیں اس کی گرفت سی چکنے گھڑے کی طرح پھسل نا جائے۔

مجھ سے محبت کرتی ہو تم،، اور اب تو میں بھی مرتے دم تک تمہارا پیچھا نہیں چھوڑنے والا،، تو شرافت سے مجھے بتا دو کون ہو تم، بڑا صندی ہوں، حقیقت جانے بغیر ایک انچ بھی نہیں ہلا پاؤ گی مجھے یہاں سے، نامیں اب یہاں سے جاؤں گا،، اگر گیا تو تم ساتھ جاؤ گی میرے،، میری بن کر، پوری طرح،،

بہکا سا لہجہ تھا۔ بہت جلد وہ اپنے دل کی کیفیات کو سمجھتا نتیجے پر پہنچا تھا۔ مگر سامنے والی کی آنکھوں کے سرخ ڈوروں میں شدت اور مسلسل اضافہ ہی ہو رہا تھا۔ ایسا نہیں ہو سکتا،، میں کہیں نہیں جا سکتی، تم جاؤ یہاں سے آج ہی،، وہ کربناک لہجے میں بولی تھی۔ ہاں مگر اس بات کی نفی نہیں کی تھی کہ وہ اس سے محبت نہیں کرتی ہے۔ اور ازلاں یہی سوچ کر گہرا مسکرایا تھا۔ تبھی بڑے حق سے اس کی نم آنکھوں پر محبت کی مہر ثبت کی تھی۔ پورے چہرے پر محبت کے پھول بکھیرے۔

میرا نام ازلاں سلطان ہے اور تمہارا؟

میرا نام کو،، میرا مطلب ہے ایلیا ہے،، اور مجھے پیار سے ایلا کہتے ہیں،، اور تم میری حقیقت نہیں،،

میں جاننا چاہتا ہوں ابھی اور اسی وقت،، ازلاں نے اس کی بات کاٹی تھی۔ اب تو وہ چڑیل بھی ہوتی تو وہ اٹا اس سے چمٹ جاتا کجا کہ وہ اسے واپس لوٹنے کی بات کر رہی تھی۔

وہ اسے ہاتھ تھام کر آہستگی سے چلتے بیچ پر سمندر کی شورش زدہ لہروں تک لائی تھی۔ ایک بڑے پتھر پر گھٹنوں کے بل بیٹھ کر پانی میں ہاتھ مارے۔ پتھر کے نیچے پانی بہت زیادہ گہرا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں ایک بڑی سیپ تھی اور دوسرے میں سمندری گہری سبز گھاس۔

یہ لویہ کھاؤ، ایلان نے سیپ کھول کر اس کے سامنے کی۔ ایک بجلی سی ہلتی چیز اس کی آنکھوں کے سامنے آئی۔ ازلان نے متلی والا منہ بنایا۔

ہیے، یہ تو مسلز ہیں، اوووووووو، ہمارے مذہب میں یہ سب گند مند نہیں کھاتے ہم لوگ، ازلان نے برے برے منہ بنائے تو ایلان ہنس دی۔

ٹھیک ہے پھر یہ کھاؤ، سمندری گھاس اس کے آگے کی۔

واٹ، ازلان چلایا۔ تمہیں کیا میں دریائی گھوڑا لگتا ہوں جو یہ گندی بدبودار گھس کھاؤں گا، چھییییییییی، وہ گندے گندے منہ بنا رہا تھا۔ جب بہت اچانک ایلان نے اس کے منہ میں وہ گھاس ٹھونس دی اور اسے لے کر سمندر کی گہرائی میں کود گئی۔

وہ سمندر کی گہرائی میں اترے تو ازلان کو دو چیزوں سے شدید حیرت کے جھٹکے لگے۔ ایک تو وہ پانی میں سانس لے پارہا تھا دوسرا ایک حیرت انگیز نظارہ تھا اس کے سامنے۔

سمندر میں ایک تیز روشنی کا جھماکا سا ہوا تھا۔

اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے وہ ایک بے حد حسین و نازک جل پری میں بدل گئی۔

ایلا مایوسی سے اور بغور اس کے تاثرات دیکھ کر جانچ رہی تھی۔ جواب حیرت زدہ رہنے کے بعد گہرا مسکرا رہا تھا۔ وہ تیرتا اس کے قریب تر آیا تھا۔ اس کے ہاتھ اپنے کندھوں پر رکھے۔ اور کمر کو نرمی سے تھاما۔ وہ جانتا تھا اگر وہ پانی میں اس وقت سانس لے پا رہا ہے تو بول بھی پائے گا۔۔

اوووووو،،، اس کا مطلب مجھے ایک جل پری سے محبت ہو گئی ہے،، ویری کول،،، تمہیں یہ سب آسان لگ رہا ہے،، ایلا نے اداسی سے کہا۔
 بہت آسان،، تم جو بھی ہو جیسی بھی ہو مجھے ہر حال میں قبول ہو، اور یہی تو ہوتی ہے محبت، اور میں جانتا ہوں مجھے بھی دیکھتے ہی تمہیں ایک آدم زاد سے محبت ہو گئی، یہ تمہارے لیے کافی مشکل ہے، مگر اب ہم ایک ہو کر رہے گے، میں تمہارے بغیر نہیں جی سکتا بلکل بھی ایلا،، ازلان نے اس کے ماتھے کو اپنے لبوں سے چھوا تھا۔
 اور ایک محبت کی انوکھی ترین داستان کا آغاز ہوا تھا۔

ازلان اسے سنگا پورا اپنے گھر لایا تھا یہ بول کر کے وہ ملاشیا رہتی ہے۔ انسانی رسموں رواج کے مطابق ان دونوں کی شادی ہوئی تھی۔ پھر ازلان نے اپنی زندگی کا زیادہ تر وقت
 Lankayan Island پر ہی گزارا تھا۔

ڈریگن لینڈ کے کنگ راج اور کونین وشہ دونوں اپنی پرنسز کو اٹھائے مرر کے سامنے سر جھکانے کھڑے تھے۔

گرینڈ فادر یہ پرنسز، راج نے وہ گل گو تھنا سا وجود ان کے سامنے کیا۔ پرنسز اب جاگ رہی تھی۔ سنہری بال سنہری بڑی آنکھیں۔ گرینڈ فادر نے حسرت سے اس پری کو دیکھا۔ بلیک وچ کا کیا بنا کنگ راج،،

گرینڈ فادر میں نے اسے بہت ڈھونڈا،، مگر وہ نہیں ملی مجھے لگتا ہے طاقتیں جانے کے بعد وہ مر کھپ گئی ہوگی،،

گرینڈ فادر غور سے اس کی بات سن رہے تھے۔

مگر راج اور وشہ کے چہروں پر آج عجیب سی کشمکش اور فکروں کے سایے تھے۔

کیا بات ہے کنگ پریشان کیوں ہو،، کونین بھی الجھی ہوئی ہے،،

گرینڈ فادر ہم اس لئے لکھے ہوئے ہیں کہ ہمارے ہاں پرنسز پیدا ہوئی ہے تو اس کا پرنس کون ہوگا، ڈریگن لینڈ کا مستقبل کیا ہوگا،، کون ہوگا اس کا اگلا تخت نشین،، پرنسز بھی تب ہی اس تخت کی جانشین بن سکتی ہے، جب اس کا جوڑا مکمل ہو، ہمارے لوگوں کے اگلے کنگ اور کونین کون ہوں گے،،

تمہیں سن کر حیرت ہوگی کنگ،، مگر یہ جان لو کہ ڈریگن لینڈ کا اگلا تخت نشین ایک آدم زاد ہوگا، کیونکہ ڈریگن لینڈ کے لئے قدرت نے آگے کچھ اور ہی سوچ رکھا ہے،،
گرینڈ فادر کی بات سن کر راج اور وشہ بری طرح چونکے۔

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں گرینڈ فادر،؟

سچ کہہ رہا ہوں کنگ راج،، مگر اس میں ایک خاص بات یہ ہوگی کہ اس کا باپ تو ایک انسان ہوگا مگر وہ ایک جل پری زاد ہوگا،، سمندر کا بے تاج بادشاہ،، پراسرار طاقتوں کا مالک۔
مون آف لیونز نائٹ میں پیدا ہوا آدم زاد،، اس کے سینے پر جل پری زاد کا ٹیٹو ہوگا،، پرنسز اور ڈریگن لینڈ کے لئے بے فکر ہو جاؤ راج،، بس پرنسز کی ابھی فکر کرو، اپنی جان سے بڑھ کر اس کی حفاظت کرو، کیونکہ مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا، آنے والے وقت میں کیا ہونے والا ہے، کسی انہونی کہ ہونے کی آہٹ سنائی دیتی ہے مجھے ہر وقت،،
گرینڈ فادر کے چہرے پر فکروں کے سائے تھے۔

گرینڈ فادر کی پہلی بات سن کر راج اور وشہ پر سکون ہو گئے،، مگر ان کے خدشے اور دھڑکے سن کر دونوں فکر مند ہوئے۔

ٹھیک ہے گرینڈ فادر،، ہم بہت خوش ہیں اپنی پرنسز کے لیے۔
مر رہیں سے ہیولا غائب ہو گیا۔

وہ دونوں قدم قدم چلتے پہلی مرتبہ پر نسنز کو لے کر عوام کے سامنے شاہی دربار میں آئے۔۔

اور اب تخت پر بیٹھے تھے۔ وشہ کی گود میں اس کی ننھی پری تھی۔۔

تبھی اس کو وہی بوڑھا نظر آیا جس نے اسے پر نسنز کی پیدائش کی دعا دی تھی۔۔

وہ بوڑھا نگاہیں جھکائے کوئین کے پاس آیا۔۔

بابا تمھاری دعا پوری ہو گئی دیکھو پر نسنز ہی آئی ہے۔۔ وشہ نے مسکرا کر کہا۔۔

جبکہ وہ بوڑھا کوئین کی گود میں بس اس بے تحاشا خوبصورت ننھی سی جان کو دیکھے جا رہا تھا۔

جو ماں کے دوپٹے کو ہاتھ میں لئے ہوئے تھی۔۔

سلامت رہے ہماری پر نسنز ہمیشہ،، اس نے ہماری پر زور دیا اور وہاں سے نکلتا چلا

گیا۔۔

جشن کا سماں تھا۔۔ لوگ ناچ گارہے تھے۔۔

دعوت عام کا اہتمام تھا۔۔

منظر بہت مکمل اور بھرپور تھا۔۔

تخت پر بیٹھے کنگ اور کوئین گود میں اپنی پر نسنز کو لئے بے تحاشا خوش تھے۔ اور ان کے

سامنے ان کے خوشحال اور جشن مناتے لوگ۔۔

راج نے جھک کر عقیدت سے اپنی کونین کے ماتھے پر لب رکھے۔ کونین نے سکون سے اس کہ کندھے پر اپنا سر ٹکا دیا۔۔۔ پر نسز آدھی کنگ اور آدھی کونین کی گود میں تھی۔۔۔ جو کھیلتی کھیلتی گہری پرسکون نیند میں چلی گئی۔۔۔

آپ کے کنگ راج نے پر نسز کے لئے جو نام منتخب کیا ہے وہ ہے مایا وشہ،، راج نے اعلان کیا تو سارے لوگوں نے دعائیں دے کر پر نسز کے سلامت رہنے کی دعائیں دیں۔ وشہ نے مسکرا کر راج کو دیکھا جانتی تھی۔ اس کے کنگ کو اس سے اس قدر محبت ہے کہ اپنی بیٹی کا نام بھی اس نے اسی سے منسوب کیا ہے۔

لوگوں کی بھیڑ میں کھڑا وہ بوڑھا شخص زیر لب بڑبڑایا۔
مایا وشہ،،،،،

جشن اختتام پذیر ہوا تو راج اور وشہ اپنی خواب گاہ میں چلے آئے تھے۔ وشہ نے پر نسز کو پریوں کی بنائی گئی پھولوں کی کاٹ میں لٹایا۔
راج کسی بہت گہری سوچ میں ڈوبا تھا۔ وشہ پر نسز کو لٹا کر راج کے قریب آئی اور اس کے کندھے ہر ہاتھ رکھا۔

کیا ہوا راج آپ کس گہری سوچ میں ہیں،، وشہ نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔

وشہ، تم جانتی ہو انسانی دنیا میں جب میں تمہیں ڈھونڈتے ڈھونڈتے نگر نگر کی خاک چھان رہا تھا تو ایک دن میری ملاقات ایک جل پری سے ہوئی تھی، اس کا نام ایلا تھا، اور وہ اوشن کے تخت کی اگلی جانشین تھی، پھر ہماری دوستی ہو گئی، اس کی شادی اوشن کے پرنس سے ہونے والی تھی مگر اس کی زندگی میں ایک آدم زاد چلا آیا ہوگا اور اب مجھے لگتا ہے کہ ہماری پرنسز کا مستقبل کوئین ایلا سے ہی جڑا ہے تو پرنسز کے فیوچر کو محفوظ بنانے کے لئے مجھے اپنی دوست مرمیڈ کوئین ایلا سے ملنا چاہیے، تاکہ اگر اس کے ہاں پرنس کی پیدائش ہوئی ہو تو ہم ڈریگن لینڈ کی رسموں کے مطابق ان کی شادی کر کے ان کی پاورز اور روحیں ایک دوسرے سے جوڑ دیں،،

کیا واقعی راج آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا،، اور اب بتا ہی رہے ہیں تو تفصیل سے بتائیں پلیز،،

ہمم یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں اٹھاراکا ہوا اور تمہاری تلاش شروع کی، میں اس سے ملا تھا، وہ کچھ پریشان تھی،، اور مجھ سے کچھ مدد چاہتی تھی مگر میں جب واشنگٹن سے نیو یارک گیا تو اسے بھول ہی گیا، مگر اب ہم صبح ہی اس سے ملنے چلیں گے،،
وہ کہاں ہے راج،، وشہ کو تجسس ہوا تھا۔ آخر اوشن کوئین ایلا سے ان کی پرنسز کا فیوچر جو جڑا تھا۔

پوری کائنات میں اوشن تو ایک ہی ہے میری پاگل کوئین اور وہ صرف زمین پر ہے تو ہمیں زمین پر ہی جانا پڑے گا ناں،، راج نے لاڈ سے وشہ کی چھوٹی سی ناک دباتے کہا تھا۔ "ٹھیک ہے راج ہم ضرور جائیں گے اور اسی بہانے ڈیڈ، جمی بھائی اور مماسے بھی مل لیں گے۔

اس ماریہ کا نام تو مت ہی لو کوئین،، اور فی الحال اپنے کنگ پر توجہ دو، کیوں نا ایک مرتبہ پھر کوشش کی جائے،، راج نے برا سامنہ بناتے اینڈ میں شرارت سے کہا۔ کس چیز کی کوشش راج،، وہ متجسس تھی۔ مگر نہیں جانتی تھی راج کی اگلی بات سن کر چھپنے کی جگہ ڈھونڈھے گی۔

ڈریگن لینڈ کے پرنس کو اس دنیا میں لانے کی کوشش،، مایا وشہ کو اس کا بھائی دینے کی کوشش،،، راج نے سنجیدگی سے کہتے اس کو اپنی بانہوں کو حصار میں لیا۔ وشہ جو کہ غور سے اس کی بات سن رہی تھی اس کی شرارت سمجھ کر اپنے کنگ کے سینے پر جھلا کر ملے برسائے۔ وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑا اور اس کے گرد بانہوں کا گھیرا مزید تنگ کیا۔۔۔ اے کاش ان کی یہ خوشیاں یونہی برقرار رہیں۔

وہ دو منحوس بھیانک کالے سائے شیطان لوسیفر کو خوش کر کے اس سے اپنی طاقتیں دو گنی کروا کر اس خوبصورت سی دنیا فیری ٹوپیا میں اچانک داخل ہوئے تھے۔ جہاں بس پری اور پری زاد کا ایک جہان آباد تھا۔

جہاں جنت نظیر نظارے تھے۔ ہر طرف پر سکون بہتے جھرنے، اڑتی تتلیاں، رنگ برنگے بادلوں سے اٹھکیلیاں کرتی پریاں تھیں جو پھولوں سے نکل نکل کر ہر سو پھیل کر رنگ بکھیر رہیں تھیں۔

جہاں پہلے ایسے نظارے تھے وہاں اب کنگ راج اور کونین وشہ نے آکر ہر طرف تباہی پھیلاتھی۔ راج ڈریگن بنا منہ سے آگ اگل کر ہر چیز جگہ اور پری جلا کر خاکستر کر رہا تھا۔ وہاں تو سب تھی وہ پریاں اور پری زاد جو جل جل کر راکھ بنتے گر رہے تھے۔ اور وشہ تیزی سے آگے بڑھتی اپنی جادوئی چیخ سے ہر چیز بھسم کرتی راکھ کا ڈھیر بنا رہی تھی۔

شاہی محل میں بگدڑ مچ چکی تھی۔ کنگ اور کونین جانتے تھے وہ ڈریگن کنگ راج اور کونین وشہ کا مقابلہ نہیں کر سکے گے۔ وہ تو ان کے اتنے اچھے دوست تھے تو اب کیا ہوا تھا کہ انھوں نے فیری ٹوپیا پر حملہ کر دیا تھا۔ یقیناً وہ فیری ٹوپیا پر بھی قبضہ کر کے یہاں بھی حکومت کرنا چاہتے تھے۔ مفراس کے لئے ان کی معصوم رعایا کو قتل کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ ہر چیز جلا کر خاکستر کر دینے کی کیا ضرورت تھی۔

دور کھڑا سب سے چھوٹا پرنس ویا م اپنے ماں باپ بہن بھائیوں کو روتا دیکھ رہا تھا۔ ہر طرح دھواں اور چیخ و پکار تھی۔ ایک ڈریگن اب محل کے اوپر اڑ رہا تھا۔ اور وشہ محل میں داخل ہو چکی تھی۔

کنگ راج بھی اب اپنے انسانی روپ میں محل میں اتر کر وشہ کے ہمقدم ہوا تھا۔ پرنس ویا م کو اس کے باپ نے اپنا پورا جادو لگا کر طلسمی چادر اوڑھا کر سب کی نگاہوں سے اوجھل کر دیا تھا۔

صرف اسے ہی کیوں؟ اس کے بہن بھائی میں سے کسی کو کیوں نہیں؟ یہ تو وہ ننھا سا بچہ بلکل بھی نہیں سمجھ پایا تھا۔

مگر اب پرنس ویا م نے اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں کو پھوٹ پھوٹ کر کنگ راج اور کونین وشہ کے قدموں میں گرتے دیکھا تھا۔ پرنس ویا م کے دل میں غم و غصے اور نفرت کا ایک طوفان سا اٹھا تھا۔ مگر صدا فوس وہ اتنا چھوٹا تھا کہ کچھ کر بھی نہیں سکتا تھا۔

رحم کریں ہم پر، کنگ راج،، کونین وشہ ہماری معصوم رعایا پر، کیوں کر رہے ہو، اپ لوگ یاسا، آخر کیا گستاخی ہوئی ہم سے،، کونین کاشیہ نے وشہ کے سامنے جھکتے کہا تھا جس کے لبوں پر استغزیہ سی مسکراہٹ تھی۔

ہمیں کچھ نہیں چاہیے بس تم لوگوں کی یہ ننھی منی جانوں کے علاوہ،، یہ بول کر وشہ نے ہاتھ بلند کیا تھا۔ ایک کوند سا لپکا تھا اور کونین کاشیہ کے پر جل کر راکھ ہوئے تھے۔ وہ جھٹکے سے محل کے مخملیں فرش پر گرمی تھی اور پھر اٹھ نہیں پائی۔

اپنی ماں کی اتنی دردناک موت پر ویام کے بہن بھائیوں کی دلخراش چیخیں فضا میں بلند ہوئیں تو ویام کا پورا وجود لرز گیا تھا۔ کیونکہ وہ اپنی آنکھوں کے سامنے یہ دردناک منظر دیکھ رہا تھا۔

پھر ایک ایک کر اس کی نگاہوں کے سامنے اس کے باپ اور بہن بھائیوں کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ وہ چیختا چلاتا بیہوش ہو چکا تھا۔

کنگ راج اور کونین وشہ بھیانک اور مکروہ قہقہے لگاتے وہاں کی ہر چیز تس تس کر کے وہاں سے واپس لوٹ گئے تھے۔

But that's not the end of the story it was the beginning,,,,,,,,,,,,,

ازلان سلطان اپنی پرسنل بوٹ میں اسی ہٹ پر جا رہا تھا۔ جسے اب اس نے خرید کر مزید بڑا اور خوبصورت بنا دیا تھا۔ اور اسے نام دیا تھا ایلیا ہٹ کا۔ - پانچ سال سے زندگی بہت بہت ہی حسین ہو گئی تھی جب سے وہ اس کی زندگی میں داخل آئی تھی۔ اور اسے کے چند ماہ

بعد ہی اللہ تعالیٰ نے اسے دو جڑواں بیٹوں سے نوازا تھا۔ اب تو وہ پانچ سال کے ہونے والے تھے۔ ازلان سلطان نے اس بات کو نظر انداز ہی کیا تھا کہ اس کی فیملی زیادہ تر دنیا کی نظر میں آئے۔۔ اس نے انھیں زمانے سے اوجھل اسی island پہ رکھا تھا۔

وہ island سے بزنس کے سلسلے میں سنگا پور گیا تھا جب اسے ایلا کا ایمر جنسی میج موصول ہوا تھا اس نے اسے بلایا تھا۔ وہ بہت گھبرائی ہوئی سی لگ رہی تھی۔ اور ازلان مسلسل پریشان تھا اب تو ایلا سے دوبارہ رابطہ تک نہیں ہو پا رہا تھا۔

یہ رات بہت پر اسرار تھی۔ وہ islandlankayan کے قریب پہنچا تو دیکھا سمندر میں بے تحاشا طغیانی تھی۔ سمندری طوفان جیسے ہر چیز تہس نہس کرنے کہ درپہ تھا۔ اوپر سے آسمان سے بھی طوفان بارش کی صورت برس رہا تھا۔ ازلان بہت گھبرایا۔ بمشکل بوٹ کو قابو کر کے اسے بچ تک لایا۔

تیز طوفانی بارش میں وہ بمشکل ہٹ تک پہنچا تھا۔ ہٹ تک پہنچا تو بے تحاشا گھبرایا۔ کیونکہ ایلا کی چند وفادار ساتھی جل پریاں ہٹ سے باہر پہرہ دے رہی تھیں۔ اس کو سامنے سے آتا دیکھ راستہ دے دیا۔ وہ بھاگ بھاگ اندر آیا تھا مگر اندر کا دل سوز نظر ادا دیکھ ازلان سلطان کی جان لبوں پر آئی تھی۔

ایلا میری جان،، یہ کیا ہو گیا،؟

ازلان مم،،، میرے پاس وقت نہیں،، اب میری آخری امید آپ ہی ہیں اس

وقت،،،،، اوشن کی سلطنت میں بغاوت ہوئی ہے،،،،، اور اس کی ذمہ دار

میری سگی بہن ہے ،،،،،،،،، اس نے مجھے ایک انسان سے محبت کرنے کے جرم میں

،،،،،،،، میری رعایا کو میرے خلاف بھڑکا دیا،،،،،،،، مگر جب مجھے معلوم ہوا تو بہت

دیر ہو چکی تھی ازلاں ،،،،، ہمارے پاس وقت نہیں ،،،،، آپ کو یہاں سے جانا

ہوگا،،،،، مجھے اپنی جان کی پرواہ نہیں،،،،، ابھی سب سے پہلے اوشن کے تخت کے

اگلے جانشینوں کی حفاظت سب سے ضروری ہے ،،،،،،،،،، نہیں تو او شن تباہ ہو

جائے گا،،،،، وہ کچھ بھی باقی نہیں چھوڑے گی،،،،، ازلان

کبھی بھر سکتا تھا۔ اس جل پری کی محبت سے بھرا پڑا تھا ازلان سلطان کا جام،، کے اب کسی چیز کی زرا بھی گنجائش باقی نہیں تھی اس کی زندگی میں۔

میں تمہیں جیتے جی مجھے خود سے اس طرح دور کرنے پر کبھی معاف نہیں کروں گا ایلیا ازلان سلطان،، کبھی نہیں،، ازلان کا دل کر لایا تھا روح ٹپٹی۔

ایلا زخمی سا مسکرائی تھی۔ "اور میرے جیتے جی آپ کبھی میری سانسوں سے الگ نہیں ہو سکتے ازلان،، آپ کی خوشبو میری رگ رگ میں سمائی ہے،،

بری طرح بے قرار ہوتے ازلان نے اس کے نرم ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھے اور پیاسے دھڑکتے پھڑکتے دل کو راحت پہنچائی۔

ایلا بھی آخری مرتبہ اس محبت اور شدت بھرے جام کو اس نرم گرم لمس کو اپنی روح میں بسانا چاہتی تھی۔ تبھی اس کا کالر دبوچ کر اسے اور اپنی جانب کھینچا۔ وہ زخموں سے چور تھی۔ مگر اب جیسے سکون سا مل گیا تھا۔

ازلان پیچھے ہٹا تھا۔ لال انگارا آنکھوں میں وحشت ہی وحشت تھی۔ اگر اس کے اکیلے کی بات ہوتی تو وہ اس کی وفاداری اتنی تھی کہ ایلا کے ساتھ اپنی بھی جان دے دیتا مگر کاش وہ ایک باپ نا ہوتا جس کے شہزادے ہمک ہمک کر اس کے پاس آنے کو بے تاب

تھے۔ اب اس ظالم جل پر می نے اسے اپنی قسم کا پابند بھی تو کر دیا تھا۔ ازلان کے اشارہ کرنے پر جل پریوں نے ان دونوں کو ازلان کی گود میں بھرا۔

ازلان، یہ عام انسانی،،،،، بچے نہیں ہیں،،،،، یاد رکھئے گا ان میں بے شمار،،،،،
پراسرار طاقتیں ہوں گی،،،،، جنہیں آپ نے انسانوں سے چھپانا ہے،،،،، بہت
زیادہ چھپا کر رکھنا ہے آپ نے انہیں،،،،، ان کی شادیاں ان لڑکیوں سے ہوں گی،،،،،
جن کے جسم پر ڈریگن کے ٹیٹو ہوں گے،،،،، آپ سمجھ،،،،، رہے ہیں ناں،،،،، یہ لاکٹ
اپنے گلے میں پہن کر رکھئے گا،،،،، بارہ سال کے ہونے پر،،،،، اس لاکٹ میں
موجود،،،،، سفوف انہیں گھول کر پلا دیجئے گا تو انہیں اپنی حقیقت،،،،، اپنے جینے کا مقصد
خود بخود معلوم ہو جائے گا،،،،، ایلا نے بمشکل تڑپتے کہا تو ازلان نے اثبات میں سر

ہلایا۔

بابہا ایسے جیسے بھگدڑ سی مچی تھی۔ چیخ و پکار کی آواز سنائی دی۔

ازلان جائیں،،، ایلا نے چیخ کر کہا۔ ازلان نے دروازیت سے بے حال ہوتے ایک آخری درد بھری نگاہ اپنی زندگی پر ڈالی اور بچوں کو اٹھا کر وہاں سے منکھتا چلا گیا۔

پھر اس نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا تھا۔ ایک انجانی سی طاقت نے ان پر حملہ کیا تھا مگر ایلا کے وفاداروں اور مختلف سمندری مخلوق نے اس حملے کا مقابلہ کیا تھا جیسے اپنے ہونے والے کنگ کی حفاظت کر رہے ہوں۔۔

ازلان بمشکل بوٹ تک پہنچا اور بوٹ میں داخل ہو گیا۔ ایک مرتبہ پھر ایک ان دیکھی طاقت نے بوٹ کو بڑی تیزی سے وہاں سے دور بہت دور دھکیلا تھا۔ ازلان اپنے شہزادوں کو سینے میں بھینچ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دیا تھا جو حیرت و تعجب سے اپنے بابا کو دیکھ رہے تھے کہ آخر وہ کیوں اتنی شدت سے رو رہے ہیں۔

پیچھے ایلا نے سرخ ڈورے لیے آنکھیں موند کر تکیے پر سر گرایا تھا۔

راج اور وشہ زمین پر آئے تھے۔ سب سے پہلے راج ایلا سے ہی ملنا چاہتا تھا۔ تبھی وہ سب سے پہلے ملاشیا اسی island پر اترے تھے۔

وشہ کی گود میں مایا وش پوری طرح پر سکون سی سو رہی تھی۔ راج وشہ کو لے کر آگے بڑھا مگر کچھ غیر معمولی محسوس ہونے پر ٹھٹھک کر رک گیا۔

راج کو محسوس ہوا تھا جیسے کوئی بری طاقتیں حملہ آور ہوئیں اور اس کی پاورز سے ٹکرائیں ہیں۔۔

وشہ تم یہیں رکو، میں دیکھ کر آتا ہوں کے کیا گر بڑ ہے آخر،، راج نے کہا تو وشہ نے اثبات میں سر ہلایا۔ راج ڈریگن بن کر آسمان پر اڑا تھا۔ فضا میں ڈریگن کی ایک دل دہلا دینے والی دھاڑ کی آواز سنائی دی تھی۔۔۔ بری پاورز کو فی الوقت میدان چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔ راج زمین پر اتر اور وشہ کو لے کر آگے بڑھا۔ دربانوں نے ادب سے جھکتے کنگ راج اور کونین وشہ کے لئے ہٹ کا دروازہ کھولا تھا۔ راج پریشانی سے اندر داخل ہوا تو ایلا کی یہ حالت دیکھ کر راج اور وشہ بے حد پریشان ہوئے تھے۔

ایلا،، ایلا پلیز آنکھیں کھولو،، راج اور وشہ اس کے قریب بیٹھ کر اس کے اوپر جھکے۔ ایلا نے آنکھیں سے آنکھیں کھولیں تھیں۔

ایلا تمہارا یہ حال کس نے کیا بتاؤ مجھے،، میں چھوڑوں گا نہیں اسے،، راج کی آنکھوں میں شدید طیش کے عالم میں آگ بھڑکی تھی۔

مگر ایلا تو جواب دینے کی بجائے گہرا مسکراتے وشہ کی گود میں اس سنہری بالوں، سنہری آنکھوں سنہرے جسم والی اس پری کو دیکھے جا رہی تھی۔

ایلا نے اپنی جل پریوں کو اشارا کیا تھا تو انھوں نے اسے تنکھے پر نیم دراز کیا۔ ایلا نے ہاتھ بڑھا کر وشہ کی گود سے سوتی ہوئی مایاوش کو نرمی سے اپنی گود میں بھرا تھا۔

خوش آمدید اوشن کوئین،،، ایلا نے نرمی سے کہا تو راج اور وشہ نے حیران ہو کر ایلا کو دیکھا جواب مایا وشہ کو پیار کر رہی تھی۔ روشنی کا ایک جھماکا سا ہوا تھا اور مایا وشہ کے سینے پر ڈریگن کا ٹیٹو بڑی آب و تاب سے چمکا۔

ایلا،،، یہ سب،،، ہم تو تمہارے پرنس کے بارے میں بتانے آئے تھے کہ،،،،، میں سب جانتی ہوں کنگ راج،،،،، بتانے کی ضرورت نہیں،،،،، میرے دو جڑواں بیٹے پیدا ہوئے تھے،،،،، اور ان دونوں کا نصیب تمہاری دونوں بیٹیوں سے جڑا ہوگا،،،،، اور اس وقت میری گود میں میرے دونوں بیٹوں میں سے،،،،، کسی ایک کی کوئین موجود ہے،،،،، وہ دونوں ہی بے پناہ پر اسرار طاقتوں کے مالک ہوں گے،،،،، مگر اوشن کے تخت کا اگلا کنگ وہی بنے گا،،،،، جسے یہ کوئین اپنے لئے جیون ساتھی چنے گی،،،،، کیونکہ اس کا نصیب پہلے سے ہی ڈریگن لینڈ اور اوشن سے جڑا ہے،،،،، یہ ان دونوں میں سے کسی ایک کے لئے بنائی گئی ہے،،،،، اس ایک کے دل کی دھڑکن،،،،، اس کے دل کی دھڑکن سے جڑی ہے،،،،، ان کی روحیں ایک دوسرے سے جڑی ہیں،،،،، حتیٰ کہ ان کی زندگی موت ایک دوسرے سے جڑے ہیں،،،،، اگر ایک کو کھروچ بھی پہنچی تو تکلیف دوسرا اٹھائے گا،،،،، یہ اس حد تک ایک دوسرے سے جڑے ہوں گے،،،

ایلا نے بہت دھیمے لہجے میں انھیں سچائی بتائی تھی۔

مگر ایلا وہ ہے کہاں؟ راج نے بے چینی سے پوچھا تو ایلا نے کرب کی انتہا سے آنکھیں زور سے بند کیں اور راج اور وشہ کو خود پر بیتنے والی کہانی بتا دی۔

وہ اپنے بابا کے ساتھ چلے گئے،،،،،، اگر یہاں ہوتے تو ابھی پتہ چل جاتا کہ ان میں سے ہماری پیاری سی کونین کاکنگ کون بنے گا،،،،،، مایا وش کے قریب جانے سے ان دونوں کے ہی سینوں پر ٹیٹو شائیں کریں گے،،،،،، مگر مایا وش کا خود کا ٹیٹو صرف اس کے کنگ کے قریب آنے سے شائیں کرے گا،،،،،، یہ اشارہ ہے اس بات کا کہ مایا وش کا نصیب اوشن کے تخت سے جڑا ہے،، جیسے کہ ابھی میرے چھونے سے مایا وش کا ٹیٹو شائیں کیا کیونکہ اب بھی اوشن کی کونین میں ہی ہوں،،

مگر کونین ایلا ہم تو ان دونوں کی ڈریگن لینڈ کی رسموں کے مطابق شادی کروانے کی نیت سے یہاں آئے تھے تاکہ ان کی پاورز ایک دوسرے سے جڑ جائیں اور انھیں کوئی نقصان نہ پہنچا پائے مگر اب،، وشہ نے پریشانی سے کہا تو ایلا مسکرا دی۔

جیسا کہ میں نے ابھی بتایا،،،،،، یہ دونوں ویسے ہی ایک دوسرے سے روحوں سے جڑے ہیں،،،،،، اگر ایک مشرق اور دوسرا مغرب میں بھی ہوگا تب بھی یہ ایسے ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہوں گے کہ ایک دوسرے کے پاس کھنچے چلے آئیں گے،،

ایلا ہمارے ساتھ چلو تم ٹھیک نہیں،، وہ مار ڈالے گی تمہیں،، پلیز،، راج نے التجا کی۔
 نہیں جاسکتی،، اور نا ہی میری بہن تاشہ مجھے مار سکتی ہے نا میرا کچھ بگاڑ سکتی ہے،، وہ
 صرف مجھے قید کر سکتی ہے،،، تو کر لے مجھے پرواہ نہیں،،،،
 مگر ایلا پھر تم نے از لان سے اپنی موت کا جھوٹ کیوں بولا،، راج اس سے غصہ ہوا تو
 ایک مرتبہ پھر ایلا نے تکلیف سے دہرے ہوتے پہلو بدلا۔
 تاکہ انہیں صبر آ جائے،، اگر میں یہ کہتی کہ میں زندہ رہوں گی تو وہ کبھی نا کبھی مجھے ڈھونڈنے
 کی کوشش کرتے،،،،، مجھ تک پہنچنے کی کوشش کرتے،،،،، تب میں انہیں
 روک نا پاتی،،،،، اور میں ان کی اور اپنے بچوں کی زندگی خطرے میں نہیں ڈال سکتی
 تھی،،،،،۔

ایلا نے کہا تو وشہ کی بھی آنکھیں بھر آئیں۔

باہر ایک مرتبہ پھر ایک طوفان سا اٹھا تھا۔

راج میں کہیں نہیں جا پاؤں گی،،، تاشہ بہت طاقتور ہے اس وقت،، تمہیں تو نہیں مگر
 تمہارے ہوتے ہوئے ہی اس ننھی سی کونین کو ضرور نقصان پہنچا سکتی ہے،،،،، تمہیں
 اب ضرور جانا ہوگا،،،،، اوشن کونین کی حفاظت کرنا ہوگی،،،،، جب تک میرا بیٹا اس

تک ناپہنچے،،،،، پھر تو وہ خود ہی اس کی حفاظت کر لے گا راج جاو یہاں سے،،،،، ایلا نے کہا تو راج اور وشہ نے بے بسی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

وشہ نے نرمی سے ایلا کی گود میں سے مایا وش کو اٹھایا۔ ایلا نے ایک حسرت بھری نگاہ سے اس ننھے سے وجود کو دیکھا۔

راج اور وشہ پر نسز کو وہاں سے لیے نکلتے چلے گئے تھے۔۔

ایلا کے وجود کے گرد زنجیریں جکڑی گئیں تھیں اور اسے قیدی بنا کر سمندر کے زندان میں کھینچ لیا گیا۔

وہ نازک سی پری دھیے سروں میں اڑتی فیری ٹاؤن کے حدِ نگاہ بڑے سے پھول میں داخل ہوئی تھی۔ وہ اندر داخل ہوئی تو تمام فیری گارڈینز نے گھٹنوں پر جھک کر اس کا تعظیماً استقبال کیا تھا۔

آپ کا سواگت ہے ایچنینٹرس (گارڈین فیریز کی ملکہ) مگر وہ سب کو نظر انداز کرتی متفکر سی اڑ کر اس ننھی سی جان کے پاس پہنچی تھی جو ہوش و خرد سے بیگانہ ایک پھول پر لیٹا ہوا تھا۔ جس کے سرہانے شاہی وید کھڑا اس کا علاج کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

بہت برا ہوا، بہت ہی برا کیا کنگ راج اور کوئین وشہ نے فیری ٹوپیا کے ساتھ، سب کچھ تباہ کر دیا ایچینٹر س، سب برباد ہو گیا، کچھ بھی نہیں بچا، جو فیری زنجی ہیں وہ اتنی کمزور ہیں کہ اڑ بھی نہیں پا رہی ہیں، وہ تو شکر ہے کہ ہم فیری ٹاؤن میں چلے آئے اور انھوں نے ادھر کا رخ نہیں کیا، نہیں تو وہ ہمیں بھی مار ڈالتے، پرنس ویا م کو کنگ نے بچا لیا، اپنی اور اپنے خاندان کی قربانی دے کر، ہم اب کسی بھی صورت پرنس ویا م کو نہیں کھو سکتے، انھیں بچانا ہوگا ہمیں محفوظ رکھنا ہوگا، مگر کنگ راج اور کوئین وشہ کو خدا غارت کرے گا، فیری گارڈین ایسی نے ایچینٹر س کو تفصیل بتاتے آخر میں نفرت سے کہا تھا۔

اور تمھیں ایسا کیوں لگتا ہے ایسی کہ وہ دونوں کنگ راج اور کوئین وشہ ہی تھے، وہ کوئی بہرو پیہ بھی تو ہو سکتے ہیں، ایچینٹر س نے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا اور پرنس ویا م کے سرہانے پیٹھ کر اس کا سر سہلایا۔

آپ کے کہنے کا کیا مطلب ہے ایچینٹر س، گارڈین فیری ز نے حیرت سے انھیں دیکھتے پوچھا تھا۔

کچھ نہیں ابھی میں وضاحت سے کچھ نہیں بتا سکتی مگر فی الحال آپ سب لوگ پرنس پر توجہ دیں، فیری ٹوپیا کی آخری امید اب یہی ہیں، یہ زندہ اور سلامت رہیں گے تو فیری ٹوپیا

سلامت رہے گا،، یہ بے تحاشا طاقت کے مالک ہیں، اسی لئے کنگ نے انھیں بچانے کا فیصلہ کیا، کیونکہ یہ ہی فیری ٹوپیا کے اگلے کنگ ہوں گے،،

ایپنچینٹرس کے یہ کہتے ہی سب فیری گارڈینز اپنے کنگ کی تعظیم میں جھکیں تھیں۔

معاف کیجئے گا ایپنچینٹرس آپ نے وضاحت سے نہیں بتایا، مگر پرنس ویا م تو اپنے خاندان اور لوگوں کی موت کا ذمہ دار کنگ راج اور کوئین وشہ کو ہی سمجھتے ہیں ناں،، تو یہ تو ان سے بے تحاشا نفرت کریں گے، اور ان کے لئے اپنے دل میں بدلے کے جذبات بھی رکھے گیں،، تو؟

آپ لوگ اس بارے میں فکر مت کریں، ابھی میرے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں جس سے میں ثابت کر پاؤں کہ یہ ان لوگوں نے نہیں کیا، مگر جلد یا بدیر سب پتہ چل جائے گا، کیونکہ میں وہ دیکھ پا رہی ہوں، جو آپ لوگ نہیں دیکھ سکتے،، اس نفرت کی بیج سے ہی تو محبت کا ایک تناور درخت بنے گا، اسی نفرت کی شروعات سے ہی تو محبت کی ایک لازوال داستان رقم ہوگی فیری ٹوپیا میں،، اور فیری ٹوپیا کو اس کی اگلی کوئین ملے گی،،

ایپنچینٹرس نے مسکراتے محبت سے پرنس ویا م کا سر سہلاتے کہا تھا جیسے وہ یہ سب دیکھ پا رہی تھی۔

پرنس ویا م نے آہستگی سے اپنی سحر انگیز خوبصورت آنکھیں کھولیں تھیں۔ چھوٹے سے بچے پر کیا قیامت گزری تھی یہ تو اس کے معصوم چہرے سے عیاں ہوتے کرب و درد سے اندازہ ہو ہی جاتا تھا۔ وہ جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھا تھا۔

ایپنجینٹس مجھے اپنے ماما بابا کے پاس جانا ہے،، وہ مچلا۔ ایپنجینٹس نے اسے سختی سے اپنے سینے بھینچا تھا۔ کیونکہ وہ جانتی تھی اب اپنے لنگ کو سنبھالنا بہت بہت مشکل کام تھا۔

وہ ملائیشیا سے واشنگٹن اپنے پیلس میں آئے تھے۔۔

جہاں ظفر جمی اور ماریہ ان سے ملنے آئے تھے۔ جمی کی بھی شادی ہو چکی تھی۔ مگر ابھی وہ اولاد کی نعمت سے محروم تھا۔

راستے میں ہی وشہ کی طبیعت بہت خراب ہو گئی تھی جس سے راج کافی پریشان اور ٹینس ہوا تھا۔

وہ سب راج اور وشہ کے روم میں بیٹھے تھے۔

وشہ بیڈ پر آنکھیں موندے لیٹی تھی۔ راج اس کے سرہانے بے چین سا بیٹھا اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہا تھا۔ ڈاکٹر کو بلا یا گیا تھا۔ راج نے بغور اپنی کونین کو دیکھا جو سفید

پیروں تک کے لباس میں چاندی کی طرح دمک رہی تھی مگر آج چہرہ مرجھایا ہوا سا تھا۔
جس سے وہ کافی پریشان ہوا تھا۔

چھوٹی سی مایاوش وہیں آس پاس ہی کرونگ کرتی کھیل رہی تھی۔ جمی اور اس کی وائف
سیرہ مایاوش کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھے
ڈاکٹر آئی تو انھوں نے سب کو باہر جانے کا کہا۔

راج ماریہ ظفر اور جمی دوسرے روم میں چلے آئے۔ سیرہ مایاوش کو لیے باہر لان میں چلی
آئی تھی۔ مایاوش کھلکھلا کر سیرہ کے ساتھ کھیل کر ہنس رہی تھی۔

وہ دو سیاہ سائے زمین پر اپنے ناپاک ترین ارادوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے
واشنگٹن کی سر زمین پر اترے تھے۔ زمین پر آتے ہی انھوں نے انسانی شکل اختیار کی تھی۔
انسانی شکل میں بھی ان کے مکرہ چہروں سے خباثت ہی ٹپک رہی تھی۔

وہ مسٹیریس پیلس سے تھوڑی دور کھڑے تھے۔ مگر اب ایک دوسرے کو راستہ صاف
ہونے کا مخصوص اشارہ کرتے پیلس کے قریب تر ہوتے چلے گئے۔ پچھلے لان کے طویل و
دراز گیٹ پر کھڑے ہو کر اندر جھانکا تو ان میں سے ایک سائے کے منہ سے جیسے رال ٹپک
تھی۔

سیرہ مایاوش کے ساتھ کھیل میں مصروف تھی۔ کہ اچانک سیرہ جیسے پتھر اسی گئی تھی۔ اور ننھی سی مایاوش کو سیرہ کا چہرہ انتہائی بھیانک نظر آنے لگا تو وہ اونچی اونچی آواز میں رونے لگی۔ اور کرول کرتے سیرہ سے دور ہونے لگی۔

مایاوش ،،، میری جان ،، میری پرنسس ،، ادھر آؤ ماما کے پاس ،،
مایاوش نے مڑ کر دیکھا تو پچھلے لان کے گیٹ کے پاس اسے اپنی ماماوشہ اور بابا راج کھڑے دکھائی دیئے۔

ادھر آؤ ماما کی جان ،، مانی پرنسس ،، وش ،،، گیٹ پہ کھڑی وشہ نے اسے پیار سے پچکارا تو وہ کرول کرتی ادھر جانے لگی۔

سیرا بے بسی کی انتہا پہ کھڑی اسے حسرت سے گیٹ کی جانب جاتے دیکھ رہی تھی۔ وہ چلانا چاہتی تھی۔ چیخ چیخ کر اندر وشہ کی پریشانی میں لکھے راج کو بتانا چاہتی تھی کہ ان کی گڑیا ان سے دور جا رہی ہے کھو رہی ہے مگر وہ اس کا وجود تو جیسے ساکن ہو گیا تھا۔ وہ چاہ کر بھی ہل نہیں پا رہی تھی بس پتھرائی نگاہوں سے مایاوش کو دور جاتے دیکھ رہی تھی۔ حدنگاہ آسمان تک سیاہی سی پھیلی تھی جو کسی بڑی انہونی کے ہونے کا اشارہ تھا۔

ایک حادثہ

ایک مصیبت

ایک ناگہانی آفت

جو اپنے ساتھ سب کچھ اجاڑ کر سب کچھ تباہ و برباد کر کے لے جانے والی تھی۔
مایاوش کرول کرتے وشہ کے پاس پہنچ چکی تھی۔ اس نے اچک کر مایاوش کو گود میں بھرا۔
کچھ غیر معمولی اور اپنے جسم پر تکلیف ہونے کے احساس سے وہ ننھی سی جان اس کا لے
سائے کی گود میں گلا پھاڑ پھاڑ کر روتی تھی۔

مگر اب دیر ہو چکی تھی۔ وہ اپنے عزائم میں کامیابی پر مکروہ قہقہے لگاتے وہاں سے پل بھر
میں غائب ہو چکے تھے۔

سیرہ کو ہوش آیا تھا۔ اور اس کی دلخراش چیک پورے پیلس میں گونجی تھی۔

سنگاپور کے سینٹوسا نیچ پر یہ بہت ہی بڑے ورلڈ کلاس لکڑی اور شاندار سے سلطان رائل
پیلس کا منظر تھا۔ جہاں ملازمین کی فوج میں ایک غیر معمولی سی ہلچل سی تھی۔

رات از لان سلطان اپنے چھوٹے چھوٹے بیٹوں کے ہمراہ یہاں پہنچا تھا۔ اور تب سے
اپنے کمرے میں بند تھا۔ بڑی ماں کے کمرے سے بچوں کے رونے کی آوازیں آرہی
تھی۔ حماد سلطان اور ان کی اہلیہ مسکان بیگم کا حکم تھا کہ از لان سلطان کو ڈسٹرب نہ کیا
جائے بلکہ سب کام چھوڑ پھاڑ کر بس بچوں کا خیال رکھا جائے۔

اندر عائش اور آبدار نے ادھم مچا رکھا تھا۔ وہ کسی صورت مسکان اور بڑی ماں کے قابو نہیں آ رہے تھے کسی صورت نہیں۔

ان کے گلا پھاڑ پھاڑ کر رونے کی وجہ سے مسکان اور بڑی ماں نے انہیں باہر کھیلنے کی اجازت دے تھی۔ تب وہ پورے پیلس میں گھومتے پھرے تھے اور ملازمین کی فوج ان کے پیچھے ہلکان ہو رہی تھی۔

وہ دونوں اب بال سے کھیل رہے تھے۔ ایک جیسے کپڑے، ایک جیسا قد و قامت، مگر صد شکر کے ان کی شکلیں آپس میں اتنی نہیں ملتی تھیں۔

یہ میری بال ہے عائش چھیڑ،، فوراً مجھے واپس کرو، آبدار چلایا۔ کچھ ہی دیر میں دونوں میں جھگڑا بھی ہو گیا تھا۔ ایلا تو کبھی انہیں جھگڑا نہیں کرنے دیتی تھی۔ مگر یہاں وہ لوگ آزاد تھے نادونوں پر کسی کی روک ٹوک کرنے کی جرات تھی۔

اور سیلی،، آئی نو یہ تمہاری بال ہے،، ہمت ہے تو لے کر دکھاؤ آب،، وہ ہر لفظ چبا چبا کر بولا۔

عائش بہت بری بات ہے ممانے یہ سکھایا تھا تمہیں،، آبدار نے ہی صلح جو لہجہ اختیار کیا تھا۔

نہیں سکھایا تھا بٹ آئی لائک دس بال سوچ،، سوہ میں رکھوں گا،، عائش نے لاپرواہی سے کندھے اچکاتے ضدی سے لہجے میں کہا تھا۔

بٹ اب میں یہ تمہیں تو بالکل نہیں دوں گا عائش،، کیونکہ یہ ممانے مجھے دی تھی تم اپنی لوس کر چکے ہو تو یہ مجھے دو،،

آبدار بھی غصے سے چلایا تھا۔

وہ کھیلنے کھیلنے باہر لان کے اس حصے میں چلے آئے تھے۔ جو پول کا ایک بڑا حصہ ان ڈائریکٹری ایک بڑے سے واٹر پول کے ذریعے باہر بیچ سے جڑا تھا۔ بیچ اور پول کے درمیان صرف ایک بڑی گلاس وال تھی جو ان کو الگ الگ کرتی تھی۔ پہرے دار دونوں شہزادوں کو دیکھ کر چاک و چوبند ہو چکے تھے۔ جواب بال کے پیچھے لڑتے جھگڑتے باہر پول کے قریب تر آ چکے تھے۔

میں نہیں دوں گا آب،، جو مرضی کرو تم،، عائش اب بھی ڈھٹائی سے بولا تھا۔

آبدار نے غصے سے سرخ ننھے سے چہرے سے اسے بری طرح گھورا اور پھر اسے غصے سے دوڑ دھکا دے دیا۔ عائش کا پیر پھسلا تھا اور وہ سات فٹ گہرے پول میں گرا تھا نا صرف خود گرا تھا بلکہ خود کو بچاتے وقت ہاتھ پاؤں چلاتے ہوئے اس کے ہاتھ آبدار کی شرٹ آئی تھی۔ جسے پکڑ کر اپنی جانب کھینچتا تو اس کے ساتھ آبدار بھی پانی میں گرتا چلا گیا۔

پیس کے بڑے لاؤنج سے باہر آتے بڑی ماں اور مسکان بیگم کے لبوں سے دھڑاں
 چیخیں برآمد ہوئیں تھیں۔ بڑی ماں تو بیہوش ہی ہوئیں تھیں۔ تمام سرونٹس کی جان لبوں پر
 آئی اور وہ سب تیزی سے پول کی جانب بھاگے تھے۔ یہ چیخ و پکار سن کر لائبریری سے
 حماد سلطان بھی باہر بھاگے تھے۔ اور اس دوران اوپر کے پورشن میں ازلان سلطان کی بھی
 آنکھ کھل گئی تھی جو رات ساری رات اپنی زندگی کے اجاڑ ہونے کا سوگ مناتے صبح کے
 پانچ بجے سوئے تھے۔

ازلان تیزی سے نیچے آیا تھا۔

سب لوگ پول کے پاس پہنچے تو اگلا منظر دیکھ آ نکھیں حیرت کی انتہا سے پھٹی کی پھٹی رہ
 گئیں تھیں۔ وہ دونوں پانچ پانچ سالہ بچے کسی ماہر تیراک کی طرح زیر آب پانی میں تیرنے
 مصروف تھے۔

ازلان کے ماتھے پر ڈھیروں بل آئے تھے سب کو پول کے گرد چمگھٹا لگائے دیکھ۔

What's the hell is going on here,,?

وہ دھاڑا تھا۔ سب اپنی اپنی جگہ سے اچھلے تھے۔ وہ آگے بڑھا

You all get lost from here right now,,

سب سرونٹس اور گارڈز ادھر ادھر بکھرے اپنی اپنی جگہ پر گئے تھے۔

"سب تماشہ دیکھ رہے ہیں، کوئی خیال نہیں رکھ سکتا ان کا، اور اب بھی انھیں بچانے کی بجائے کھڑے تماشہ دیکھ رہے ہو، ڈیڈ بے وقوفوں کی فوج پال رکھی ہے آپ نے، بزدلوں کی جوان معصوم جانوں کو بھی نہیں بچا سکتے، وہ ہنوز چلا رہا تھا۔

حماد نے گارڈز کو گھورا۔ مگر وہ تو جیسے حیرت کے سمندر میں غوطے لگاتے اب تک سکتے میں تھے۔

سروئٹس بھی ورطہ حیرت میں گم اب آپس میں چہ میگوئیاں سی کر رہے تھے کہ یہ کیسے اور کس طرح ہوا۔ اتنے چھوٹے بچے آخر پانی میں ڈوبنے کی بجائے تیر کیسے سکتے ہیں۔

کیسے آخر کیسے۔

ازلان نے پول کے پاس جھک کر دونوں کو اشارہ کیا تو وہ اوپری سطح تک آئے۔ ازلان نے انھیں باہر نکالا۔ اور سینے سے لگایا۔

حماد سلطان ماں جی کی جانب متوجہ ہوئے۔ سروئٹس انھیں اندر لے گئیں تھیں۔

میرے منع کرنے کے باوجود پانی میں کیوں گئے آپ لوگ،، ازلان نے انھیں اپنے سامنے کھڑا کر کے ناراضگی سے کہا دونوں نے سر جھکا لیا۔

مجھے اب نے پش کیا ڈیڈ،، تب گرامیں،، روندو عائش نے شکایت لگائی۔ آبدار نے اسے گھورا۔ وہ اب بھی اپنی غلطی نہیں مان رہا تھا۔

عائش نے میری بال لی ڈیڈ،، وہ بال جو می نے مجھے دی تھی،، آبدار نے سنجیدگی سے کہا۔
بٹ ڈیڈ،،

شٹ اپ بوتھ اف یو،، نومور آرگیو،، ازلان نے تیزی سے ان کی بات کاٹی۔
ازلان میرے بچے کیوں ڈانٹ رہے ہو معصوموں کو ارے دیکھ تو لو وہ ٹھیک تو ہیں،،
کہیں چوٹ تو نہیں لگی،، مسکان نے فکر مندی سے کہا۔
مما یہ بالکل ٹھیک ہیں،، آپ آرام کریں، میں انہیں چیلنج کروا دیتا ہوں،،
ازلان سنجیدگی سے کہتا انہیں گود میں اٹھائے اپنے روم میں لیے چلا گیا۔
پیچھے مسکان بیگم نے حسرت سے اس کی پیٹھ کو دیکھا۔ ہنستے کھلتے ازلان سلطان کو کسی کی
نظر ہی لگ گئی تھی جیسے،، جب سے ملاشیا سے لوٹا تھا بہت کم صم تھا۔ خاموش، سنجیدہ دکھی
سا۔ مسکان کو ہول پڑ رہے تھے مگر وہ بتا بھی تو کچھ نہیں رہا تھا۔

کونگریٹس مسٹر راج،، آپ پھر سے ڈیڈ بننے والے ہیں،،
ڈاکٹر روم سے باہر آ کر بولی تھی۔ ایک سرشاری تھی جو راج کے جسم و جاں میں دوڑی
تھی۔ تبھی آسودگی سے مسکرایا تھا۔
کونگریٹس راج،، جمی اس سے سرخوشی سے بغلگیر ہوا تھا۔ ظفر اور ماریہ بھی مسکرا دیئے۔

ڈاکٹر میری وائف ٹھیک تو ہے ناں،، راج نے متفکر سا پوچھا تو وہ مسکرا دی۔
 یس مسٹر راج، شی ازا بیلو سٹلی فائن،، بس ویکنس ہے وہ ہو جاتی ہے ایسی صورت حال
 میں،،
 ڈاکٹر میڈیسن لکھ کر جا چکی تھی۔

ابھی راج اندر کی جانب قدم بڑھاتا جب صرف اسے، سیرہ کی چیخیں سنائیں دی تھیں۔ وہ
 اندھا دھند باہر کی جانب بھاگا تھا۔ باقی سب بھی گھبرا کر اس کے پیچھے بھاگے۔ راج باہر آیا
 تو سیرہ کانوں پر ہاتھ رکھے بری طرح چلا رہی تھی ساتھ راج کو آوازیں بھی دے رہی تھی۔
 اور اس کے پاس کیا کہیں بھی مایاوش موجود نہیں تھی اور یہ محسوس کر کے راج کو اپنے جسم
 سے جان نکلتی محسوس ہوئی تھی۔

سیرہ،،،،،،،، بھا بھی،،،،،،،، کیا ہوا ہے مایاوش کدھر ہے،،

راج وہ بہت بھیانک تھے،، بہت،،،،،، میں کچھ نہیں کر سکی،، وہ،،،،،، وہ مایاوش کو
 لے گئے راج مم،،،،،، مجھے معاف کر دو،، میں اس کی حفاظت نہیں کر پائی،، سیرہ دھاڑیں
 مار مار کر رو رہی تھی۔

یہ سن کر جمی اور ظفر دروازے کی جانب بھاگے تھے۔ بلکہ راج چھت کی جانب، سب
 نے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔ مگر اسے اس وقت کسی کی کوئی پرواہ نہیں تھی کہ کون اس

کاش جان جائے گا کون نہیں۔ اسے بس اپنی پرنسز کی فکر تھی۔ بس وہ چاہیے تھی اسے اور کچھ نہیں۔

ہاں یہ اس کی لاپرواہی تھی کہ وشہ میں الجھ کر اس کی نے اپنی بچی سے توجہ ہٹالی تھی اور تو اور گارڈینز کو بھی ساتھ نہیں لایا تھا۔

اور یہ ڈریگن لینڈ تو تھا نہیں جہاں پر پتہ کرنے کی خبر اسے ہوا کرتی تھی۔ اور یہی اس کی سب سے بڑی بھول تھی۔

وہ چھت پر ڈریگن بن کر ہوا میں تحلیل ہو کر اڑا تھا۔

مگر اسے بہت دیر ہو چکی تھی شاید، تبھی وہ چند منٹوں کے بعد ناکام ہی لوٹ آیا تھا۔ کیونکہ مایاوش کا کہیں نام و نشان تک نہیں تھا۔ وہ چھت سے نیچے لان میں آیا تھا۔ جمی اور ظفر بھی ناکام لوٹ آئے تھے۔ سیرہ کا دماغی توازن ٹھیک نہیں لگ رہا تھا وہ تو بس زمین پر بیٹھی جانے کیا کیا بولے جا رہی تھی۔

سیرہ بتاؤ وہ کون تھے اور کیسے دکھتے تھے، جو میری بچی کو لے کر گئے، راج نے سیرہ کو جھنجھوڑا۔ مگر وہ کچھ بول نہیں رہی تھی۔

مایاوش،، وہ دھاڑا۔

تبھی دھاڑکی آواز پر اس کے پیچھے کچھ گرنے کی آواز آئی تھی۔ راج نے پیچھے مڑ کر دیکھا وشہ ہوش و خرد سے بیگانہ زمین بوس ہو چکی تھی۔

وہ بے چین سا وشہ کی جانب لپکا

رومینیا کا یہ ایک ہسٹورک پیلس تھا جس کے ٹھیک سامنے ایک بڑا چرچ تھا اور جس کے چاروں اطراف حدنگاہ کر سچن سیموٹری تھا۔

شام کے گہرے سائے چاروں اطراف پھیلے تو قبروں پر لگی سلیبوں اور شام کی لمحہ بہ لمحہ بڑھتی تاریکی نے فضا میں ایک دہشت سی طاری کر رکھی تھی۔ قبروں پر لگے پودوں اور درختوں کی سرسراہٹ اور سنائے کو چیرتی جھینگروں کی آوازیں عجیب لرزا اور ہیبت سی طاری کر رہی تھی۔ ایسے میں اس پیلس کے اندر سیاہ کوئے پھر پھڑپھڑاتے پھر رہے تھے۔ ہر طرف اندھیرا اور ہیبت سی طاری تھی۔

ایسے میں ایک ٹورسٹ لڑکی جو چرچ کا وزٹ کرنے آئی تھی۔ اپنا چھوٹا سا بیگ کندھے پر ڈالے چرچ میں گھوم پھر کر باہر نکلی۔ اپنی کار تک پہنچی تو عجیب سے احساس سے قدم وہیں جم سے گئے۔

ایک پیانو کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ اور دھن اتنی خوبصورت تھی کہ کانوں میں جیسے رس سا گھلتا محسوس ہوا۔ اس لڑکی نے ادھر ادھر دیکھا۔ دھن کی آواز چرچ کے سامنے قبرستان سے پرے اس پیلس سے آرہی تھی جس کی چھت پر کوئے اڑ رہے تھے۔

وہ واپس مڑی۔ ایسا نہیں تھا کہ وہ وہاں خود جانا چاہتی تھی۔ کیونکہ شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے اور اسے واپس اپنے ہوٹل پہنچنا تھا۔ مگر ایک ان دیکھی طاقت نے اسے اس پیلس کی جانب کھینچا اور قدم خود بخود دھن کا پیچھا کرنے لگے۔

Heyyy,,,,,Is there anybody in the house?

اس نے چلا کر پوچھا۔ پھر پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اپنے پیچھے جھاڑیوں میں کوئی سر سر اہٹ سی محسوس ہوئی تو اس نے جھٹکے سے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ مگر کوئی بھی تو نہیں تھا۔ میوزک کی آواز تیز ترین ہو گئی تھی۔

بھیانک چرچراہٹ کی آواز کے ساتھ پیلس کا دروازہ کھلتا چلا گیا اس کے لئے جیسے دروازہ کسی نے کھولا تھا۔ ایک ڈر تھا ایک جھمک مگر وہ اس قدر مجبور تھی کہ ایک ٹرانس کے عالم میں اندر داخل ہو گئی۔

چونکی تو تب جب اسی بھیانک چرچراہٹ کے ساتھ اس کے پیچھے دروازہ ٹھک سے اچانک بند ہوا تھا۔ اور کمرے میں گھپ اندھیرا چھایا تھا۔ لڑکی کی دلدوز چیخیں اس بھیانک خالی

کمرے میں گونجی تھیں۔ تبھی پھر سے کمرے میں ہلکی سی سرخ روشنی پھیلی تھی۔ لڑکی نے پیچھے مڑ کر طاہر بھاگنا چاہا مگر یہ دیکھ کر اد کے رونگٹے کھڑے ہوئے تھے کہ پیچھے تو دروازہ کوئی تھا ہی نہیں بس کمرے میں چار دیواری ہی تھی۔ لڑکی کا پورا جسم خوف و دہشت سے پسینے میں نہا چکا تھا۔ چھت پر کسی عجیب الخلق چیز کی غرغراہٹ سی سنائی دی تو اس نے ڈرتے کانپتے سر اوپر اٹھا کر دیکھا۔ چھت پر ایک کالی سی گھڑی سی چکی ہوئی تھی جس میں سے دو بھیانک اور سر آنکھیں اس ٹنگلی باندھے دیکھ رہی تھیں۔

لڑکی کی دہشت سے بھرپور چیخیں ایک مرتبہ پھر اس کمرے میں گونجی تھیں اور وہ بیہوش ہو کر زمین بوس ہوتی چلی گئی۔ کسی ان دیکھی چیز نے اسے گھسیٹ کر اسی پیلس کے ایک ہال نما کمرے میں پہنچایا تھا۔

جہاں ایک بڑے سے ہال نما کمرے میں چار کافن کے بیچ و بیچ آگ کا لاؤدھکائے وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔

پاس ہی وہی جواں سالہ لڑکی رسیوں سے جکڑی ہوئی لیٹی تھی اس کے منہ میں کاغذ ٹھونس کر اس کا منہ بند کیا گیا تھا۔ جو کمرے کا ماحول تھا لڑکی کو اپنی موت بلکل سامنے نظر آ رہی تھی۔ جو جو آج اس کے ساتھ ہو چکا تھا اور اب جو وہ بھیانک کریہہ شکل کے سائے اس کے سامنے بیٹھے تھے۔ وہ سمجھ چکی تھی کہ وہ بری طرح کسی آسیبی چکر میں پھنس چکی ہے۔

چھوٹی سی مایاوش پاس ہی ایک کاٹ میں لیٹی ہوئی تھی۔ رورو کر نڈھال اب وہ پرسکون سو رہی تھی۔

مکروچہروں پر ایک خباثت بھری فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔

تو آخر کار،، کتنے عرصے کے بعد ہم اپنے مقاصد میں کامیاب ہو ہی گئے،، بلیک وچ نے اپنے بھدے سے ڈراؤنے جلے ہوئے چہرے پر فاتحانہ کمینہ سی مسکراہٹ سجاتے ہوئے کہا۔

اس کا چہرہ جو جل کر مسخ شدہ سا تھا۔ چہرے سے جگہ جگہ بڑیاں نظر آتی تھیں۔ اور جلے ہوئے اس کے چہرے میں کیڑے ادھر سے ادھر سفر کر رہے تھے۔

ہاں ہم کامیاب ہوئے شیطان لوسیفر کی مہربانی سے،، آگے بھی ہم اسے اسی طرح خوش کرتے رہیں گے جیسے اب ہم نے اسے کیا،، سامر نے سکون سے کہا اور ایک گندی اور غلیظ نگاہ کاٹ میں لیٹی اس چھوٹی سی بے تحاشا حسین شہزادی کی جانب دیکھا۔

اور اگر اس کنگ راج نے ہمیں ڈھونڈ لیا تو،، بلیک وچ نے اپنا خدشہ ظاہر کیا۔

کبھی نہیں،، ہو ہی نہیں سکتا،، یہ اس کا ڈرگین لینڈ نہیں ہے، جہاں اس کی طاقتیں کام کریں گی،، یہ ان بے وقوف انسانوں کی دنیا ہے جو کتنی آسانی سے ہم جیسے شیطانوں کے جال میں پھنس جاتے ہیں،، سامر نے حقارت سے کہا۔

بلیک وچ اپنے مکرو فریب اور اپنے غلیظ عزائم کی تکمیل پر شیطانی قہقہے لگاتی رہی۔
اب آگے کیا کرنا ہے سامر، بلیک وچ نے پوچھا۔

اب آگے کیا کرنا ہے سامر،، بلیک وچ نے پوچھا۔

urdunovelsghar.pk

میرے لئے، راج سے بدلا لینے کے لئے جو چاہے اس کے ساتھ کرنا جو چاہے تکلیف دینا، مگر اسے کوئی پہچان ناپائے، اس تک کوئی پہنچ ناپائے، اسے ٹڑپانا مگر یہ زندہ رہنی چاہئے، ہر قیمت پر، میرے لئے، ان بے وقوف انسانوں کے بیچ رہنا، انسان بن کر، تاکہ آسانی سے بلی دی جاسکے، سمجھ رہی ہوں نا،،

سامر کاٹ کی جانب دیکھتا کسی درندے کی طرح رال ٹپکاتا بولا تھا۔ بلیک وچ نے پراسراریت سے مسکراتے اثبات میں سر ہلایا۔

سنو بلیک وچ اگر میرے کسے کے مطابق کوئی ایک بھی کام نہیں ہوا تو اٹھتے ساتھ ہی اپنی شادی پر تمھارے خون کا شربت شیطانوں کو پیش کروں گا،،
سامر نے بھیانک سرخ آنکھیں لیے کہا۔

ایسا ہی ہوگا میرے آقا، میرے بھائی جیسے تم نے حکم دیا،، وہ سر جھکا کر تابعداری سے بولی تو سامر خوش ہو گیا۔ کھڑے ہو کر ایک کیرٹوں سے بھرے پڑے کافن میں لیٹا اور وہ کافن زمین میں دھنستا چلا گیا۔

وہ لڑکی اپنی آنکھوں سے یہ سب دیکھ رہی تھی اور بن جل کے مچھلی کی طرح ٹڑپ رہی تھی۔ بلیک وچ اٹھی اور اس لڑکی کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھی۔

افسوس لڑکی پر بلی دینے سے پہلے مجھے تمھاری یہ چمڑی بہت اچھی لگ رہی ہے زرا اسے تو مجھے دے دو،، بلیک وچ نے اپنا پھدامنہ اس کے قریب کیا۔ لڑکی کی آنکھیں خوف کے مارے باہر ابلنے کو تیار تھیں۔ جب بلیک وچ نے سانس، اپنے اندر کھینچا اور لڑکی کی چہرے کی سکن اتر کر بلیک وچ کے چہرے پر لگنے لگی۔

وہ مکروہ قمقمے لگانے لگی تھی۔ جس سے کاٹ میں پڑی مایاوش کی آنکھ کھل گئی اور وہ پھر رونے لگی۔ بلیک وچ کو اپنے کام میں یہ مداخلت پسند نہیں آئی تھی تبھی وشہ کی جانب سرخ آنکھوں سے گھورا۔ اور پل بھر میں رات کے بارہ بجے لڑکی کا سر دھڑ سے الگ کر دیا۔

بلی دی جا چکی تھی۔

اب وہ مایاوش کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔ جانے کونسا ظلم ڈھانے والی تھی ننھی جان پر۔ کاٹ سے اسے گھسیٹ کر گود میں بھرا اور اس کی سنہری آنکھوں اور بالوں کو نفرت سے دیکھا۔

سب سے پہلے تو تمھاری یہ آنکھوں کا رنگ اور بالوں کا رنگ بدلے گا پرسنز،، کیونکہ یہ کسی کی یاد دلاتا ہے مجھے،، اور مجھے غصہ آتا ہے، اور ویسے بھی تمھاری پہچان بھی تو چھپانی ہے،،

یہ بول کر اس نے کچھ منتر پڑھ کر مایاوشہ پر پھونکنے شروع کیے۔
 ننھی سی جان کو اس قدر تکلیف ہوئی تھی کہ وہ چیخ چیخ کر رونے لگی۔ جادو سے سنہری بال سیاہ
 ہو رہے تھے اور آنکھوں کا رنگ نیلا پڑ رہا تھا۔ مگر اب مایاوش کے آنکھوں سے آنسوؤں
 کی جگہ خون بہہ رہا تھا۔

پھر اس نے مایاوش کو تکلیف دینے کے دہکتے الاؤ کے قریب ترکر دیا۔ وہ اذیت سے
 نڑپتے چیختی۔ بلیک وچ مکروہ سی ہنسی ہنس دی۔ مگر پھر اس کی مسکراہٹ غائب ہوئی تھی
 کہ دہکتے الاؤ پر جیسے کسی نے بالٹی بھر پانی ڈالا ہوا اور مایاوش کے آگ سے سینک پہنچتے وجود
 میں ٹھنڈک دوڑی ہو۔

بلیک وچ غصے سے پاگل ہوئی تھی۔ مایاوش کو کاٹ میں پھینک کر اس نے ہر حربہ آزمایا
 تھا۔ مگر اس چیز کا کوئی سراہا تھا نا لگ پایا کہ یہ سب کیسے ہوا تھا۔ وہ ایک مرتبہ پھر اپنے بال
 نوچنے کو ہوئی۔

آدھی رات کا وقت تھا از لان سلطان سڈی ٹیل پر بیٹھا اپنے بزنس کی کچھ فائلز دیکھ رہا تھا۔
 ایلا کی دلسوزیادوں سے چھٹکارے کا اب یہی طریقہ تھا کہ وہ خود کو بہت مصروف کر لے تو

بہتر تھا۔ اب اس وقت نیند تو آنکھوں سے کوسوں دور تھی سو خود کو آفس کے کام میں الجھا لیا۔

مگر ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی جب اسے اپنے ساتھ والے اپنے شہزادوں کے کمرے سے دلخراش چیخوں کی آواز سنائی دی تھی۔ وہ تیزی سے ان کے روم کی جانب بھاگا تھا۔ اندر آیا تو اس کے دونوں شہزادوں میں سے ایک بری طرح بستر پر لیٹا ٹپ رہا تھا اور چیخ رہا تھا۔

وہ بھاگ کر بیڈ تک آیا۔ اور اس کے اوپر جھکا۔

پرنس،، میرے شہزادے کیا ہوا بچہ ڈیڈ کو بتاؤ،، اس نے اسے بلانے کی کوشش کی۔ مگر وہ تو بری طرح ٹپتا رہا جیسے اسے جانے کتنی اذیت دی جا رہی تھی۔ تب ازلان نے اسے کھینچ کر سینے میں بھیجا۔

ہاں اسے یاد آیا ایلانے بتایا تھا جو اوشن کا اگلا کنگ ہوگا وہ اپنی کونین سے دل، جسم اور روح سے جڑا ہوگا۔ جب جب اس کی کونین کو تکلیف ہوگی وہ بھی ٹپے گا۔

اففففف میں سمجھ گیا میری جان کے اوشن کے اگلے کنگ تم ہو، جانتا ہوں مائی پرنس،، کہ تمہاری پرنسز تکلیف میں ہوگی،، ازلان نے بولتے اس کا جسم دیکھا جو نیلا سا پڑ رہا تھا۔ اور آنکھوں سے آنسوؤں کی بجائے خون ٹپک رہا تھا۔

ازلان سلطان اپنے بیٹے کی یہ حالت دیکھ کر تڑپا تھا مگر گھبرا یا ڈرا نہیں تھا۔ وہ جانتا تھا اسے دنیاوی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی تھی۔ مگر وہ اس وقت تکلیف میں تھا تڑپ رہا تھا اور ازلان بے بسی سے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں بھرے دیکھتا رہا۔

جب اس کے ننھے سے پرنس کا جسم گرم ہو کر دہکنے لگا۔ ازلان کا اس کو سنبھالنا مشکل ہو گیا۔ دوسرا پرنس بھی جاگ کر رونے لگا تھا۔ تب اس نے اپنے بازوؤں میں موجود اپنے بیٹے کو اٹھایا اور واش روم میں جا کر اس باتھ ٹب کے پانی میں ڈبو دیا۔

یہ وہ واش روم تھا جو اس نے بہت سیکرٹلی اپنے دونوں جل پری زاد شہزادوں کے لئے بنوایا تھا جس میں تقریب دس فٹ لمبا اور پانچ فٹ چوڑا باتھ ٹب تھا۔ جو تقریباً تین فٹ گہرا بھی تھا جہاں اس کے دونوں پرنس دنیا سے چھپ کر پانی میں وقت گزارا کرتے تھے۔ اسے پانی میں ڈبونے سے راحت سی ملی تھی جو اس کے چہرے سے صاف چھلک رہی تھی یا شاید اسے پانی میں ڈبونے سے کسی اور کو راحت ملی تھی۔

وہ کافی دیر زیر آب لیٹا سکون محسوس کرتا رہا۔ ازلان اسے پانی میں ہی چھوڑ کر اپنے روم میں چلا آیا کیونکہ وہ جانتا تھا اب وہ پرسکون سا ہو کر پانی میں ہی سو جائے گا۔

سمندر کی تہ میں ایک الگ ہی جہان آباد تھا جسے اوشیانہ کہتے تھے اس کے تحت پر بیٹھی تاشہ شیطانی سی ہنسی ہنستی ایلا کے وفاداروں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ کر خوش ہو رہی تھی۔ کچھ دیر بعد ایک جل پری اپنی گود میں ایک ننھی سی جان کو اٹھائے اس تک لائی۔ تاشہ کا غصے اور غمیض و غضب سے برا حال ہو گیا۔

ہٹاؤان باغیوں کا یہاں سے،، اسے بھلا کہاں گوارا تھا اس کا یہ شیطانی روپ اس کی چھوٹی سی پرنسز روزیلہ دیکھے۔ تبھی اس نے خونخوار نگاہوں سے اس جل پری کو دیکھا جو اسے بغیر بتائے روزیلہ کو باہر لے آئی تھی۔ یہ دیکھ اس غلام جل پری کی جان حلق میں اٹکی تھی کہ اب اس معمولی سی گستاخی کے لئے یقیناً اسے دردناک سزا ملنے والی تھی۔ میری پیاری پرنسز، لہروں کی رانی اور اوشیانہ کی اگلی کونین،، اس نے اپنی خوبصورت ترین پرل کی طرح دمکتی پرنسز کو گود میں بھرا۔

کونین یہ رو رہی تھی اور ایلا سے ملنے کی ضد کر رہی تھی تبھی،، دفع ہو جا وہاں سے،، تاشہ ایلا کا نام سن کر دھاڑی تھی۔ وہ جل پری وہاں سے غائب ہوئی تھی مگر وہ اپنی ایلکٹرک فشر کو اسے سزا دینے کا نجات بھرا اشارہ کر چکی تھی۔ ممایہ سب کیا ہو رہا تھا،، وہ ننھی سی جان لوگوں کی چیخ و پکار سن کر پریشان ہوئی تھی۔

"کچھ نہیں میری جان،، میری پرسنز،، یہ بہت برے لوگ تھے جنہیں میں ان کی برائی کی سزا دے رہی تھی،، تاشہ نے اسے بازوؤں میں بھرتے کہا۔

"مما مجھے ماسی سے ملنا ہے مجھے ایلا کے پاس جانا ہے پلیز مجھے اپنے پرسنز برادرز کے ساتھ کھیلنا ہے،، وہ ضدی لہجے میں بولی۔ وہ جب سے یہاں سے گئے تھے وہ انہیں بہت زیادہ مس کر رہی تھی۔ جبکہ یہ سن کر تاشہ کے جسم و جاں میں غصے کی ایک لہر دوڑی تھی۔

ایلا بہت بری ہے پرسنز،، اس نے اوشیانہ کو تباہ کر دیا، وہ یہاں سے چلی گئی ہے، اب نہیں آئے گی،، تم بھول جاؤ اسے،، ہم برے لوگوں کو یاد نہیں رکھیں گے،، اور وہ دونوں پرسنز برادر نہیں ہیں ان میں سے ایک روزیہ کو نین کا کنگ بنے گا،، سمجھیں،، یاد رکھنا ہمیشہ،،

تاشہ نے اس کے گھسنے نیلے بالوں میں ہاتھ پھیرتے کہا۔ اس نے حیرت سے اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے اپنی ماں کو دیکھا۔ وہ ماسی جس نے کبھی کسی سے اونچے لہجے میں بات تک نہیں کی تھی وہ کسی پہ ظلم کیسے کر سکتی تھی۔ اس کے ننھے سے دماغ نے ماں کی بات قبول کرنے سے انکار کیا تھا۔

تبھی اب وہ بالکل خاموش ہو چکی تھی۔ وہ اتنی سی بھی ماں کا جھوٹ سمجھ چکی تھی۔ ننھے زہن میں گرہ لگ چکی تھی۔

میں ماسی کو ڈھونڈوں گی، ان سے ضرور ملوں گی اور سب پتا کروں گی،،
زمین میں معصومیت سے سوچتے اگلا لائحہ عمل ترتیب دیا۔

راج ڈریگن لینڈ سے فیری ٹوپیا آیا تھا۔ کیونکہ کئی ماہ گزر جانے کے بعد بھی ہر طرف سے مایوس ہونے کے بعد اسے بس فیری گارڈینز کی ملکہ ایچینٹرس سے امید تھی کہ وہ اپنے جادوئی لاکٹ کے ڈائنڈ میں ہی دیکھ کر بتا سکتی ہے کہ آخر اس کی پرسنز ہے کہاں۔
اگر وہ ڈریگن لینڈ میں کسی ہوتی تو راج زرا بھی دیر نہیں لگاتا اسے ڈھونڈنے میں۔ مگر وہ تو زمین پر گم ہوئی تھی۔ کئی دنوں کی ہر کوشش ناکام ہوئی تھی اس کی۔ اپنی گڑیا کو کہاں کہاں ناڈھونڈا تھا اس نے۔

وشہ کی حالت دن بہ دن بہت خراب ہوتی جا رہی تھی۔ پیدائش کا وقت قریب تھا۔ وہ کمزور ہوئی تھی تو ڈریگن کنگ کی بھی پاورز آدھی ہو چکی تھی۔ تبھی وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پا رہا تھا نا زمین پر جا کر ان کالی طاقتوں کا پتہ لگا کر انھیں ڈھونڈ پا رہا تھا۔

وہ فیری ٹوپیا میں داخل ہوا مگر جنت نظیر فیری ٹوپیا کی یہ حالت دیکھ جہاں ہر طرف اتنی تباہی و بربادی تھی حیران و پریشان رہ گیا۔

وہ محل کے اندر اترا۔ مگر چاروں جانب سے اس پر حملہ ہو گیا۔ تیز روشنی کے جھماکے سے تھے جو آکر اس پر گر رہے تھے۔ مگر اس نے اپنی چاروں طرف ایک حفاظتی حصار کھینچ لیا تھا۔

تبھی اس نے غور کیا ایک چھوٹا سا انتہائی خوبصورت پرزادکنگ کے تخت پر بیٹھا اس انتہائی غصے و نفرت سے گھور رہا تھا۔ اور یہ سب اسی کے اشارہ کرنے پر ہو رہا تھا۔

(کتنا نادان تھا ناں اس کا ننھا سا دماغ کہ یہ بھی نہیں سمجھتا تھا کہ کنگ راج انھیں اب بھی چیونٹیوں کی طرح مسل سکتا ہے مگر اس ننھے سے دماغ میں سامنے والے کے لئے اس قدر نفرت اور غم و غصہ تھا کہ اس نے اس پر حملے کا حکم دیا)

یہ کیا ہو رہا ہے، کیوں حملہ کر رہے ہو مجھ پر، کنگ اور کونین کدھر ہیں؟ کنگ راج چلایا کیا لینے آئے ہو کنگ راج یہاں؟ سب کچھ تباہ و برباد کر کے، فیری ٹوپیا کے کنگ اور کونین اور ان کے پورے خاندان کو قتل کر کے، اب کیا ہمارے اس کنگ کو بھی مار کر یہاں حکومت کرنا چاہتے ہو تم اور تمھاری وہ کونین و شہ،

فیری گارڈینز میں سے ایک غدار دھاڑی۔ اس کی بات پر راج اپنی جگہ ساکت ہوا تھا۔ تخت پر بیٹھے پرنس و یام کی آنکھوں میں یہ سب ایک مرتبہ دوبارہ سن کر اور یاد کر کے شعلے سے بھر کے۔

مگر میں نے ایسا کچھ،،،

کچھ نہیں سننا ہم نے جاویاں سے،، وہ پھر دھاڑی۔

مجھے ایجنٹس سے ملنا ہے،، راج نے اپنا مدعا بیان کیا۔

اور تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ اتنا کچھ کرنے کے بعد اب ہم تمہاری کوئی بھی مدد کریں گے،، وہ بے ساختہ ہی بول گئی۔

اور یہ تمہیں کیسے پتہ کہ میں یہاں کسی بھی قسم کی کوئی مدد لینے آیا ہوں،، راج نے مشکوک نگاہوں سے اس فیری گارڈین کو گھورا تو وہ بری طرح گڑبڑائی۔

ہر کوئی ایجنٹس کے پاس مدد لینے ہی آتا ہے،، وقت رہتے وہ سنبھل گئی۔
دیکھو ویام بیٹا، ہم نے ایسا کچھ نہیں کیا، وہ کوئی بہروپ،،،،،،،،

خبردار ہمارے کنگ کی جانب ایک قدم بھی مزید بڑھایا۔ وی فیری گارڈین اپنا ترشول لیے کنگ راج اور ویام کے بیچ آئی تھی۔ راج کی آنکھوں سے شعلے نکلنے دیکھ اپنا سوکھا گلا تھوک منگل کر تر کیا مگر اس وقت ویام کے سامنے اپنی وفاداری کا ڈھکوسلہ دکھانا لازمی تھا۔

جاویاں سے کنگ راج،، مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی،، ویام نے بھی نفرت سے کہا۔

کچھ سوچ کر راج نے اپنے قدم پیچھے لیے اور فیری ٹوپیا سے نکلتا چلا گیا۔ وہ فیری ٹوپیا کے اس پار سفید پہاڑ کے دامن میں اتر اٹھا۔ جہاں آسمان کو چھوتی اس بیل کے نیچے وہ سفید چوغا پہنے فیری ٹوپیا کا سب سے بوڑھا پری زاد آسن لگائے آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا۔ وہ اتنا بوڑھا ہو چکا تھا کہ اس کے پر بھی جھڑ چکے تھے۔

کنگ راج اس کے پاس آیا۔
کنگ راج نے جھک کر اس کی تعظیم کی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ بند آنکھوں کے باوجود وہ اسے دیکھ رہا ہے۔

بابا، کنگ راج نے اسے پکارا۔
کس چیز سے پریشان ہو کنگ راج،، بابا نے دھیمے سے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا جو بے حد پریشان تھا۔

بابا میری چھوٹی سی پرنسز وہ کہیں کھو،،،
اس کی فکر چھوڑ دو کنگ راج،، اس کے لئے اس کا اپنا کنگ ہے جو اسے ڈھونڈ لے گا،
وقت لگے گا، بلکہ برسوں لگیں گے، وہ اب نہیں ملے گی تمہیں، تم صبر کرو، وہ اسے ہی ملے گی، وہ اسے تم تک لے کر آئے گا، پرنسز اس کے وجود کا ایک حصہ ہے، اس کی فکر کرنے کو اس کا اپنا کنگ ہے، تم اپنی کونین کی فکر کرو، اس کا خیال رکھو، وہ بیمار ہے کمزور

ہے، ڈریگن لینڈ پر توجہ دو، اس سے پہلے وہ تمہارے ہاتھ سے منگل جائے، جو ایک اور پرنسز آنے والی ہے بس اس پر توجہ دو، اس کی حفاظت کرنا، اس کے سر پر بھی مصیبتوں کے سائے لہرائیں گے، اسے بھی کوئی تم سے چرانے کی چھیننے کی کوشش کرے گا،، ہو سکے تو اسے ڈریگن لینڈ مت رکھنا، انسانی دنیا میں بھیج دینا،، وہاں وہ شاید محفوظ رہے،، تم۔ سمجھ رہے ہونا میں کیا کہہ رہے ہوں۔

وہ کسی غیر مرئی نقطے کی جانب گھورتے ایک سانس میں بولے تھے۔

راج کو اپنے جسم سے جان منگتی محسوس ہوئی تھی یہ سن کر کے اس کی پرنسز اب اسے نہیں ملے گی مگر ایک اور پرنسز کی آمد پر اس کے دل کو کچھ تو سکون محسوس ہوا تھا اب طس اسے بے حال ہوتی وشہ کو سنبھالنا تھا۔

بابا،، راج نے ایک مرتبہ پھر پکارا۔

جاو یہاں سے راج، جتنا دیکھا بتا دیا، مزید کچھ نہیں ہے میرے پاس تمہیں بتانے کو، بلکہ فوراً اپنی کونین کے پاس پہنچو، اس کی طبیعت ٹھیک نہیں وقت قریب ہے، اور ایک اور ننھی سی پرنسز کے لئے پیشگی مبارکباد،

اس بوڑھے پری زاد نے کہا تو راج لمحوں میں ڈریگن بنا وہاں سے اڑا تھا۔

راج ڈریگن محل کی وسیع و عریض چھت پر اتر اترھا۔ تیز قدموں سے وہ نیچے کی جانب بھاگا۔ محل میں غیر معمولی ایک ہلچل اور پریشانی سی تھی۔

کنگ،، کوئین کی طبیعت اچانک بہت خراب ہو گئی ہے،، ایک خادمہ نے بھاگ کر آکر بتایا۔

شاہی وید کو بلایا،، راج نے اپنی خواب گاہ کی طرف بڑھتے ہوئے پریشانی سے پوچھا۔ شاہی دائیہ ان کے پاس ہیں، خادمہ نے بتایا۔ راج کے قدم اپنی خواب کے باہر آ کر تھے تھے۔ اندر سے وشہ کی دلدوز چیخیں سنائی دے رہی تھیں۔ ایک مرتبہ پھر راج نے بے بسی کی انتہا سے اپنی آنکھیں زور سے بند کیں۔ کیونکہ وہ اب اپنی کوئین کے لئے کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ یہ تکلیف اسے اکیلے برداشت کرنی تھی۔

مگر تبھی ایک خادمہ بھاگ کر آ کر راج کے پاس رکی تھی۔ تعظیماً جھکی۔

کنگ، کوئین کسی سی بھی سنبھل نہیں رہیں ہیں، شاہی دائیہ سے بھی نہیں، وہ اپنی چیخوں کے دوران آپ کو پکار رہیں، شاہی دائیہ نے ان کی بگڑتی طبیعت کے پیش نظر آپ کو اندر بلایا ہے،،

خادمہ نے پریشانی سے کہا۔

ڈریگن لینڈ میں ایک مرتبہ پھر خوشیوں کی بہار اتری تھی۔ وہ لوگ جو پرنسز مایاوش کے کھونے پر بہت دکھی تھے اب اپنی نئی پرنس کی آمد پر جشن منا رہے تھے۔ راج اپنی دوسری بے تحاشا خوبصورت گڑیا کو اٹھائے لوگوں کے بیچ لایا تھا۔

تاکہ وہ اسے دیکھیں اور مطمئن ہو جائیں۔

اور واقعی لوگ پرنسز کو دیکھ کر بہت خوش ہو رہے تھے۔

ایسے میں چھوٹے چھوٹے بچے آکر پرنسز کے پاس پھول رکھ رہے تھے۔ پھر راج نے ایک عجیب نظارہ دیکھا۔ ایک سر پر ہڈیے بچہ کافی دیر سے جو دور کھڑا پرنسز کو بغور دیکھ رہا تھا۔ وہ قریب آیا تھا۔ اور پرنسز کے پاس پڑے پھولوں کے ڈھیر پر بول کا کاٹا رکھا تھا۔ راج غور کرتا۔ مگر اسے خادمہ نے مخاطب کیا تھا۔ وہ اس کی جانب متوجہ ہوا۔

پرنس ویا م نے ہڈی کے پیچھے سے ایک خونخوار نگاہ اس پریوں سے بھی زیادہ خوبصورت پرنسز، پر ڈالی۔ اور بھیڑ میں غائب ہو گیا۔ وہ جس مقصد کے تحت یہاں آیا تھا وہ پورا ہو چکا تھا۔

راج نے پیچھے مڑ کر دیکھا وہ بچہ پھولوں کے ڈھیر پر ایک کانٹے کی جھاڑی رکھ کر جا چکا تھا۔ اسے خادمہ کے ذریعے وشہ کا پیغام ملا تھا تو وہ اٹھ کر اندر کی جانب بڑھا۔

اندروشہ نڈھال سی آرام کر رہی تھی۔ کچھ دیر بعد ہی اس کی آنکھ کھلی تھی۔ اس کے اشارا کرنے پر کنیز نے اسے اٹھا کر تکیے کے سہارے نیم دراز کیا تھا۔

اسے یاد آیا۔ زہن میں ایک جھماکا سا ہوا۔ راج نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ اس کی طبیعت سنبھلتے وہ اس کی گود میں اس کی پرسنز دے گا۔ اور راج کبھی اپنے وعدے سے پیچھے نہیں ہٹتا تھا۔

کک،، کنیز،، کنگ راج کو بب،،، بلائیں،، وہ نیم جان سی بولی اور آنکھیں موند لیں۔ تبھی خادمہ کے بلانے پر راج اپنی گود میں چھوٹی پرسنز کو بھرے اندر داخل ہوا تھا۔

رر،، راج،، آپ نے وعدہ کیا تھا کک،، کہ،، آپ میری پرسنز، کک،، کہاں ہے مم،، میری پرسنز،، وشہ بے چین ہوئی تو راج نے نرمی سی جھک کر اپنی ننھی شہزادی کو اس کی گود میں بھرا۔

وشہ یہ دیکھو تمھاری پرسنز ماہا ویرا،، مایاوش کی چھوٹی بہن، دیکھو میں نے وعدہ کے مطابق تمھاری گود میں تمھاری پرسنز کو تھمایا،،

راج نے اس کی گود میں سکون سے سوئی پرسنز کو تھمایا۔

مگر راج،، وشہ نے پوچھنا چاہا مگر پھر وہ اچانک اپنی ننھی گڑیا کے معصوم چہرے میں کھو سی گئی تھی۔

وشہ دیکھو اسے، اب یہی ہماری پرسنل ہے، میں تمہیں سب سمجھاتا ہوں میری جان،،
 راج اس کے بہت قریب چلا آیا اور فیری ٹوپیا میں ہونے والے تمام واقعات اس کے
 گوش و گزار کر دئیے۔ سب سے بوڑھے پری زاد نے جو اسے بتایا تھا وہ بھی۔
 یہ سن کر وشہ ایک مرتبہ پھر رونے لگی۔ چاہے وہ جتنا مرضی تڑپتی مگر اب تو اسے صبر کرنا
 ہی تھا۔ مگر اس کی گود میں جو ننھی پری تھی اس کے اٹھ کے رونے سے وہ وہ جلد ہی اس کی
 جانب متوجہ ہو گئی تھی۔
 راج نے یہ دیکھ کر سکون کا ایک لمبا سانس خارج کیا۔

ازلان سلطان نے دونوں کو سنگاپور کے مشہور مینٹورمی میں داخل کروایا تھا۔ وہ ضرورت
 سے زیادہ زمین ہونے کے ساتھ ساتھ خوبصورت اور پرکشش تھے۔
 تبھی وہاں کا ہر بچہ ان کے قریب آنا چاہتا تھا ان سے دوستی کرنا چاہتا تھا۔ مگر ازلان نے
 انہیں کسی سے بھی دوستی پالنے کے لئے سختی سے منع کیا تھا۔ تبھی وہ اپنے کام سے کام
 رکھتے تھے۔ دونوں کی آنکھیں اوشن بلو تھیں۔ اب بھی وہ بریک کے بعد باہر صحن میں
 کھیل رہے تھے۔

جب پول پہ کھڑا گاڑ کسی کام کے سلسلے میں اندر کہیں گیا۔ تبھی ایک بچہ بال پکڑتے پکڑتے پانی میں گرا تھا۔ کوئی بڑا یا ٹیچر موجود نہیں تھا۔

پانی زیادہ گہرا نہیں تھا ہاں مگر اس بچے کے ڈوب کر مرنے کے لئے کافی تھا۔ بلڈنگ کے سیکنڈ فلور پر کھڑی پر نسل نے یہ دہشت ناک نظارہ دیکھا اور دل تھام لیا۔ وہ بچہ ڈوب رہا تھا اور چلائے جا رہا تھا۔ عائش اور آبدار سکون سے چلتے پول کے قریب آئے تھے۔ ایک دوسرے کی جانب دیکھ کر آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کیا کہ جیسے ایک دوسرے سے پوچھنا چاہتے ہوں۔

کیا یہ ہمیں کرنا چاہئے۔ آبدار نے اثبات میں سر ہلایا اور دونوں دیکھتے ہی دیکھتے کسی ماہر تیراک کی طرح ہاتھ فضا میں بلند کیے پانی میں کود گئے۔ تب تک گاڑ، ٹیچر اور پر نسل پول کے پاس پہنچ چکے تھے۔ مگر رائیل خاندان کے چشم و چراغوں کو اس طرح پانی میں گرتے دیکھ وہ سب مرنے والے ہو گئے۔ تبھی پول کی جانب بھاگے تھے۔

مگر یہ کیا؟ پول کے قریب جاتے ہی سب کو حیرت سے غش پڑنے والا ہو گیا۔ عائش اور آبدار اسے بازوؤں سے پکڑ کر تیرتے کنارے کی طرف لا رہے تھے۔

یہ سب کے لئے ناقابلِ یقین اور بے حد حیرت کی بات تھی۔ اتنے چھوٹے بچوں کا اتنے کانفیڈینس سے پانی میں کودنا پھر سمجھاروں کی طرح اس بچے کو بچانا اور پھر سہی سلامت کنارے تک لانا۔

بیٹا یہ سب تم نے کیسے کیا،، پر نسل نے جھک کر عائش اور آبدار سے پوچھا۔ مگر وہ خاموش رہے۔

پر نسل نے فوراً ازلان سلطان سے رابطہ کیا تھا۔ اور پھر ان کو ایک مرتبہ پھر اس بات پر ڈانٹ پڑی تھی کہ وہ لوگوں کے سامنے پانی میں کیوں کودے۔

وقت پر لگا کر اڑ گیا۔ بارہ سال کے ہونے پر ازلان نے اپنے لگے میں پہنے لاکٹ سے وہ سفوف نکال کر ان کو کھلا دیا تھا۔ وہ دونوں ہی اچھی طرح اپنی حقیقت، اپنا اصل اپنی زندگی کا جینے کا مقصد سمجھ چکے تھے۔ اب وہ جانتے تھے وہ کون ہیں اور انھیں دنیا سے کیوں چھپنا چاہیے۔ بارہ سال کے بعد اب وہ اپنی مرضی سے جب چاہے انسان اور جب چاہے ایک حل پری زاد میں بدل جاتے تھے۔ مگر ان میں سے جو اوشن کنگ تھا اس کے پاس مزید بے شمار پراسرار پاورز، تھیں۔ جو کسی عام انسان کی سوچ سے بالاتر تھیں۔

دس سال بعد،،

وہ ویسٹ افریقہ کا ایک عجیب سا علاقہ تھا۔ جس کے ایک کشادہ بند تاریک گھر میں وہ ایک چھوٹے سے تخت پر بیٹھی وہ اس بے تحاشا خوبصورت ملکوتی حسن کی ملکہ دس سالہ چھوٹی سی بچی کے سیاہ کمر سے جھولتے بالوں میں برش کر رہی تھی۔

یہ بات یاد رکھنا مایاوش، آج تو تم نے میرے اجازت کے بغیر اس گھر سے باہر قدم نکالا، آئندہ اگر یہ حرکت کی تو میں تمہیں ہمیشہ کی طرح سزا دوں گی، اور تمہیں پتہ ہے میں کتنی دردناک سزا دیتی ہوں،، کاتلہ (عرف بلیک وچ) نے اپنے مخصوص پراسرار لہجے میں اس سے کہا۔

کیا آپ واقعی میری سگی ماں ہیں ماں،، مایاوش کے اچانک سوال پر وہ بری طرح چونکی۔ کیونکہ اس سے پہلے کبھی مایاوش نے یہ سوال اس سے نہیں پوچھا تھا۔ میں ہی تمہاری ماں ہوں،، تمہاری سب کچھ سنا تم نے، تمہارا دنیا پر اور کوئی نہیں ہے میرے سوا،، اور یہ سوال تم نے کیوں پوچھا۔

کیونکہ کوئی ماں اپنے بچے کو اتنی دردناک سزا نہیں دیتی،، مایاوش نے معصومیت سے مگر سنجیدگی سے کہا۔

وہ اس لئے کہ میں تمہیں اس بری دنیا سے بچا سکوں، یہ دنیا بہت بری ہے، بہت، اسی لئے میں تمہیں اس کے مکرو فریب سے بچا کر رکھنا چاہتی ہوں،،

مگر ماں ہم باہر کیوں نہیں جاتے، ہر چھ ماہ بعد اپنا گھر کیوں بدلتے ہیں، مجھے سکول کیوں بدنا پڑتا ہے، میں کسی سے بات کیوں نہیں کر سکتی، سب بہت اچھے ہوتے ہیں، آپ مجھے جس لڑکی سے کہتی ہیں دوستی کرنے کو میں کر لیتی ہوں،، مگر جب وہ ہمارے گھر آتی ہے تو کدھر چلی جاتی ہے،

اس خبیث چڑیل نے مایاوش پر پوری طرح اپنا تسلط قائم کر رکھا تھا۔ ہر چھ ماہ بعد ایک لڑکی کو پھانس کر اس کی بلی دیتی اور وہاں سے مایاوش کو لے کر فرار ہو جاتی۔ ایک نئی جگہ نئے شکار کی تلاش میں۔ اور یوں جگہ بدلنے سے کوئی بھی مایاوش تک بھی نہیں پہنچ سکتا تھا۔ مایاوش کے دماغ کو پوری طرح گمراہ کر دیا تھا۔ مگر اب وہ جب سے سوجھ بوجھ آنے لگی تھی وہ اس سے سوال پوچھنے لگی تھی جو کہ اسے زہر لگتے۔ اسے تو مایاوش بھی زہر لگتی تھی تبھی آئے دن اسے نئے طریقے سے مار چر کرتی تھی۔ اب بھی وہ غصے سے پاگل ہوئی تھی۔ جب فضا میں ہاتھ لہرایا۔ اس کے ناخن کسی خنجر کی طرح تیز ہوئے تھے۔

تمھاری جرات کیسے ہوئی مایاوش میرے سامنے اتنی بکواس کرنے کی، اتنی زبان چلانے کی مجھ سے سوال کرنے کی،،،، یہ بول کر اس نے اپنی پوری طاقت سے ان خنجر نما ناخنوں سے اس کی کمر نوچی تھی۔ مایاوش کی دلدوز چیخ فضا میں بلند ہوئی۔

میں جگر کر مزید تڑپا۔
شیش شیش

”ہیے واٹس اپ برو، کیا ہو رہا ہے یہ تمہیں،“ وہ اس کی کمر پر جھکا جہاں شرٹ پر ہلکے ہلکے خون کے دھبے تھے۔

اس نے اس کی کسی تیز، دھار آ لے سے نوچی گئی کمر پر آٹمنٹ لگانا شروع کیا۔ وہ آنکھیں
موندے لب سختی سے بھینچے پڑا در و برداشت کرتا رہا۔ تب وہ آٹمنٹ لگا چکا تو پیچھے ہٹا۔
ڈیڈ کو بلاؤں؟

نو،،

تم ٹھیک تو ہو،،

ایس آئم فائن، تم جہاں جا رہے تھے ادھر جاؤ، میں آرام کروں گا، اینڈ تھینکس ڈیوڈ، اس نے آنکھیں موندے ہی اسے کہا۔

او کے، وہ بول کر چلا گیا۔

اب وہ اوشن کنگ اٹھاتا اور کمرے کی ہر چیز تہس نہس کی تھی۔ آئینے کے سامنے آ کر اپنی سرخ ڈوروں والی نیلی آنکھوں میں دیکھا۔ چہرے پر غمیض و غضب اور اشتعال انگیز تاثرات تھے۔

ہو آریو، اینڈ ویر آریو، یہ کیسا کنکشن ہے ہمارے بیچ، دنیا کی کوئی ایسی چیز نہیں جو اس
اوشن کنگ کو تکلیف پہنچا سکے، مگر ہر باریہ تکلیف تمہارے وجود سے ہو کر مجھ تک آتی
ہے،

اس نے شیشے پر مکا مار کر شیشہ چمکا چور کیا تھا۔

اور پھر اس اوشن کنگ کو یہ بات زیادہ تکلیف دیتی ہے کہ جو میں برداشت کر رہا ہوں کیا وہ تکلیف تمہیں بھی برداشت کرنی پڑ رہی ہے، اوشن کوئین کو، کس کی اتنی جرات کہ اس کنگ کی کوئین کو اتنی تکلیف پہنچائے۔

میں اتنی پاور فل الیکٹرک شاک تھا کہ کوئی بھی جل پر ی یا پر ی زادن کی زد میں آتا تو جل کر بھسم ہو جاتا اور اس کی موت طے ہوتی۔

اسے ہر حال میں زندان میں قید اپنی ماسی سے ملنا تھا۔ تبھی وہ خوفزدہ سی آگے بڑھی۔ ٹینٹیکلز پانی میں لہرا رہے تھے۔ وہ ایک ایک کر کے ان سے بچتی بچاتی آگے بڑھی۔ کیونکہ وہ ابھی چھوٹی سی تھی۔ تبھی آسانی سے ان کو پار کر پار ہی تھی۔ آخر کچھ پلوں کی محنت کے بعد وہ ان خطرناک ٹینٹیکلز سے بچ کر زندان کے منہ کے بلکل سامنے تھی۔ وہ ڈرتے جھجھکتے اندر داخل ہوئی۔

سب سے پہلے اسے ایلا کے وفادار زندان میں خستہ حالت میں پڑے دکھائی دیے۔ سامنے ہی ایک بڑے سے غار کے منہ پر جادوئی جال گر ہوا تھا جس میں اسے ایلا اداس سی بیٹھی نظر آئی۔

ماسی،، وہ تڑپ کر تیرتی ہوئی آگے بڑھی اور اس جال کو تھا ما۔

روزیلہ،، میری بچی،، تم یہاں کیوں آئی،، اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو،، ایلا نے جال میں سے ہاتھ نکال کر اس کا خوبصورت معصوم چہرہ تھا ما۔۔

مجھے سچ جانا ہے ماسی،، پورا سچ،، ماں آپ کے بارے میں جانے کیا کیا بولتی ہے، مجھے وہ جھوٹ لگتا ہے،، اور سچ مجھے اب آپ بتائیں گی ماسی،،

روزیلہ نے ضدی لہجے میں کہا۔ جیسے جب تک سب کچھ جان لے گی یہاں سے ہلے گی بھی نہیں۔۔

روز جاؤ یہاں سے،، تمھاری ماں کو پتا چلا تو بہت برا ہوگا،، ایلا جھنجھلا کر بولی۔

میں کچھ نہیں جانتی ماسی آپ مجھے سچ بتائیں پلیز،،

کونسا سچ،، روز، تمھاری ماں نے بالکل سچ کہا میرے بارے میں جو بھی کہا،، ایلا نے اپنی جان چھڑانی چاہی۔

نہیں،، آپ اب جھوٹ بول رہی ہیں، سچ بتائیں، ماسی مجھے جانا ہے،، روزیلہ مزید ضدی ہوئی۔

تب ایلا کو اسے کسی صورت جاتے ہوئے نا دیکھ اس کو سب سچ بتانا ہی پڑا۔ کیونکہ اگر وہ

مزید وہاں رکتی تو یقیناً تاشہ کو اس کا علم ہو جاتا۔ ایلا نے تبھی اسے سب کچھ بتا دیا۔

روز اس نے میری پیٹھ میں چھرا گھونپا،، مجھے میری اولاد میرے بچوں میری محبت سے

دور کر دیا، اوشیانہ کے لوگوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑتی ہے،،

ایلا نے بے حد اداسی سے کہا۔

ہمیں انہیں روکنا ہوگا ماسی، اوریہ میں کروں گی، میں عائش اور آبدار کو ڈھونڈوں گی،، انہیں آپ سے ملواؤں گی، میں آپ کو آزاد کرواؤں گی،، وعدہ کرتی ہوں آپ سے،، روزیلہ کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔

مگر روز،،،،، آ

سبز، روشنی کا ایک جھماکا ہوا تھا اور ایلا جھٹکے سے اچھل کر دور جا کر گرمی تھی۔
ماں،،، روز چلائی۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی ایلا میری بچی کو میرے خلاف بھڑکانے کی، بہت بری ہو تم، تم نے اچھا نہیں کیا،، روزیلہ اس نے جو بھی تم سے کہا سب جھوٹ کہا،، اور تم اب اس کی سزا بھگتنے کو تیار ہو جاؤ،،

ماں، بری وہ نہیں آپ ہیں،، یہ آپ نے کیا، وہ آپ تھیں، جنھوں نے غداری کی اوشیانہ سے، مجھے آپ کو ماں کہتے ہوئے بھی شرم محسوس ہو رہی ہے، آزاد کریں ماسی کو ابھی اور اسی وقت،، نہیں تو بہت برا ہوگا،، روزیلہ چلائی۔ اور جال کے پاس ایلا کے قریب جانے کی کوشش کی۔
پیچھے سے تاشہ مکروہ قہقہے لگاتی ہنسی۔

پہرے دار پکڑو پرسنز کو،، تماشہ نے بے حسی سے کہا تب دو جل پری زاد نے آکر روزیہ کو دبوچ لیا۔

ماں یہ کہا کر رہی ہیں آپ چھوڑیں مجھے اور ماسی کو، روزیلمہ پھر چلائی تھی۔
 تماشہ آہستگی سے اپنی بیٹی کے پاس آئی تھی۔ اور غم و غصے سے اسے گھورا۔ تب ہی ایک
 ہاتھ سے تماشہ نے اس کا منہ دبوچا تھا۔

اب بات دراصل یہ ہے پیاری پر نسز،، کہ میں جو جو بولتی جاؤں گی وہ تمہیں کرنا ہوگا، تمہیں اپنی ماسی کے بیٹوں کو پہچانس کر یہاں میرے پاس لانا ہوگا، کسی بھی طرح، کسی بھی طرح ایک تمہارا کنگ بنے گا اور دوسرا بیچارا مرے گا، ہاہاہاہاہاہا،،،، تب ملے گا مجھے سکون،،

وہ مکروہ قہقہے لگا رہی تھی روز، نے اپنی ماں کو نفرت سے دیکھا۔

اور آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے کہ میں آپ کے کہنے سے ایسا کچھ کروں گی،، روز کے لہجے میں بغاوت تھی۔ تبھی تاشہ نے ہاتھ میں پکڑے ترشول کا رخ ایلا کی جانب کیا تھا۔ اس میں سے نکلنے والی بجلی نے ایلا کی جان لینا شروع کی تھی۔ ایلا کی دلدوز چیخیں کالے پانیوں میں گونجیں۔

رک جائیں،، چھوڑ دیں انھیں،، آپ جو بولیں گی میں وہی کروں گی،، روزیہ نے چیخ کر روتے ہوئے کہا۔

تاشہ نے ترشول پیچھے ہٹایا۔ اور پہرے داروں کو اشارہ کیا۔ وہ باہر کی جانب بڑھی۔
 پہرے دار روزیہ کو دبوچے وہاں سے باہر نکلنے۔ اس نے حسرت سے ایلا کے زخمی وجود کو دیکھا۔ وہ نیم جان سے ہاتھ اٹھا کر اسے روکنا چاہتی تھی۔ مگر روک نہیں پائی۔
 مجھے معاف کر دیں ماسی،، میں مجبور ہوں، روزا اپنے دل میں مخاطب ہوئی۔ معصومیت بھری آنکھوں سے انصاف کیے اور اپنی ماں کے پیچھے چل پڑی۔

انڈیا کے شہر گوا کے خوبصورت بیچ پر بنایہ چھوٹا سا کاٹیج تھا۔ جس میں کانلہ (بلیک وچ) بے چینی سے ادھر ادھر گھومتی مایاوش کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ اپنے خاص کام کی تیاری کر رہی تھی۔ تبھی آج مایاوش کو اکیلے کالج بھیجا تھا۔ ساتھ بوریا بستر بھی سمیٹ کر بیٹھی تھی۔ یہاں سے اب انھیں کہیں دور جانا تھا۔ آج مایاوش کے فرسٹ ائر سیٹنڈرڈ کارزلٹ تھا اور اب اس نے سیکنڈ ائر میں جانا تھا۔

اسنے مایاوش اور اس کے ملکوتی غیر معمولی حسن کو دنیا اور انسانوں سے اب تک چھپا کر رکھا تھا۔ وہ یوں کہ اسے پابند کر دیا تھا کہ وہ ہمیشہ گاؤں پہنے اور اپنا چہرہ نقاب کے پیچھے ڈھانپ کر رکھے۔ اسی ایسا ہی کیا تھا۔ آج تک کوئی اس کا چہرہ نہیں دیکھ پایا تھا۔

اور جب سے وہ زیادہ سوال کرنے لگی تھی اس کی سزاؤں میں اضافہ کیے رکھا۔ اب مایاوش بڑی ہو چکی تھی۔ ڈر کے مارے سوال نہیں پوچھتی تھی۔ کیونکہ اس کے پیروں اور وجود کو جادوئی زنجیروں سے باندھا گیا تھا۔ وہ جانتی تھی وہ قید میں ہے۔ اور کئی طرح کی بار بار کوششوں کے باوجود وہ رہا نہیں ہو پائی تھی۔ اور نا کبھی ہو سکتی تھی۔ کوئی امید کا سراہا تھ نہیں آتا تھا۔ وہ آج تک یہ نہیں جان پائی تھی کہ اس کا اس دنیا میں آنے کا کیا مقصد ہے۔ وہ کیوں ہے یہاں۔ اور اتنی عجیب زندگی کیوں گزار رہی ہے۔ باقی لوگوں کی طرح اس کی زندگی نارمل کیوں نہیں ہے۔ اس کے ماں باپ کہاں ہیں۔ یہ تو طے تھا کہ کاندہ اس کی ماں نہیں تھی کم از کم۔ تو پھر وہ آخر کون تھی۔

کبھی کبھی اسے اپنے وجود میں عجیب طرح کی سنسناہٹ محسوس ہوتی تھی۔ کبھی جب کاندہ اسے بے تحاشا اذیتیں دیتی تھی تو خود بخود جیسے ان زخموں پر مرہم کے پھاہے رکھ دینے جاتے تھے اور کبھی یونہی بیٹھے بیٹھے خود بخود جسم کے کسی حصے پہ زخم لگ جاتا تھا۔

کانلہ اب مایاوش کی پوری پوری نگرانی کرتی تھی۔ وہ اس طرح کے جگہ بدلنے کے بعد وہ مایا کے ساتھ ہی جس سکول میں اسے داخل کرواتی اسی میں خود ایک میوزک ٹیچر بن کر جاتی تھی۔ یوں مایاوش پر بھی نظر رکھی جاسکتی تھی اور اپنا نیا شکار پھانسنے میں بھی آسانی ہوتی تھی۔ مایاوش کالج سے نکلی۔ پورا جسم خوف سے لرز رہا تھا۔

ہیے مایاوش،، تم تو بول رہی تھی کہ مجھے اپنے ساتھ آج گھر لے کر چلوگی تو اکیلی کیوں جا رہی ہو،، اس کی دوست پرپا نے اسے پیچھے سے آواز دی۔

مایاوش کی آنکھوں میں نمی اتری۔ کتنی بہترین اور بے غرض دوست تھی وہ اس کی۔ پیاری سی پرپا۔ مگر جانتی تھی اگر کانلہ کے حکم کے مطابق وہ اسے اپنے ساتھ لے گئی تو پرپا کبھی لوٹ کے گھر واپس نہیں جا پائے گی۔ وہیں کہیں غائب کر دی جائے گی۔ مایاوش نے ایک سرد سی لمبی سانس کھینچی۔ دل میں سوچا جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ کم از کم اب پرپا نہیں۔ آخر کیا کرے گی کانلہ؟ اسے ہی مارے گی ناں۔ جتنا چاہے مارے۔ مگر اب وہ کسی اپنی عزیز دوست کو کچھ نہیں ہونے دے گی۔

"پرپا یا را بھی مجھے کوئی ضروری کام یاد آ گیا، میں تمہیں کل لے جاؤں گی اپنے گھر، اوکے،، اس نے نرمی سے کہا تو پرپا نے اثبات میں سر ہلایا۔ ہاتھ ہلا کر اسے گڈ بائے بولا۔

مایاوش خوف سے کانپتی لرزتا وجود لیے اپنی گاڑی میں بیٹھی تھی۔ جس کا ڈرائیور ایک سیاہ لباس میں موجود پراسرار سا شخص تھا۔ یہ مایاوش نہیں جانتی تھی وہ بلیک وچ کا ایک شیطانی چیلہ تھا۔ جو بلیک وچ کی غیر موجودگی میں اس پر نظر رکھنے کے فرائض سرانجام دیتا تھا۔ گاڑی کاٹیج کے دروازے پر جھٹکے سے رکی تھی۔

مایاوش گاڑی سے اتر کر کاٹیج داخل ہوئی تھی۔ کائلہ نے اسے ایک نظر دیکھا۔ اس کے پیچھے دیکھا۔

پریا کہاں ہے،،، اس نے خونخوار لہجے میں پوچھا۔

مایاوش انگلیاں نے اپنا نقاب ہٹایا۔ اور خوف کے مارے گجھراہٹ میں اپنی نازک انگلیاں چٹانے لگی۔

اس کا اس قدر بے اختیار اور بے تحاشا حسن دیکھ کر ایک مرتبہ پھر وہ خبیث چڑیل جی جان سے جلی۔

میں نے پوچھا پریا کہ ہر ہے؟ وہ اپنی مکروہ آواز میں دھاڑی۔

مم،، میں نہیں لائی،،،، اسے ساتھ،،، مم،،، میری،،، بب،، بہت اچھی،،، دوست،،، ہے،، آپ،، اسے کک،، کچھ کر،، دیتی،، اسی لئے،، مم،، میں نن،، نہیں لائی اسے ساتھ،،،

مایاوش نے پسینے سے ترپیشانی لیے کہا۔ کانلہ کی آنکھوں میں شعلے سے لپکے تھے۔
تو تم میری حکم عدولی کرو گی اب مایاوش،، اپنی ماں کی،، جانتی ہو اس بغاوت کی کیا سزا
ملے گی تمہیں،، وہ پھنکارتی اس کے قریب آئی تھی۔ شکار ہاتھ سے جانے پر وہ سر کھچی
ناگن کی طرح ٹرپ اٹھی تھی۔ کیونکہ انہیں نکلنا تھا۔ وقت نہیں تھا اس کے پاس اور مایا
وش نے شکار ہاتھ سے نکال دیا تھا۔

وہ جھٹکے سے اس کے قریب آئی تھی۔ اور اپنی بیلٹ سے بخر نکال کر بجلی کی سی تیزی
سے اس کے دونوں بازوؤں پر بڑے بڑے کٹ لگائے تھے۔

مایاوش کی چیخیں پورے کالج میں گونجیں تھیں۔

کانلہ اسے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹ کر اندر لے کر گئی تھی۔ اور اس کا جبراً طرح دبوچا۔

اپنا یہ ڈرامہ بند کرو، اور جلدی سے تیار ہو کر باہر آؤ ہم سنگا پور جا رہے ہیں، سنگا پور
انٹرنیشنل کالج میں ایڈیشن ہوا ہے تمہارا، اور اگر ادھر کوئی گرٹ بڑکی تم نے تو انجام اس بھی
زیادہ برا اور بھیانک ہوگا،، سمجھیں،،

کانلہ اسے بالوں سے پکڑ کر بستر پر پٹ کر گئی تھی۔ مایاوش اپنے بازو تھامے دبی دبی
سسکیوں سے رونے لگی۔

پھر کاتلہ کے جانے کے بعد کمرے کی ہر چیز تہس نہس کی۔ پھر نئی جگہ۔ اجنبی پرانے لوگ۔ اپنے دوستوں کو کھونے کا غم، جو بمشکل اس کے دوست بن پاتے تھے۔ پھر ایک نئی زندگی، بے معنی بے مطلب کی، پھر نئے شکار اور وہی قید کی دردناک اذیتیں۔ وہ اپنے کمرے سے نیچے تک جھولتے بال مٹھیوں میں جکڑے بلکتی ہوئی پھر بیڈ پر گری۔

وہ سب بڑے سے ڈانٹنگ ہال میں بیٹھے لپچ کر رہے تھے۔ ہمیشہ کی طرح مسکان بیگم کے دانیں بائیں ان کے چمیتے جان سے پیارے شہزادے بیٹھے تھے۔ وہ کبھی عائش اور کبھی آبدار کے منہ میں کھانے کے نوالے ڈال رہیں تھیں۔ دونوں فوراً تھ انیر کے سٹوڈنٹس تھے۔ لاکھ چڑنے کے باوجود اپنی داد کی اس عادت سے دامن نہیں بچا سکتے تھے۔ اسے لئے اب چپ چاپ ساتھ ساتھ خود ساتھ ساتھ ان کے ہاتھ سے کھا لیتے تھے۔

میڈاندر سے باؤل میں قورمہ ڈال کر لائی تھی۔ جب اس کی نگاہ سامنے اٹھی۔ ان کے چھوٹے پرنس کے بازوؤں پر سے شرٹ لمحہ بہ لمحہ خون آلود ہو رہی تھی۔ اس نے ایک دلخراش چیخ ماری۔

وہ جو دربرداشت کرتا چہرہ لال بھسوکا ہو چکا تھا۔ کہ مسکان بیگم کو معلوم نا پڑے کے اس کے ساتھ پھر وہ افیت ناک عمل دہرایا جا رہا ہے۔ مگر میڈ کی چیخ پر سب اس کی جانب متوجہ ہوئے اور اس کی نگاہوں کے تعاقب میں سب کی نگاہیں اس کے بازوؤں پر اٹھیں۔ ارے یہ کیا،، دادو کی جان یہ کیا ہوا ہے بازوؤں پر،، مسکان بیگم حواس باختہ سی ہوئیں۔

ازلان اور حماد سلطان بھی چونکے۔

تبھی وہ جھٹکے سے اٹھ کر کچھ کہے سے بغیر اپنے کمرے میں آیا تھا۔ آکر شرٹ اتاری۔ بازوؤں پر بڑے بڑے کٹ تھے۔ اس نے اذیت سے لب بھلچے۔

ونیر آریوڈیم اٹ،،،،،،،،،، لبوں سے آہستگی سے پھسلا۔ شرٹ بیڈ پر پٹنی۔ بچپن سے لے کر اب تک وہ کس قدر اذیت سے گزرا تھا وہی جانتا تھا۔ اور اب تو کئی عرصے سے اسے پاگلوں کی طرح ڈھنڈٹا پھرتا تھا۔ گلی گلی نگر نگر، مگر وہ جوان دیکھی انجانی تھی جانے کس عذاب میں پھنسی تھی۔ کہ مل کر نہیں دی۔

اس کو ڈھونڈنا، اس کا ملنا کس قدر ضروری ہو گیا تھا یہ تو وہی جانتا تھا۔ اب تو دل و جاں ایک الگ ہی لے پر جھومنے اس کی طلب میں تڑپ رہے تھے مگر رہے تھے بے جان ہو رہے تھے۔

وہ گم صم سا جھٹکے سے بیڈ پر لیٹا۔

صرف ایک مرتبہ، بس ایک مرتبہ کہیں سے میرے سامنے آ جاؤ،، ڈیم اٹ،، اس نے اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے تھے۔

وہ تخت پر سر دوسپاٹ چہرہ لیے بیٹھا تھا۔ اتنے سرد تاثرات سے اس کی خوبصورتی ماند پڑ جایا کرتی تھی۔

اپنے اندر پلٹے غم و غصے کے طوفان کو اس نے کبھی تھمنے نادیا۔ بلکہ وقت کے ساتھ اب وہ طوفان ایک ابلتے لاوے کی صورت اختیار کر چکا تھا۔ وہ ہر روز اپنے دل کے زخم کھروچ کر انھیں تازہ رکھتا تھا کہ دل میں بھڑکی بدلے کی آگ کہیں ماندنا پڑ جائے۔

اس کے بلاوے پر آج کافی عرصے بعد ایچنینٹرس فیری ٹاؤن سے محل آئی تھیں۔ آکر اپنے کنگ کے سامنے تعظیم جھکیں۔ بدلے میں کنگ ویام بھی تخت سے اٹھ کر اس کے سامنے جھکا تھا۔ اور ہاتھ بڑھا کر ان کا ہاتھ احترام سے تھام کر انھیں تخت پر بٹھایا۔ پیچھے کھڑی فیری گارڈینز میں سے ایک فیری نے یہ منظر خونخوار نگاہوں سے دیکھا۔ ویام نے ایچنینٹرس کے قدموں میں بیٹھ کر ان کی گود میں اپنا سر رکھا تھا۔

کیا ہو کنگ ویام آپ کو،، یوں بلاوا بھیجنے کی خاص وجہ،،؟

ایپنچینٹرس، مجھے راج کی پرنسز کا پتہ چاہیے، میں ڈریگن لینڈ محل میں ہو آیا ہوں، وہ وہاں نہیں ہے، اپنے لاکٹ کے کرسٹل میں دیکھ کر بتائیے کہ وہ کہاں ہے؟

یہ کہتے ویام نے نگاہیں نیچی کیے زمین کو گھورا تھا مبادا کہیں اس نگاہوں سے منکلتے بھڑکتے شعلے ایپنچینٹرس نا دیکھ لے۔ مگر اس کا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ ایک مرتبہ تو ایپنچینٹرس کے پورے وجود میں سنسنی سی دوڑ گئی۔ ایپنچینٹرس نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

مگر ویام،،،

یہ فیری ٹوپیا کے کنگ کا حکم ہے، جیسا کہا ہے ویسا کیجئے، لہجہ سرد اور دو ٹوک تھا۔

مگر اس سب میں اس چھوٹی سی جان کا کیا قصور،،؟

میرے بہن بھائیوں کا بھی کوئی قصور نہیں تھا ایپنچینٹرس،، میرا حکم سمجھیں اور مجھے بتائیں، ویام نے اس کی بات کاٹی اور اٹھ کر ان کی جانب سے پیٹھ موڑ کر کھڑا ہو گیا۔

ایپنچینٹرس نے بے بسی کے احساس سے اسے دیکھا۔

اے کاش وہ ان بہروپوں کا پتہ لگا سکتیں مگر اتنے سال گزر جانے کے بعد بھی ان کا ہر طریقہ آزمانے کے بعد بھی وہ اب تک بے بس تھیں۔ کہ دشمن اس قدر طاقتور تھے ان تک پہنچنے سے پہلے راج اوروشہ کا چہرہ سامنے آکر ان کا ہر جادوئی کرسٹل ٹوٹ جاتا تھا۔

پھر ایچینٹرس کو کنگ کا حکم بجالاتے ہوئے اسے راج کی پرسنز کا پتہ دینا پڑا۔ کرسٹل میں بھی وہ پرسنز، دکھ پائی جو کہ آزاد تھی۔ کسی کی قید میں نہیں تھی۔

نیویارک کے براؤن سٹون پبلش میں آج غیر معمولی سی ہلچل سی تھی۔ ماہویرا بے بی کا برتھ ڈے تھا اور اس کی ٹاپ کرنے کی کوشی میں گرینڈ پارٹی تو اس سے چھپ کر اسے سر پرانز دینے کے لئے بالا ہی بالاسب تیاریاں مکمل کی جا رہی تھی۔

وہ ایک جان لیوا انگریز لے کر اپنے بستر پر اٹھ کر بیٹھی۔ کل ہی اس کا میٹرک کمپلیٹ ہوا تھا۔ اس نے ٹاپ کیا تھا۔ مگر کسی نے ڈھنگ سے اسے کونگریٹس تک نہیں دی تھی۔ تبھی وہ سب سے ناراض اب روم میں بہت لیٹ سو کر اٹھی تھی۔ چھوٹا سا منہ پھولا ہوا تھا۔ دن کے تین بج چکے تھے اسے اپنے روم میں ڈیرا جمائے بیٹھے۔ مگر مجال ہے جو کسی نے اس کی خبر لی تھی۔ اس کا مزید پارہ ہائی ہوا۔

تجسس بھی ہوا کہ آخر مسئلہ کیا ہے کہ وہ جسے ہتھیلی کا چھالہ بنا کر رکھنے والے لوگوں نے مر کر خبر تک نالی تھی۔

اس نے اٹھ کر روم سے باہر جھانکا۔ ہوکا عالم تھا۔ وہ یونہی ملگجے سے حلیے میں نیچے اتر کر آئی۔ اس کا بری طرح موڈ خراب ہوا۔ بڑے سے لاؤنج میں اندھیرا دیکھ کر۔ کسی کو بھی ناپا کر۔

جی ڈیڈ،؟

سیرام،،

وشہ ما،،

راج ڈیڈ؟

وہ آوازیں لگا رہی تھی مگر کسی نے کوئی رسپانس نہ دیا۔

وہ جھنجھلائی پیر پٹختی واپس جانے ہی والی تھی جب اشانک دھیر ساری لائٹس آن ہوئیں۔

اس کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ وہ مبہوت سی کھڑی لاؤنج کی سجاوٹ دیکھتی رہی۔

پپی برتھ ڈے ٹویو،، سب نے اس کے دوستوں نے مل کر کلیپنگ کی اور اسے وش کیا۔

اوووو، یسس،،، وہ چیخیں مارتی بھاگ کر سیرہ اور وشہ سے پلٹی۔

واو،، ام سو پپی ما،، سو اکسائیڈ،، وہ خوشی سے پاگل ہو رہی تھی۔

پگر مسکراتی وشہ اور سیرہ کا ہاتھ تھام کر کیک کاٹا۔ اب وہ سب کو کیک کھلا رہی تھی۔ وہ تیار نہیں تھی۔ تبھی اس کے دوست اس پر حملہ آور ہوئے تھے۔ انھوں نے اس کا منہ کیک سے رنگ ڈالا۔ اس نے بھی جم کر مقابلہ کیا۔

ان کی کھلکھلاہٹیں اور قمقمے پورے پیلس میں گونج رہے تھے۔ ایسے میں ایک سایہ دور کھڑا اپنی سرخ آنکھوں سے ان سب کو گھور رہا تھا۔

وہ جمی کے پاس آئی اور لاڈ سے اس کے گلے میں بانہیں ڈالیں۔
یہ سب کب کیا آپ لوگوں نے ڈیڈ،،

جب میری پرنسز کو منہ پھولا ہوا تھا اور اس نے اپنے آپ کو اپنے روم میں بند کیا ہوا تھا،،
جمی نے اس کی چھوٹی سی ناک دبائی۔ تب وہ منہ بناتی راج تک آئی اور اس کے سینے سے لپٹی۔

ٹھینکس ڈیڈ سو پی،،،، وہ اچھلی۔ راج مسکرا دیا۔
مگر کون جانتا تھا کہ ان خوشیوں کھلکھلاہٹوں کی عمر کتنی طویل ہے؟

سنگاپور انٹرنیشنل کالج کے آڈیٹوریم میں اس وقت ایک بھونچال سا برپا تھا۔ کانوں پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ کالج کو خیر باد کہنے والے سٹوڈنٹس کو الوداع اور نیو قمرز کو

ویکم کیا جا رہا تھا۔ سٹیج پر تھرڈ انیر کے سٹوڈنٹس اب پر فام کر رہے تھے جو کہ اب فور تھ انیر میں پروموٹ ہوئے تھے۔

ایسے میں عائش سٹیج سے اتر کر اب ایک کونے میں سینکڑوں لڑکیوں کے چمکھٹے میں سگڑٹ لبوں کے درمیان دبائے لاپرواہی سے کھڑا تھا۔

یہ وہ تھیں جو اس حسین ترین اور طاقتور مرد سے دوستی کرنے کی خواہشمند تھیں۔ مگر وہ اپنی من پسند لڑکی کے علاوہ کسی کو گھاس ڈالنا پسند نہیں کرتا تھا۔ تبھی سامنے سے ایک تیز تراز اور حسین لڑکی آتی دکھائی دی تھی۔

ہائے بیوٹیفل،، اس نے آتے ہی عائش کے سامنے اپنا ہاتھ بڑھایا تھا۔

ہائے،، عائش نے لاپرواہی سے ہینڈ شیک کر کے ہاتھ پیچھے کھینچا۔

آئی ایم رجا،، اسنے اپنا تعارف کروایا۔

آئی ایم عائش،، اس نے کہتے دوسری جانب دیکھا۔ لڑکیوں نے ٹھنڈی آہیں بھریں۔ ہر کوئی ان اوشن بلو آئیز میں ڈوب کر مرجانا چاہتی تھی۔

بٹ میں نے تو سنا ہے آپ کو لپ اسٹک رمور بھی کہتے ہیں یا لور بوائے،، اس نے کہا تو عائش قمقمہ لگا کر ہنس پڑا۔ یعنی وہ مکمل ہوم ورک کر کے عائش کو جاننے آئی تھی۔

ایسے میں یونی کے گیٹ سے کاندہ اور وہ بلیک گاؤن میں ڈری سہمی اندر آتی دکھائی دی تھی۔

ویرا کالج کے لئے بالکل تیار سیڑھیوں سے نیچے اتری تھی۔ گھٹنوں تک ریڈ شارٹ فرائیڈ پہنے نیچے جیمز کی ٹائٹس اور گلے میں ریڈ سکارف۔

ہائے ڈیڈ، وہ جمی کووش کرتی جلدی جلدی بریک فاسٹ کرنے لگی۔

یہ کیا طریقہ ہے پرنسز، تسلی سے کھانا کھاؤ، جمی نے اسے ڈانٹا۔ مگر وہ آنکھ ونبک کرتی آدھا سلائس اٹھا کر اپنا بیگ اٹھا کر باہر بھاگ گئی۔ جمی بھی مسکرا دیا۔

وہ نیویارک کالج کے گیٹ کے سامنے گاڑی سے اتری تو حسبِ معمول ہر نگاہ اس کے غیر معمولی حسین چہرے پر اٹھی تھی۔

کالج اینٹر ہوتے ہی اس کا موڈ بری طرح خراب ہوا تھا جب وہ ڈھیٹ بنا ہمیشہ کی طرح اس کے سامنے دیوار بنا کھڑا ہو گیا۔

جانے کس ڈھیٹ مٹی کا بنا تھا۔ وکی شیر گل کہ دو سال سے بڑی مستقل مزاجی سے (اس کے اس قدر بے تحاشا حسن براؤن آنکھیں براؤن سلکی بال دیو مالانی حسن سے متاثر) ہاتھ منہ دھو کر اس کے پیچھے پڑا تھا بلکہ ایک مرتبہ ماہویر اسے تھپڑ بھی کھا چکا تھا۔

میں نے صرف اور صرف ان دو تھپڑوں کو ہی یاد رکھا تھا، آج اوجلدی سے،، آڈیٹوریم میں،، میں کسی طرح بہانے سے اسے وہاں لے آؤں گا، گڈ بائے،، وہ دنیا جہان کی خباثت اپنی سرخ آنکھوں میں سجانے اب اپنی سیکرٹ پاکٹ سے نشہ آور انجیکشن نکال کر اپنے بازو میں انجیکٹ کرنے لگا۔

مایاوشہ رینا کے ساتھ کلاس لے کر باہر نکلی تھی جب سامنے سے کیتھی آتی دکھائی دی۔ ہائے ماہا، تمہیں پروفیسر والسن نے آڈیٹوریم کے پاس والے روم میں بلایا ہے،، لیکن کیوں،، ویرا نے اچنبھے سے پوچھا۔ یہ تو مجھے بھی نہیں معلوم،، اس نے کندھے اچکائے اور بول کر وہاں سے چلتی بنی۔ اور وہ جو پروفیسر والسن کی چیمپی سٹوڈنٹ تھی۔ چپ چاپ مگر الجھی ہوئی آڈیٹوریم کی جانب بڑھی۔

روزیلہ اداسی سے ماں کے ساتھ سینٹوسا بیچ تک آئی تھی۔

اب تم جانتی ہو آگے تمہیں کیا کرنا ہے پرنسز، اپنا مقصد یاد رکھنا، اور اسے پورا بھی کرنا، اگر کوئی چالاکی کرنے کی کوشش کی تو یاد رکھنا تمہاری پیاری سی ماسی جان سے جائے گی، تاشہ نے خباثت سے ہنستے کہا۔

روزیلہ نے آس بھری نگاہوں سے ماں کو دیکھا کہ شاید اسے رحم آ جائے مگر وہ اسے نظر انداز کرتی مزید بولی۔

میرے جادوئی محافظ تمہارے دنیاوی ماں باپ بن کر تمہارے ساتھ رہیں گے،، تم اس لاکٹ میں سے ہر روز ایک موتی نکال کر کھاؤ گی انسان جیسا بننے کے لئے اور اپنی پونچھ چھپا کر انسانی پیروں کے لئے،، اگر ایک دن بھی موتی نہیں لیا تو جل پری بن جاؤ گی،، سانس نہیں لے پاؤ گی انسانی دنیا میں،، اسی لئے یہ کھانا لازمی ہے، یہ جادوئی موتی ہیں،، سمجھ رہی ہوں،،

تاشہ نے چھبے لہجے میں کہا تو اس نے سرخ اور نم آنکھوں سے ماں کو دیکھا۔
ماں مجھے خود سے الگ مت کریں، میں نہیں جانا چاہتی انسانی دنیا میں، مجھے ڈر لگتا ہے،،
روزیلہ اداسی سے بولی۔

پاگل مت بنو روز، ایسے کیوں نہیں کہتیں مجھے اپنی اس ماسی کے ساتھ رہنا ہے، تاشہ سے اپنی ماں سے غداری کرو گی تو یہی سزا ہے تمہاری، اور خبردار ڈرنے کی بات کی تو، تاشہ کی بیٹی ڈرپوک نہیں ہو سکتی،،
تاشہ نے اسے بری طرح جھڑکا۔

وہ سسک پڑی۔ مگر تاشہ نے زبردستی اسے موتی کھلا کر اپنے خدمت گاروں کے ساتھ روانہ کر دیا۔

وہ ڈری سہمی ان کے ساتھ بیچ پر بنے ایک کایج میں آئی تھی۔ یہاں تک تو ٹھیک تھا مگر اب اسے ایک انسانی زندگی جینی تھی۔ انسانوں کے بیچ رہنا تھا۔ انسان بن کر، حتیٰ کے کالج بھی جانا تھا۔

مایاوش خاموشی سے کاتلہ کے پیچھے کھڑی تھی۔ اور وہ پرنسپل سے بات کر رہی تھی۔ پرنسپل سے بات کر چکے تو وہ اسے لئے باہر نکلی۔ وہ طویل ترین گراؤنڈ کر اس کر کے کلاسز کی جانب جا رہی تھیں۔

جب ایک جانب سے نکل کر ایک پرکشش سی لڑکی ان کے سامنے آئی۔ اور انہیں بغور دیکھنے لگی۔ مایاوش پریشان ہوئی اور ماتھے پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے نمودار ہوئے۔ وہ ان کے پیچھے پیچھے چل پڑی۔ کاتلہ نے فاتحانہ مسکراہٹ لیے اس سانولی سی لڑکی کو دیکھا جو ایشین لگتی تھی۔

کاتلہ نے مایاوش کو مخصوص اشارہ کیا وہ دہل کر رہ گئی۔ کاتلہ اپنی میوزک کلاس میں چلی گئی تو مایاوش پیچھے مڑی اور اس لڑکی کو پریشانی سے گھورا۔

کیا بات ہے؟ ہمارے پیچھے کیوں آرہی تھی،؟ گاؤں میں نقاب کے پیچھے سے ایک سریلی سی آواز سنائی دی تو سبغا کا سکتہ ٹوٹا۔ اس نے حیرت سے ارد گرد دیکھا وہ تو گراؤنڈ سے گزر کر سائنس ڈیپارٹمنٹ کی جانب جا رہی تھی تو یہاں کیسے۔

وہ،، مم،، مجھے میوزک کی آواز سنائی دی، ویسا میوزک میں نے کبھی نہیں سنا، وہ جو تمہارے ساتھ اولڈ لیڈی تھیں، وہ میوزک ان کے قریب سے سنائی دے رہا تھا، وہ اتنا اچھا تھا کہ میں سنتی سنتی تم لوگوں کے پیچھے چلی آئی،،

وہ گڑبڑا کر بولی۔ مگر اس کی بات سے مایاوش کہ حسین ترین آنکھوں میں ایسے عجیب سے تاثرات تھے کہ سبغا کو دنیا بھول گئی اور وہ مبہوت سی اس کی آنکھوں میں ڈوب کر ابھری۔ ہائے آتم سبغا فرام انڈیا، اور تم، اتنا پردہ کرتی ہو یقیناً مسلم ہوگی یا پھر پاکستان سے،، ہے ناں،، سبغا نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔

ہاں،،، میرا نام مایاوش ہے،، مایاوش نے اپنا منحنی ہاتھ آگے بڑھایا جسے سبغا نے تھاما تو یوں محسوس ہوا جیسے کسی روئی کے گال کو تھام لی ہو۔ اس نے حیرت سے اس کا ہاتھ دیکھا۔

میں سیکنڈ اسیر کی سٹوڈنٹ ہوں، اور تم،،؟ سبغا مزید اس کے قریب آئی۔
میں بھی،، شاید اسے مختصر بات کرنا سکھایا گیا تھا۔

اوپہہ،،،، ویری گڈ،، پھر کیا تم میری دوست بنوگی،، بلکہ میں پوچھ ہی کیوں رہی ہو، آج سے ہم دونوں فرینڈز، آؤ تمہیں کلاس میں لے کر جاؤں،،،

وہ اس کا ہاتھ چھوڑنے کو تیار نہیں تھی۔ اس کا ہاتھ تھامے کلاس کی جانب گئی۔ بہت زیادہ باتونی اور ہنس مکھ لڑکی۔ مایاوش اسے مسکرا کر دیکھتی رہی۔

وہ کلاس کے اندر داخل ہوئیں۔ کلاس کم مچھلی بازار زیادہ محسوس ہو رہا تھا۔ ہر کوئی اپنا اپنا گروپ بنائے باتوں میں مصروف تھا۔ ایک گروپ کے ارد گرد زیادہ چمگھٹا تھا۔ جس میں عائش اور آبدار کھڑے تھے۔ ان کے گرد جیک ڈینیل اور ارحم تھے۔ باقی سب سات سے اٹھ لڑکیاں تھیں جو ان کے کافی کلوز کھڑی تھیں۔

عائش اور آبدار کے توباپ کا راج تھا۔ کالج کا یہ ٹاپر کلاس میں کم اور اپنے فرینڈز کے ساتھ زیادہ نظر آتے تھے۔ جس کلاس میں دل کرتا بیٹھ جاتے۔ اب بھی تبھی اس کلاس میں موجود تھے۔

سبغا اور مایاوش کلاس میں داخل ہوئیں تو وہ دونوں ایک عجیب سی آواز آنے سے دروازے کی جانب متوجہ ہوئے تھے۔ دونوں نے کوفت بھری نگاہوں سے اس گاؤن میں لپٹی لڑکی کی جانب دیکھا تھا کیونکہ اس کے پیروں ہاتھوں میں سے جو آواز آرہی تھی وہ

ان کے کانوں کو کافی زیادہ چبھ رہی تھی۔ اور ایسا پہلی مرتبہ ہوا تھا۔ ایسے احساسات پہلی مرتبہ ہوئے تھے۔

مایاوش اور سبنا آکر سیٹ پر بیٹھی گئیں۔

یہ لیڈی تمہارے ساتھ کون تھیں؟ سبنا کے سوالات کا مرحلہ پھر سے شروع ہوا۔

میری مدر، مایاوش نے اداسی سے نظریں چرا کر کہا۔

وہ ادھر کیوں آئیں تھیں؟ سبنا کو حیرت تھی۔

وہ یہاں میوزک ٹیچر ہیں، مایاوش نے بے تاثر لہجے میں بتایا۔

وہ میوزک کی آواز،،،

اسے بھول جاؤ سبنا اب اگر کوئی آواز آئے تو اپنے کان بند کر لینا، مایاوش نے دانت پیس کر کہا۔

وہ دونوں باتیں کر رہیں تھیں۔ مگر وہاں موجود دو لوگوں کی آنکھیں تھیں جو اس کا سرتاپا

جائزہ لینے میں مصروف تھیں۔ ایک عجیب سی کشش تھی اس سیاہ گھڑی میں جو پہلے کبھی

کسی بھی دنیاوی وجود میں محسوس ہی ناہوئی تھی۔ وہ بغور اس کے ہاتھ پاؤں اور آنکھیں

دیکھ رہے تھے۔

ویرا حیران پریشان سی آڈیٹوریم تک آئی تھی۔ سہمی ہر فی جیسی آنکھوں سے ادھر ادھر دیکھا۔ کیونکہ اس سائیڈ کافی ویرانی تھی۔ کوئی بھی اسے نظر نہ آیا۔ وہ آڈیٹوریم کے ساتھ والی کلاس کے ڈور تک آئی۔ اسے عجیب سا محسوس ہوا بھلا پروفیسر اسے یہاں کیوں بلائیں گے۔

تبھی وہ الٹے پیروں واپس مڑی تھی۔ مگر بے سود اتنی ہی سرعت سے اس شیطان صفت آدمی نے اندر سے منکل کر اس کے ہونٹوں پر ہاتھ جما کر اسے اس کلاس میں کھینچ کر بہت بری طرح زمین پر پٹختا تھا۔ اس کا سر ڈائس سے لگا خون کی ہلکی سی لکیر ماتھے سے گال تک آئی۔ وہ سسک پڑی اور آنکھوں کے سامنے تارے ناچ گئے۔ مگر اپنے قریب آتی کافی سارے قدموں کی دھمک سے وہ جلد الرٹ ہو کر سیدھی ہوئی تھی۔ سامنے وکی شیر گل کو خباثت سے ہنستے اپنی شرٹ کے بٹن کھولتے خود کے قریب آتے دیکھا۔

جبکہ تین ہٹے کٹے قد آور جمشی بھی اس کے چاروں طرف کھڑے دلچسپی سے منہ سے رال ٹپکاتے اس مثل حور نازک سی گڑیا کو دیکھ رہے تھے جسے آج وہ روندنے کا گندا منصوبہ بنائے بیٹھے تھے۔

پھر اس کے قریب آیا۔ زمین پر بیٹھ کر اس اس کی شرٹ کندھے سے دبوچی۔ وہ اپنی پوری طاقت لگا کر بھی ٹڑپتی ان درندوں کی قید سے ہل بھی نہیں پارہی تھی۔
وکی اس کے کندھے سے شرٹ کھسکانے لگا۔

سبنا اس کا ہاتھ تھام کر کلاس سے باہر لائی تھی۔ وہ کالج کے طویل کوریڈور سے گزر رہی تھیں۔ ان دونوں کو لگا ان کا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ تبھی پیچھے مڑ کر دیکھا تو عائش، آبدار اور جیک ان کے پیچھے خاموشی سے چلے آ رہے تھے۔
جیک کی نگاہیں سبنا کی وجود کا احاطہ کر رہی تھیں۔ جبکہ عائش اور آبدار کوفت بھری نگاہوں سے اس گاؤں میں لپٹی لڑکی کے پاؤں دیکھ رہے تھے۔ قریب ہونے کی وجہ سے وہ آواز جو ان کے کانوں کو چبھ رہی تھی۔ اب انھیں اس آواز سے سخت تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔

عائش اور آبدار جلدی سے وہاں سے نکل گئے۔

جبکہ جیک ہنوز ان کے پیچھے آ رہا تھا۔ سبنا نے ایک مرتبہ پھر پیچھے مڑ کر دیکھا اور اس انگریز کے بچے کو ہمیشہ کی طرح خود کا پیچھا کرتے دیکھ وہ بری طرح جھجھلائی۔

مایاوش کا ہاتھ تھا مگر گراؤنڈ تک آئی جب وہ تیزی سے ان کے سامنے آیا جو آج اس سے بات کرنے کی غرض سے ہی ان کے پیچھے آ رہا تھا۔

واٹ،،، سبجنا نے آئبر واپچکائی۔ جیک نے دلچسپی سے اسے دیکھا۔ وہ تو سپرنگ فیسٹ پر اس کی اور ررنجنا کی ڈانس پر فارمنس دیکھ کر ہی اس سانولی سلونی لڑکی پر مر مٹا تھا مگر وہ ہی اسے گھاس ڈالنا پسند نہیں کرتی تھی۔

آئی لویو سبجنا، ول یو میری می،، اس نے ڈریکٹ مدعے کی بات کی۔
سبجنا کو پتنگے لگے۔ جبکہ مایاوش ہونق بنی وہاں کھڑی تھی۔ سبجنا نے مایاوش کو مخاطب کر کے بلند آواز میں کہا۔

دیکھو زرا اسے،، ہم انڈینز اور پاکستانیوں نے ان گوروں کو ستر سال پہلے ہی اپنی زندگی سے نکال باہر کیا، مگر یہ پھر بھی ہماری زندگیوں میں گھسنے کی کوششوں سے باز نہیں آتے، زلیل،، کینہہ الو کا پٹھہ،،

سبجنا نے برا سامنہ بنا کر خالص اردو میں مایاوش کو کہا یہ سمجھ کر کہ سامنے والا اس زبان سے نابلد تھا۔

جیک دانتوں تلے لب دبا کر اپنی ہنسی کنٹرول کرنے میں ہلکان ہوا شاید وہ یہ سمجھ رہی اسے کچھ سمجھ نہیں آیا۔ مگر اس کی یہ گوہر افشائیاں اچھی طرح سمجھ چکا تھا۔

یہ گورا تو تھارا زندگی میں گھس کر ہی رہے گا سبنا، جان،، اور تم کھوالو کے پاٹھے کی الو کی پاٹھی بھی بنا کر رہے گا،،،

وہ بڑی مشکل سے ایک ایک لفظ سوچ کر بولا۔ اس کے جواب پر سبنا کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ پھر گھڑوں پنی بھی پڑ گیا۔ تبھی وہ شرمندگی کے مارے سرخ پڑ گئی۔ جیک نے یہ نظارا بھی بڑی دلچسپی سے دیکھا۔

اس کی نگاہوں کی لپک تھی کہ سبنا بری طرح جھنجھلائی اور کوئی بھی جواب دینے بغیر مایاوش کا ہاتھ تھام کر اسے دوسری جانب لے گئی جہاں سے اسے کانلہ آتی دکھائی دی۔ کانلہ کو دیکھ کر مایاوش کے ہونٹوں سے وہ ہنسی غائب ہوئی جو ابھی کچھ دیر پہلے سبنا کی بے وقوفی سے اس کے لبوں تک آئی تھی۔

ہائے میم،، سبنا نے کانلہ کو مخاطب کیا۔ مجھے وہ میوزک سیکھنا ہے جو ابھی مجھے سنائی دے رہا تھا۔

ضرور اس کے لئے تو تمہیں ہمارے ساتھ آنا پڑے گا کیوں مایاوش،،، یہ کہتے اس کی آنکھوں میں عجیب سی خباثت تھی۔

ہاں میں ضرور آؤں گی،، انجنا پر جوش ہوئی۔

مایاوش کا دل کیا اس کو کانہ کے حوالے کرنے کی بجائے خود اس کے ہاتھوں سے اس کا گلا دبا دے۔

ہاں ضرور مگر ابھی اس کا وقت نہیں آیا،، کانہ نے کہا اور مایاوش کا ہاتھ تھام کر اسے گھر لے گئی۔

ماہویرا کی کی گھٹی گھٹی چیخیں اس روم میں سنائی دے رہیں تھیں۔
پھر کمرے میں جیسے کسی پرندے کے پھڑپھڑانے کی آواز سنائی دی تھی۔
اس سے پہلے وہ شیطان ویرا کے ساتھ کوئی اور گستاخی کرتا کمرے میں گھپ اندھیرا چھایا تھا۔

وہ چاروں درندے بری طرح چونکے تھے۔
یہ کیا ہوا،، وکی نے انگلش میں کوفت زدہ لہجے میں پوچھا۔
تو کیا ہوا ہمیں روشنی کی اتنی خاص ضرورت بھی نہیں،، ایک کی خباثت بھری آواز سنائی دی۔

یا،،، رائٹ،، وکی نے مکروہ قہقہہ لگایا۔

[مکروہ شعلہ اگتی لال انگارے آنکھوں نے یہ منظر غصے سے پاگل ہوتے دیکھا تھا۔]

چلیں باس اپنا کام سٹارٹ کریں، ٹائم کیوں ویسٹ کر رہے ہیں،، ایک چمچے نے وکی کی توجہ اس کمسن کھلی کی جانب ہوئی۔

وکی سیکنڈوں میں اپنے ہاتھوں میں دبوچی ہوئی ماہویرا پر پل پڑا۔ مگر ایک دھماکے سے اپنے بیچ خالی زمین پر گر کر بری طرح ماتھا پھوڑ بیٹھا تھا۔ کیونکہ وہ جیسے سوکھی ریت کی طرح ان کے ہاتھوں سے پھسل گئی تھی۔

ارے کہاں گئی یہ،، ان درندوں نے زمین ٹٹولی۔

ماہویرا حیرت و صدمے سے ایک بڑے ڈیسک کے پیچھے چھپی بیٹھی تھی۔ اسے نہیں معلوم تھا وہ ان درندوں کے شکنجے سے کیسے پھسل کر یہاں پہنچی تھی۔ مگر وہ بیچ نکلی تھی۔ اور اب منہ پر دونوں ہاتھ جمائے خوف کے مارے اپنی چیخیں اور سسکیاں دبا رہی تھی۔

موبائلز کی ٹارچ جلاؤ بیوقوفو، وہ پھر چلایا۔ مگر دفعتاً ان چاروں کے حلق میں کانٹے اگے تھے۔ منہ کا سارا پانی خشک ہو گیا۔ پیاس کی شدت سے انھوں نے اپنے گلے دبوچے تھے۔

ی،،، یہ،،، کیا ہو رہا ہے،، وکی گھٹی گھٹی آواز میں چلایا۔ بمشکل ٹارچ جلا پائے تھے۔ گلے میں جیسے کانٹوں بھرا کیڑا آ گیا تھا۔

اس بیچ نے پوائزن تو نہیں دیا ہمیں،، ان میں سے ایک انگلش میں چلایا۔

واٹر، وہ گلے پکڑ کر دہرتے ہوتے کیڑوں کی طرح زمین پر رینگنے لگے اور ماہویرا کو یہ دہشت ناک منظر دیکھ خوف کے مارے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ وہ رینگتے تڑپتے روم سے باہر نکل گئے تھے۔

باہر نکلے تو پانی پانی کی صدا لگاتے ہر طرف دوڑے مگر انھیں پانی کہیں نہیں مل رہا تھا۔ نا آبخار کی طرح بہتے فائنٹین میں، ناکسی بوتل میں، ناکہیں اور۔

واٹر واٹر،، جان حلق تک آچکی تھی۔ سٹوڈنٹس انھیں ماہی بے آب کی طرح تڑپتے دیکھ ان کی جانب پانی لے کر بھاگے۔ بوتل ان کے منہ سے لگانے کی کوشش کی۔ مگر پانی انھیں نظر ہی نہیں آ رہا تھا۔ نا ان کے منہ کو لگانے سے ان کے حلق میں جا رہا تھا۔ وہ یقیناً یونہی جلد ہی تڑپ تڑپ کر کتے کی موت مرنے والے تھے۔

اندروہ اپنی حقیقت سے انجان گھٹنوں میں منہ دیے سہمی بیٹھی تھر تھر کانپ رہی تھی۔ یہ پرنس ویا م تھا جو ہر وقت اس پر نگاہ رکھ رہا تھا۔ اور یہ یقیناً اس کی بے حد پراسرار طاقتوں کا نتیجہ تھا کہ اس کی نظر رکھی گئی چیز پر کسی اور نے نظر ڈالی تھی اور اس نے انھیں زندہ رہنے کے قابل نہیں چھوڑا تھا۔

اب بھی وہ سہمی کونے سے لگی بیٹھی تھی جب وہ آہستگی سے چلتا اس کے قریب آیا تھا۔

جیسے دو مہربان ہاتھ اس کی کمر کے گرد حائل ہوئے۔ وہ جو گھٹنوں میں منہ دینے بیٹھی تھی۔ اسے لگا پھر کوئی درندہ اس کے پاس چلا آیا ہے۔ تبھی وہ روتی بری طرح مچلی اور اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کی۔

Relax,,,,,,I'll save you,,,,don't be afraid,,,,don't move,,,,
 ویا م نے اس کی کمر کے پیچھے دونوں ہاتھ باندھ کر اسے جھنجھوڑا۔ ایک بھاری مختلف آواز سن کر ماہویرا چونکی۔ اندھیرے میں کچھ واضح نظر نہیں آیا۔ ہاں مگر سیاہ لباس سیاہ ہڈی سے گھنی مونچھوں تلے سرخ ہونٹ نظر آئے۔ جو شاید شدت ضبط سے سختی سے آپس میں بھینچے ہوئے تھے۔

وہ شدت سے آنسو بہاتی خاموش ہوئی تھی۔ جب خود کو ہوا میں جھولتے محسوس کیا۔ مطلب وہ اسے اپنے چٹانی بازوؤں میں بھر چکا تھا۔

پھر ماہویرا نے خود کو روشنی کی جانب جاتا محسوس کیا۔ مگر جیسے جیسے وہ روشنی کی جانب برہ رہے تھے ماہویرا کے زہن پر غنودگی چھا رہی تھی۔ وہ کچھ بول رہا تھا۔ بھاری سرگوشیاں ماہویرا کے آس پاس گونج رہیں تھیں وہ انہیں سننے کی کوشش کر رہی تھی مگر لمحہ بہ لمحہ اس کی آنکھیں بند ہوئیں جا رہیں تھیں۔

تم تو میرا شکار ہو، میرا نشانہ ہو پر نسز، کنگ و یام کا، تو تمہیں کوئی اور کیسے نقصان پہنچا سکتا ہے، صرف میں تمہیں تکلیف دے سکتا ہوں، اور قسم ہے مجھے میرے خاندان کی میں تمہیں اور تمہارے ماں باپ کو وہ تکلیف دوں گا، کہ انہیں وہاں تکلیف ہوگی جہاں میں انہیں تکلیف دینا چاہتا ہوں،،

صبح صبح وہ شرٹ لیس اپنے بیڈ پر اوندھے منہ لیٹا تھا جب آبدار اس کے روم میں داخل ہوا۔ عجیب صورتحال تھی دو دن سے وہ ساری ساری رات سو نہیں پائے تھے۔ ہر وقت کانوں میں ایک عجیب سی آواز گونجتی رہتی۔

کمرے میں جا بجا سگریٹ کے ٹکڑے، خاص مشروب کی بوتلیں ادھر ادھر بکھری ہوئیں تھیں۔

عائش،،، اس نے اسے آواز دی۔ وہ جاگ رہا تھا۔

ہمممم،،،،،

یہ سب کیا ہے،،؟ آبدار نے سنجیدگی سے پوچھا۔

واٹ،، جان بوجھ کر پوچھا جبکہ وہ اچھی طرح سمجھتا تھا آب کا اشارہ کمرے کی اور اس کی بکھری حالت پر تھا۔

تم اچھی طرح سمجھ چکے ہو، انجان مت بنو، آبدار نے افسوس سے اسے دیکھا۔
لیومی الون پلیز آب،،

عائش تین دن بعد ہماری برتھ ڈے ہے، تم سمجھتے ہونا اس کا کیا مطلب ہے، تم لاکھ
اپنی حقیقت سے نگاہیں چراؤ مگر یہ تو تم اچھی طرح جانتے ہو، ہماری حقیقت، ہمارا زندہ
رہنے کا مقصد، ہمارا اصل،،

بھاڑ میں گئی ہماری حقیقت آب،، میں ایک نارمل انسان ہوں، مجھے نہیں بننا کوئی جانور، یا
آدھا انسان آدھا جانور، مجھے اپنی ایک نارمل لائف چاہیے، میرا کوئی مقصد نہیں، اس پیچ
میں تم اکیلے پڑو، مجھے گھسیٹنے کی ضرورت نہیں، نہ مجھے کوئی دلچسپی ہے، اور میں ایک بار نہیں
ہزار بار یہ بات تمہیں بتا چکا ہوں، اور رہی برتھ ڈے کی بات تو ایک گرینڈ بال پارٹی ارتیج کر
چکا ہوں میں اور خوب انجوائے کرنے والا ہوں، تم نے جو کرنا ہے وہ کرو، مجھے ڈسٹرب
مت کیا کرو آب،،

وہ دانت پیس کر ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولتا اپنی شرٹ اتار کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔
پیچھے آب دھواں دھواں ہوئے چہرے کے ساتھ اس کے کمرے کو گھورتا چلا گیا۔
پھر کچھ سوچ کر وہ بھی روم سے باہر نکل آیا۔

وہ بڑے خراب موڈ کے ساتھ کالج آیا تھا۔ دو تین دن سے نیند پوری نہیں ہو پارہی تھی۔

وہ تو پہلے ہی بری طرح اکتایا بیٹھا تھا اوپر سے اپنے پیچھے سے آتی وہی پراسرار زنجیروں کی آواز پر عائش کا حلق تک کڑوا ہوا۔

What the hell you hear this vulgar voice?

وہ پھنکارا۔

کونسی آواز، ڈینٹل حیران ہوا۔ تب عائش نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ اسی مخصوص حلیے میں پیروں تک بلیک گاؤن، بلیک سکارف کے نقاب میں آہستگی سے چلتی آرہی تھی۔ گاؤن نے پیروں تک کو کور کر رکھا تھا۔ مگر عائش کو یقین تھا کہ وہ آواز اس کے پیروں سے آتی۔ عائش کی نگاہوں کے تعاقب میں ڈینٹل، جیک اور ارحم نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور معنی خیز سا ہنسے۔

یہ بلڈی ایشین سٹوڈنٹ گریز پہنتی ہیں، اس جیولری کو کیا بولتے ہیں،، ہاں پازیب

I mean Anklets,,

ارحم نے تفصیل بتائی۔

نو، یہ وہ وائس نہیں ہے، ہرگز نہیں، وہ تو بہت سوئیٹ سی ہوتی ہے، فرسٹ ایئر کی آمنہ کے فیٹ میں پہنی سنی ہے میں نے ایک مرتبہ، یہ chains کی آواز ہے جیسے ایشین

پولیس اپنے مجرموں کو ہاتھوں پیروں میں پہناتی ہے جیسے shackles (بیڑیاں) کی آواز ہو،،

واٹ،، آریوسیریس عائش،، پاگل بنا رہے ہو ہمیں،، یوتھنک وی آر فول، ہمیں نہیں آتی کوئی بھی آواز، ڈینٹل نے مسکراتے کہا۔ اور ارحم اور جیک نے بھی اس کی تائید کی کہ واقعی یہ آواز انھیں نہیں سنائی دیتی تھی۔

اس سٹوڈنٹ لڑکی کو تو میں،، وہ جھنجھلا دانت پیسٹا بلنچ سے اٹھا اور جا کر مایاوش کے سر پر پہنچ گیا۔

میے واٹ داہیل،، یہ کیا ولگر سی چیز پہنتی ہو تم، جس کی انتہائی چیپ اور گھٹیا آواز ہے، جو رات تک میری کانوں میں بجتی رہتی ہے، اتاروا سے فوراً، نہیں تو اٹھا کر کالج سے باہر پھینک دوں گا، سمجھیں،، وہ دھاڑا۔

جبکہ سامنے والی نے حیرت، سرخوشی، صدمے اور بے یقینی کی ملی جلی کیفیت سے اپنی نیلی آنکھوں سے سر تاپا فوراً تھائیر کے بچہ بگڑے امیر زادے عائش کو دیکھا۔ کانوں میں کچھ سنائی دیا۔ مگر جلد ہی ہمیشہ کی طرح اپنی حالت پر قابو پایا۔ اور بالکل نارمل ہو کر اس کی بات کا جواب دیا۔

مگر میں نے تو کچھ نہیں پہنا،، بے حد میٹھی سریلی آواز کا لے نقاب کے پیچھے سے عائش کو سنائی دی۔

جھوٹ بول رہی ہو،، عائش نے اسے گھورا۔

نو،، مایاوش نے اطمینان سے کہا۔

گاؤں اٹھا کر اپنے پاؤں دکھاؤ،، عائش نے سنجیدگی سے کہا۔ تب تک جیک، ڈینٹل اور ارحم بھی عائش کے قریب پہنچ چکے تھے۔

رائٹ اگر میں نے کچھ نہیں پہنا ہوا ہو تو تم مجھ سے سوری بولو گے،، مایاوش نے اطمینان سے کہا۔

willbeseen,,,,Youshowus,,,,

مایاوش نے آہستگی سے گاؤں اوپر کیا۔

دودھیا سرخ و سفید پیر عائش کو بہت بڑی بڑی زنجیروں سے جکڑے دکھائی دیئے تو اسے بے حد حیرت ہوئی۔ وہ چاروں اسے کے پاؤں دیکھ کر ہی اپنی جگہ پر جم چکے تھے۔

یہ،،،،، رائٹ،،،،، یہ دیکو،، میں نے کہا تھا اس سٹوپڈ گرل کے پیر چین سے بندھے ہیں، میں نے کہا تھا ناں،، عائش چیخا۔ مگر ارحم، ڈینٹل اور جیک نے اسے یوں دیکھا جیسے اس کے دماغی توازن پر شک گزرا ہو۔

عائش، صبح صبح ہی چڑھالی کیا؟ ارحم نے دھیمی آواز میں اسے ڈانٹا۔
کچھ نہیں پہنا اس نے پیروں میں،، جیک اور ڈینٹل نے بیک زبان ہو کر دھیمی آواز میں
بولے۔

واٹ،،؟ عائش کو صدمہ لگا ایک نگاہ پھر اس پر اسرار لڑکی کی جانب دیکھا جواب گاؤں
سکون سے نیچے کر چکی تھی۔ مگر اس کی نیلی سمندر آنکھوں میں ہزار بھید اور درد و تکلیف
اور ایک خوف سا چھپا تھا۔

عائش بہت جلد سمجھ چکا تھا کہ وہ آواز بھی صرف اسے سنائی دے رہی ہے اور وہ زنجیر میں
جکڑے بندھے پیر بھی بس اسے دکھائی دئیے تھے۔
اب وہ بالکل خاموش تھا۔

مایاوش خاموشی سے اس کے پہلو سے ہو کر نکلی۔ پاس سے گزرتے اس کی نگاہوں میں
ایک التجاسی دیکھی تھی عائش نے۔ اسے نئے سرے سے حیرت ہوئی۔
مایاوش اس سے دور جاتی رہی۔ اور اسے وہ بے ہودہ آواز سنائی دیتی رہی۔ اس نے غصے
سے اس پاگل لڑکی کی پشت کو گھورا۔ اسی وقت مایاوش نے پلٹ کر عائش کو دیکھا۔
عائش یہ دیکھ کر مزید حیران ہوا تھا کیونکہ اس پر اسرار لڑکی کی نیلی آنکھیں اب مکمل سیاہ پڑ
چکی تھیں۔

صد شکر کے آج کا نلہ اس کے ساتھ نہیں تھی۔ بلی نادینے کی وجہ سے اس کی طاقٹیں کمزور پڑچکیں تھیں۔ یہ باتیں اس نے نہیں سنیں تھیں۔ کیا وہ کوئی مسیحا تھا جو اسے اس قید سے نجات دے سکتا تھا۔ وہ چیز جو آج تک کسی کو بھی نہیں دکھائی دی تھیں آج وہ اس لڑکے نے دیکھی تھیں۔ کیوں آخر کیوں؟

ماہا ویرا کی آنکھ کھلی تو خود کو اپنے کمرے میں اپنے بیڈ پر پایا۔ جبکہ جمی اور سیرا اس کے ارد گرد پریشان سے بیٹھے تھے۔

ڈیڈ،، وہ ایک چیخ سی مار کر جمی سے لپٹی۔

سیرا اور جمی تو پہلے ہی پریشان تھے اس کی ایسی حالت دیکھ سیرا رونے لگی۔

جب رورو کر اس کی ہچکی بندھ گئی تو سیرا نے زبردستی اسے پانی پلایا۔
ڈیڈ میں ادھر کیسے پہنچی،،

وہ ایک لڑکا تھا، ہم شکل نہیں دیکھ پائے، اس نے ماسک لگایا ہوا تھا، خود کو تمہارا اچھا دوست بتا رہا تھا،، اس نے کہا کہ تم کسی بڑی مصیبت میں پھنس گئی تھیں، وہ تمہیں بچا کر سیولی گھر لایا تھا، کیا ہوا تھا، مجھے ڈیٹیلز سے بتاؤ پرسنز تاکہ ہم پولیس کمپلین کر سکیں،،
جمی نے اس کی کمر تھتھپا کر اسے تسلی دی اور تفصیلات پوچھیں۔

تب ماہویرانے رورو کر انھیں ساری حقیقت بتادی جسے سن کر جمی کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور اگر یہ بات راج اور وشہ کو معلوم ہو جاتی تو راج تو پورے کالج کو زندہ جلا دیتا۔ جمی نے پولیس اسٹیشن کال کر کے کمپلین کر دی۔

اٹس اوکے پرنسز، پریشان مت ہوا، اب تم سیو ہو گھر پر ہو، اور اب وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ پائے گا، بہت جلد قانون کے شکنجے میں ہوگا،

جمی نے اسے کافی دیر تسلی دی۔ تب اچانک جمی کو کچھ یاد آیا۔

اوکے بابا کی جان، میری بات غور سے سنو، اب اگر خدا نے کرے تبھی تم کسی ایسی صورت حال میں پھنس جاؤ تو اپنی پوری طاقت لگا کر چلانا، جمی نے اسے سمجھایا۔

بٹ وائی ڈیڈ، ویرا حیران ہوئی۔

کیونکہ یہ میں کہہ رہا ہوں اس لئے، جمی نے اس کی چھوٹی سی ناک دبائی۔

پرنسز وہ تمہارا فرینڈ کون تھا، میں تو تمہاری پریشانی میں اسے تھینکس بھی نہیں بول پایا، وہ شاید جلدی میں تھا تبھی روکنے کے باوجود چلا گیا،

آئی ڈونٹ نوڈیڈ،، میرا تو کوئی فرینڈ نہیں سیم کے علاوہ،، وہ بھی اب اس اجنبی کے بارے میں سوچ کر الجھ رہی تھی۔ کافی سوچا مگر بات کی تہہ تک نہیں پہنچ پائی۔ اس نے

زہن پر بھی کافی دباؤ دیا مگر یاد نہیں آیا کہ غنودگی میں جانے سے پہلے وہ اس سے کیا بات کر رہا تھا۔

وہ کاندہ کی غیر موجودگی میں بھی اس کی پابند تھی۔ جانتی تھی۔

کلاس میں جانے سے گھبرا رہی تھی۔ تبھی سامنے سے سبنا آتی دکھائی دی۔ وہ بھاگ کر اس سے لپٹ گئی۔

شکر ہے سبنا، تم آگئیں میں بہت گھبرا رہی تھی،، مایاوش نے کہا تو وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑی۔

سوری میں سبنا نہیں ہوں،، اس نے مزے سے کہا۔ مایاوش حیرت زدہ سی ہو کر اس سے الگ ہوئی۔

مم، مگر،، اس کی نقاب میں معصومیت سے آنکھیں پھیل گئیں۔

میں اس کی ٹونز سسٹر رنجا ہوں،، اس نے اس کی کنفیوژن دور کی۔

سبنا کہہ رہی ہے،،؟ مایاوش نے بے چینی سے پوچھا۔ اس کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی تو وہ آئی نہیں،، رنجانے بتایا۔ اسے اس کی فرینڈ نے اشارہ کیا۔ تو وہ مسکرا کر اسے ہانے اور سوری بولتی ہوئی یہ جاوہ جا۔ پیچھے مایاوش اداسی سے وہاں سے کلاس میں گئی۔

وہ جانتی تھی کہ کانہ کے شیطانی چیلے اس کے آس پاس موجود رہتے ہیں۔ اس نے بولا تھا کہ وہ اگر کوئی فری پیریڈ ہو تو جا کر سٹاف روم میں اس کی جگہ بیٹھ جائے۔

یہ پیریڈ فری تھا۔ اسے سٹاف روم میں بیٹھے کافی دیر ہو چکی تھی۔ یہاں چونکے کوئی نہیں تھا اس نے اپنا حجاب ریموو کر دیا تھا۔ وہ بڑے انہماک سے اپنے نوٹس پر جھکی ہوئی تھی۔ وہ دبے قدموں سٹاف روم تک آیا تھا۔ دل میں کھینچ پڑ رہی تھی۔ عجیب سی کشش جو اسے کچی ڈور سے باندھے اسے یہاں لے آئی تھی اس آنکھوں سے اشارہ کیا تھا جب سٹاف روم کی کھڑکی کا ایک پٹ خود بخود بغیر آواز کیے کھلتا چلا گیا۔

وہ اس کی جانب پشت کیے بیٹھی تھی۔ سیاہ بال سیاہ رات کی طرح پوری کمر پر پھیلے ہوئے تھے۔ بس چاندی کی طرح دمکتے ہاتھوں کی ہر موومنٹ اس کے جسم و جاں میں ایک ہلچل سی پیدا ہو رہی تھی۔

وہ پانی میں تحلیل ہوا اور ڈور کے نیچے سے اندر گیا۔

نیویارک میں ہی یہ ایک قدرے غیر گنجان آباد علاقہ تھا جس میں آس پاس گھسنے درختوں کے بیچ بیچ وہ ایک پراسرار سا ڈارک ہاؤس تھا۔ جس میں اس وقت کافی سناٹے کا عالم تھا۔

بس ایک کمرے میں بیڈ پر نڈھال سا اوندھے منہ لیٹا کنگ ویا م اپنی سرخ انگارا آنکھوں سے تکلیف برداشت کرنے کی تگ و دو میں ہلکان ہو رہا تھا۔ ایک مرتبہ پھر راج اور اس سے جڑا وہ ایک وجود اس کے لئے شدید تکلیف کا باعث ہی بناتا تھا۔

وہ اسے لئے براؤن سٹون پیلس چلا تو گیا تھا مگر راج نے کچھ ایسا جادوئی حصار کھینچا تھا کہ اگر راج اور وشہ کے علاوہ کوئی غیر ماورائی وجود یا مخلوق اس حصار میں داخل ہوتی تو وہ جل کر بھسم ہو سکتی تھی۔ وہ تو اس کی بانہوں میں ماہویرا تھی تبھی اسے اتنا نقصان نہیں پہنچا تھا۔ پر اگر وہ اور زیادہ وہاں رکتا تو اس کے وجود سمیت اس کے سارے پر جل جاتے۔ تبھی وہ تیزی سے وہاں سے نکل آیا تھا۔

مگر اب شدید تکلیف میں وہ ٹرپ رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے پورا جسم جھلس رہا ہے۔ پھرے دار اور خدمت گار پر یاں اس کے آس پاس موجود تھیں۔ اور اب اس کے زخموں پر جادوئی لیپ لگایا جا رہا تھا۔ تبھی وہاں ایک روشنی کا جھماکا ہوا اور فیری گارڈین ایسی آئی۔ جھک کر اپنے کنگ کی تعظیم کی۔

"تو ایک مرتبہ پھر راج اور اس کے خاندان نے ہمارے کنگ کو اتنی تکلیف پہنچائی،، ایسی کالجہ نفرت انگیز تھا۔

مایاوش کافی انہماک سے اپنی نوٹ بک پر جھکی تھی۔ اس کا ماتھا پسینے سے تر تھا۔ وقتاً فوقتاً کھڑی میں بیٹھے اس خبیث کوے کو بھی دیکھ لیتی۔ چور کی دھاڑی میں تنکے کے مترادف کہ کہیں وہ خبیث مخلوق جو کہ کوے کی شکل اختیار کیے بیٹھی تھی دیکھ نالے کہ وہ اس وقت کیا لکھ رہی ہے آج اماوس کی سیاہ رات تھی۔ اور سبنا کو موت کا بلاوا دیا جانا تھا۔ مگر وہ اسے ہر قیمت پر بچانا چاہتی تھی تبھی جیک کے لئے ایک ضروری نوٹ لکھ رہی تھی۔ کیونکہ اس کی آنکھوں میں اسے سچائی دکھائی دی تھی۔

جب اپنے پیچھے ایک عجیب سی آہٹ محسوس ہوئی۔ بہت عجیب۔ اس نے بہت تیزی سے الٹا سیدھا کر کے اپنا نقاب پہنا تھا۔

اوشن کنگ جو بہت خاموشی سے اندر داخل ہوا تھا اب یہ دیکھ کر بھی حیران ہوا تھا کہ اگر وہ کوئی معمولی انسان ہے تو اسے اس کی موجودگی کی کیسے خبر ہو گئی۔

ایک ہوا کا جھونکا اپنے پیچھے محسوس ہوا۔

مایاوش جھٹکے سے پلٹی۔ وہ ایک نیلی آنکھوں والا لڑکا تھا جو منہ پر رومال باندھے کھڑا اسے عجیب سی نظروں سے تقریباً گھور رہا تھا۔

ہو آریو، آخر کون ہو تم، تمہارے پاؤں چین سے کیوں بندھے ہیں، کنگ دھیمے قدموں سے چلتا اس کے قریب تر ہوا۔ مایاوش نے بے اختیار ہی اپنے قدم پیچھے لیے۔

دو، دور رہو مجھ سے، کوئی چین نہیں میرے پیروں میں تن،، تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے،، جاؤ یہاں سے،،

مایاوش نے حتی الامکان اپنا لہجہ مضبوط بنانے کی کوشش کی۔ مگر گھبراہٹ اتنی تھی کہ لہجہ لڑکھڑاہی گیا۔ آج تک کبھی ایسی صورت حال پیش جو نہیں آئی تھی۔ کہ وہ چیز جو صرف اسے دکھائی دیتی ہیں کوئی اور انہیں دیکھتا اور اس سے باز پرس بھی کرتا ان کے بارے میں۔

نو،،،، یہ آواز چبھتی ہے کانوں کو،، ڈسٹرب کرتی ہے،، اور آج سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا،، وہ بات کرتے کرتے اس سے ایک قدم کے فاصلے تک آن پہنچا تھا۔ کھڑکی میں بیٹھا وہ کو اب کائیں کائیں کرنے لگا تھا۔ اوشن کنگ نے ناگواریت سے اس کوے کو گھورا۔ جبکہ مایاوش کی خوف کے مارے جان لبوں پر آ رہی تھی کیونکہ اگر اس کے سامنے کوئی عام انسان تھا تو وہ یقیناً دردناک موت مرنے والا تھا۔ کیونکہ کائنات کا یہ چیلہ اسے باہر نکلتے ہی مایاوش سے بات کرنے کی پاداش میں پراسرار موت مارنے والا تھا۔

اوشن کنگ مایاوش کے سامنے آیا تھا ایسے کہ اب مایاوش اس کوے کو نہیں دیکھ پارہی تھی۔ تبھی کنگ نے اپنی کمر پر بندھے ہاتھوں سے کچھ اشارہ کیا تھا۔ پھر سٹاف روم کا کھڑکی کے پاس سے فرش، پانی کی طرح لہرانے لگا تھا۔ اور اس پانی میں سے ایک تیز دھار

دانتوں والی غصیلی شارک جھٹکے سے نمودار ہوئی تھی۔ کوئے کا سردانتوں میں دبوچا اور واپس زمین میں چلی گئی۔

کوئے کا دھڑبے جان ہو کر سٹاف روم سے کھڑکی کے باہر جا گرا تھا۔ اس کی کانیں کانیں اوشن کنگ کو ناگوار گزر رہی تھیں تو اس ہمیشہ کے لئے خاموش کروادیا گیا تھا۔

مایاوش اس کی نیلی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔ پیچھے ہوئی کاروائی کا تو پتہ ہی ناچلا۔ کون ہو تم بتاؤ مجھے،، کنگ نے رعب دار آواز میں پوچھا۔ کوئی نہیں جانے دو مجھے،، مایاوش اس کوئے کی جانب دیکھنا چاہتی تھی۔ مگر دیکھنا پائی۔ بہت آچانک کنگ نے اس کا گاؤں تھام کر اوپر اٹھایا تھا۔ دودھیا گلابی پاؤں سیاہ چین سے بندھے تھے۔

یہ کیا ہے،،؟ اوشن کنگ نے جھنجھلا کر پوچھا۔

تم سے مطلب،، مایاوش تڑخ کر بولی اور جھٹکے سے اپنا گاؤں چھڑوایا۔

وہ بغور اسے دیکھتا اس کے قریب تر چلا آیا تھا۔ جبکہ مایاوش دیوار سے لگ چکی تھی۔

ایک عجیب سی کشش تھی جو وہ یوں اس کے قریب تر ہوتا جا رہا تھا۔ بالکل الگ احساسات تھے۔ عجیب سی بے چینی۔ بے کلی۔

چہرہ دکھاؤ اپنا،، بھاری آواز کی سرگوشی نے مایاوش کے چودہ طبق روشن کیے تھے۔
 اور وہ کیوں،، مایاوش نے اپنی گھبراہٹ پر قابو پایا تھا تبھی اب آنکھوں میں آنکھیں ڈال
 کربات کر رہی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے ان آنکھوں کو صدیوں سے جانتی تھی۔

ویسے ہی میرا دل چاہ رہا ہے تمہارا چہرہ دیکھنے کو،، اوشن کنگ نے لاپرواہی سے کہا۔
 اور تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ محض تمہارے کہنے پر میں تمہیں اپنا چہرہ دکھا دوں گی،، مایا
 وش نے کہا تھا اور سامنے والا بھی نقاب کے پیچھے گہرا مسکرایا تھا۔
 نہیں دکھاؤ گی،، کنگ نے پوچھا۔ جیسے سالہا سال بعد یہ میٹھی اور سریلی آواز سن کر برسوں
 سے جو درد اور تکلیفیں برداشت کرتا آ رہا تھا اس کا مداوا کیا جا رہا تھا۔
 نہیں،، مایاوش نے غصے سے کہا۔ خوبصورت بڑی بڑی آنکھوں کے درمیان بل پڑے
 تھے جو سامنے والے کو مزادے گئے تھے۔

زبردستی دیکھ لوں گا،، اوشن کنگ نے اس کے سکارف کو تھاما اور جھٹکے سے اسے مزید
 قریب کیا۔ اب وہ اتنے قریب تھے کہ گویا ناک سے ناک جڑنے میں ایک انچ کا فاصلہ ہو۔
 جبکہ مایاوش اس کی اس دیدہ دلیری پر پیٹھی پھٹی آنکھوں سے اسے حیرت سے دیکھے گئی۔
 دھڑکنیں جیسے جامد ہو کر سینوں میں تھم سی گئیں تھیں۔

مایاوش نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔ ایک سپارک سا تھا جو اوشن کنگ کے تن بدن میں دوڑ گیا تھا۔ مایاوش نے جھٹکے سے اپنا سکارف چھڑایا اور اپنا سامان اٹھا کر وہاں سے بھاگ آئی۔ بار نکلی تو سر کٹا ہوا کوادیکھ اس کا پورا جسم لرز گیا تھا۔ اسی لئے کانلہ کے ہاتھوں اپنا حشر سوچ کر وہ اپنی فل رفتار سے وہاں سے بھاگی۔

ادھر اوشن کنگ نے حیرت سے اپنے ہاتھ کو دیکھا۔ کافی دیر وہاں کھڑا رہا۔ مگر پھر پر پھر پھڑانے کی آواز سن کر دوسری ونڈو کی جانب دیکھا۔ وہ بھی ایک کو اتھا مگر پہلے کوے کا حشر دیکھ کر اس نے یقیناً کانیں کانیں کر کے اوشن کنگ کو ڈسٹرب کرنے کی حماقت نہیں کی تھی۔

SmartCrow,,,,,

مجھے اس لڑکی کے بارے میں اور جاننا ہوگا۔ یہ معمولی انسان نہیں، جس کے چھونے سے اوشن کنگ جھٹکا کھا جائے وہ معمولی انسان ہو ہی نہیں سکتی۔ کیسے پتا لگاؤں؟ کیسے پتا لگاؤں؟

ہممسم،، رائٹ۔ برتھ ڈے پارٹی پر۔

وہ کتنا پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے وہاں سے نکلا۔ یہ جانے بغیر کے اس مصیبتوں میں گھری چھوٹی سی جان کے لئے کتنی بڑی مصیبت کھڑی کر چکا ہے۔

وہ اندھا دھند سب کچھ چھوڑ چھاڑ کالج کے بیرونی گیٹ کی جانب بھاگی تھی۔ جب بری طرح کسی سے ٹکرائی۔ سر اٹھا کر دیکھا تو وہ رنجنا تھی۔

مایاوش جان بوجھ کر اس سے پھر بری طرح لپٹی۔ اور اپنے اور اس کے درمیان ہاتھ لا کر وہ نوٹ اس کے ہاتھ میں تھمایا۔

رنجنا کوئی سوال مت پوچھنا، کچھ بھی نہیں یہ نوٹ جیک کیلس کو دے دینا، جو رنجنا سے محبت کرتا ہے، اور آج ساری رات جاگ کر رنجنا کا خیال رکھنا، اگر ایز آسٹر اس کی زندگی پیاری ہے تو،،،

مایاوش نے جلدی جلدی اس کے کان میں کہا اس سے الگ ہو گئی اور آ کر اپنی گاڑی میں بیٹھ گئی۔

رنجنا ششدر کھڑی اس کی دھول اڑاتی لمحہ بہ لمحہ دور ہوتی گاڑی دیکھتی رہی۔ مگر وہ سمجھدار تھی اتنی حیرت میں بھی اس نے وہ نوٹ مٹھی میں یوں دبوچا تھا کہ کسی کو دکھائی نہیں دیا تھا۔

مایاوش کے جانے کے بعد اس نے وہ نوٹ لا کر جیک کو دیا تھا۔

ماہویرا آف وائٹ ٹی ٹشرٹ اور ٹراؤزر پہنے سڈی ٹیبل پر بیٹھی انہماک سے سڈی میں مصروف تھی۔ آج سیرا کی طبیعت بہت ناساز تھی۔ تبھی وہ میڈیسن لے کر جلد ہی سو گئی تھیں۔

تمام سرونٹس اپنے اپنے کوارٹرز میں تھے۔ اور جمی بزنس میٹنگ کے سلسلے میں شہر سے باہر تھا۔

وہ اکیلی اپنے روم میں تھی۔ رگوں میں خون جمادینے والی سردی تھی۔ اماوس کی سیاہ ترین رات تھی۔ اوپر سے موسم بھی کافی طوفانی قسم کا ہو چکا تھا۔ وہ ایک جان لیوا انگریزائی لے کر اپنی جگہ سے اٹھی۔

وہ حسبِ عادت سونے سے پہلے کھڑکی تک آئی تھی۔ وہاں سے ہٹنے لگی جب ایک عجیب نظارہ دیکھا۔ سفید کبوتروں کا ایک غول سا تھا جو حدِ نظر وائٹ پیلس کے پول کے حدود سے پرے پرے اڑ رہا تھا۔ ماہویرا نے غور سے دیکھا تو پتہ چلا کہ وہ کبوتر کسی کا اور پرندے کا پیچھا کر رہے ہیں۔ وہ حیرے زدہ سی سردی کی پرواہ کیے بغیر جلدی سے اپنا رین کورٹ پہن کر باہر بالکونی تک آ گئی۔

تب اس نے دیکھا کہ وہ سفید کبوتر ایک انتہائی خوبصورت ست رنگی پرندے کا پیچھا کر رہے ہیں۔ اور جیسے اس کے قریب جاتے ہیں چونچ مار کر اسے زخمی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ماہویرا نے حیرت سے اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھا۔ وہ کھڑی ان کی یہ لکھن چھپائی دیکھتی رہی۔

تب بہت اچانک وہ سفید کبوتر اس پرندے پر پل پڑے تھے۔ فضا میں پروں کے پھڑپھڑانے کی آواز اتنی شدید تھی کہ ماہویرا نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے۔

Hey,,,,stay away from it,,,,,

وہ چلائی۔ اور اُلٹے پیروں مڑ کر اپنے روم سے نکل کر نیچے کی جانب بھاگی۔ وہ اس پرندے کے موہ میں اتنی بدحواس ہو چکی تھی کہ جمی اور راج کی ساری نصیحتیں ساری تاکید بالائے طاق رکھ کر اندھا دھند باہر کی جانب بھاگ رہی تھی۔

اگر زرا سے حواس قائم ہوتے تو یہ ضرور سوچتی کہ آدھی رات کے وقت اتنی طوفان میں وہ پرندے آخر آئے کہاں سے؟

وہ تیزی سے بھاگ کر پول کی حدود کراس کر گئی تھی۔ مطلب وہ جادوئی حفاظتی حصار کراس کر گئی تھی۔ ان سفید کبوتروں کے حملے سے وہ پرندہ زخمی ہو کر زمین پر گر چکا تھا۔ ابھی بھی وہ سفید کبوتر اس پر حملہ کر رہے تھے۔

اشششش، اششش سٹے اوے،،،، وہ چلائی۔ کبوتر پھڑپھڑاتے وہاں سے دور ہوتے چلے گئے۔ وہ اس ست رنگی پرندے پر جھکی۔

طوفانی بارش تھم چکی تھی۔ ہلکی پھلکی بوند باندی جاری تھی مگر رخ بستہ شدت بھری ہواؤں کے تھپیڑوں نے ماہویر کی بیک بون میں سرسراہٹ سی پیدا کر دی تھی۔ تبھی اس نے اس پرندے کو اٹھایا اور پھر تیز قدموں سے اندر کی جانب بڑھی۔

وہ سفید کبوتر پریوں اور پری زاد میں بدلے تھے۔ ایک فاتحانہ سی مسکراہٹ لیے اپنے کنگ کو دیکھا جو اس لڑکی کے ہاتھوں میں تھا۔ اور پھر ڈارک ہاؤس کی جانب اڑ گئے۔

آدھی سیاہ رات کے وقت رنجنا رانگ چنیر پر جھولتی سوتی ہوئی سبنا کو بغور دیکھ رہی تھی۔ مایاوش کی بات ٹھہر ٹھہر کر یاد آرہی تھی۔ ایک دل کیا اس کی بات نظر انداز کر دے۔ بھلا کیا ہو سکتا تھا سبنا کو۔ مگر پچھلے کچھ دنوں سے سبنا کی حرکتیں بہت غیر معمولی سی ہو گئیں تھیں۔ بیٹھے بیٹھے کسی میوزک کی آوازیں سنائی دینے لگ جاتیں۔ کبھی کہتی دروازے پر

کوئی اسے آوازیں دے رہا ہے۔ اور کل تو وہ جن کے مزہب میں انڈا تک نہیں کھایا جاتا تھا بازار سے لاکر کچا گوشت تک کھا چکی تھی۔

اور اب وہ اس کی حفاظت کر رہی تھی۔ مایاوش کا نوٹ جیک کو دے دیا تھا۔ تو اسے یہ بھی تسلی تھی کہ وہ باہر سبنا کی حفاظت کے لئے موجود ہے۔

باہر جیک اپنی کار میں بیٹھا وہ نوٹ بار بار پڑھ رہا تھا۔
ڈئیر جیک،

اگر سبنا سے محبت کرتے ہو، اگر اس کی زندگی پیاری ہے، اگر اسے اپنی لائف میں پانا چاہتے ہو تو آج رات اسے اپنی آنکھوں کے سامنے ہی رکھنا، ایک پل کے لئے بھی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہونے دینا، اگر وہ کہیں جانے کی کوشش بھی کرے تو اسے اس کے گھر روک لینا،، نہیں تو وہ ماری جائے گی، پھر ساری زندگی بیٹھ کر افسوس کرنا کہ تم اپنی محبت کی حفاظت نہیں کر سکے،،

ویل وشر،
مایاوش۔

ایک مرتبہ پھر وہ نوٹ پڑھ کر مائیکروسکوپ سے کھڑکی کے ذریعے اندر جھانکا تھا۔ وہ چونکا تھا۔ کیونکہ سبنا سوتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھ کر بیٹھی تھی۔ جیک یہ دیکھ کر اسے نکل کر اندر کی جانب بڑھا تھا۔

اندر وہ اٹھ کر بیٹھی تھی۔ اس کی پتلیاں ساکت سی تھیں۔ اسے میوزک کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ اسے آوازیں دی جا رہی تھیں۔ اسے جانا تھا۔ مگر رنجا کو سامنے بیٹھا دیکھ اس نے کچھ سوچا۔

رنجا، مجھے ڈر لگ رہا ہے، پلیز میرے ساتھ واش روم میں آ جاؤ، سبنا نے کہا تو رنجا چپ چاپ اس کے ساتھ ہوئی۔

وہ واش روم آئیں۔ سبنا نے پیچھے مڑ کر اس کے چہرے پر پھونک ماری۔ وہ انہی قدموں سے لوٹ کر آ کر بیڈ پر لیٹ گئی۔ اور سبنا واش روم کے پچھلے دروازے سے باہر نکلتی چلی گئی۔

جی جی کہ اندر آ رہا تھا یہ دیکھ کر اطمینان ہو گیا کہ سبنا واپس بیڈ پر آ لیٹی ہے۔ تبھی واپس کار میں آن بیٹھا۔

کالج سے بہت دور سمندر کنارے ایک لائٹ ہاؤس کے قریب یہ ایک چھوٹا سا کالج تھا جس کے ایک کمرے میں مایاوش بے چینی سے ادھر ادھر چکر لگا رہی تھی۔ کانٹہ کا ایک چیلہ مارا گیا تھا۔ اور تو اور اس نے کسی سے بات کی تھی۔ صد شکر کہ اماوس کی رات تھی اور وہ بہت کمزور پڑی ہوئی تھی۔ اسی لئے مایاوش بچ نکلی تھی۔ مگر آج جو وہ کرنا چاہتی تھی۔ مایاوش دعا ہی مانگ رہی تھی کہ کاش سبنا ادھر کا رخ نا کرے۔

مایاوش،،، بات سنو،،، اسے کانٹہ کی آواز سنائی دی تو مایاوش کے دل و جاں میں خوف و بے بسی کی ایک سنسنی سی دوڑی تھی۔

ماہویر اس پرندے کو نرمی سے تھامے اندر لائی تھی۔ لا کر اسے آرام سے صوفے پر رکھا۔ ایاس عجیب کمر فل پرندہ اس نے آج تک نہیں دیکھا تھا۔ اس کا سائز ایک کبوتر جتنا ہی تھا۔ شکل و صورت بھی کبوتروں جیسی تھی مگر آنکھیں بڑی بڑی الوؤں جیسی تھیں۔ اتنی ٹھنڈ میں اس نیکی نے اس کے دانت بجا ڈالے تھے۔ تبھی ہیڑ تیز کیا تھا۔ رین کوٹ نکال کر کھونٹی پر لٹکایا۔ الماری سے فرسٹ ایڈ باکس نکال کر وہ پھر اس پرندے تک آئی تھی۔ جو عجیب سی نظروں سے بغور اس کا معائنہ کرنے میں مصروف تھا۔

تم ٹھیک ہو جاؤ گے، لاؤ اپنا ونگ دکھاؤ مجھے،، ماہویرا نے نرمی سے اس کا پر کھولا جو زخمی تھا۔ ماہا نے اس پر نرمی سے مرحم لگایا۔ پھر دوسرا ونگ چیک کیا اور اس پر بھی مرحم لگایا۔ وہ پرندہ پہلے تو سکون سے بیٹھا رہا۔

تم میرے دوست بنو گے؟ میرا کوئی دوست نہیں،، میں تم سے اپنی سب باتیں کیا کروں گی،، اوکے،، تو آج سے ہم فرینڈز،،

ماہویرا اس کو مرحم لگا چکی تو چھوٹے سے ہاتھ سے اس کی پیٹھ سہلانے لگی۔ اس پرندے کو جیسے یہ بات پسند نہیں آئی تھی۔ تبھی پیچھے مڑ کر ویرا کے ہاتھ پہ چونچ مار دی تھی۔

آؤچ،،، ماہویرا نے جلدی سے اپنی فنگر اپنے لبوں تلے دبائی۔ بڑے ہی کوئی احسان فراموش ہو بھئی،، ویرا کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ جانے کیوں مگرا بھی ابھی جو اس چھوٹی سی لڑکی نے اس پرندے کے لئے کیا تھا اسے سوچ وہ پرندہ بھی اب سر جھکا کر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا تھا جیسے اپنے اس ہی عمل پر شرمندہ ہو۔

اووووووو،،،،، تم سوری ہو،، اٹس اوکے،، ویرا نے پھر اس کا سر سہلایا۔ اور اسے اپنی گود میں بھر کر اس کا منہ بھی چوم ڈالا۔ وہ تو اتنی سی بات سے ہی خوش ہو گئی کیونکہ اسے لگا وہ بڑا اپنے عمل پر سوری ہے۔ وہ اٹھی۔ آتش دان کے آگے چھوٹا سا ٹیبل رکھ کر،

الماری سے ایک کپڑا لاکر اس کو اکھٹا سا کر کے درمیان میں اس بڑے کے لئے جگہ بنائی۔ اور اسے وہاں بٹھا دیا۔

یہ تمھاری جگہ ہے سونے کی،، ماہویرا نے کہتے ایک جمائی لی۔ اور ایک توبہ شکن انگڑائی توڑی۔ اب تم ایک گڈ ٹائٹ کسٹی لو اور سو جاؤ،، رائٹ،، وہ کہتی پھر اس کے سر پر جھکی وہاں اپنے نرم و نازک گداز لب رکھے اور لائٹ آف کر کے بیڈ پر جا کر لیٹ گئی اور سائیڈ لیمپ جلایا۔ وہ پرندہ اسی کی جانب عجیب سی نگاہوں سے دیکھے گیا۔

ویرا اس کی جانب دیکھے گئی۔ جانے اسے کیوں لگا کہ جب تک وہ اس کی جانب رخ کیے رکھے گی وہ سونے گا نہیں۔ تبھی اس نے دوسری جانب رخ کیا تھا۔

پانچ منٹ کے بعد وہ غنودگی میں جانے لگی تھی۔ جب آنکھیں بند ہوتے دیوار پر اس نے ایک پرندے کا سایہ لمحہ بہ لمحہ بڑے ہوتے ایک انسانی سائے میں بدلتے دیکھا۔ جس انسان کی کمر پر اس کے ونگز تھے۔ اس کی نیند بھک سے اڑی تھی۔ ایک دم ہی پوری آنکھیں کھل گئیں۔ تبھی جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھی اور پیچھے مڑ کر دیکھا۔

تھا تو وہی پرندہ اور سایہ بھی اسی کا تھا۔ مگر آگ کے سامنے بیٹھے ہونے کی وجہ سے سایہ بڑا سا تھا۔ ماہویرا کا دل کیا ماتھا پیٹ لے۔ اب نیند میں جانے کیا کیا خیال آنے لگے تھے۔ وہ پھر دوسری جانب کروٹ لے کر آنکھیں موند گئی۔

وہ جو اپنی اصل شکل میں واپس آیا تھا۔ بغور اس چھوٹی سی لڑکی کی پیٹھ کو دیکھا۔ جو انجانے میں ہی سہی اس کے وجود پر اپنے لمس چھوڑ گئی تھی۔

اس کے پرستان میں ایک سے بڑھ کر ایک پری تھی۔ انتہائی خوبصورت انتہائی نرم و نازک۔

مگر جو بات لا پرواہی سے لیٹی اس لڑکی میں تھی شاید ہی کسی میں ہوتی۔ لباس کا خیال کیے بغیر وہ دوسری طرف کروٹ لیے کمفرٹر پر گھٹنا رکھے لیٹی تھی۔ ٹی شرٹ گستاخی کرتی اپنی جگہ سے سرک گئی تھی جس میں سے دودھیا گلابی کمرچاندی کی طرح دمک رہی تھی۔ سنہرے بال تکیے پر بکھرے ہوئے تھے۔ اور پچھلے گہرے گلے سے دلکشی صاف عیاں ہو رہی تھی۔ یونہی ٹراؤزر سے بھی سفید نازک گداز پنڈلیاں اپنے درشن کروانے میں مصروف تھیں۔ کیوں آخر کیوں کیا اس پاگل لڑکی نے ایسا کیا،، وہ غم و غصے سے پاگل ہوا۔ اب جو جزبات تھے عجیب سے احساسات، اس پاگل لڑکی کے دل میں کسی انجان مخلوق کے لئے اتنی نرمی، وہ بار بار سر جھٹکتا اپنی ہر سوچ اپنے ہر خیال کی بار بار تردید کرتا لمبے لمبے سانس بھر رہا تھا۔

اب ماہویرانے اپنے پیچھے تیز تر سانسوں کی زیر و بم سنی تو پھر سے پٹ سے آنکھیں کھولیں تھیں۔ اب تو اس کے ہوش و حواس میں سانسوں کی وہ مدھم سی آواز سنائی دے رہی تھی۔

او کے اب میں تمہیں ڈسٹرب نہیں کروں گی،، سو جاؤ،، اس نے اسے بلی سے ہٹا کر نرمی سے اپنے ساتھ بیڈ پر رکھا اور آنکھیں موند لیں۔

کچھ ہی دیر میں وہ گہری نیند میں جا چکی تھی۔ کسی نے بہت قریب سے اس کی پلکوں کی جھلروں کو گالوں پر سایہ فگن دیکھا۔ اس کی آنکھیں شدت برداشت کی وجہ سے لال انگارہو چکیں تھیں۔ وہ جھٹکے سے اس کے پہلو سے اٹھا تھا۔ اور جانے کیوں تن فن کرتا کھڑکی سے پری زاد بنا اڑ گیا۔

کافی دیر تک جب جیک کو رنجنا دکھائی نہیں دی تو اس کا ماتھا ٹھنکا۔ وہ تیزی سے اندر داخل ہوا تھا آکر بیڈ پر گہری نیند سوئی ہستی کو جھنجھوڑا۔

سبنا اٹھو،،، سبنا،،،،، ویک اپ،،، وہ چلایا۔ اس نے مندی مندی آنکھوں سے خود پر جھکے جیک کو دیکھا اور اب کچھ یاد آ جانے پر جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔

جیک میں سبنا نہیں ہوں،،، وہ منگل گئی گھر سے باہر،، روکو اسے،، وہ تقریباً دھاڑی۔ جیک سن کر انھیں پیروں واش روم کی جانب بھاگا تھا۔ واش روم کا بیرونی دروازہ کھلتا تھا وہ بھی تعجب کرتا تیزی سے بھاگا۔

کچھ ہی دیر بعد تیزی سے بھاگنے کی وجہ سے وہ اسے اب دیکھ پارہا تھا۔

سبغا،، وہ چلایا۔ مگر وہ چلتی رہی۔ وہ اور تیزی سے بھاگا تھا۔ سبغا کا رخ لائٹ ہاؤس کی جانب تھا۔ بیچ میں گھنی خاردار جھاڑیاں تھیں۔

سبغا کو مسلسل میوزک کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ وہ اندھیرے میں بس ناک کی سیدھ میں چلتی جا رہی تھی۔

سبغا،، رک جاؤ،، جیک پھر چلایا۔ پھر جلد ہی وہ اس کے قریب چلا آیا تھا۔ اب وہ دیکھ سکتا تھا سبغا کے سائے کے ساتھ ساتھ دو اور سائے تھے جو اس کے ہمقدم تھے۔

اس نے جھٹکے سے اس کا بازو تھام کر اسے اپنی جانب گھمایا تھا۔

سبغا، واپس چلو،، اس نے انگلش میں کہتے اسے واپسی کے لئے گھسیٹنا چاہا۔ مگر ایک ان دیکھی طاقت تھی جو اسے مخالف سمت گھسیٹ رہی تھی۔

جانے دو مجھے،، انتہائی بھیانک آوازیں وہ کوئی درندہ نما غراہٹ تھی جو سبغا کے منہ سے ادا ہوئی تھی۔

نو،، کبھی نہیں،، تبھی جیک نے چرچ سے لایا ہوا فادر کا دیا گیا پانی اس کے سر پر انڈیلا تھا۔ وہ دردناک انداز میں چلائی تھی۔ پھر جیک نے فادر کا دیا دھاگہ اپنے اور اس کے گرد لپیٹا تھا۔ اب اسے کسی صورت بھی سبغا کو نہیں چھوڑنا تھا۔ سبغا بری طرح مچلنے لگی۔

پھر پورا زور لگا کر چلائی۔

چھوڑو مجھے،، میں نے کہا چھوڑو مجھے،، وہ بری طرح اسے مارتی اس کے کندھے پر اپنے دانت جما گئی تھی۔ جیک نے اذیت کی انتہا سے آنکھیں بند کیں۔ کیونکہ سبنا اس کے کندھے پر زخم کر چکی تھی۔ پھر اس نے اپنے ناخنوں سے بری طرح اس کا سینا کھروچا تھا۔ جیک نے تب بھی اس کے گرد سے سلاخوں کی طرح باندھا اپنے بازوؤں کا حصار نہیں توڑا تھا۔

پھریوں لگا کہ سبنا کا وجود زلزلوں کی زد میں آیا تھا۔ بری طرح شدت سے جھٹکے کھا وہ پھر حلق کے بل چلائی تھی۔ تب اس کے منہ سے کالا دھواں نکل کر فضا میں تحلیل ہوا تھا اور وہ نڈھال ہو کر جیک کے بازوؤں میں گری۔ جیک نے اسے بازوؤں میں بھرا اور واپسی کی جانب رخ کیا۔

ابھی وہ چند قدم ہی چلا تھا جب پیچھے سے کچھ سسکیوں کی آواز سنائی دی۔ وہ ٹھٹھک کر رکا۔ اور سبنا کی آواز جیسی آواز سن کر پیچھے دیکھا۔

سنو جیک،، پلیز میری مدد کرو، مجھے یہاں سے گھر لے کر جاؤ، تمہارے بازوؤں میں رنجنا ہے،، سبنا تو میں ہوں، اسے نیچے اتار دو،، میری ہیلپ کرو، مجھے روک لو پلیز،، سبنا ہچکیوں سے روتی التجا کر رہی تھی۔

جیک کا کلیجہ منہ کو آیا۔ اور اگر وہی سبنا ہوئی تو؟ تو کیا ہوگا،، وہ اپنے بازوؤں میں بھری ہستی کو نیچے اتارنے کو ہوا۔ کہ دفعتاً رنجنا بھاگتی وہاں چلی آئی۔

جیک وہ محض ایک چھلاوا ہے، اس کی بات مت سننا،، رنجنا چلائی۔

جیک نے جلدی سے اسے بازوؤں میں بھیلچا اور قدم تیز ترین کیے۔ جیک اور رنجنا نے گھر پہنچ کر ہی سانس لیا اور جلدی سے کھڑکی دروازے بند کیے۔ جیک نے بیہوش سبنا کو نرمی سے بیڈ پر لٹایا۔

رنجنا نے دیکھا اس کی خودکی وائٹ شرٹ لہلہان ہو چکی تھی۔

جیک یہ کیا ہوا؟ رنجنا رو پڑی۔ تبھی سبنا کی آنکھ کھلی تھی۔ وہ جیک کی جانب نم آنکھیں لیے دیکھت رہی کیونکہ اسے سب یاد تھا کیا ہوا تھا اس کے ساتھ یا کیا ہونے جا رہا تھا سبنا کے دیکھنے سے وہ انجان تھا کیونکہ اس کی توجہ اب اپنے زخموں پر تھی۔

تم اپنی شرٹ ریوو کرو،، میں اینٹی بائیوٹک لیکوئیڈ سے یہ زخم صاف کر دیتی ہوں،، رنجنا نے انگلش میں اسے کہا اور الماری سے فرسٹ ایڈ باکس سے ڈیٹول اور کاٹن لے آئی۔

ابھی وہ ڈیٹول سے کاٹن بھگو کر اس کے زخم پر رکھتی جب بہت اچانک سبنا نے اٹھ کر اس کا ہاتھ تھامنا تھا۔

جیسے ابھی بھی وہ اس کو کھودینے کے ڈر سے نانگلا ہو۔ اور اسے محسوس کر کے اپنے دل سے یہ ڈر نکالنا چاہتا ہو۔

سبجنا نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کی۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ بے جان ہو جائے گی۔ مگر وہ اس کے ہاتھ تھام کر پھر سے دیوار سے لگا گیا۔

خود کو سیراب کرنے کے بعد اسے شاید اس کی حالت پر رحم آیا تھا۔ وہ خود ہی نرمی سے پیچھے ہٹا۔ مگر اب اپنے اس عمل پر خود ہی سختی سے آنکھیں بھیجنیں۔ پیچھے مڑ کر اپنی شرٹ اٹھائی۔

وہ دیوار سے لگی لمبے لمبے سانس بھرتی اپنی اٹکی سانس بحال کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ آرام کرو سبجنا، میں باہر ہی ہوں، وہ اس سے نگاہیں چراتا اپنی شرٹ اٹھا کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

تبھی رنجنا روم میں داخل ہوئی تھی۔

اسے کیا ہوا؟ اس جیک کو تیزی سے باہر جاتے دیکھ پوچھا۔

کک، کچھ نہیں،، سبجنا بھاگ کر کمفرٹ میں دبی تھی مبادا کہیں وہ اس کے سرخ زخمی ہونٹوں اور پاگل مچلتے دل کا احوال نا جان لے۔

وہ آگ کے الاؤ کے سامنے بیٹھی اپنے بھدے مکروہ چہرے سے مختلف شیطانی منتر پھونک رہی تھی۔ اس کا ایک چیلہ مرچکا تھا۔ ایک سے جو خبر ملی تھی وہ اچھی نہیں تھی۔ اس نے مایاوش کو بلایا مگر وہ خوف کے مارے اپنے کمرے میں ہی دبک کر بیٹھی رہی۔ آئی ہی نہیں۔ بلیک وچ کو اس کا یہ ڈرا چھا لگا۔

یہ باتیں بعد میں بھی معلوم کی جاسکتی تھیں۔ پہلے اس کے شکار کا یہاں پہنچتا بہت ضروری تھا۔ تاکہ اس کی طاقتیں بحال ہو سکیں اور وہ ایک ایک کو دیکھے۔

چلے کے دوران اس کی طاقت اور کالے سائے عروج پر تھے۔ شکار اس کی حدود میں پہنچ بھی گیا تھا۔ مگر پر آگ کا الاؤ دھماکے سے بھڑک کر ٹھنڈا پڑ گیا تھا۔ مطلب اس کا وار خالی گیا تھا۔

کیسے آخر کیسے؟

اس کے شکار کو تو اس کا جوڑی دار ہی بچا سکتا تھا۔ اور آج تک ایسا ہوا نہیں تھا۔ تو کیا مایاوش نے کچھ کیا تھا۔ وہ غصے سے پاگل ہوئی اور اپنے آدھے گنجنے سر سے بال نوچ نوچ کر پھینکنے شروع کر دیئے۔

دل کیا اس مایاوش کو ابھی جائے اور جلا کر خاک کر دے۔ مگر شیطانی دماغ نے ایک اور تانا بانا بننا تھا۔ تبھی وہ چڑیل مکروہ قہقہے لگاتی زور زور سے ہنسانے لگی تھی۔

مایاوش جو چھپ چھپ کر خوف سے اسے دیکھ رہی تھی اس کا وارنا کام ہونے پر اطمینان کا سانس لیا۔ مگر پھر اس کے مکروہ قہقہے اس خوف میں مبتلا کر گئے۔

عائش اور آبدار اپنے پول سے باہر بیچ پر رکھے کاؤچ پر آنکھیں موندے نیم دراز تھے۔ برتھ ڈے پارٹی کی تمام اریجمنٹس ایک دن پہلے ہی مکمل ہو چکی تھیں۔ اب بس انویٹیشنز دینے تھے۔ وہ کانوں میں ہینڈ فری لگائے کسی اور دنیا میں ہی پہنچا تھا۔ جب سونگز سننے کے باوجود اسے کچھ اور بھی سنائی دیا۔

وہ چونکا اور آنکھیں کھولیں۔ ہینڈ فری ریوکی۔

ہاں وہ نسوانی چیخوں کی آوازیں تھیں۔ آبدار جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔

واٹ ہی پیڈ برو،، عائش نے پوچھا۔

کچھ سنائی دیا،، آب نے سنجیدگی سے پوچھا۔

یس،، کسی لڑکی کی چیخنے کی آوازیں ہیں،، عائش نے لاپرواہی سے کہا۔

وہ مصیبت میں ہوگی،، وی مسٹ سیوہر،، آب نے پھر سے کہا۔

واٹ ایور، بول کروہ پھر سے ہینڈ فرمی کانوں میں لگانے والا تھا جب آب نے اسے کالر سے دبوچا اور اپنے ساتھ گھسیٹتا چلا گیا۔

وہ آواز کی سمت گئے۔ نیچ پر کچھ دور جا کر پانی کی لہروں میں وہ ایک لڑکی تھی جسے تین چار لڑکے دبوچ کر کھڑے تھے ان کے گھٹنوں تک پانی تھا اور وہ اس کے ساتھ بد تمیزی کر رہے تھے۔

ہیے یو، سٹے اوے فرام ہر، آبدار کے ماتھے پر بل آئے تھے۔ عائش نے بھی انھیں گھورا۔

کیوں تم دونوں کی سسٹر ہے یہ،،؟ انھوں نے مزاق آڑا یا۔
یس،، آبدار نے دانت پیس کر کہا۔

پھر ایک اشارہ ہوا تھا۔ اور پانی میں موجود ان کی ٹانگوں پر سویاں سی چھٹی تھیں۔ وہ تکلیف سے چلائے۔ اور بری طرح تڑپنے لگے۔ تب وہ پانی سے نکل کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔

لڑکی نے آب اور عائش کی جانب رخ کیا۔ وہ دونوں جانے کیوں اسے دیکھ کر چونکے تھے۔ وہ انھیں بہت بہت زیادہ غیر معمولی لگی۔ تھی تو انسان۔ مگر کوئی معمولی انسان نہیں تھا۔ وہ حسن کے معاملے بھی بہت خاص تھی۔ عائش بغور اسے دیکھے گیا۔

کون ہو تم،؟ آخر آب نے ہی پوچھا۔

مم،، میرا نام روز ہے،، وہ بول کر پھر رونے لگی۔

عائش نے ناگواریت سے اس کے آنسو دیکھے۔

یہاں کیسے پیئیں،،؟ یہ ہمارا علاقہ ہے، مطلب یہ سارا علاقہ ہماری ملکیت ہے،، آب نے اسے سمجھایا۔

میری ماں،، وہ بہت ظالم عورت ہے، یہاں بھیج کر میرا سودا کرنا چاہتی ہے، محض اپنے عیش و عشرت کے لئے،، یہ کہتے لڑکی کی آنکھوں میں اپنی ماں کے لئے بے پناہ نفرت تھی۔ میں جہاں تھیں وہاں سے بھاگ آئی،، اور یہ لڑکے میرے پیچھے پڑ گئے،، میں بھاگتی بھاگتی ادھر چلی آئی،، ہچکیوں کے دوران وہ بمشکل ہی بول پائی۔

تو تمہارا اس دنیا میں کوئی نہیں،، آب کو افسوس ہوا۔

اس نے اثبات میں سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

چلو ہمارے ساتھ،، آب نے اسے کہا۔ وہ چپ چاپ بغیر کوئی سوال جواب کیے ان کے ساتھ ہوئی۔ اور یہیں وہ غلطی کر چکی تھی۔

عائش بھی کچھ نہیں بولا مگر ایک مرتبہ پیچھے مڑ کر اس لڑکی کو کڑے تیور لیے ضرور گھورا تھا۔ آبدار تو تھا ہی ایسا نرم دل۔

مگر یہ لڑکی،،

کچھ گڑبڑ تھی۔ ان لڑکوں سے بھاگ رہی تھی تو ان کے ساتھ اتنی چپ چاپ کیوں چلی آرہی تھی۔ اسے کسے معلوم تھا کہ لازمی ہی یہ لوگ اس کے ساتھ کچھ نہیں کریں گے اور اسے محفوظ مقام تک پہنچا دیں گے۔

عائش نے اپنی پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے اور اس لڑکی کا دماغ درست کرنے کا پلان سوچنے لگا۔

کانہ اور مایاوش کالج میں داخل ہوئیں تو کافی سارے سٹوڈنٹس گراؤنڈ میں جمع تھے۔ کانہ جس کا وار خالی گیا تھا جو بے تحاشا کمزور پڑ چکی تھی۔ مایاوش کی بھی جان چھوٹی ہوئی تھی کہ اس نے اپنے تمام کام بعد کے لئے بچا کر رکھے تھے۔

ابھی اس لڑکے کا بھی پتہ لگانا تھا جو مایاوش میں دلچسپی لینے کی جرأت کر رہا تھا۔

اس کے چیلے کو کس طاقت نے ختم کیا وہ بھی اور سبنا کیسے بچ نکلی وہ بھی۔

وہ گراؤنڈ میں آئیں تو سبنا ان کے سامنے آئی تھی اور مایاوش کو خود میں بھیجنے ڈالا۔ مایاوش گھبرا گئی۔ نقاب کے بیچ ماتھے پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے نمودار ہو گئے۔ جو اس بھیڑ میں کسی نے بغور دیکھے۔

یہ دیکھو وش رائل فیملی کے عائش اور آبدار کی کی کل گرینڈ برتھ ڈے بال پارٹی ہے،، میں جیک کے ساتھ جا رہی ہوں،، مگر تم بھی لازمی آؤ گی میرے ساتھ، اور اب میں انکار نہیں سنوں گی،، تمہیں آنا ہوگا،، رائٹ،، سے یس،،
نوسنجا،، میں کہیں نہیں جاتی،،،،، اور،،،،،

یہ لازمی آئے گی،، کانلہ نے مایا وش کی بات بچ میں ہی کاٹی،، یہ آئے گی تمہارے ساتھ،، مگر پھر تم بھی پرامس کرو،، پارٹی کے بعد اس کے ساتھ ہمارے گھر آؤ گی،، کانلہ نے اپنا ہاتھ سنجنا کے آگے بڑھایا۔ اس کی نگاہوں میں خباثت تھی۔
اویس،، میم، پرامس،، تھینکس اگر اس کے آنے کی یہی شرط ہے تو میں ضرور آؤں گی،،
سنجنا نے جوش جزبات سے کانلہ کا ہاتھ تھاما۔

کانلہ ایک مکہ فاتحانہ سی مسکراہٹ لیے اپنی کلاس میں چلی گئی۔ مایا وش کا رکا ہوا سانس بحال ہوا جسے یہ ڈرتھا کہ اس کی سنجنا کو بتائی گئی وارنگ کا ذکر کوئی کانلہ کے سامنے نا کر دے۔

اسے وہاں رنجا اور جیک آتے دکھائی دئیے تب سنجنا وہاں سے سرخ چہرہ لیے کھسک گئی جو صبح سے جیک سے منہ چھپاتی پھر رہی تھی۔
رنجنا مایا وش کے گلے لگی۔

تھینکس،، صرف کان میں اتنا ہی بول پائی۔

جیک نے بھی اس سے ہاتھ ملایا۔ جو وہاں کھڑے ایک شخص کو بے تحاشا ناگوار گزرا۔
تھینکس،، جیک بھی بس اتنا ہی بولا۔ اور احتیاطاً کوئی اور بات نہیں کی۔ جیک نے سبنا اور
رنجنا کو بتا دیا تھا کہ ضرور مایاوش کے ساتھ کوئی پر اہلم ہے۔ اسی لئے عائش اور آب کو اس
کے پیروں میں چین بندھی دکھائی دیتی ہے۔

تب سبنا اور رنجنا کو کچھ اندازہ ہو گیا اس کے بارے میں کہ ضرور اس کے ساتھ کچھ طاقتیں
ہیں جن سے وہ چھپتی پھرتی ہے اور سبنا کو بھی بچایا۔ مگر اب انہیں اس سب کا ذکر کر کے
اسے مصیبت میں نہیں ڈالنا تھا۔ تبھی وہ نارمل سی گفتگو کرتے کلاس میں جا چکے تھے۔
مگر اب مایاوش کے سر پر ایک اور عذاب مسلط ہو چکا تھا ایک تو پہلی مرتبہ کسی پارٹی میں
جانے کا دوسرا پھر سے سبنا کو مصیبت میں پھنستے دیکھنے کا۔

آج پھر ڈریگن لینڈ پر سوگواریت سی چھائی تھی کیونکہ کوئین وشہ آج پھر سوگوار سی اداس ہی
تھی۔ کیا ہی بد قسمت ملکہ تھی وہ کہ اتنی طاقتور ہونے کے باوجود ایک پوری سلطنت کی رانی
ہونے کے باوجود اپنی اولاد کی حفاظت نہیں کر پائی تھی۔ مایاوش کو تو کھو چکی تھی۔

یہ بات اس کے لئے کامی شدید صدمے سے کم نہیں تھی کہ وہ ماہویرا کو بھی اپنے پاس ڈریگن لینڈ رکھ سکتی تھی۔ سر تو بہت پٹخا وہ روئی چلائی بھی مگر پھر ایک ماں کو اپنی اولاد کی سلامتی کے لئے یہ قربانی دینی ہی پڑی۔ وشہ کو ماہویرا کو خود سے دور زمین پر سیرا کی گود میں دینا پڑا۔ ماریہ اور اس کے ڈیڈ ظفر کا تو انتقال ہو گیا تھا۔ مگر سیرا اور جمی نے ماہویرا کو بہت حفاظت سے پالا تھا۔

سیرا جو کہ مایا ووش کی گمشدگی کے بعد خود بھی گم صم ہو چکی تھی۔ اس نے اپنی اولاد نہ ہونے کی وجہ سے اس بات کا بہت گہرا صدمہ لیا تھا کہ اس کی وجہ سے مایا ووش گم ہو گئی۔ تب ڈاکٹر ز نے جمی کو بے بی ایڈاپٹ کرنے کو بولا تھا تب وشہ اور راج نے اس کی گود میں ناہویرا کو بھر دیا۔

راج خواب گاہ میں آیا اور کھڑکی میں کھڑی اس سوچوں میں ڈوبا دیکھ اس کے گرد اپنے بازو حائل کیے۔

کیا ہوا وشہ،، اس کی اداسی کا سبب معلوم ہونے کے باوجود وہ پوچھ بیٹھا۔

راج ہماری بچیاں،، وہ اس کے سینے میں منہ دے کر سسک پڑی۔

چلو ویرا سے مل کر آئیں،، راج نے اس کی کمر کے گرد بازو حائل کر کے نرمی سے کہا۔

وہ تو خود اپنی بچپن کے لئے ماہی بے آب کی طرح تڑپتا تھا۔ مگر کبھی وشہ کے سامنے ظاہر ناہونے دیا کہ پھر تو وشہ بالکل ہی ٹوٹ جاتی۔

راج کیا سچ،، وہ اتنے سے میں ہی خوش ہو گئی۔

ہاں،، گرینڈ فادر نے مرر سے بولا کہ انہیں کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا تو ویرا کو دیکھ کر آئیں ہم لوگ، تو چلیں،، راج نے مسکرا کر کہا تو وشہ خوشی میں یہ پوچھنا تو بھول ہی گئی کہ گرینڈ فادر کو کیوں ایسا فیل ہو رہا ہے۔

وہ دونوں وہاں سے نکلے۔

سیرا اور جمی کو یونہی بتایا گیا تھا کہ وہ لوگ واشنگٹن میں ہی ہیں۔ اور ماہویرا کو حقیقت بتادی گئی تھی کہ اس کے اصل ماں باپ راج اور وشہ ہیں۔ اور کسی خاص وجہ سے وہ جمی ڈیڈ کے پاس ہے۔

ماہویرا کبھی ان گہرائیوں میں ابھی اتری ہی نہیں تھی کہ وہ کیوں جمی کے پاس تھی اپنی لافالبی نیچر کی وجہ سے اس نے کبھی جاننے کی کوشش بھی نہیں کی۔ ہاں اپنے اصل ماں باپ سے بھی دنیا میں سب سے بڑھ کر محبت کرتی تھی بلکہ وہ اس کی نظر میں عظیم ترین ماں باپ تھے جو خود اکیلے رہ رہے تھے مگر سیرا کی بیماری کی وجہ سے اس کی گود بھر گئے تھے۔

صبح ماہویرا کی آنکھ کھلی تو سب سے پہلے اس کی نگاہ آتش دان کے سامنے رکھے کاٹ پر پڑی تھی۔ پرندہ غائب تھا۔ وہ ادا اس ہوئی۔

ویٹس ناٹ فمیر کو کو، میرے اٹھنے کا ویٹ ہی نہیں کیا اور مجھے چھوڑ کر چلے گئے،،، اس نے برا سامنہ بنایا رات سوتے سوتے سوچتے اس کا نام تک سوچ چکی تھی۔ مگر وہ اب سرے سے غائب ہی تھا تو اسے افسوس ہوا تھا۔ وہ برا سامنہ بنا کر واش روم گھسی نہا کر ہاتھ ٹاول میں باہر آئی تھی۔ باہر آئی تو فون چنگھاڑا اٹھا۔ وہ بے توجہی سے ٹیبل پر پڑے فون کی جانب آئی تو ٹھٹھک کر رکی۔ ابھی ابھی اس نے آئینے میں خود کو کسی اور لباس میں دیکھا تھا۔

مگر اب تو وہ ٹاول میں ہی تھی۔

اففف کیا مصیبت ہے یا،،، اس نے سر جھٹکا اور جا کر فون اٹھایا۔

رات کے اندھیرے میں مایاوش اپنے کمرے میں دہکی بیٹھی تھی۔ صبح پارٹی کا دن تھا۔ کاندہ نے اس کے لئے لباس منتخب کر کے اس کے کمرے میں پہنچا دیا تھا۔ اسے ہدایت تھی کل وقت رہتے تیار ہو جائے اور واپسی پر اپنے ساتھ سبنا کو لازمی لے کر آئے۔ اب چونکہ اماوس کی رات گزر چکی تھی اور اس کی طاقتیں بھی کمزور پڑ چکیں تھیں۔ لہذا وہ جادو کے

زریعے سبنا کو نہیں بلا سکتی تھی اس کی مصیبت کا ایک ہی حل تھا کہ سبنا خود چل کر اس کے پاس آئے اور اپنی بلی اسے دے دے۔

کانہ نے ایک مخصوص چلہ بھی کاٹا تھا مگر ناتو وہ سٹاف روم میں مایاوش کو ملنے والے لڑکے کا پتہ لگا پارہی تھی۔ اور نا ہی اس کے چیلے کو مارنے والے تک پہنچ پارہی تھی۔ جب بھی آگ کے آلاؤ کے سامنے بیٹھ کر چلہ کرتی۔ چلہ مکمل ہوتے ہوتے اس شخص کے چہرے تک پہنچتے پہنچتے الاؤ پر جیسے کوئی بالٹی بھر پانی ہی گرا دیتا۔ اور سارے چلے کا بیڑا غرق ہو جاتا۔

سامر کے جاگنے اور اس مایاوش کے اٹھا راسال کے ہونے میں بس تین ماہ باقی تھے۔ اسے بس تین ماہ اسے پہلے کی طرح قابو میں رکھنا تھا۔ چھپا کر۔

وہ جیت کے اتنے قریب آ کر اب ہار نہیں سکتی تھی۔ جب سامر اس مایاوش کو پالیتا اور ڈریگن لینڈ سمیت فیری ٹوپیا اور اوشیانہ پر بھی اس کی راجدھانی قائم ہو سکتی تھی۔

اب بس ایک ہی طریقہ تھا اس لڑکے کے، سبنا کو بچانے والے کے اور اس کے چیلے کے قاتل کے بارے میں جاننے کا اور وہ تھا مایاوش کو ٹارچر کر کے اس سے سچ اگلوانے کا۔ وہ اس کے روم میں آئی تھی۔ آکر اس کے سر پر سوار ہوئی تھی۔

کون تھا وہ لڑکا مایاوش،،؟ کافی سرد لہجہ تھا مایاوش سمجھ چکی تھی کہ اب وہ اسے ضرور کوئی تکلیف پہنچائے گی۔

مجھے نہیں معلوم،،، مایاوش نے بھی سپاٹ لہجے میں جواب دیا تھا۔

وہ کیا بول رہا تھا یہ تو معلوم ہے ناں،، وہ کافی چبھتے لہجے میں پوچھا گیا۔

ہ،، ہاں، وہ بول رہا تھا مجھے تمہارے پاؤں اور ہاتھ بہت اچھے لگتے ہیں،، اور،،،

میرے سائے کو کس نے مارا،، وہ غضب ناک ہو کر چلائی۔

مجھے نہیں معلوم،، مایاوش کا لہجہ بھی تیز ہوا۔

ٹھیک ہے میں خود ہی پتہ کر لوں گی،، اب تم کل سبنا جو ساتھ لا رہی ہو، نہیں لائی تو بہت بری سزا دوں گی،، کاتلہ نے دانت پس کر کہا۔

تو پھر آج ہی دے دیں سزا،، کیونکہ میں نہیں لانے والی اپنے ساتھ سبنا کو،، مایاوش نے سپاٹ لہجے میں مگر آہستگی سے کہا تھا۔

کیا؟ کیا کہا تم نے مایاوش،،،،؟ کاتلہ نے قریب آ کر اس کا نازک جبرٹا اپنے ہاتھ میں دبوچا تھا۔

وہی جو آپ نے سنا،، مایاوش نے ایک سسکی بھری تھی۔ اور اپنا چہرہ پھڑانے کی کوشش کی جانے اس میں اتنی ہمت کہاں سے آرہی تھی کہ وہ یوں بلیک وچ سے زبان لڑا بیٹھی تھی۔

اس خبیث چڑیل نے مایاوش کے کپڑے اور جسم نوچنا شروع کیا تھا۔ مایاوش کی چیخیں فضا میں بلند ہوئیں۔

چھوڑو مجھے،، جانے دو کانلہ، اب تو مجھے لگنے لگا ہے ماں نہیں ہو تم میری،، آئی ہیٹ یو،، مار کھانے کے دوران بھی وہ خاموش نہیں ہوئی تھی تب کانلہ کو مزید طیش دلا گئی تھی۔ اس نے فضا میں ہاتھ بلند کیا تھا ایک سلگتی لوہے کی سلاخ تھی جس پر ایس لکھا ہوا تھا وہ سلگتی سلاخ کانلہ نے مایاوش کی برہنہ کمر پر رکھی تھی۔

مایاوش کی چیخیں دور دور تک سنائی دی تھیں۔۔

جہاں رات کی گہرائیوں اور تاریکیاں چار سو پھیلی تھیں وہیں یہ ایک آڈیٹوریم نما جگہ تھی جہاں دن کا سماں بندھتا محسوس ہو رہا تھا کیونکہ پبلک بھیڑ بکریوں کی صورت وہاں پہنچ رہی تھی۔ اور چیخ چلا کر اپنی اکساٹمنٹ بڑھا رہی تھی۔ آج معمول سے بہت زیادہ رش تھا

پورے آڈیٹوریم میں پیر رکھنے کی جگہ تک نہیں تھی۔ آج پھر وہ بھی تو آنے والا تھا۔ جسے تاریکیوں کی یہ دنیا اگر سیو مونسٹر کے نام سے جانتی تھی۔۔۔۔۔

آڈیٹوریم کے بیچ و بیچ گہرائی میں وہ ایک ریسلنگ رنگ تھا۔ اور پورا سنگا پور جانتا تھا وہ دنیا بھر کا ڈیڈلی رنگ تھا۔ جس کے لاک لگے پنجرے سے ایک بندہ زندہ اور ایک مردہ ہی باہر نکل پاتا تھا۔ یہاں دنیا بھر کر کریمنل اپنی طاقت آزمانے اور لوگوں پر جیت کر اپنی دھاک بٹھانے آتے تھے۔

مگر وہ کون تھا اور یہاں کیوں آتا تھا۔ اتنا اگر سیو کیوں تھا یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔ بس جب جب وہ آتا کئی کریمنلز کو دردناک موت کی نیند سلا کر جاتا تھا۔ مگر دنیا کیا جانے،،

وہ جو اپنی اصلی زندگی میں اتنا پولائٹ اور نرم دل تھا بچپن سے لے کر اب تک اپنے غم و غصے کو کیسے نکالتا تھا۔ کریمنلز اور برے لوگوں کو دردناک عذاب دے کر۔ اپنوں کے لئے، اپنے لوگوں کے لئے وہ بہت مہربان تھا۔ بہت نرم دل۔ مگر وہ جو اس کا اصل تھا۔ اس کی حقیقت وہ تو ایک انتہائی اگر سیو پر سنیلٹی تھی۔ وہ اصل میں کیا تھا آج اس رنگ میں پتا چل ہی جاتا تھا۔

لوگ شور مچا رہے تھے۔ اراٹول دیو ہیکل ریسلر پہنچ چکا تھا۔ جس کا وزن قریباً نوے کلو گرام تھا۔ اور وہ آتے ساتھ ہی اپنی طاقت کے مظاہرے کر رہا تھا۔ آتش بازی کی جارہی تھی اور وہ شیشی بگھا رہا تھا۔

پھر روشنی کا ایک جھماکا سا ہوا تھا۔ اور وہ آیا تھا۔ پبلک اگر یسیو مونسٹر چلا کر پاگل ہو چکی تھی۔ بلیک پینٹ کے اوپر بلیک سلویس ٹی شرٹ جس سے اس کے طاقتور بازوؤں کے بڑے بڑے ڈولے اپنی چھب دکھلا رہے تھے۔ چہرہ سیاہ رومال سے ڈھکا تھا جس میں سے اس کی سرخ اوشن بلیو غصیلی آنیز صاف دکھائی دے رہی تھیں۔

وہ نارمل انداز میں چلتا رنگ تک آیا تھا۔ رنگ میں داخل ہوا اور ڈور لاک کر دیا گیا۔ کوئی بھی موقع دینے بغیر وہ سائنڈ مار ریسلر پل پڑا تھا اس پر۔ مگر وہ بہت تیزی سے اپنا بچاؤ کر گیا۔ پھر جلد ہی اس پہلوان کی ہڈیاں چٹھنے کی آوازیں پوری عوام نے سنیں تھیں۔ وہ چنگھاڑتا رہا مگر اسے زرا سا بھی رحم نہیں آ رہا تھا۔ تبھی اس کی گردن کی ہڈی بھی چٹھا ڈالی۔ پھر چار درندے اور آئے اور وہ بھی ابدی نیند سلا دینے لگے۔ اب وہ پانچویں سے بھڑہا تھا۔

پانچواں بے تحاشا طاقتور ریسلر تھا۔ جیسے ٹکر کا مقابلہ تھا۔ وہ جو اگر یسیو مونسٹر تھا کچھ ہی دیر میں لڑتے لڑتے اسے یوں محسوس جیسے کمر پر درد کی لہریں سی اٹھیں تھیں۔ اس نے زور

سے آنکھیں بھی نہیں تھیں اریہ وہی لمحہ تھا جب مخالف نے لوہے کی سلاخ اٹھا کر اس کے سر پر ماری تھی۔ وہ گھٹنوں کو بل جھکتا چلا گیا۔ غم و غصے سے پھر ایک مرتبہ پاگل ہوا۔ کوئی پھر سے اس کے وجود کے حصے کو تکلیف پہنچا رہا تھا۔ کمر پر جلن اتنی شدید تھی کہ ناقابل برداشت، مخالف مسلسل اس کی پیٹھ پر لوہے کی سلاخ برسا رہا تھا۔

اور وہ مخالف بے وقوف سمجھ رہا تھا یہ اس کی مار کا نتیجہ تھا۔ اسے کیا معلوم اس کی مار کا تواثر ہی نہیں ہو رہا تھا اس پر کہ اس وقت اس پر ٹرٹل سکن تھی۔ بس یہ جلن تھی جو اس کی جان جلا رہی تھی۔ تبھی رنگ میں پانی والا مرحلہ شروع ہوا تھا۔ اور ہر طرف شاور آن کر دینے لگے تھے۔ اس کی کمر پر پانی پڑا تھا۔

مخالف نے اسے سلاخ مارنے کا فضا میں ہاتھ بلند کیا جب تیزی سے اس نے وہ سلاخ ہاتھ میں تھامی تھی۔ اب اسے اس بات کا غصہ کسی پہ نکلنا تھا کہ کوئی کیوں اُسے تکلیف پہنچاتا ہے۔ برائی اچھائی پر کیوں سبقت اختیار کیے ہوئے تھی۔ اور کیوں وہ اس سے دور ہے اسے مل کیوں نہیں جاتی تاکہ وہ اس کی حفاظت کر سکے۔ اس نے مخالف سے وہی سلاخ چھین کر ایگریسولی اسی کی آنکھ میں گھسا دی تھی۔

پھر وہ سلاخ لمحہ بہ لمحہ اس کے جسم میں کئی جگہ گھسی تھی۔ وہ مر بھی چکا تھا۔ وہ پھر بھی اسے مار رہا تھا۔ پانی میں خون شامل ہو ہو کر بہہ رہا تھا۔ لوگوں پر لرز اٹاری ہو چکا تھا۔ کئی وہاں سے بھاگ چکے تھے۔ کئی کو ووٹنگ شروع ہو چکی تھی اور کئی بیہوش ہو چکے تھے۔ تبھی پانی میں ایک عکس نمایاں ہوا تھا۔ جو ہاتھ باندھے اس کے سامنے آیا۔ آپ کو یہاں سے چلنا چاہئے اب،، وہ سر جھکا کر بولا اس مونسٹر نے سلاخ ایک طرف جھٹکے سے پھینکی اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

وہ اس طرح وہاں سے نکل کر اپنی گاڑی تک آیا تھا کہ کوئی اس کا تعاقب نہیں کر سکتا تھا۔ گاڑی ہوا سے باتیں کر رہی تھی اور وہ اپنی کنپٹیاں مسل کر اسے نارل، پولائیٹ اور نرم دل آبدار میں بدلنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جھٹکے سے گاڑی رائیل پیلس کے ڈرائیوے پر رکی تھی۔

اس وقت اس سے کسی کو بات نہیں کرنی چاہئے تھی نہیں تو وہ بھی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا اسی لئے وہ تاریکی میں تیزی سے ہر جگہ کر اس کرنا اپنے روم میں چلا آیا تھا۔ لاؤنج میں کھڑے ازلان نے اپنے بیٹے کی یہ حالت دیکھی تو بے بسی کی حالت میں اپنے لب کاٹے وہ جانتے تھے ان کا بیٹا اپنی کونین کے لئے تڑپتا پھر رہا ہے۔ وہ جانتے تھے اس لڑکی کا ملنا اس کے لئے کتنا ضروری تھا۔ وہ کچھ سوچ کر اس کے پیچھے گئے۔

آبدار آکر اوندھے منہ اپنے بیڈ پر گرا۔ تبھی وہاں ازلان چلے آئے۔
آب،،، انھونے نے پکارا۔

پلیز ڈیڈ لیوی الون،،، وہ بے بسی سے اپنے لب کاٹتا بولا۔

ازلان نے کمر سے اس کی شرٹ خون میں بھری دیکھی تو آکر شرٹ اوپر کھسکائی۔ کمر کا کچھ گول گول حصہ پوری طرح جھلسا ہوا تھا جس میں سے خون رس رہا تھا۔
مجھے جانے کیوں لگتا ہے آب وہ تمہیں جلد مل جائے گی،، ازلان نے اسے دلاسہ دیتے
اس کے زخم پر وہ مرحم لگایا جو اس دنیا کا نہیں تھا۔

رئیلی ڈیڈ،، اور پھر میں اپنے ہاتھوں سے اس کا گلا ایک ہی مرتبہ دبا دوں گا،، وہ دانت پیس
کر بولا تھا۔

ازلان قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔ "اور مجھے لگا تم بولو گے پھر میں اسی وقت اسے یہ لاکٹ پہنا کر
اسے اپنی کونین بنا کر سینے سے لگا لوں گا،، ازلان نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اس
کے سامنے ایک لاکٹ لہرایا۔

یہ کیا ہے ڈیڈ،، اب اس نے بغور اس لاکٹ کو دیکھا تھا۔

یہ تمھاری ماں نے مجھے دیئے تھے،، یہ اوشیانہ کے تخت نشینوں کے روئیل لاکٹ ہیں،
جیسے ہم انسانوں میں کچھ انسانی رسمیں ہوتی ہیں شادی کی ویسے تم لوگوں میں اپنی دلہن کو یہ

جادوئی طاقتوں کا مالک لاکٹ پہنا دیتے ہیں تو وہ پوری طرح ایک شادی شدہ جوڑا بن جاتا ہے،، سمجھ گئے ناں میری بات، یہ میں نے ایک عائش کو بھی دیا ہے،، تم بھی رکھ لو وہ ملے تو فوراً اسے پہنا دینا وہ تمہاری بیوی بن جائے گی پوری طرح،، ازلان نے مسکرا کر کہا۔

وہ ملے بھی تو ڈیڈ،، کئی سال پہلے مجھے اشارہ دیا گیا تھا کہ وہ مجھے یہیں ملے گی، اسی دنیا میں، تو اب تک کیون نہیں ملی،، وہ بری طرح جھنجھلا یا۔ اب پھر اس کے تیور جارحانہ ہوتے جا رہے تھے۔ وہ اپنے اس اگریسیو موڈ کو دنیا سے چھپا کر رکھتا تھا نہیں تو ایک اوشن کنگ میں اتنی طاقت تو تھی کہ وہ یہ دنیا تھس نہس کر دیتا۔

کیا تمہیں کبھی محسوس نہیں ہوا کہ وہ تمہارے آس پاس ہے اب،، ازلان نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر کر اسے ریلیکس رکھنے کی کوشش کی۔

آبدار کی نگاہوں کے سامنے ایک نقاب پوش چہرہ لہرایا۔ کچھ تو تھا جو عجیب تھا اس لڑکی میں، جو اسے اپنی طرف کھینچتا تھا،، اس کے چھونے پر لگنے والا سپارک اسے اب تک ہاد تھا۔ اس کے ساتھ پیش آنے والے عجیب و غریب واقعات،، اور جب بھی وہ میوزک ٹیچر کانہ اس کے آس پاس ہوتی تھی تب بھی اسے عجیب محسوس ہوتا تھا۔

یس ڈیڈ، ایک لڑکی،، وہ کالج میں ہے اور جب سے کالج آئی ہے،،،،،،،،

پھر آبدار ازلان کو اس کے آنے سے لے کر اب تک کے واقعات بتاتا رہا۔
 تمہیں نہیں لگتا آج تمہیں اس لڑکی کے بارے میں اور جاننا چاہیے،،
 یس ڈیڈ، ہوپ سو وہ کل یہاں آئے،، وہ کچھ سوچ کر آنکھیں موند گیا۔ ازلان اس کی پیٹھ
 تھپتھپا کر چلے آئے انہیں اب جانے کیوں یقین تھا کہ ان کے بیٹے کی مشکل جلد آسان
 ہونے والی ہے۔

مایاوش ناچاہتے ہوئے بھی تیار ہو کر آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔ اسے لینے سبنا لوگ آ
 چکے تھے۔ گاڑی کے ہارن پر وہ ہوش میں آئی اور کاندھ کی نگاہوں کی تنبیہ نظر انداز کرتی باہر
 نکل آئی۔ سبنا اور رنجنا نے اسے دیکھ کر وحشت کیا۔ وہ گاڑی میں بیٹھی اور گاڑی روئیل
 پیلس کی جانب رواں دواں ہوئی۔
 بہت ہی شاہانہ اور بڑی پارٹی کے آرگنائزمنٹس کیے گئے تھے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کسی اور
 ہی دنیا میں چلے آئے ہوں۔ عائش اور آبدار بالکل تیار بے تحاشا ہینڈسم اور ڈیشننگ لگ
 رہے تھے۔ دونوں ہی بلیک ڈنر سوٹ میں تھے۔ اور پوری پارٹی کامرگز گناہ وہی بنے
 ہوئے تھے۔ عائش کو کسی کا انتظار تھا۔ آج اسے سبق جو سکھانا تھا۔
 انتظار کی سولی رتو آبدار بھی لٹکا ہوا تھا۔

سبجنا کی گاڑی رائیل پیلس کے وسیع و عریض پورچ میں رکی تھی۔ مایاوش سمجھتی گاڑی سے نیچے اتری تھی۔ وہ اندر کی جانب بڑھیں۔ مگر مایاوش رک گئی۔

سنو سبجنا میں ادھر ہی ٹھیک ہوں تم لوگ جاؤ اندر،

مگر، سبجنا نے مڑ کر اسے گھورار بنجا تو اپنی فرینڈ کو دیکھ کر اس کے ساتھ جا چکی تھی۔

تمہیں میری قسم،، مایاوش نے اسے چپ کروادیا۔ وہ اندر آئی۔

اندر جشن کا سماں تھا۔ کپلز میں ڈانس مقابلہ بھی ہو رہا تھا۔ ہر کوئی اپنا ٹیلنٹ دکھا رہا تھا۔۔۔

مگر کچھ ہی دیر بعد اسے مایاوش کا خیال ستانے لگا۔ تبھی ایک مرتبہ پھر سب چھوڑ چھاڑ کر باہر آ کر اس کے سر پر سوار ہو گئی۔

مایاوش، یار چلو تو سہی، ادھر بور ہو رہی ہو اندر دیکھو، کتنا مزا آ رہا ہے، گرینڈ بال پارٹی کے

اب مین سیگمنٹ چل رہے ہیں، رنجا بھی پر فام کرنے والی ہے چلو پلیز،،،

سبجنا نے اس کی اکتاہٹ اور اداسی کو کوئی اور رنگ دیا۔

سبجنا پلیز، مجھے نہیں جانا کہیں بھی،، میں ادھر ہی ٹھیک ہوں،، مایاوش سلطان رائیل پیلس

کے پول کے پاس بیٹھی گلاس وال کے باہر وسیع و عریض سمندر کو دیکھ رہی تھی۔ آج

موسم بھی عجیب سا تھا جیسے خود سے ہی بغاوت پر اتر آیا ہو۔ آسمان سرمئی بادلوں سے

دلہن کے زیورات کی طرح سجا ہوا اتر رہا تھا۔ سرد ہوائیں سینٹوسا نیچ پر بنے ناریل کے

درختوں سے اٹھکھیلیاں کر رہی تھی۔ پارٹی کی مین آر بیجمنٹس تو اندر لاؤنج میں کی گئیں تھیں۔ مگر چند منچلے اور کچھ کلپز باہر پول کے آس پاس اپنا اپنا گروپ بنائے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

مایاوش سخت کنفیوز اور عجیب محسوس کر رہی تھی۔ تبھی باہر آکر پول کے قریب بیٹھ گئی۔ مگر اب سبنا آکر اس کے سر پر سوار ہو چکی تھی۔ ایسے میں اسے ناچار اٹھنا ہی پڑا۔ سبنا نے اس کا ہاتھ تھاما اور وہ دھیمے قدموں سے چلتی اندر داخل ہوئیں۔ اندر آتے ہی ویٹرس ان کے سامنے آئی اور انھیں کولڈ ڈرنک سرو کی۔ دونوں نے بے حد نازک و نفیس اپنا اپنا گلاس اٹھایا۔

آبدار جو بلیک تھری پیس میں بار کے پاس سٹول پر بیٹھا گھونٹ گھونٹ انرجی ڈرنک پی رہا تھا۔ کچھ بہت غیر معمولی، بے سکونی، اور دل کی کانوں میں بجتی دھمک پر بے اختیار نگاہ لاؤنج کے بڑے گلاس ڈور تک اٹھی اور پلٹنا بھول گئی۔ وہ مکمل چھپی ہوئی نقاب میں جانے کون تھی۔ مگر اسے لگا جیسے وہ صدیوں سے اسے جانتا ہے یا جس کا منتظر تھا یہ وہی ہے۔

یاوشن کنگ جس کا منتظر تھا وہ اب خود چل کر اس کے پاس آن پہنچی تھی۔ اسی کا تو انتظار تھا اسے۔ جواب پورا ہوا تھا۔

رائل بلو باربی فراک میں جالی دار اپر کمر تک آ رہا تھا۔ اپر کے نیچے چہرہ نیلے نقاب میں چھپا تھا۔ کمر تک جھولتے سیاہ بال آبشار کی طرح پوری کمر پر پھیلے ہوئے تھے۔ جالی دار اپر کے نیچے اس کے کندھوں سے ڈوریاں بندھے دودھیا بازو چاندی کی طرح دمک رہے تھے۔ اس کی نگاہ ہٹ نہیں رہی تھی۔ اور یہ پہلی مرتبہ اس کے ساتھ ہوا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ کسی سے ٹکرائی تھی۔ اس کے ہاتھ میں موجود نازک گلاس چھنا کے سے ٹوٹ کر ہاتھ ہی میں چکنا چور ہو گیا۔ اس کے دائیں ہاتھ سے تیزی سے خون بہا۔ اور ادھر اوشن کنگ نے حیرانی سے اپنا لہولہان دایاں ہاتھ دیکھا۔

ادھر مایا ووش کنفیوز سی تھی۔ مسلسل خود پر اٹھتی محسوس ہوتی نگاہوں سے خائف وہ ہجوم سے ہٹ کر ایک جانب جانے لگی۔ جب بہت اچانک ہی وہ ایک ویٹر سے ٹکرائی۔ گلاس چھنا کے سے ٹوٹا

اوسوری میم، پلیز آؤم سوری،، ویٹر اس کے ہاتھ سے بہتا خون اور اس کا خراب ڈریس دیکھ کر گھبرائی۔

اٹس اوکے کوئی بات نہیں میں واش کر لیتی ہوں، میں ٹھیک ہوں،، ایک نرم خوبصورت اور مہربان سی آواز سنائی دی تو ویٹر بھی طمانیت سے مسکرائی۔

چلیں میم، میں آپ کو واش روم لے جاؤں،، ویٹر اس کے ساتھ اندرونی جانب آئی۔

وہ تیزی سے اپنا زخمی ہاتھ لیے اٹھا تھا۔ اور ان دونوں کا تعاقب کیا۔
 ویٹرس طویل راہداری سے گزر کر اسے ایک بڑے روم کے ڈور تک لائی۔ ویٹرس مایا
 وش کے پیچھے کھڑی تھی کہ تبھی پیچھے سے اوشن کنگ نے اس کا دماغ ہینوٹائز کر کے اپنے
 بس میں کیا تھا۔

Gofromhere,,,,Leaveusalone,,,

ویٹرس کو اپنے کان میں سرگوشی سنائی دی۔

Whichcommandsmymaster,,,,,,,,

ویٹرس نے اپنے دماغ میں جواب دیا اور انہی پیروں واپس لوٹ گئی۔
 سنو،، تم ساتھ چلو کیونکہ ،،،، مایا وش جو کہ اتنے شاندار کمرے کو دیکھ کر اس کے سحر میں
 کھوئی ہوئی تھی تبھی پیچھے مڑی ہی تھی کہ اپنے پیچھے کسی کو ناپا کر پہلے تو بڑی بڑی آنکھیں
 حیرت سے پھیل گئیں پھر وہ خوفزدہ ہوئی۔ مگر دس قدم کے فاصلے پر وائش روم تو تھا ہی
 جی کڑا کر کے آگے بڑھی۔ ابھی دو قدم لئے تھے جب اپنے پیچھے کسی کی آہٹ سنائی دی۔
 وہ چونک کر جھٹکے سے پلٹی۔ کوئی بھی تو نہیں تھا۔ مگر ایسا لگتا تھا کوئی ہے۔

او،،،،، وہ بری طرح گھبرائی۔ ٹھنڈا ٹھار پانی اوپر گرا تو سبکی آگئی۔ تبھی وہ خوف سے سر دپڑی تھی جب گرتے پانی کے شاور میں اسے پانی سے بنا انسانی ہیولہ نظر آیا۔ اس کے اوسان خطا ہوئے۔

اوشن کنگ اپنی کونین کے موہ میں پاگل اب آگے بڑھا تھا۔ اسی پانی سے بنے ہاتھوں نے آگے بڑھ کر اس کے دونوں بازو تھامے تھے۔ مایاوش کے منہ سے زوردار چیخ برآمد ہوئی۔

مایاوش نے سم کر ادھر ادھر دیکھا۔ کوئی اسے اپنے بے حد قریب محسوس ہوا تھا۔ تبھی اسے سبغا کی آواز سنائی دی۔

مایا،،،،، وش،،،،، وش،،،،، ونیر آریو،،،،،

سن،،،،، سبغا،،،،، میں ادھر ہوں،،،،، مایاوش نے زوردار آوازیں اسے پکارا۔ ویٹریس نے سبغا کو بتا دیا تھا کہ اس کی دوست کے کپڑوں پر ڈرنک گر گئی ہے اور وہ واش کرنے کہاں گئی ہے؟ رستہ بھی بتایا۔ تبھی وہ اس کے پیچھے یہاں تک چلی آئی تھی۔

وش،،، یہ کیا پاگل،،، بھیگ کیوں رہی ہو،،، سبغا نے اسے شاور کے نیچے جے دیکھ اپنی جانب کھیچا۔ وہ بری طرح سہمی سی اس سے لپٹی تھی۔

جبکہ کوئی گہرا مسکرایا تھا۔ سر تا پا ایک مرتبہ پھر اس نازک بھگی جان کو بغور ملاحظہ کیا۔
چہرہ دیکھے بغیر بھی وہ بے تحاشا پیاری لگ رہی تھی۔ اس کا وجود، روح سے اس کنگ کا
تھا۔ دل میں کھینچ ہڑ رہی تھی۔ جو گستاخ ہوا جا رہا تھا یوں اکسا رہا تھا جیسے ابھی اسے ہانہوں
میں بھر لے۔

پیروں میں وہ چین اب بھی یونہی بندھی تھی۔ لیکن اب وہ اطمینان سے کھڑا تھا۔ جانتا تھا
اسے کیا کرنا ہے۔ اور اس کی کوئین کو تکلیف پہنچانے والے کو ایسی موت دینی ہے جسے
اس کی سات نسلیں یاد رکھیں گی اگر اس کی نسل بچی تو۔

چلو چلتے ہیں یہاں سے،، ریلیکس ہو جاؤ مایاوش،، سبنا اسے وہاں سے لے کر نکلی اور باہر
لان میں پول کے قریب چلی آئی۔ اسے بٹھایا۔ پانی پلایا۔ مایاوش کچھ ریلیکس ہوئی۔ جانے
کیسے مگر بھگیے کپڑے بھی بہت تیزی سے سوکھ چکے تھے۔۔

سبنا میں ٹھیک ہوں تم اندر جا سکتی ہو،، اندر سے تیز ترین میوزک کی آواز سنائی دی تو مایا
وش نے نارمل انداز میں اسے کہا۔ حالانکہ اسے اب بھی یہی لگ رہا تھا جیسے اسے کوئی دیکھ
رہا ہے۔ پھر دل میں خیال آیا کیا پتہ وہ کاندھ کے چیلے ہیں۔ مسلسل اپنے وجود کو نگاہوں کی
جھلسا دینے والی تپش میں محسوس کر رہی تھی۔۔

آؤچ،،، ہم میں یہ سب کچھ چلتا ہے،، کیوٹی پائی،، وہ ایک آنکھ ونک کرتی مسٹنڈیوں کی طرح بولی تو مایاوش کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔
شرم تو نہیں آتی،، مایاوش سرخ ہوئی۔

اووو، یو بلشنگ،، تم تو جتنے پردوں میں رہتی ہو ایسا لگتا ہے شادی کے بعد بھی بیچارے اپنے دولہے کو یہ گاؤں تک نہیں چھونے دو گی مایاوش،، سبنا نے بات کرتے چٹکارا بھرا۔
کوئی پاس کھڑا ان کی یہ باتیں خوب
انجوائے کر رہا تھا۔ جبکہ مایاوش نے اسے زوردار دھپ رسید کی۔

تمھاری یہ مار بھی یوں لگی مایاوش جیسے سبنا نے پھل مارا،،، وہ اپنا بازو سہلاتی بولی۔ اچھا چلو چلتے ہیں تمھارے گھر چلتے ہیں میں نے تمھارا گھر دیکھنا ہے مایاوش، خاص کریں نے تمھیں دیکھنا ہے،، وہ مسکرا کر بولی۔ مگر مایاوش کو یوں لگا جیسے جلتے توے پر ہاتھ آ گیا ہو۔
سبنا کو کھینچ کر اپنے روبرو کھڑا کیا تھا۔ میری بات غور سے سنو سبنا،، کچھ بھی ہو جائے، کوئی کچھ بھی بولے تم میرے ساتھ ہمارے گھر نہیں آؤ گی،، سمجھیں،، اس نے غرا کر کہا تھا۔
آج اسے کسی کا ڈر نہیں تھا۔ کاندھ کے چیلوں کا بھی نہیں تبھی اسے دھڑلے سے بے خوف ہو کر کہا تھا۔

قریب کھڑا اب اس کی باتیں بغور سن رہا تھا اور آبرور بھی کر رہا تھا۔

کیوں مایاوش،، آخر،،

کیونکہ میں بول رہی ہوں اس لئے،،

نہیں میں تمہاری دوست ہوں مجھے تم سچائی بتاؤ گی،، سبنا کا لہجہ ضدی تھا۔

وہ کالہ وہ اچھی عورت نہیں ہے، تم اگر ہمارے گھر آئیں تو وہ تمہیں مار ڈالے گی،، میں اس کی قید میں ہوں،، اس سے زیادہ میں تمہیں کچھ نہیں بتا پاؤں گی،، مایاوش کی آنکھوں میں بے بسی تھی۔

اور یقیناً اگر تم مجھے ساتھ نالے کر گئیں تو وہ تمہیں سزا دے گی،، تمہارے جسم پر نشان ہوتے ہیں، میں نے ابھی واش روم میں دیکھا،، ہے ناں مایاوش،،
ہاں،، چاہے کچھ بھی ہو جائے، وہ چاہے مجھے کتنی بھی تکلیف پہنچائے،، مگر میں تمہیں ساتھ لے کر نہیں جاؤں گی،، مایاوش نے کہا۔

آبدار جواب پول میں پانی میں تحلیل ہوا کھڑا تھا۔ بہت طیش، غمض و غضب کے عالم میں مایاوش کی جانب دیکھا۔ کتنی آسانی سے وہ بول گئی تھی کہ اسے کوئی جتنی مرضی تکلیف پہنچائے۔ یہ جانے بغیر کہ اس کی تکلیف سے کسی اور کو کتنی تکلیف ہوتی تھی۔

انہیں رنجنا بلانے آئی تھی۔ پارٹی اپنے اختتامی مراحل میں پہنچ چکی تھی۔ آب اور عائش نے کچھ دیر بعد کیک کاٹا تھا۔ دوپہر سے شام ڈھل چکی تھی پھر شاندار دعوت خاص کا اہتمام کیا گیا تھا۔۔۔

پارٹی اختتام پزیر ہوئی تو مہمان رخصت ہونے لگے۔ جیک رنجنا اور مایاوش بھی سب سے مل کر رخصت ہوئے۔۔۔ مایاوش نے سنجنا کو جیک اور رنجنا کے ساتھ رخصت کر دیا تھا خود کیب کروالی تھی۔۔۔

یہ جانے بغیر کے وہ لہروں کا بے تاج بادشاہ اب اس کے پیچھے ہے اس کے لئے پاگل اب وہ ایک پل کے لئے بھی اس کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑے گا۔۔۔

کچھ دنوں سے ماہا ویرا کے ساتھ بہت عجیب و غریب واقعات پیش آرہے تھے۔ کبھی یوں محسوس ہوتا کوئی اس کے پیچھے ہے اس کا تعاقب کر رہا ہے۔

کبھ آئینے میں اپنے عکس کا لباس کوئی اور نظر آتا۔ کبھی پروں کے پھر پھڑاہٹ کی آواز سنائی دیتی۔ کبھی کوئی سایہ نظر آتا۔ اب وہ ڈری ڈری سہمی سہمی رہنے لگی تھی۔ اس نے خود پر بیتنے والی یہ صورتحال کسی کو نا بتائی تھی جانتی جو تھی سب اس کو لے کر کتنے حساس ہیں اسے بالکل روم میں قید کر کے رکھ دیں گے۔

یہ بھی انھیں عام راتوں میں ایک رات تھی جب وہ کسی بھیانک خواب کے زیرِ اثر پیاس کی شدت سے نیند سے بیدار ہوئی تھی۔

ویرا پسینے میں نہائی بیڈ سے اتر کر آئینے کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔ کمرے میں ملگجا اندھیرا تھا۔ آئینے میں وہ اپنے عکس کی بجائے آج بھی ہمیشہ کی طرح ایک عجیب و غریب نظارہ دیکھ رہی تھی۔

How is it possible,,?

آئینے میں اس کے جسم پر اپنا میروں نائٹ گاؤن ہرگز نہیں تھا۔ بلکہ ہمیشہ کی طرح وہی ہرے رنگ کا شاہی لباس تھا۔ مگر آج ایک عجیب بات تھی۔ آئینے میں اس کے پاؤں، ہاتھ اور کمر پر زنجیریں لپیٹی ہوئیں تھیں۔ اس نے گھبرا کر سر جھکا کر جلدی سے اپنے پاؤں دیکھے۔ ادھر تو کچھ نہیں تھا۔ پھر آئینے میں دیکھا، ہنوز زنجیریں برقرار تھیں۔ وہ جھپٹائی اور اپنے پاؤں اور ہاتھ جھٹکے۔ مگر بے سود۔

تبھی اس کی آنکھیں حیرت و خوف کی انتہا سے پھیل گئیں تھیں۔ کیونکہ آئینے میں اس کو اپنے پیچھے ایک ہیولا سا چلتا قریب آتا دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے اپنے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ کوئی نہیں تھا۔ پھر مر میں دیکھا۔ وہ ہیولا کافی قریب چلا آیا۔

No,,,,,stay away from me,,

ماہویرا چلائی۔ اور وہاں سے بھاگ کر جمی ڈیڈ کے پاس جانے کا سوچا اور کوشش کی۔ مگر وہ اپنی جگہ سے ایک انچ بھی حل نہیں پارہی تھی۔ تبھی وہ سایہ مر میں اس کی پشت کے ٹھیک پیچھے آن ٹھہرا تھا۔ سر تھا پاسیہ لباس میں ہڈی کے پیچھے دو انتہائی غصیلی سرخ لال انگارا آنکھیں اس بری طرح گھور رہی تھیں۔

ماہویرا خوف سے سفید پڑ چکی تھی۔ کیونکہ اس بار حقیقت میں بھی اسے اپنی پچھلی گردن کسی کی پر حدت سانسوں سے سلگا ہٹ محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا کوئی بھی تو نہیں تھا۔ مگر وہ سانسوں کی غصیلی سی زیروم ضرور اپنے کان کے بے حد قریب سنائی دے رہی تھی۔ اور کان جھلستا محسوس ہو رہا تھا۔۔

تبھی مر میں اس سائے نے اس کی کمر کے گرد گھیرا بہت تنگ کیا تھا۔ اور ماہویرا کو لگا حقیقت میں بھی اس کے پیٹ کے گرد ایک آگ سی لپٹ چکی ہے۔

No,,,,Stay away from me,,Don't touch me,,Enough is enough now,,,,I'll kill you basterd,,

وہ بری طرح مچلتی اس سائے کی گرفت میں پھر پھڑائی غصے کی شدید لہر تن بدن میں دوڑی تو بری طرح چلائی تھی (اورویرا کو پتہ بھی نہیں چلا کہ اس کی کالی آنکھیں غصے کی انتہا سے سبز غصیلی آنکھوں میں بدل کر اب ان میں سے سبز شعلے سے نکل رہے ہیں۔

کیونکہ وہ تنگ آ چکی تھی اس سب سے۔ اپنے ساتھ ہونے والے ان پراسرار واقعات سے۔ یہ سایہ کیوں اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا تھا آخر۔

ایک بھاری استہزیہ سا قہقہہ سنائی دیتا تھا۔

نہیں بالکل نہیں،، تم کیا سمجھتی ہو ڈریگن پرنسز، بھیس بدل کر یہاں اس دنیا میں رہو گی تو تمہیں تمہارا سب سے بڑا دشمن پہچان نہیں پائے گا، ہو نہیں سکتا ایسے،، میں تو تمہیں وہاں لے جا کر ماروں گا، جہاں کوئی سوچ بھی نہیں پائے گا،،

پرنس ویا م نفرت سے دھاڑتا تھا۔ پرنس کے ہاتھوں سے ایک بجلی کا کوند اساتھا جو اس نے ماہویرا کے وجود میں منتقل کیا تھا جس سے ماہویرا کو اس قدر اذیت ہوئی تھی کہ اپنے جسم سے جان نکلتی محسوس ہوئی تھی۔

اس نے ماہویرا کے وجود پر اپنا گھیرا اور تنگ کیا تھا کہ اب ویرا کو لگ رہا تھا وہ سانس بھی نہیں لے پائے گی مر جائے گی۔

"کون ڈریگن پرنسز،

Who the hell you talking about that,,,"

وہ گھٹی گھٹی آوازیں چلائی تھی۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تھے۔ جن سے اس سائے کو ایک مرتبہ پھر تکلیف ہوئی تھی۔ مگر اس نے بری طرح سر جھٹکا کہ اپنے انتقام سے بڑھ کر اس کے لئے کچھ بھی نہیں تھا۔

ٹھیک بول رہا ہوں ڈریگن پرنسز، بڑے حساب نکلتے ہیں کنگ راج اور کونین وشہ کی جانب،، جو میں اب تمہارے زریعے برابر کروں گا، تمہیں ان سے چھین کے،، تمہیں تڑپا تڑپا کر مار کر، پھر انہیں پتہ چلے گا کہ جب اپنے آنکھوں کے سامنے تڑپ تڑپ کر مرتے ہیں تو کیسا محسوس ہوتا ہے،،

وہ سایا اسے جھنجھوڑ رہا تھا، اور اس جکڑ میں اتنی اذیت تھی کہ وہ ماہویر واقعی بہت تڑپ رہی تھی۔

وہ اسے اذیت دے رہا تھا۔ اور اب تو اس نے اپنا آپ ظاہر بھی کر دیا تھا۔ اپنی پراسرار طاقتوں کے زریعے پرنس ویا م جان بوجھ کر انتہائی بھیانک اور ڈراؤنی شکل میں ظاہر ہوا تھا اس کے سامنے کہ ماہویر کی دہشت و خوف سے پورا وجود لرز اٹھا۔

تبھی ماہویر کے دماغ میں ایک جھماکا سا ہوا تھا۔ ایک مرتبہ جی ڈیڈ نے اسے مبہم سا سمجھایا تھا کہ اگر کبھی تمہارے ساتھ غیر معمولی صورت حال پیدا ہو جائے تو تمہیں اپنا پورا زور لگا کر چلانا ہے۔

مایا ویرا بغیر سوچے سمجھے اپنا پورا زور لگا کر چلائی تھی۔ اس کی چیخ سے فضا میں آنکھیں چندھیا دینے والا سبز روشنی کا ایک جھماکا سا ہوا تھا۔ پرنس ویا م ایک جھٹکے سے اچھل کر دوڑ جا کر گرا تھا۔

مایا ویرا اندھا دھندروم کا دروازہ کھول کر باہر بھاگی تھی۔

ڈیڈ،،، جمی ڈیڈ،،، سیومی،،، ہیلپ می،،، وہ حلق کے بل چلا رہی تھی۔ مگر بد قسمتی سے آج ہی جمی بزنس کی میننگ کے سلسلے میں اپنے آفس میں ہی تھا۔ اور سیر آج اپنی بہن کی جانب گئی تھی۔

وہ تیزی سے بھاگتی سیڑھیاں اترتی تھی۔ اور پیچھے مڑ کر بھی دیکھ رہی تھی۔ وہ اس کے پیچھے ہی تھا۔

اس براؤن سٹون پیلس سے باہر نکلتا تھا۔ وہ لاونج کا ڈور کھول کر باہر بھاگی تھی۔ باہر ٹھنڈی بخ بستہ ہوائیں اس کے نرم گرم وجود سے ٹکرائیں تو جسم میں ایک پھریری سی دوڑ گئی۔ مگر ابھی تو بس اسے اپنی جان بچانی تھی۔ ننگے پاؤں وہ براؤن سٹون پیلس کے طویل و عریض ڈرائیو وے پر بھاگ رہی تھی۔

پرنس ویا م اس کے پیچھے غصے سے پاگل، ہوا کا جھونکا بنا چلا آ رہا تھا۔

ماہویرا جب سوئنگ پول کے قریب سے گزری تو اچانک پاؤں لڑکھڑایا تھا۔ اور ایک جھماکے سے پول میں جا گری۔ پرنس ویا م پول کے پاس ٹھٹھک کر رہا تھا۔ اور ہلکی برف جے پانی میں اس کا وجود تیزی سے نیلے پڑتا دیکھ رہا تھا۔

نہیں،،،،، وہ دھاڑا۔ اگر ڈریگن پرنسز کو کچھ ہو جاتا تو اس کے جینے کا کیا مقصد بچتا۔ اس کے انتقام کا کیا بنتا۔ پرنس ویا م ہوا میں تحلیل ہوا تھا۔ اور ایک ان دیکھی طاقت ماہویرا کو پانی سے نکالتی چلی گئی۔ پول سے باہر لا کر پرنس ویا م نے اس فرش پر لٹایا اور اس کے نیلے پڑتے ہونٹ دیکھے۔

اگر ڈریگن پرنسز کو کنگ راج اور کونین وشہ سے چرانے کا کوئی وقت تھا تو یہی تھا۔ جس میں وہ لوگ بلیک مرز میں سے اسے یقیناً نیم مردہ حالت میں دیکھ رہے ہوں گے۔ پھر یہ سوچ کر بے تحاشا ٹڑپیں گے کہ ان کی لاڈلی پرنسز زندہ بھی ہے کہ مر گئی۔

یہ سوچ سوچتے ہی وہ بلیک مرز میں خود کو ظاہر کرواتا اسے بازوؤں میں اٹھا کر اڑا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے وہاں سے اوجھل ہو گیا۔

پارٹی جب اپنے عروج پر تھی تو روزیلہ جسے اس گھر میں ہی پناہ دی گئی تھی۔ گولڈن امتراج کی پیروں تک کی باربی فراک زیب تن کیے وہ پارٹی میں شامل ہوئی تھی۔ یہ لباس اسے

مسکان بیگم نے دیا تھا۔ کالج کے اکثر لڑکوں کی نگاہ اسی نازک اندام بے تحاشا حسین لڑکی پر آن ٹھہری تھیں جس سے وہ سخت کنفیوز ہو رہی تھی۔

وہ اپنے ہٹ میں تھی تب تاشہ کے بھیجے گئے پہرے داروں نے عائش اور آبدار کا اس کی ماسی کے بیٹوں کا پتہ لگا کر اسے یہاں بھیجا تھا۔ اور اب وہ آج اس پارٹی میں موجود تھی مگر اپنے کزن برادرز میں سے ایک اس پر بہت مہربان تھا مگر ایک تو پوری پارٹی میں جس انداز سے اسے گھورتا رہا تھا اسکا ماتھا پسینے سے تر ہوتا رہا اور گلے میں گھٹلی سی ابھر کر معدوم ہو جاتی۔

کافی دیر ہو چکی تھی اسے یہاں تبھی وہ پارٹی ادھوری چھوڑ کر واپس اپنے روم میں چلی آئی تھی۔ یہ جانے بغیر کے وہ اس کا پیچھا کر رہا ہے۔

اس کی ڈوز کا ٹائم تھا۔ روز دن کے ایک مخصوص حصے میں اسے وہ جادوئی موتی لینا ہی پڑتا تھا۔

وہ اپنے اس روپ کو سنبھال نہیں پا رہی تھی۔ سخت مشکل اور تکلیف میں تھی اس کی ظالم ماں نے کتنا ظلم کیا تھا اس پر۔ ابھی نئی نئی اپنے اصل سے الگ ہوئی تھی۔ ابھی انسانی روپ کی عادی نہیں ہو پا رہی تھی۔

وہ کمرے میں آئی تو پورا جسم لرز رہا تھا۔ ہاتھ کپکپا رہے تھے۔ جلدی سے اپنا ہاتھ گریبان میں ڈالا لاکٹ ڈھونڈنے کے لئے، مگر اتھل پتھل ہوتی سانس کے ساتھ آنکھیں حیرت و صدمے سے پھیل گئیں تھیں کہ لاکٹ گلے میں موجود ہی نہیں تھا۔

وہ گھبرائی تھی۔ اور لرزتا وجود لئے لاکٹ ڈھونڈنے کے لئے ادھر ادھر ہاتھ پیر مارے تھے۔ اب تو پانی کے بغیر سانس بھی اکھڑ چلی تھی۔ دم گھٹ رہا تھا تبھی اپنی سائیڈزپ کھولتی فراک (نیچے سلیویس ٹی شرٹ کے اوپر سے) اتار کر دور اچھالی تھی۔ بڑی مشکل سے اپنے جسم پر کنٹرول کر رکھا تھا۔ کہ اس کے پیراس کی جل پری والی پونچھ میں نابلد جائیں۔

وہ لمبے لمبے سانس بھرتی لاکٹ ڈھونڈ رہی تھی۔

عائش جو دروازے پر کھڑا اس کا یہ تماشا دیکھ رہا تھا بے اختیار ہاتھ میں پکڑا لاکٹ مٹھی میں دبایا۔ وہ لاکٹ کھول کر دیکھ چکا تھا۔ اس میں رکھے موتی اور ان کی حقیقت بھی اچھے سے جان چکا تھا۔

جب زندگی کی کوئی بھی سبیل نظر نہ آئی تو روزیلہ پانی کی تلاش میں کمرے کا پچھلا دروازہ کھول کر باہر بھاگی تھی۔ جانتی تھی عائش اور آبدار کی وجہ سے رائل پیلس میں جگہ جگہ بڑے دس دس فٹ گہرے پول بنائے گئے ہیں۔

رائل پیلس کی پچھلی جانب حدِ نظر لان کے بیچ و بیچ وہ بڑا سا پول تھا۔ وہ لڑکھڑاتے تیز قدموں سے بری طرح کھانستی باہر کی جانب لپکی تھی۔

عائش اس کے پیچھے چلا آ رہا تھا۔ اس کے قدم ٹھٹھک کر رہ گئے تھے جب دیکھا کہ وہ تیز قدموں سے چلتی پول میں چھلانگ لگا چکی ہے۔ وہ زرا سا آگے ہوا تو دیکھا وہ پول کی گہرائی کی سطح پر لیٹی لمبے لمبے سانس بھر رہی تھی۔ انسانی پیر بھی غائب تھے۔ ایک حسین و جمیل سنہرے جسم والی نازک سی جل پری نچلی سطح پر لیٹی لمبے لمبے سانس بھر رہی تھی۔۔۔

عائش پانی میں کودا تھا۔

روزیلہ چونکی تھی۔ مگر اس اپنے ظالم سے کزن کو اپنی جانب آتا دیکھ اسے اپنی سنگین غلطیوں کا احساس ہوا تھا۔ وہ تیزی سے اس کی جانب آیا وہ اوپری سطح کی جانب تیری مگر اس کا ہاتھ عائش کی سخت گرفت میں پھنسا تھا۔ عائش نے اسے نیچے کھینچا اور فولادی ہاتھ سے گردن دبوچ کر اسے پول کی دیوار سے لگایا تھا۔ روزیلہ گردن چھڑانے کو بری طرح جھپٹائی۔

ایک ہی بار پوچھوں گا، سچ بتانا، نہیں تو گردن کی ہڈیاں چٹھا دوں گا، اب بولو کون ہو تم،،؟

عائش نے سختی سے پوچھا۔ وہ جانتا تھا وہ پانی میں اب بولے گا تو سامنے والی کو اچھے سے سمجھ آ جائے گی۔

کک، کوئی، نن، نہیں،، گھٹی گھٹی آوازیں جواب آیا۔ عائش نے دباؤ بڑھایا۔ وہ کسی مچھلی کی طرح تڑپی۔

چھ،، چھوڑو مجھے،، مم،، مر، جاؤں گی مم،، میں،،

میرے سوال کا جواب نہیں دو گی تو سچ مچ مرو گی آئی سوئیر،، عائش نے اس کا سر دیوار سے پٹھا۔

وہ تو پہلے ہی اکھڑی سانس لیے پانی میں اترتی تھی۔ اوپر سے اس ظالم بے رحم شخص نے نازک سی جان لینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ تبھی وہ ہوش کھو بیٹھی تھی۔ پانی میں جسم ڈھلک سا گیا۔

ہیے یو،، ڈونٹ یو ڈئیر،، عائش جھنجھلایا۔ اور اسے لے کر نیچے سطح پر بیٹھا۔

ہیے یو،، اٹھو،، اس نے نرمی سے اس کے گال تپختہ کئے۔ نگاہیں بار بار بھٹک سی رہیں تھیں۔ بہت عجیب و غریب احساسات تھے اس وقت عائش کے۔ اپنی پوری زندگی میں اب جب اپنی ہم جنس، اپنی نسل کا وجود نظر آیا وہ بھی صنفِ نازک تو عجیب ہی احساسات تھے۔

پانی میں گھٹنوں کے بل بیٹھا سانس لے رہا تھا بول رہا تھا تو اپنی حقیقت سے کیسے منہ موڑ سکتا تھا تبھی دل میں تجسس انگڑائیاں لے کر بیدار ہوا تھا کہ یہ کون تھی؟ کہاں سے آئی تھی؟ جہاں سے آئی تھی وہ کیسی جگہ تھی۔ کون کون تھا وہاں؟ اور کیا اس کا کوئی اپنا بھی ہوگا وہاں؟ عائش نے مٹھی میں بند لاکٹ کھول کر اس میں سے ایک موتی نکال کر اس کے نازک ہونٹوں کے درمیان رکھا تھا۔ گلاب کی پنکھڑیوں سے نازک لبوں کے پیچ و خم ایسے تھے کہ اسے بے اختیار نگاہیں چرائی پڑی تھیں۔ یہ کنٹرول کرنے کا عمل کم از کم عائش کے لئے بہت مشکل تھا مگر وہ کر رہا تھا۔ جانے کیوں؟

اس کے پاؤں ظاہر ہوئے تو عائش نے اسے بازوؤں میں بھر اور لے کر اوپری سطح پر آیا۔ وہ اسے لئے پول سے باہر آیا۔ نگاہ بار بار بھٹک کر بند آنکھوں کی گھنیر می مڑی پلکوں پر ٹھہر رہی تھی۔

کون ہوگی یہ اور کہاں سے آئی،،؟ آب کو بتاؤں،، نہیں وہ تو پہلے ہی اپنی تکلیفوں میں الجھا رہتا، میں خود ہی نمٹوں گا،، ایک مرتبہ ہوش آجائے محترمہ کو پھر ہوش ٹھکانے لگاؤں گا،، وہ دل ہی دل میں خود سے ہی مخاطب تھا۔ کمرے میں لا کر اسے بیڈ پر نرمی سے لٹایا۔ وہ اب بھی اسے سرتاپا بغور دیکھے جا رہا تھا۔ جھک کر اس کا لاکٹ اس کے ہاتھ میں تھمایا اور مٹھی بند کر دی۔

"اگر کسی برے مقصد کے تحت یہاں آئی ہو تو آئی سوئیر میں تمہاری اس نازک چھوٹی سی جان کی بھی پرواہ نہیں کروں گا،، ادھیڑ کر رکھ دوں گا تمہیں،، وہ اس پر جھکا دانت پس کر بولتا اپنی بدلتی سوچ اور بدلتے احساسات سے سخت خائف ہو کر بری طرح جھنجھلایا تھا تبھی پیر پٹختا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔

راج ماہی بے آب کی طرح تڑپتا پھر رہا تھا۔ بلیک مرز میں جو نظار اس نے دیکھا تھا وہ ناقابل قبول تھا۔ اس کی ننھی سی پر نسز کو وہ سیاہ نقاب پوش اٹھا کر لے گیا تھا۔ کیوں اور کس لئے یہ نہیں جانتا تھا مگر اتنا تو ضرور معلوم تھا کہ وہ بلیک وچ یا سامر نہیں تھے اگر ہوتے تو اسے معلوم پڑ جاتا۔

وشہ سے چھپتا چپاتا وہ اپنے طور معلوم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ پھر اس بغیر بتائے زمین پر آنا پڑا۔ وشہ کو بتا دیتا تو اس نے ہزار طرح کے سوالات پوچھنے تھے اور اگر ویرا کا پتہ چل جاتا تو اب کی بار راج کو معلوم تھا وہ بالکل یہ بات برداشت نہیں کر پائے گی۔ تبھی ہول اٹھ رہے تھے۔

زمین پر آیا تو جمی ہر طرح سے اس کا پتہ لگانے کی کوشش کر کر کے ناکام ہو چکا تھا جبکہ سیرا پر رورو کر اب غشی طاری ہو رہی تھی۔

ارے بھاڑ میں گیا تمہارا کنگ اور یہ کھانا، کون ہو تم لوگ، مجھے یہاں کیوں لائے ہو، جانے تو مجھے،، نہیں تو ایسا پولیس کیس بناؤں گی کہ ساری زندگی جیل میں سڑو گے تم لوگ،،

ماہویرا غرائی تھی۔ جبکہ وہ دونوں نرمی سے مسکرا دی تھیں۔
پرنسز کھانا کھالیں،، ایک نے بیڈ پر کھانا رکھا۔

میں صرف اپنے جمی اور راج ڈیڈ کی پرنسز ہوں، خبردار مجھے پرنسز کہا،، یہ کہتے ماہویرا نے کھانے کی ٹرے دیوار پر پھینک کر ماری تھی۔
پرنسز،،،

نکالو مجھے یہاں سے،، ماہویرا نے دو ٹوک انداز میں کہا تھا۔
پرنسز،،

وہ اب پھر پورا زور لگا کر چلائی تھی۔ سبز روشنی کا جھماکا ہوا وہ پریاں اچھل کر دور جا کر گریں۔
ان کے پراچھے خاصے جل چکے تھے۔ وہ جلدی سے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر چکیں گئیں۔
پھر ماہویرا نے وہاں آنے والی ہر خد متگار پری کا یہی حال کیا تھا۔ یہ جانے بغیر کے خود اپنے ہاتھوں سے اپنی شامت بلا رہی ہے۔

کیب گھنی جھاڑیوں درختوں کو پار کرتی لائٹ ہاؤس کے قریب ویرانے میں چلی جا رہی تھی۔ یہ ایسا بھیانک اور خوفناک علاقہ تھا یہاں تو کوئی دن میں آنا پسند نہ کرے۔ اور یہ نقاب پوش لڑکی اسے یہ ایڈریس بتا کر اب کتنے اطمینان سے بیٹھی باہر دیکھ رہی تھی۔

ڈرائیور کو جھرجھری سی آئی۔ آنکھوں، ہاتھوں سے جس قدر حسین لگ رہی تھی۔ ارے یہ بھی کوئی چڑیل تو نہیں،،، وہ بری طرح گھبرا یا۔ سونے پہ سہاگہ وہ جانتا تھا ان کی گاڑی کا تعاقب کیا جا رہا تھا تبھی اس نے سپیڈ بڑھائی۔ سامنے ہی ہٹ نظر آیا۔ مگر اس نے گاڑی بہت دور ہی کھڑی کر دی۔

میڈم اتر جائیں،، اس نے بولا تو وہ جو اپنے ہی خیالوں میں گم تھی کہ اب جانے اس کا کیا حشر ہونے والا تھا۔ گاڑی سے اتر کر پیسے ادا کیے۔ ڈرائیو گاڑی گھما کر منٹوں میں اس پر اسرار جگہ سے رفوچر ہوا تھا۔ وہ پیدل ہٹ کی جانب چلنے لگی۔ پیچھے سے آہٹ محسوس ہوئی۔

آبدار بھی گاڑی سے اتر کر پیدل ہی اس کے پیچھے چلنے لگا تھا۔

کک،،، کون ہے،،، مایا ووش پیچھے مڑی تھی۔ ایک سیاہ لباس میں سیاہ نقاب پوش اطمینان سے کھڑا اسے ملگجے اندھیرے میں نہا رہا تھا۔ صرف چاند کی چاندنی ہر سو پھیلی تھی۔

آپ کے ہی وجود کا حصہ ہوں کوئیں،،،

وہ بولا تو اس کا لہجہ اور وہ نیلی آنکھیں۔۔۔ مایاوش کو یاد آیا کالج میں سٹاف روم میں اس نقاب پوش سے ملتی جلتی تھیں۔ مطلب وہ یہی تھا۔ اور اب اس کے پیچھے یہاں تک آن پہنچا تھا۔

مایاوش مڑ کر تیزی سے ہٹ کی جانب بھاگی تھی۔ پیچھے وہ مسکرایا اور اس کے پیچھے آیا۔ مایاوش ہٹ کے اندر داخل ہو کر ڈور لاک کر چکی تھی۔ وہ سامنے ہی اس کے انتظار میں رانگ چنیر پر بیٹھی جھول رہی تھی۔ پورا فرش، اس کا منہ اور کپڑے خون آلود تھے۔ مایاوش نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے کاندہ کو دیکھا جو پھر طاقتور دکھائی دے رہی تھی۔ یقیناً وہ کسی اور کے ذریعے اپنا کام پورا کر چکی تھی۔ تبھی اب اطمینان سے بیٹھی تھی۔

کیا دیکھ رہی ہو مایاوش،، تم کیا سمجھتی ہو،، تم سبنا کو بچا لوگی تو کوئی اور میرے ہاتھ نہیں لگے گی،، وہ ایک ایک لفظ چاچا کر بولی۔

ہاہاہاہاہاہا،، مکروہ قمقمے لگانے لگی۔ دے چکی ہوں میں بلی،، اور یہ گوشت اور خون پی کر پہلے سے کئی گنا زیادہ طاقتور بن چکی ہوں،، اور اب میری نافرمانی کرنے کی تو ایسی سزا دوں گی تمہیں کہ تم مرو گی تو نہیں، مگر زندہ رہنے کے قابل بھی نہیں رہو گی،، کا تلہ نے یہ

بولتا تو مایاوش بوکھلا کر خوفزدہ سی اپنے کمرے کی جانب بھاگی۔ دروازہ کھولا۔ مگر کانٹہ نے فضا میں ہاتھ بلند کیا ایک آگ کا گولہ ساتھ جو بن چکا تھا مکروہ قہقہے لگاتے وہ گولہ اس نے مایاوش کی جانب پھینکا تھا۔ جو کہ اس کی کمر پر بجا دیا۔

مایاوش کی دلخراش چیخیں فضا میں بلند ہوئیں اور وہ اوندھے منہ اپنے کمرے کے بیچ فرش پر ڈھے گئی۔ کانٹہ نے ایک حقارت آمیز نگاہ اس پر ڈالی اور دروازہ لاک کرتی اسے یونہی زخموں سے چور بند کر کے اپنے کمرے میں اطمینان سے چلی گئی۔

وہ جو باہر سے اندر آنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس ہٹ کی حدود میں آتے جیسے اس کی تمام پاورز جاچکیں تھیں۔ ناوہ پانی میں تحلیل ہو پارہا تھا۔ ہاں بس اتنا تھا کہ جیسے اس کی پاورز کام نہیں کر رہیں تھیں وہ بھی ناکسی کو دکھائی دے رہا تھا نامحسوس ہو رہا تھا۔ آبدار غصے سے پاگل ہوا۔

مگر پھر اسے اپنی کونین کی چیخ سنائی دی اور آبدار کو اپنی پشت پر ایسی تکلیف ہوئی کہ اس کی روح تک کانپ گئی۔ وہ وہیں زمین پر گھٹنوں کے بل گرا تھا۔ آنکھیں اور مٹھیاں پورے زور سے بھینچے لب کاٹتے وہ یہ درد برداشت کر رہا تھا۔ پھر اس نازک جان کا خیال آتے ہی وہ تڑپ اٹھا۔ لڑکھڑاتے قدموں سے اپنی جگہ سے اٹھا اور اندر جانے کا رستہ ڈھونڈنے لگا۔

آخر جھاڑیوں کے پیچھے سے ایک رستہ نظر آ ہی گیا۔ وہ جھاڑیاں پیچھے کرتا اندر داخل ہوا تھا۔ ایک چھوٹی سی روشنی اسے رستہ دکھا رہی تھی۔ اس نے غور کیا تو وہ ایک ہمنگ برڈ تھی جو اندھیرے میں دمک رہی تھی۔ اور اس کے آگے آگے اڑتی اسے راستہ دکھاتی وشہ کے روم تک گئی اور وہاں سے غائب ہو گئی۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ اپنی کونین کے بغیر وہ ادھورا ہے، اس کی پاورز ادھوری ہیں اور یہاں اس قدر پراسرار کالی طاقتیں تھیں، اس قدر منفی اثرات تھے کہ وہ مقابلہ نہیں کر پایا تھا۔ کچھ کمرابھی بھی بری طرح جل رہی تھی جس کا مطلب تھا وہ بھی بے تحاشا تکلیف میں ہوگی۔

(ابھی وہ دونوں یہ کب جانتے تھے کہ وہ دونوں ایک ہو گئے ایک دوسرے سے جڑے گئے ایک دوسرے سے پختہ بندھن میں بندھے گئے تو ان کی جوڑی مکمل ہوگی ان کی پاورز مکمل ہوں گی)

اسے اندر آتے دیر ہو چکی تھی۔ وہ اس کمرے میں داخل ہوا تو عجیب سے کمرے میں ملگجاسا اندھیرا تھا۔ روشنی نا ہونے کے برابر تھی اور اس کی زندگی اس کے جبینے کی وجہ نڈھال نیم جان غنودگی کے عالم میں فرش پر اوندھے منہ بے حال پڑی تھی۔ پیچھے کمر سے فراک لہولہاں تھی۔

وہ ٹپ کر آگے بڑھا۔

ادھر مایاوش کو تکلیف میں کمی کا احساس ہوا تو وہ اب نیم بیہوشی سے گہری پرسکون نیند میں جا چکی تھی۔ آبدار نے دیکھا زخم کے نشان تک مٹ چکے تھے۔ مگر وہ اب بھی گستاخیاں کیے جا رہا تھا۔ ان نماہٹوں کو اپنی روح میں اتار رہا تھا۔ جیسے صدیوں سے پیاسا ہو۔ کیا یہ بات معمولی تھی کہ اس پوری کائنات میں وہ صرف اس کے لئے تھی یا وہ خود اس کے لئے تھا۔ کتنا انتظار کیا تھا اس کے ملنے کا اب مل گئی تھی تو وہ چاہتا تھا کہ ایک پل کے لئے بھی وہ اسے خود سے دور نہ کرے۔ ایک بھی کھروچ نا آنے دے اسے، بس یونہی صدا بانہوں میں بھر کر رکھے۔

میں آپ کا چہرہ ابھی نہیں دیکھوں گا کونین، آپ کے ہوش و ہواس میں یہ کام کرنا ہے،، وہ اس کے کان میں سرگوشی کیے مدہوش سا ہوا۔

وہ تمام رات اسے بانہوں میں بھرے اس کی پشت اپنے سینے سے لگائے اس کے بالوں میں منہ دئیے پرسکون سا ہو کر لیٹا رہا تھا۔ صبح روشنی پھیلنے سے پہلے وہ کچھ سوچ کر اٹھا تھا اور پھر ایک مرتبہ پھر جھک کر چاندی کی طرح دمکتی کمر پر اپنے تشنہ لب رکھے اور بڑی مشکل سے وہاں سے نکلا۔

صبح مایاوش کی آنکھ کھلی تھی۔۔ سب یاد آتا گیا۔ رات کی وہ تکلیف، کائنات کا ظلم سب یاد آتا گیا۔ جھٹکے سے اٹھی۔

آخر کون تھا وہ،،،،؟

ماہویرا بیڈ پر گھٹنوں میں منہ دئیے بیٹھی تھی۔ پھر خیال آیا اب تک یہاں سے نکلنے کی کوشش کیوں نہیں کی اس نے۔ ان پرے داروں اور خدمتگاروں کا تو حال وہ دیکھ ہی چکی تھی۔ اس کی ایک چیخ پہ جو ڈھیر ہو جاتے تھے۔

وہ چہرے سے آنسو صاف کرتی اٹھی۔ رات سے دن اور پھر دن سے دوبارہ رات ہو چکی تھی۔ اسے یہاں آئے چوبیس گھنٹے ہو چلے تھے۔ مگر اب تک اس نے ایک نوالہ حلق سے نیچے نہیں اتارا تھا۔

وہ اپنے کمرے میں بیٹھا سرخ آنکھیں لیے اس کی ایک ایک حرکت دیکھ رہا تھا۔ اپنی خدمتگاروں کا حال بھی، مگر یہ بات باعث تقویت تھی کہ اس کا یہ ٹرپنا مچلنا اس کا باپ دیکھ رہا ہوگا۔ اسی لئے وہ اس کی عقل ٹھکانے لگانے اس روم میں نہیں گیا تھا۔ مگر اب وہ سیڑھیاں چڑھ رہی تھی ویا م بھی بلیک ہڈ پہنے اپنے کمرے سے باہر نکلتا تھا۔ ہاتھ میں ایک شیشی تھی جس میں سرخ رنگ کاڑھا تھا۔ جو اسے فیری گارڈین ایبی نے دی تھی اس کی چیخوں کا علاج بتا کر۔

ماہویر اور وازہ کھولتی چلی گئی تھی۔ باہر نکلی۔ اوپر ایک اور کمر تھا۔ اب کسی بھی طرح اس کمرے سے باہر نکلنا تھا۔ عجیب بھیانک سا ماحول تھا۔ وہ جلدی سے کھڑکی کھول کر باہر لان میں کودی۔ مگر باہر کو دیکر اپنے ہی منہ پر دونوں ہاتھ جما کر اپنی چیخوں کا گلا گھونٹنا پڑا تھا۔ کیونکہ وہ جو کوئی بھی انتہائی بھیانک مخلوق تھی کم از کم انسان نہیں تھی۔ عجیب سیاہ لباس میں وہ پیروں کے بغیر ادھر سے ادھر اڑتے پھر رہے تھے اور چہروں کی جگہ ڈھانچے تھے۔ وہ بہت بری طرح خوفزدہ ہوئی تھی۔ چھپتی چھپاتی لان کے گھنے درختوں سے گرین زون پہنچی جہاں بڑے بڑے گملے ایک خاص ترتیب سے رکھ کر ان کی روبنائی گئیں تھیں۔ وہ ایک رو میں داخل ہو کر پودے کے پیچھے چھپی تھی۔ یوں محسوس بھی ہو رہا تھا کہ جیسے پیچھے کوئی ہے کوئی آہٹ بھی محسوس ہوئی تھی۔

اب مین گیٹ سامنے تھا۔ اس طرف کافی اندھیرا تھا اور اس کی دانست میں جس سے وہ کسی کو دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

وہ اٹھی اور تیزی سے بھاگنے کو تھی۔ جب کسی کی وحشیانہ سی گرفت میں پھنسی۔ اس نے ماہویر کو دونوں بازوؤں سے جکڑ کر درخت سے لگایا تھا۔ اور پھر اس کا گلہ دبوچا۔ ماہویر نے سامنے دیکھا تو ایک مرتبہ پھر خوف سے جھرجھری سی آئی وہی سیاہ سرخ آنکھوں والا

ہیولہ بلکل اس کے سامنے تھا۔ اور اس کی تیز سانسوں کی زیر و بم سے ماہویر کا چہرہ جھلس رہا تھا۔

پرنسز کیوں وقت سے پہلے ہی مرنا چاہتی ہو، کیوں نکلی اس کمرے سے، کیوں بھاگیں، وہ گردن پر دباؤ بڑھاتا بولا۔ ماہویر ابست بری طرح تڑپتی۔

اب وہ کچھ اور تو کر نہیں سکتی تھی۔ تبھی چیخنے کو منہ کھولا۔ مگر پرنس ویا م نے اتنی ہی تیزی سے اس شیشی کا ڈھکن کھول کر وہ کاڑھا ماہویر کے گلے میں اندیلا تھا۔ اور اپنی گرفت سے اسے آزاد کر دیا۔ اب تماشا جو دیکھنے کی باری تھی۔

ماہویر ا کو لگا اس کے گلے میں جیسے تیزاب اندیل دیا گیا تھا۔ تبھی وہ بری طرح تڑپتی کھانستی گلا پکڑ کر زمین پر بیٹھتی چلی گئی تھی۔ ماہویر ا کو سانس نہیں آرہی تھی۔ آنکھوں میں سے مسلسل پانی بہہ رہا تھا اور اب چہرہ نیلا پڑ چکا تھا۔

ویا م اس کا نیلا چہرہ دیکھ کر اس کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھا۔

ہیے کیا ہو رہا ہے تمہیں،، وہ اس کی تشویشناک حالت سے روح تک کا نپا تھا۔ اس کی دانست میں اس نے ماہویر ا کو کچھ ایسا ہرگز نہیں پلایا تھا کہ وہ اس طرح دھیرے دھیرے مرتی۔ پرنس ویا م نے وہ شیشی سونگھی اور چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگی تھیں۔ وہ فیری ٹوپیا کا طاقتور ترین جادوئی زہر تھا۔

ایک خون کی قے کی تھی ماہویرانے اور نیم جان ہو کر سر ایک جانب ڈھلک گیا۔ ویا م نے اس کا سر اٹھا کر گود میں رکھا تھا۔

محافظوں شاہی وید کو بلاؤ،،،، وہ دھاڑا۔ کنگ ویا م کے غم و غصے کی انتہا نہیں رہی تھی۔ اسے اپنا دل سورج کی طرح گہرائیوں میں ڈوبتا محسوس ہوا تھا۔ اس انتقام کے چکر میں کیا وہ بھی ایک قاتل بن جائے گا یا اس کے ہاتھ ایک معصوم جان کے خون سے رنگے جائیں گے۔

ڈارک ہاؤس میں ایک ہلچل سی مچ اٹھی تھی۔

یہ اتوار سے اگلادن تھا۔ مایاوش اپنے کمرے میں تیار ہوتی مسلسل اس نقاب پوش کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ "اس نے یوں کیوں کہا تھا کہ وہ میرے ہی وجود کا حصہ ہے۔" افسففسف سوچ سوچ کر پاگل ہو جاؤ گی مایاوش،، وہ جھنجھلاتی آج پھر اپنا ڈزنی تھیم کا لباس اٹھاتی واش روم گئی۔ کیونکہ آج کالج میں سپرنگ فیسٹیول تھا۔ مختلف کالج کے لوگوں نے ان کے کالج آکر آپس میں ٹیلنٹ کا مقابلہ کرنا تھا۔ جس میں سنگنگ، ڈانسنگ شامل تھے۔ ہاتھ لیتے آئینے میں اس کی نگاہ اپنے گلے میں بڑی شان سے دمکتے اس عجیب و غریب قسم کے لاکٹ پر پڑی تھی۔ ایک انچ لمبے چوڑے لاکٹ کی شپ انسانی شکل میں ایسی تھی کہ وہ

ایسا کبھی نہیں ہوگا کائنات وہ میری دوست ہے، اور اب میں کسی معصوم کی جان سے نہیں کھیلنے دوں گی تمہیں اور تمہارے اس شیطان آقا کو،

جانے کہاں سے آئی تھی اس میں اتنی ہمت کہ وہ پھنکاری تھی۔ مگر کائنات کو اس کی اتنی ہمت پسند نہیں آئی تھی۔ تبھی آنکھوں میں مکروہ ترین شیطانی عزائم لیے اس نے اپنے ہاتھوں کے درمیان پھر سے وہی آگ کا گولہ بنایا تھا۔ مایاوش سہمی اور دو تین قدم پیچھے لیے۔

کائنات نے وہ گولہ مایاوش کے چہرے کی جانب اچھالا تھا۔ مایاوش نے اپنے ہاتھوں سے اپنے چہرے کے سامنے کراس بنایا تب ہوا میں روشنی کا جھماکا سا ہوا اس کا ٹیٹوروشن ہوا اور مایاوش کے دائیں ہاتھ ایک طلسماتی تلوار آئی۔

وہ گولہ اس تلوار سے ٹکرا کر واپس آ کر کائنات کو ہی بجاتا تھا جب وہ تکلیف سے چنگھاڑی۔ مایاوش نے حیرت سے اپنے ہاتھ میں وہ تلوار دیکھی۔ اپنا ہاتھ پیچھے ہٹایا تو وہ غائب ہو گئی پھر سے سامنے کیا تو وہ ہاتھ میں آ گئی۔ مایاوش تیار تو تھی ہی جلدی سے تڑپتی کائنات کو نظر انداز کرتی سیاہ اپر کے اوپر سیاہ نقاب میں وہ گھر سے باہر نکلی۔ جہاں ہمیشہ کی طرح گاڑی تیار کھڑی تھی۔

مایاوش گاڑی سے اتر کر تیزی سے کالج میں داخل ہوئی تھی۔ تمام راستے وہ اپنی تلوار سے پریکٹس کرتی آئی تھی۔ وہ اس کی مرضی سے اس کے ہتھ میں آجاتی اور اس کی مرضی سے غائب ہو جاتی۔ اسے خود میں پاورز آتی محسوس ہو رہی تھیں۔ وہ اب زمین پہ چلتی چوٹی کی بھی بات سن پار ہی تھی۔

فضا میں اڑتے پرندوں کی چچھاہٹ میں چھپی باتیں بھی سمجھ پار ہی تھی۔ یہ سب کیسے ہوا اسے نہیں معلوم تھا۔

وہ تیزی سے کوریڈور سے گزر کر سبنا تک پہنچ جانا چاہتی تھی جانتی ہو تھی کہ وہ اور رنجنا اپنا ثقافتی ڈانس کتھک پیش کرنے والی تھیں۔ اور اس وقت میک اپ روم میں ہوں گی۔ کہ سامنے سے آتے کسی شخص سے ٹکرائی۔

عائش جو کہ اپنی دھن میں مگن باہر جیک کی تلاش میں آ رہا تھا۔ اس نقاب والی لڑکی سے ٹکرایا تو سلیولیس ٹی نثرٹ میں اس کا ٹیٹو جگمگایا۔ وہ حیران ہوا تھا۔ مگر پھر۔

یوسٹوڈ گرل،، تم نے ابھی تک یہ اپنے پیروں میں بندھی چین نہیں اتاریں،، اتارتی ہو یا اٹھا کر کالج سے باہر پھینکوں،،،،

وہ اپنے ساتھ ہونے والے ان عجیب واقعات سے بری طرح جھنجھلا رہا جو لوٹ پھیر کر اسے اس کی اصلیت کی یاد دلاتے تھے تبھی اب کھڑا مایاوش کو بری طرح گھور رہا تھا اور وہاں

کھڑے ایک شخص کا دل کیا وہ اگر اس کا بھائی نہ ہوتا تو ابھی اس کی یہ آنکھیں نکال باہر کرتا۔

سنو تمہیں میری یہ چیز دکھائی دیتی ہیں اور سنائی بھی دیتی ہیں تو تم میری ہیلپ کر سکتے ہو، میں کسی کی قید میں ہوں تم اس سے مجھے آزاد کرانے کے لئے میری ہیلپ کرو گے،؟ مایا وش جواب اس سب سے تنگ آ چکی تھی تبھی اسے پوچھ بیٹھی تھی مگر سامنے بھی عائش تھا۔

ٹھیک ہے پر اس سے مجھے کیا ملے گا،؟ وہ آنسو روچکا کر بولا۔
کیا چاہیے تمہیں،،؟ مایا وش پوچھ بیٹھی۔

تم میرے ساتھ ایک رات کے لئے ڈیٹ پر چلو گی پھر، عائش کا اطمینان قابل دید تھا۔ مایا وش کا ہاتھ گھوما تھا اور ایک زناٹے دار تھپڑ عائش کے چہرے پر رسید ہو گیا۔ وہ ڈھیٹ بنا اطمینان سے وہیں کھڑا رہا جتنا جو تھا اس کی اس بکو اس سے وہ کبھی اس کی شکل تک نہیں دیکھے گی ہیلپ مانگنا تو دور کی بات ہے۔ کیونکہ اسے کوئی انٹر سٹ نہیں تھا اس ہیلپ ویلپ میں جبکہ وہ پیر پختی وہاں سے واک آؤٹ کر گئی تھی۔

قریب کھڑا آبدار عائش کی اس بات سے سر تا پا جھلسا تھا۔ اسے تو کچھ بونا فضول تھا کہ وہ تھا ہی ایسا اور کسی بات کا اثر زرا کم ہی لیتا تھا۔ مگر اب اپنی کونین کا دماغ ٹھکانے لگانا زح

ضروری تھا کہ وہ کیوں اپنے کنگ کو چھوڑ کر دوسروں سے ہیلپ مانگتی پھر رہی تھی۔
فمکش کب کا سٹارٹ ہو چکا تھا۔

مایاوش سبجنا کی تلاش میں لابی کی جانب گئی۔

آڈیٹوریم میں سبجنا اور رنجنا اپسرا اور کریڈل فیوزن میوزک پر شاندار ڈانس پر فامینس دینے والی تھیں۔

میوزک سٹارٹ ہوا۔ اتنا پاورفل میوزک سسٹم تھا کہ پورے کالج میں میوزک گونج رہا تھا۔
وہ گھبرائی ہوئی سی آڈیٹوریم کی لابی میں آئی تھی۔ اسے ہر حال میں سبجنا کو بچانا تھا۔

ڈزنی تھیم کے مطابق سیاہ پاؤں تک باربی فراک، سیاہ اپر، سیاہ نقاب کے اوپر سیاہ باریک جالی،، وہ تقریباً بھاگتی لابی سے گزر رہی تھی جب بے تحاشا ٹھٹھک کر رکنا پڑا۔ اس کی پاورز سے مخالف پاورز ٹکرائی تھیں۔ اب تو اسے محسوس بھی ہو چلا تھا۔

سامنے نگاہ اٹھی تو وہ زندگی میں آج تیسری مرتبہ اتنا خوفزدہ ہوئی تھی۔

پچھلی مرتبہ کی طرح سیاہ لباس میں سیاہ نقاب لگائے وہ پراسرار طاقتوں والا پراسرار نیلی آنکھوں والا نقاب پوش کمر پر ہاتھ باندھے اسے بغور دیکھنے میں مصروف تھے۔ جیسے کہنا چاہتا تھا۔

I can see you from behind

Ucanhearmein yourmind
Runsofastasyoucando
Timewillcatchyoubeforeyouknow

مایاوش نے اپنے قدم بے اختیار پیچھے لیے تھے۔ مگر اسے اپنے کانوں میں ایک بھاری سرگرمی سننے کو ملی تھی۔

Iwillcatchyou,,,,,,,,,,,,,

وہ پیچھے مڑ کر اندھا دھند لابی میں بھاگی تھی۔

سامنے ہی وہ خود کو اوشن کنگ کہنے والا نقاب کے پیچھے مسکراتا پانی میں تحلیل ہوا تھا۔ اور وہ پانی سمندروں کی لہروں کی طرح لابی سے طوفان بن کر گزرا تھا۔

مایاوش کو لابی ختم ہوتے ہی سامنے فوراً تھانیر کا کلاس روم نظر آیا۔ وہ اندر گھس کر لاک لگا چکی تھی۔ اور دروازے سے پیچھے ہٹتی چلی گئی۔ کیونکہ دروازے کے نیچے سے ڈھیر سا پانی اندر داخل ہو رہا تھا۔

دیکھتے ہی دیکھتے وہ پانی اس نقاب پوش میں بدل گیا۔

اب جب سامنے والے نے اپنی پاورز اسے شو کروادیں تھیں تو مایاوش کو بھی کوئی جھجک نہیں تھی۔ اس نے اپنا بایاں ہاتھ نیچے کر کے ہوا میں لہرایا تو تیز روشنی کے بعد اس کے ہاتھ میں اس کی تلوار آئی تھی۔ سامنے والا گہرا مسکرایا۔

ہے یو، کیا چاہیے،، مایاوش غرائی تھی۔

اونلی یو، مائی اوشن کونین،، اطمینان بھرا جواب آیا۔

واٹ،، وہ پھر چلائی۔

وہ بعد میں، فی الحال دو وٹنر لے کر حاضر ہوا ہے یہ اوشن مر میڈ کنگ،، ایک تو اپنی کونین کا چہرہ دیکھنا چاہتا ہوں دوسرا آپ کو چھو کر فیل کرنا چاہتا ہوں،، پھر انتہائی سکون سے بولا گیا۔

بے موت مارے جاؤ گے،، وہ لفظ چبا کر بولی تھی۔ تلوار ہوا میں ماہرانہ انداز میں لہرا کر اس چیلج کیا۔

یہ موت آپ کے ہاتھوں سے آپ کی بانوں میں آئی تو ہزار بار مرنے کو تیار ہے یہ کنگ،، اب اس نے بھی اپنا ہاتھ ہوا میں کوئی چیز پکڑنے کو آگے بڑھایا تو ایک تلوار اس کے ہاتھ میں آئی۔

کم آن، کونین، قریب آؤ،، اسے ہاتھ کے اشارے سے قریب بلایا۔ مایاوش غصے سے پاگل ہوئی تھی۔ تبھی تیزی سے اس کی جانب بڑھی۔

مایاوش کا پہلا وار اس نے اپنی تلوار پر روکا تھا۔ بجلی کی سی تیزی سے اس کی دوسری کلانی تھام کر اسے دو مرتبہ گول گول گھمایا تھا۔ تلوار اس کے اپر میں پھنسا کر ایک جھٹکے سے کھینچا

تھا۔ اپر کے بائیں بازو سے چھیتھڑے ہوا میں اڑے تھے۔ مایاوش صدمے سے پاگل ہوئی۔ اور اپنے برہنہ بازو کو دیکھا۔

جب کے وہ یہ کارنامہ سرانجام دے کر نقاب کے پیچھے پھر مسکرایا تھا۔ میوزک کی آواز اب بھی آرہی تھی اور یوں لگتا تھا جیسے ان جادوئی دھنوں پر وہ اسے اپنی مرضی کے مطابق ڈانس کے مووز کروا رہا تھا۔

جب وہ قریب آئی تھی تو اس نے گہری سانس کھینچ کر وہ دلفریب خوشبو اپنی دھڑکنوں میں بسائی جو دنیا کے گلابوں عطروں کو مات دے رہی تھی۔

یو،،، وہ پھر مڑ کر پلٹ وار کرنا چاہتی تھی۔ جب سامنے والے نے تیزی سے اس کی تلوار والی کلائی تھام لی۔ اسی کی تلوار اسی کے بائیں بازو میں پھنسا کر ایک جھٹکے سے کھینچا وہ گھوم کر دور ہٹی مگر اب پورا پر فضا میں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر چکا تھا۔

مایاوش پھٹی پھٹی نگاہوں سے اپنے بازو دیکھے گی۔ اب پھر شدید غصے میں اس نے وار کیا تھا۔ دو تین وار اس نے تلوار پر رو کے پھر مایاوش کی تلوار والی کلائی پکڑ کر اس کی پیٹھ جھٹکے سے اپنے سینے سے لگائی۔ اب کی بار تلوار سے وہ بیچ میں موجود کالی جالی دور اچھالی تھی۔ اور جالی کے ساتھ اس کے سنہری بال کھل کر روشن کنگ کے چہرے پر گرے۔

اب بس مایاوش کے چہرے پر نقاب باقی تھا۔ اپر کے نیچے سلیولیس ڈریس تھا بازو کی کالی ڈوریاں کندھوں پر بندھی ہوئیں تھیں۔

مایاوش بری طرح پھڑپھڑاتی۔ مگر اسے ایسا محسوس ہوا کہ کوئی چیز اس کی کمر کے گرد لپٹی ہوئی ہے۔ زرا سا سر جھکا کر دیکھا تو جیسے آکٹوپس کے tentacles اس کے گرد لپٹے ہوئے تھے۔ اسے پھر اس شخص سے خوف محسوس ہوا۔ جو آنکھیں نیم وا کیے مدہوشی کے عالم میں اپنے ہاتھوں کی انگلیوں سے اس کے ملائم بازوؤں کی نرمابیٹ محسوس کر رہا تھا۔ اور ایسی گستاخی کوئی پہلی مرتبہ اس کے ساتھ کر رہا تھا۔ مایاوش کا سنہرا جسم اس کی بانہوں میں سونے کی طرح دمک رہا تھا۔

کیا ہیں آپ،، آسمان سے اتری کوئی اپسرا،

اگر چاندنی ہیں تو وہ چاندنی جو اپنے پورے جو بن پر ہے،، اگر گلاب کا پھول تو پورا کھلا نہیں ہے یہ مگر اس کی خوشبو اس کنگ کو پاگل کر دینے والی ہے،، صدیاں گزر گئیں آپ کے انتظار میں، اب ملی ہیں تو سوچیں کوئیں، اس کنگ کی محبت کی آغاز ہی انتہاؤں کو چھونے والا ہوگا،،

یہ جان لیوا سرگوشیاں مایاوش کی جان نکالے دے رہیں تھیں۔

وہ بری طرح مچلی کیونکہ بازوؤں سے ڈوریاں وہ کندھوں سے نیچے سرکار رہا تھا۔

کوئین،، یونواٹ یہ کنگ خود پر سے کنٹرول کھو رہا ہے، اور آپ کی قسم یہ میرے ساتھ پہلی مرتبہ ہو رہا ہے،،

اس قدر بھاری بو جھل لہجہ تھا کہ مایاوشہ کی جان لبوں پر آئی تھی۔

کنگ،، کون،، ہو تم دور رہو مجھ سے، دردناک موت مارے جاؤ گے نہیں تو،، وہ چلائی اس نے مایاوشہ کو ایک جھٹکے سے خود سے دور کیا تھا۔

آپ شاید نہیں جانتی کوئین، آپ کو اس کنگ کے لئے بنایا گیا ہے،، تو بہتر یہی ہے اس عائشہ کو خود سے کوسوں دور ہی رکھئیے گا،، نہیں تو وہ میرے ہاتھوں ضرور مارا جائے گا،، سامنے والے نے سر سراتے لہجے میں کہا تو وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس کی پراسرار نیلی آنکھوں میں دیکھے گئی۔

ایک ان دیکھی طاقت نے مایاوشہ کو وہیں جیسے پتھر کا بنا دیا تھا۔ اس کا کمر سے نیچے کا دھڑ ہل بھی نہیں پارہا تھا۔ وہ دھیمے قدموں سے چلتا اس کے قریب آیا اور ہاتھ پیچھے لے جا کر اس کا نقاب کھول کر ہٹا دیا۔

وہ کافی دیر اس کے چہرے کا ایک ایک نقش حفظ کرتا رہا تھا۔ اگر دنیا پر حسن کی کوئی مورت تھی تو وہ ابھی اس کے سامنے اس کی کوئین کی شکل میں کھڑی تھی۔ وہ قریب تر آیا مایاوشہ نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے خود سے دور رکھنے کی سعی کی۔

مگر اوشن کنگ نے اپنے ہاتھوں کے پیالوں میں اس کا چہرہ بھرا تھا مایاوش نے اس کے بازو جکڑے۔ تب مایاوش کی کلائیوں کے گرد کوئی نرم سی چیز لپٹی اور بازو پیچھے اس کی پشت پر باندھ دیئے گئے۔ وہ بری طرح کسمائی۔ مگر کنگ کے ایک اشارے پر روم میں اندھیرا چھایا تھا۔ جو ہونے جا رہا تھا مایاوش نے بہت زور سے آنکھیں بند کیں تھیں۔ اگر اس کی آنکھیں کھلیں ہوتیں تو وہ دیکھ پاتی ان دونوں کے سینوں پر موجود ٹیٹوز کی روشنی پورے کمرے میں پھیل چکی ہے۔ وہ لاکٹ بھی جگمگا رہا تھا۔

اس ملگجے اندھیرے میں اوشن کنگ کا نقاب بھی سر کا تھا۔ تب مدہوش ہوتے اس نے اپنے ہونٹ اس حسن کی مورت کے ہونٹوں پر رکھے تھے۔ اور ان کی نرم ہٹیں اپنی روح میں بسانے لگا۔

وہ جو بھی کر رہا تھا بڑے حق سے کر رہا تھا۔ جیسے صدیوں سے مایاوش صرف اور صرف اس کی ہو۔ اور یہی تو حقیقت تھی۔ جس سے اس کی کوئین انجان تھی۔ وہ اسے یہی تو باور کروانے آیا تھا۔ اس کی شدتیں بڑھتی جا رہی تھیں۔ مایاوش کو لگا وہ آج اس کی سانسیں چھین لے گا اس سے۔

اور اس کی نازک جان کوئین اس کی اتنی سی بھی شدت برداشت نہیں کر پاتی تھی۔ اپنے ہوش کھو کر اس کے دائیں کندھے پر ڈھلک گئی۔

اس نے نرمی سے اسے آزادی بخشی تھی۔ اور بہت گہرا مسکرایا تھا۔

روزیلہ دودن سے خوف کے مارے اپنے کمرے میں بند تھی۔ اس سے خوفزدہ ہو کر۔ کہ اب تو وہ اس کی حقیقت پوری طرح جان چکا تھا بلکہ دیکھ بھی چکا تھا تو جھٹلانا تو ناممکن ہی تھا۔ اس دن جب وہ ہوش میں آئی تو خود کو اپنے کمرے میں اپنی ٹانگوں سمیت اپنے بیڈ پر پایا جبکہ اس کا لاکٹ بھی اس کے ہاتھ میں موجود تھا۔ مطلب وہ اسے موتی کھلا کر پانی سے نکال کر اس کے کمرے تک چھوڑ کر گیا تھا۔

اور اس کا یہ بھی مطلب تھا کہ اس نے دوسروں سے اس کی حقیقت بھی چھپالی تھی۔ مگر کیوں؟ وہ چاہتا تو اس کا راز افشا کر کے اسے اس گھر سے نکلوا سکتا تھا مگر، ؟ سوچ سوچ کر وہ پریشان ہو چکی تھی۔ سگی ماں نے یہ کونسی مصیبت میں پھنسا دیا تھا۔ مگر اب کمرے میں سکون بھی نہیں آ رہا تھا تبھی وہ جھجھکتی پچھلی جانب سے کمرے سے باہر نکلی تھی۔ پورے پیلس میں ہو کا عالم تھا۔ مگر اس سناٹے میں سمندر کی لہروں کی شورش زدہ تیز آوازیں گونج رہیں تھیں۔ اس کا دل مچلا۔

یونہی ننگے پیر وہ گھوم کر پچھلے لان سے اگلے لان تک آئی تھی۔ اور اب رخ باہر کی جانب تھا۔ وہ مین گیٹ کر اس کرتی باہر نکلی تو بہت خوبصورت دلکش نظار اس کا منتظر تھا۔ سرد

ہوائیں سمندر کے پانی سے اٹھکھیلیاں کرتی شور مچا رہی تھی۔ آسمان پر بادل چھائے تھے۔ وہ مسکراتی آگے بڑھی۔ سمندر کی گیلی ریت اب پاؤں کو چھو رہی تھی۔ سمندر کی لہریں بھی پیروں سے ٹکرانے لگیں۔ سمندر کا پانی جسم کو ٹچ ہوا تو ایک سکون سا محسوس ہوا۔ وہ تھوڑی آگے بڑھی۔ جہاں ایک بڑے پتھر سے نیچے سمندر کی گہرائی تھی۔ اور زمین پر لیٹ گئی یوں کے جب بھی سمندر کی لہر اٹھتی پانی چہرے کو بھگو کر واپس چلا جاتا۔ ہاتھ پانی میں نرمی سے سمو تھلی لہراتی رہی۔ وہ سکون سے ایک لمبی سی سانس بھرتی آنکھیں موند گئی۔

کچھ ہی دیر بعد قدموں کی آہٹ قریب تر آئی اور وہ آکر اس کے سر پر کھڑا ہو گیا۔ وہ پانی سے کھیلنے میں مگن اتنی مدہوش تھی کہ کسی کے آنے کی خبر ہی ناہوئی۔ جب ہوئی تب بہت دیر ہو چکی تھی۔

روزیدہ بے تحاشا گھبرائی تھی تبھی اس گھبراہٹ میں اس نے پانی والی گہرائی میں چھلانگ لگا دی تھی۔ جبکہ عائش کو اس کی بے وقوفی پر بہت ہنسی آئی۔ عائش نے اس کے پیچھے پانی میں چھلانگ لگائی تھی۔

عائش سمندر میں ڈوب کر آج اپنی مرضی سے پہلی مرتبہ جل پری زاد میں تبدیل ہوا تھا۔ اور یہ کافی عجیب تھا۔

اب جبکہ روزیہ انسانی روپ میں تھی تو اس سے زیادہ تیزی سے نہیں تیر سکتی تھی۔ ہاں مگر عائش میں اتنی پاور زخور تھیں کہ وہ جل پری بھی ہوتی اس وقت تو اس سے زیادہ تیز نہیں ہو سکتی تھی۔

عائش نے جلد ہی اسے بالوں سے پکڑ کر ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈال کر اسے زیر پانی ایک پتھر سے لگایا تھا۔ وہ عائش کا یہ روپ دیکھ کر بھی خوفزدہ ہوئی تھی۔

پہلی اور آخری بار پوچھوں گا، بتاؤ کون ہو تم؟ اور یہاں کیوں اور کس مقصد کے تحت آئی ہو، عائش نے درشتگی سے پوچھا تھا۔ مگر آنکھیں اس کی لرزتی خوف سے بند پلکوں کی لرزش میں الجھ گئیں تھیں۔

وہ میں،، غلطی سے ادھر آ گئی اور وہ انسان مم،، میرے پیچھے پڑ گئے،، میں بھاگی تھی،، تو آپ لوگوں سے ٹکرائی،، میں اپنے گھر سے بے،، بہت دور نکل آئی اور گم ہو گئی،، کک،، کوئی مقصد نہیں میرا،، آ،،،، آپ یقین کریں،،،

وہ اٹک اٹک کر بولی تھی۔ سچویشن ایسی تھی کہ وہ عائش کے کشادہ سینے سے لگی تھی۔ اسی لئے اب نگاہیں جھکا کر بات کر رہی تھی۔ عائش اس کے پورے شہرے کا طواف کرنے میں مصروف تھا۔

اور اپنا یہ روپ کیوں بدلتی ہو،، اس کا کیا خاص مقصد ہے،، اور ہمیں ہی کیوں ملیں،،
عائش اب بھی مطمئن نہیں ہو پا رہا تھا۔

یہ لاکٹ،،،،، میری ماسی نے مجھے،،،،، حفاظت کے لئے دیا تھا،، اب انسانوں
کے درمیان ایک جل پری بن کر گھوموں،، اسی لئے روپ بدلتی ہوں،، اور میں اتفاق
سے ادھر آئی،، مم، مجھے نہیں پتا آپ کون ہیں،،

روزیلہ کا جھوٹ بولتے ہوئے دل ڈمگایا۔ مگر جی کڑا کر کے زبان نہیں پھسلنے دی۔
میری ایک بات کان کھول کر سنو لڑکی،، عائش نے اسے وارن کرنا ضروری سمجھا "اگر بعد
میں مجھے پتہ چلا کہ تم یہاں کسی مقصد کے تحت آئیں تھیں تو وہ حشر کروں گا کہ ناپانی میں
رہنے کہ قابل رہو گی نازمین پر سمجھیں،،؟ عائش نے ایک جھٹکے سے اس کے بال چھوڑے
تھے۔

عائش چونکا تھا۔ کیونکہ اس کی توجہ اپنے چاروں اطراف گھومی تو دیکھا پتھروں سے ہزاروں
کی تعداد میں (lobsters) لو بسترز رینگ کر ان کے آس پاس پہنچ چکے تھے۔ روز انھیں
دیکھ کر سہمی تھی اور لاشعوری طور پر عائش سے لگی تھی۔ کیونکہ وہ تعداد اور جسامت میں
بڑے بڑے تھے۔ اور اب اپنے کلاز اور اینیٹنا ز پھیلا پھیلا کر انھیں دیکھا رہے تھے جس کا

مطلب تھا کہ وہ اشتعال میں ہیں اور حملہ آور ہونے والے ہیں۔ شاید یہ علاقہ ان کا تھا جن میں وہ دونوں گھس آئے تھے اور انہیں یہ بات پسند نہیں آئی تھی۔

ی،،،، یہ حملہ کرنے والے ہیں عائش،،،، روز، روہانسی ہوئی تھی۔ ڈرپوک اور نازک دل جل پری پہلے کب ان جھمیلوں اور مصیبتوں میں پڑی تھی۔ جبکہ سامنے کھڑے اس شخص کی ساری توجہ خود کے سینے سے لگی اس ڈرپوک جل پری کی جانب تھی جس کے سرخ نازک لبوں سے ابھی ابھی اس کا نام ادا ہوا تھا اور اطمینان قابل دید تھا۔

ریش،،،، یہ حملہ کریں گے،،، جو میرے دوستوں کی مرغوب غذا ہیں،،، وہ اطمینان سے بولا تھا۔

ادھر شاید ان لو بسٹرز کو بھی اس کی بات پسند نہیں آئی تھی تبھی ہزاروں کی تعداد میں وہ ان دونوں پر پل پڑے تھے۔ روز ایک چیخ کے ساتھ بہت بری طرح اس کے سینے سے چپکی تھی منہ اس کی گردن میں دیا۔ عائش جانے کیوں پر مسکرایا تھا۔ اس کی کمر کے گرد بازو لپیٹ کر سختی سے اسے خود میں بھینچا تھا۔

Avery cowardly mermaid,,,,,,,,,,,,,

اس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔ مگر اس پر اثر نہیں ہوا تھا۔ وہ ہنوز خوف سے لرز رہی تھی۔ عائش کا اطمینان تو اس لئے برقرار تھا کہ وہ ان تک پہنچ ہی نہیں پارہے تھے۔ ایک

حصار سا تھا جس سے وہ ٹکرا ٹکرا کر دور اچھل رہے تھے۔ عائش نے ہاتھ کے ایک جھٹکے سے اشارہ کیا تھا۔ وہ لو بسٹرز سمندر سے نکل کر ساحل سمندر سے دور اچھل کر گرے تھے۔ اب انھیں پرنس سے گستاخی کی سزا کے طور پر انسانوں کی خوراک بننا تھا صرف۔

عائش اسے سطح پر لے کر آیا تھا۔ پل بھر میں روپ بدلا۔ اور اسے بازوؤں میں اٹھائے پانی سے باہر نکل آیا۔ روز نے ہنوز اس کے سینے میں کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر کے منہ چھپایا ہوا تھا۔

لگتا ہے تمہیں یہ پرنس کچھ زیادہ ہی پسند آ گیا ہے تبھی لچ کی طرح چمکی ہوئی ہو مجھ سے، کہو تو اپنے بیڈروم لے جاتا ہوں تمہیں،،

وہ اس کی قربت سے جھنجھلایا تھا تبھی چڑ کر بولا۔ ادھر روز شرمنگی کے مارے سرخ پڑی جھٹکے سے اس الگ ہو کر اس کے بازوؤں سے اتری تھی اور تیز قدم اٹھاتی گھر کی راہ لی۔

اففف، یہ ایلا ماسی تو اتنی اچھی ہیں ان کا یہ بد تمیز بیٹا کس پر گیا،، وہ دل ہی دل میں بڑبڑاتی گیٹ سے ہو کر اپنے کمرے میں غائب ہوئی تھی۔

پیچھے اس کی نگاہوں نے دور تک اس کا تعاقب کیا تھا۔

تمہیں میرے اتنے قریب نہیں آنا چاہئے تھا مر میڈ گرل،، اب اس بات کا بدلہ بھی لوں گا تم سے وہ بھی سود سمیت،،

وہ دانت کچکا تا وہاں سے واک آؤٹ کر گیا۔

ویام اپنے پیچھے ہاتھ باندھے کھڑا ہو چلا کاتی نگاہوں سے ایسی کو دیکھ رہا تھا۔ جبکہ دل ہی دل میں تو روح تک فنا ہو چکی تھی۔ مگر زرا ہمت کر کے وہ خود کو مطمئن ظاہر کر رہی تھی۔۔

ہمت کیسے ہوئی آپ کی یہ کرنے کی، کیا میں نے یہ بولا تھا کہ اسے زہر دینا ہے، بتائیے، بولا تھا میں نے ایک مرتبہ بھی،،؟

ویام کی دھاڑ بلیک ہاؤس میں گونجی تو ایسی ایک قدم پیچھے کی جانب اچھلی تھی۔ مجھے لگا آپ یہی چاہتے ہیں تبھی اسے یہاں لائے، دشمن کی بیٹی کو مارنے کے لئے، توجب مقصد ہی یہی تھا اسے یہاں لانے کا تو میں نے اسی لئے،،، وہ ممنائی۔

کس نے کہا،، میں نے کہا تھا آپ سے کہ اسے مارنا ہے،، ویام ایک مرتبہ پھر چلایا تھا۔ تو پھر آپ اسے یہاں کیوں لائے،، ایسی نے پوچھا تو ویام اس کے روبرو آ کر کھڑا ہوا تھا اور اس تیور سے آ کر کھڑا ہوا تھا کہ ایسی کے گلے میں گھٹلی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔

یہ میں کم از کم آپ کو بتانا ضروری نہیں سمجھتا اور اب آپ یہاں سے اپنی شکل گم کریں، اور مجھے اس دنیا میں نظر نہیں آئیں گی آپ،، سنا آپ نے،، ویام نے حکم صادر کیا تھا

تبھی وہ وہاں سے غائب ہوئی تھی۔ یہ رات بہت بھاری تھی ویام پر۔ اور اس سے اگلی رات بھی۔

دو دن سے اس کا شاہی طبیب سے علاج جاری تھا۔ مگر شاہی طبیب کچھ خاطر خواہ خبر نہیں دے رہیں تھیں۔

اب بھی باہر کوریڈور میں وہ ادھر سے ادھر بے چینی سے چکر لگا رہا تھا۔ پہرے داروں، اینجنٹس کیوں نہیں پہنچی ہیں ابھی تک،، وہ جانے کیوں ہر بات پر چلا رہا تھا۔ تبھی بلیک ہاؤس پر روشنیوں کی بہار اتری تھی۔ روشنی کے جھماکے سے ہوئے۔ اور اینجنٹس زمین پر ظہور پذیر ہوئیں۔

کیا ہوا میرے آقا،، آپ پریشان ہیں،، وہ جانتی تو تھی مگر ویام سے سننا چاہتیں تھیں۔ افسوس سے اپنے کنگ کو دیکھا جو انتقام کی راہ پر چلتا اب خود اذیت کا شکار بھی ہو رہا تھا۔ اس نے ایک کمرے کی جانب اشارہ کیا۔ اینجنٹس اس کمرے میں داخل ہوئیں۔ جہاں شاہی وید ایک نازک سے وجود کے اوپر جھکیں ہوئیں تھیں۔ انھیں دیکھ کر ان کی تعظیم میں جھکیں۔

وہ ایک ننھی سی بنا پنکھوں والی پری لگتی تھی۔ جو کہ اب سرخ شاہی لباس مطلب پیروں تک فراک میں ویام کے بستر میں دبیز جالیوں کے اندر بے سدھ لیٹی ہوئی تھی۔ رنگ نیلا سا

پڑچکا تھا۔ اینجنٹس آگے بڑھی اور اس کی نبض چیک کی جو بہت دھیمی تھی۔ اس کا پھول سا چہرہ مرجھایا ہوا تھا۔ مگر تب بھی وہ اس قدر معصوم اور خوبصورت لگ رہی تھی کہ ایک مرتبہ تو اینجنٹس بھی مبہوت رہ گئی جو خود فیری گارڈینز کی ملکہ تھی۔

کیا صورتحال ہے وید،،؟

بہت خطرناک،، بچنے کی کوئی امید نہیں نظر آتی،، اینجنٹس،، سوائے ایک طریقے کے جس کی کنگ ویا م کبھی اجازت نہیں دیں گے،، شاہی وید نے مایوسی سے کہا۔

وہ کیا بتا نیے میں کنگ ویا م کو بتا دوں گی، اس چھوٹی معصوم سی بنا پنکھوں والی پری کو اس حالت میں پہنچانے والے آخر کنگ ویا م ہی تو ہیں، اگر بچانا چاہیں گے تو بچالیں گے نہیں تو ایک قاتل تو ضرور بن جائیں گے،،

اینجنٹس جانتیں تھیں وہ سن رہا تھا تبھی یہ سب بولا تھا۔ یہ سن کر ویا م نے اپنے جبرے بھینچے۔

پھر شاہی وید نے جو بتایا کہ طلسمی حکمت کی کتاب میں اس زہر کا علاج کیا ہے؟ تو ایک مرتبہ تو کنگ ویا م نے بھی بے یقینی سے اینجنٹس کی جانب دیکھا تھا جیسے کہنا چاہتا ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے؟؟؟؟

توڑ توڑ کر لفظ ادا کرتی وہ اب اسے پہچان چکی تھی۔ اور اس کے منہ سے اپنا نام سن کر کنگ کو بہت اچھا محسوس ہوا تھا۔

میں آپ کا کنگ ہو مایاوش اور آپ میری کونین،، آپ قید میں ہیں، میں جانتا ہوں،، اور اس قید سے صرف اور صرف میں آپ کو نجات دلاؤں گا اور سبنا کی بھی فکرمات کریں کچھ نہیں ہوگا اسے،،،

نو،،،،، نہیں،،، مجھے کسی پر بھروسہ نہیں،، اور آپ پر تو بالکل بھی نہیں،، ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ آپ کو کائنات نے بھیجا ہو،، مجھے آزمانے کو اور،، آپ کوئی بہرو پیہ ہوں میری ہیلپ صرف عائش کر سکتے ہیں کیونکہ انھوں نے اپنے دوستوں کے سامنے قبول کیا تھا کہ انھیں میرے پیروں میں چین بندھی نظر آتی ہے، آپ تو پہلے کبھی سامنے تک نہیں آئے،، سمجھے آپ،،

مایاوش کے کہنے کی دیر تھی جب وہ ہوا میں پل بھر کو غائب ہو کر اس کے بالکل روبرو کھڑا تھا۔

ایک ہاتھ گردن کے گرد بالوں میں لپیٹا تھا بڑے جارحانہ تیور تھے۔ مایاوش پھر خوفزدہ ہوئی۔ جبکہ آبدار نے اپنے دائیں ہاتھ کا انگھوٹا اس کے نازک سرخ لبوں پر مسلاتھا۔

بھائی ہے وہ میرا،،، مگر آپ ان لبوں سے کسی غیر کا نام لینے کی گستاخی مت کریں
 کوئین،، نہیں تو سزا دوں گا آپ کو،، یہ کنگ تو آپ کی محبت میں اس قدر ڈوب کر پاگل ہو
 چکا ہے کہ ہم دونوں میں سے کسی ایک کو چھنے کی بھی مہلت نہیں دی ہے میری محبت نے
 آپ کو،، اور یہ لاکٹ پہنا دیا میں نے آپ کو،،

آبدار نے اس کے گلے میں پہنے لاکٹ میں انگلی پھنسا کر اس اپنی جانب جھکایا تھا۔ اس کی
 سلگتی سانسوں کی تپش سے مایاوش کا چہرہ جل رہا تھا۔ اب تو وہ بڑے حق سے اس کا چہرہ
 بھی دیکھ چکا تھا اور اب بھی مسلسل ٹھٹکی باندھے دیکھے جا رہا تھا۔

اس لاکٹ کا آپ کے گلے میں ہونے کا کیا مطلب ہے جانتی ہیں آپ،، کہ اب آپ
 میری بیوی ہیں،، اس کنگ کی کوئین ہیں،، میرے وجود کا کھویا ہوا حصہ،، آپ کے ملنے
 سے پہلے میری ہر تکلیف کی وجہ اور اب میرے جینے کی وجہ،،،، آبدار کے شوشوں پر مایا
 وش نے خوف و حیرت سے پھیلی آنکھوں سے اس عجیب آدمی کو دیکھا تھا جو ہر طرح سے
 اس پر بڑے رعب سے حق جمارہا تھا۔ آج ان کی بمشکل تیسری ملاقات تھی۔ آج ہی اس
 نے اس کا چہرہ دیکھا تھا اور آج ہی وہ بول رہا تھا کہ وہ اس کی بیوی ہے مطلب تمام عمر کی
 ساتھی۔

نہیں جانتی،، مایاوش نے اب کی بار سچ بولا۔
میں نے کہا بتاؤ مجھے،، وہ چلائی۔

آپ نے تو کہا تھا ایک بار پوچھوں گی،، مایاوش نے سکون سے کہا تھا۔
مایاوش میں تمہیں جان سے مار ڈالوں گی،، کانلہ نے دانت کچکچائے۔

کوشش کر کے دیکھ لیں،، مایاوش کا اطمینان قابل دید تھا کانلہ تو کاٹو تو بدن میں لہو نہیں
والا حساب تھا۔ اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا تھا۔ اس کے ناخن چار چار انچ لمبے ہو گئے وہ ان
سے مایاوش پر حملہ کرنا چاہتی تھی۔ مگر مایاوش کا ہاتھ تیزی سے گھوما تھا۔

اور اس کی تلوار سے کانلہ کے ناخن ہاتھوں سے الگ ہو کر زمین پر پڑے تھے۔ کانلہ تڑپتی
پیچھے ہٹی تھی۔ مایاوش جلدی سے اپنے کمرے میں چلی آئی۔

دروازہ لاک کر کے لمبے لمبے سانس بھرنے لگی۔ اتنی ہمت دکھا تو رہی تھی۔ مگر جانتی تھی
ابھی بھی قید میں ہے۔ اور اگر وہ بھرپور کالی طاقتیں لئے شیطان جاگ اٹھا تو،
تو کیا ہوگا؟

ازلان ہلکی ناک کے ساتھ آبدار کے روم میں داخل ہوا تھا۔ جہاں وہ سرشار سا بیڈ پر لیٹا تھا۔
ازلان قریب آ کر بیٹھا تو آبدار نے مسکرا کر ان کی گود میں سر رکھا۔

آج اوشن کنگ بہت خوش نظر آ رہے ہیں خیریت نہیں ہے،، ازلان نے اس کے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

وہ مجھے مل گئی ڈیڈ،، اور یونواٹ میں نے اسے وہ لاکٹ بھی پہنا دیا،، آبدار نے آنکھیں موندے ایک جذب کے عالم میں ازلان کو ایسے بتایا تھا جیسے ابھی بھی آب وہ قیمتی پل محسوس کر رہا ہو۔

اور نیلی آب،،، یونواٹ،، آئی ایم سوپپی فاریو،، ازلان نے اسے سینے میں بھیجنا تو وہ اور گہرا مسکرایا۔

اور میری ہونچے نہیں دکھائی تم نے،، ازلان نے شکوہ کیا۔

اب دیکھ لیں ڈیڈ،،، وہ مسکرایا۔ اس نے بیڈ پر ایک چھوٹے سے حصے میں انگلی پھیری۔ شیٹ پانی کی طرح لہرانے لگی۔ تب اس میں ایک ریفلیکشن سا بننا تھا۔ جس میں وہ سڈی ٹیبل پر پیٹھی انہماک سے کچھ لکھنے میں مصروف تھی۔

واو،، ماشاء اللہ،، اللہ تعالیٰ نظر بد سے بچائے،، میرے بچوں کو،،

ازلان نے دعا دی۔

ڈیڈ وہ قید میں ہے،، وہ کوئی وچ ہے،، مجھے نہیں معلوم وہ کون ہے اور کیا چاہتی ہے،، مگر اس نے کونین کو قید کر رکھا ہے،، پھر آبدار اپنے ڈیڈ کو سب بتاتا چلا گیا۔

تو اب اسے آزاد کرواؤ آب،، اور جلد اسے یہاں لے کر آؤ،،

ڈیڈ اس رات جب آپ ہمیں ماسے لے کر آئے تھے اس رات کیا ہوا تھا مجھے ڈیٹلز بتائیں،،

وہ تاشہ تھی،، تمھاری ماسی،، وہ سب اس نے کیا،، ایک سازش کے تحت بغاوت کر کے تمھاری ماں کو قید کر کے مار ڈالا،،

اور پھر از لان بھی آبدار کو ساری حقیقت بتاتا چلا گیا۔ عائش جو کہ روم میں آ رہا تھا اس نے بھی ان کی سب باتیں سنیں تھیں۔۔ مایا وز کے بارے میں بھی۔ تاشہ کے بارے میں بھی۔ وہ بھی اندر چلا آیا۔

آب،، وہ جو ہمارے گھر میں ہے روز،، وہ ایک مر میڈ ہے،، اور تم ہی بتا سکتے ہو وہ کون ہے،، مجھے جلدی بتاؤ، اگر اس کا تعلق ہماری ماں کی قاتل اس تاشہ سے ہے تو آئی سوئیر میں اسے دردناک موت دوں گا،،

عائش کی آنکھوں میں خون اتر ا۔ عائش کی بات پر از لان چونکے تھے جب کی آب خاموش رہا کہ وہ تو پہلے دن سے جان گیا تھا کہ روز کوئی عام انسان نہیں ہے۔ انسانی پیروں کے باوجود وہ تو اس کا جل پری والا روپ دیکھ چکا تھا۔ عائش، نے از لان کو ساری بات بتائی۔

ازلان نے آنکھوں ہی آنکھوں میں آب کو اشارا کیا تھا۔ کہ حقیقت جو بھی ہے اسے نا بتائے۔ کہ عائش بہت بے حس اور ظالم تھا۔ ازلان کی نگاہوں کے سامنے روز کا معصوم چہرہ لہرایا جس میں بہت زیادہ ایلا کی مشابہت تھی۔ تبھی وہ ہمیشہ اسے دیکھ کر الجھے تھے کہ اس کی شکل آخر کس سے ملتی ہے۔

آب بتاؤ مجھے،، عائش نے دانت پیس کر کہا تھا۔

نہیں اس کا تاشہ سے کوئی لنک نہیں،،

آب نے جھوٹ بولا۔

عائش خاموش ہو گیا۔ جبکہ آبدار اٹھ کر کھڑا ہوا تھا اور اپنی ہڈی پھنی۔

کہہ،، ازلان نے چھیرنے کے انداز میں پوچھا تھا۔

کونین کی یاد ستا رہی ہے اس کنگ کو ڈیڈ،، مشورہ دیجئے کیا کرنا چاہئے اس کنگ کو،، وہ

اپنے جوتوں کے لیسز باندھتا شرارت سے مسکرایا۔ عائش بھی مسکرایا۔

مجھ سے لے لو مشورہ آب،، اٹھا لاؤ کونین کو، ادھر لے آؤ اپنے پاس،، عائش نے

آنکھیں گھوماتے اپنے جیسا مشورہ دیا۔

اب میری بہو سے ملنے جا ہی رہے ہو تو ہم سے مشورہ کیوں مانگ رہے ہو،، کنگ،، جاؤ

اپنی مرضی کرو،،

ازلان نے کہا تو تینوں قہقہہ لگا کر ہنسے تھے۔ آبدار وہاں سے گہرا مسکراتا نکلا تھا۔

مایاوش سڈمی ٹیبل سے اٹھ کر اپنے بیڈ پر آئی تھی۔ ڈھیلی سی آف وائٹ فرائ کے نیچے ٹراؤزر پہنے وہ بیڈ پر نیم دراز ہوئی تھی۔ ایک انتہائی خوبرو، خوبصورت سا چہرہ چھن سے تصور کے پردے پر لہرایا۔ ایک دلنشیں میٹھے نرم پرحدت سے لہجے نے چین سکون، نیند سب برباد کر دی تھی۔ اور وہ خوشبود دنیا کی انوکھی ترین خوشبو تھی۔ وہ پرتپش دہکتا لمس اس کی زندگی کا اب تک کا انوکھا ترین احساس تھا۔ مایاوش کے زہن میں جھماکا سا ہوا۔ وہ جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھی تھی۔ ہاں جس دن کانلہ نے اسے زخمی کیا تھا اس دن اگلی صبح اسے اپنے کمرے سے وہی خوشبو آئی تھی تو مطلب اسی نے اس کے زخم پر مرہم لگایا تھا۔ وہی خوشبو اسے رائیل پیلس میں محسوس ہوئی تھی مطلب رائیل پیلس میں بھی وہی اس کے پیچھے تھا۔ اس کی زندگی میں ہر جگہ وہی تو تھا۔ مایاوش نے اپنے گلے میں موجود اس لاکٹ کو مٹھی میں بھیپنا۔ اسی دن جس دن یہ اس کے گلے میں آیا تھا۔ اسی دن مایاوش کو وہ تلوار ملی تھی۔ اور وہ اس نجیٹ چرٹیل سے اپنی حفاظت کر پائی تھی۔ مایاوش نے لاکٹ کو دائیں ہاتھ میں تھام کر اپنے سامنے کر کے نرمی سے اس پر انگلی پھیری۔

"اس لاکٹ کا آپ کے گلے میں ہونے کا کیا مطلب ہے جانتی ہیں آپ،، کہ اب آپ میری بیوی ہیں،، اس کنگ کی کونین ہیں،، میرے وجود کا کھویا ہوا حصہ،، آپ کے ملنے سے پہلے میری ہر تکلیف کی وجہ اور اب میرے چین و سکون، جینے کی وجہ"

بھاری گھمبیر تا سے بھرپور بوجھل لب و لہجے میں کی گئی جان لیوا سرگوشیاں پھر کانوں میں گونج اٹھیں۔ مایاوش کے لبوں نے میٹھی سی مسکان کو چھوا۔

ایسے کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ دل و جان سے روح سے ایک ہوں اور مایاوش کے دل و دماغ اور حواسوں پر وہ ستمگر بہت بری طرح سوار ناہوا ہو۔ وہ جب سے اس سے ملی تھی دن رات پل پل اسی کے بارے میں تو سوچ رہی تھی۔

اس کے خیال و تصور سے جان پھڑپھڑانے کو سر جھٹک کر دائیں طرف کروٹ لی۔ وشہ کو ہوا میں نمی کا احساس ہوا مگر ہر خیال کی نفی کر کے آنکھیں زور سے بند کر لیں۔

وہ ابھی ابھی بخارات میں تحلیل ہوا کھڑکی سے اندر داخل ہوا تھا۔ وہ پرمی پیکر اس کی مخالف سمت کروٹ لیے لیٹی ہوئی تھی۔ وہ بہت نرمی اور انتہائی خاموشی سے اس کی پشت پر آکر نیم دراز ہوا تھا کوئی بھی آہٹ کیے بغیر۔

مگر ایسا کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ جو اسی کے وجود کا ایک حصہ تھی اس کی موجودگی کیسے نا پہچان پاتی۔ اپنے پیچھے پشت پر بہت قریب ہی بیڈ پر کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تھا۔ اور جب وہ

لیٹا ہوگا تب بیڈ پر پڑتا دباؤ بھی اسے محسوس ہوا تھا۔ مایاوش نے تکیہ شدت سے مٹھیوں میں بھیپنا۔ ابھی ابھی جو اسکے ہی بارے میں سوچ رہی تھی چوری پکڑے جانے کے ڈر سے چہرے پر ہوائیاں اڑیں تھیں۔ اب تو وہ خوشبو سوتے جاگتے اس کی سانسوں میں سمائی رہتی تھی کجا کہ وہ خوشبوؤں میں بسا اس کے بے تحاشا قریب ہو۔

آبدار جو کہ دائیں ہاتھ کی مٹھی بنا کر سر کے نیچے رکھے اس کے قریب نیم دراز تھا بغور اسے دیکھا جو آف وائٹ لباس میں سونے کی طرح دمک رہی تھی۔ ہلکے سے جسم لرز رہا تھا۔ ٹراؤزر تھوڑا اوپر کو کھسکا ہوا تھا جن میں سے خوبصورت روئی کی طرح پنڈلیاں جھانک رہی تھی۔ بہت بے اختیاری میں انھیں چھونے کا من کیا۔ تو اپنے دل کی سنتے عمل کر بھی گزرا تبھی پیر کے انگوٹھے کی پشت سے پنڈلی کو چھوتا تھوڑا اوپر تک آیا۔

مایاوش کے چودہ طبق روشن ہوئے تھے۔ جب پاؤں سے کوئی چیز پینڈلی کی جانب آتی محسوس ہوئی۔ ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر اپنی چیخ دبائی۔

آبدار کو ایک اور شرارت سوجھی تھی۔ تبھی پچھلے گلے کی ڈوری پکڑ کر نرمی سے کھینچی تھی۔ اور ادھر مایاوش کی بس ہوئی تھی وہ اتنا ہی برداشت کر سکتی تھی۔

"یہ آپ ہیں ناں آبدار،، مجھے معلوم ہے آپ میرے پیچھے ہیں تو یہ چھچھوری حرکتیں کرنا بند کریں،، مایاوش جی کڑا کر کے بولی۔

وہ بے تحاشا چونکا تھا۔ مگر پھر گہرا مسکراتا سکون سے خود کو غائب سے ظاہر کر دیا۔ ان تین جملوں میں اس نے یوں نہیں کہا تھا کہ آپ یہاں کیوں ہیں؟ یا جانے کو بھی نہیں بولا۔ تبھی رگ و پہ میں سرشاری دوڑی تھی۔

"تو پھر کیا کرے یہ کنگ کہ اس کی رگوں میں بہتی بے چینی و بے سکونی پر ٹھنڈے سکون کی پھوار پڑ جائے؟" ایک مرتبہ پھر بھاری بوجھل سی معنی خیزی سرگوشی سے پوچھا تھا۔ مایا وشہ کی سانس حلق میں اٹکی۔ مگر وہ اپنی جگہ سے ہلی نہیں تھی۔ وہ شاید اس کی جانب جھکا تھا تبھی پر حدت سانسوں سے مایا وشہ کی پچھلی گردن سلگ رہی تھی۔

ادھر آبدار کی نگاہیں پھر بھٹک کر اس کی نازک گداز کمر پر ٹھہری تھیں۔

،،،،،،،، اس دن آ،،،،،،،، آپ ہی تھے نا،،،،،،،، جس دن مم،،،،،،،، مجھے پشت پر چوٹ لگی تھی،،،،،،،، اور آپ نے ہی مم،،،،،،،، میرے ذخم پر مرحم لگایا تھا نا،،،،،،،، مایا وشہ اٹکتی سانس کے ساتھ پوچھ بیٹھی۔ وہ دلفریب مہک سانسوں سے روح میں اتر رہی تھی۔ عجیب سا احساس تھا۔ کم بخت دل بھی تو بغاوت کرتا ہمک ہمک کر بول رہا تھا کہ پیچھے مڑ کر اسے دیکھ ہی لو۔

آبدار کے لبوں سے مسکراہٹ جدا نہیں ہو رہی تھی۔ "ہاں وہ میں ہی تھا،،،،،،،، میرے علاوہ وہ گستاخی کون کر سکتا ہے آپ کے ساتھ کوئین،،،،،،،، اب نے بولتے اس کی کمر پر انگلی سے جل پری زاد کا ٹیٹو بنایا تھا۔ اس کے چھونے پر کمرے میں پھر روشنی کا جھماکا سا ہوا تھا۔ وشہ کا

ہیے،،،، ہیے،،،، آئم سوری،، پلیر، پلیر، آئم سوری،، میرا مقصد آپ کو ہرٹ کرنا نہیں تھا،، میں تو بس مزاق کر رہا تھا،، آبدار نے مایاوش کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں بھرا اور انگوٹھوں کی پوروں سے بھگی پلکیں صاف کیں۔

مایاوش نے نگاہیں اٹھا کر دیکھا۔ آنکھوں سے آنکھیں ٹکرائیں۔ دونوں کے دلوں میں ایک حشر برپا ہوا تھا۔ جواں سینوں میں ایک طوفان سا اٹھا۔ وہ زیادہ تران اوشن بلو آئیز میں دیکھ ہی نہیں پاتی تھی۔ فوراً نگاہیں جھکا گئی۔ آبدار کی پیاسی نگاہیں اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو چھو رہی تھیں۔ پھر نگاہیں آکر ان گلاب کی پنکھڑیوں پر آ کر ٹھہر گئیں۔ اب اسکی نگاہوں کا فوکس وہ نازک گداز سرخ لب تھے۔ جنھیں چھو کر اس کی پیاس میں ایسے اضافہ ہو چکا تھا جیسے تپتے صحراؤں میں بھٹکتے مسافر کو ٹھنڈے میٹھے پانی کا صرف ایک گھونٹ پلایا جائے اور وہ دوبارہ وہ پانی پینے کے لئے روح تک سے مچل جائے۔

مایاوش ان نگاہوں کا فوکس سمجھ کر دل و جاں سے کانپ گئی تھی۔ ان ہاتھوں کو چہرے سے ہٹا کر تیزی سے اپنی پہلے والی پوزیشن میں لیٹ گئی۔ سانس دھونکنی کی طرح چلنے لگا تھا۔ دل پسلیوں سے سرخ رہا تھا۔ آبدار بھی بہت مشکل سے اپنے منہ زور جزبات پر کنٹرول کرتے ہوئے واپس اپنی پوزیشن میں لیٹ گیا تھا مگر جان بوجھ کر اس سے تھوڑا اور فاصلہ سمیٹتے ہوئے کہ اسے بے اختیاری سی لگ چکی تھی۔ وہ خود پر سے اختیار اور کنٹرول

کھو رہا تھا اس نازک جان کے معاملے میں۔ اب کی بار اس نے مایاوش کی گھنے سیاہ لمبے بال اٹھا کر اپنے سینے پر پھیلا لیے تھے۔

کوئین جانتی ہیں آپ، کہ آپ کے بالوں اور آنکھوں کا رنگ سیاہ نہیں ہے،، آبدار نے اس کے بالوں کو اپنے چہرے پر گرا کر پوچھا تھا۔

جج،،، جانتی ہوں،،، مایاوش نے بمشکل کہا۔ وہ اب اپنے بالوں کی وجہ سے پریشان تھی۔ جن سے اب وہ کھلنے میں مصروف تھا۔

ہمم یہ جب تک سیاہ ہیں جب تک آپ اس وچ کی قید میں ہیں،، مگر میں جلد آپ کو رہا کروالوں گا،، چاہے اس سب میں میری جان ہی کیوں نا چلی جائے،، آئی پرامس،،،، آبدار نے کہتے اسے پھر چھوٹا چاہا تھا جب وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہوئی تھی۔ چہرہ طیش و اشتعال سے لال بھھوکا ہو چکا تھا اور آنکھیں لال انگارا۔

آبدار نے حیرت سے اسے دیکھا جواب تک تو بلکل ٹھیک تھی اب ایسا کیا ہو گیا تھا یا اس نے ایسا کیا بول دیا تھا جو وہ یوں بھڑکی تھی۔

آپ جانیے یہاں سے،، ابھی کہ ابھی،، مایاوش نے دروازے کی جانب اشارہ کیا تھا۔ وہ اپنے لب کاٹ کر جانے کیا برداشت کرنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی۔ مگر کوئین،،

میں نے کہا جائیں یہاں سے،، مایاوش اس کی بات سننے کو تیار نہیں تھی۔
 لیکن ہوا کیا،، وہ کہتا اٹھ کر اس کی جانب آیا تھا جب وہ تیزی سے پیچھے ہٹی۔
 کچھ نہیں ہوا،، بس آپ جائیں یہاں سے،، نہیں تو میں اپنے آپ کو نقصان پہنچاگی،،
 مایاوش نے اپنی تلوار اپنی کلانی پر رکھی تھی۔

آبدار کو ایک پل نا لگا ایگریسو مونسٹر بننے تبھی ماتھے کی تیوری چڑھی تھی۔
 یہ کیا پاگل پن ہے وش،، آبدار نے تیز لہجے میں کیا تھا۔
 جائیں یہاں سے،،

اس کی ایک ہی تکرار پر آبدار نے بے بسی سے اسے دیکھا۔ پانی میں تحلیل ہوا اور وہاں سے
 نکلتا چلا گیا۔ مایاوش زمین پر بیٹھ کر ٹپ ٹپ کر روئی تھی۔

وہ چھپ چھپا کر رائل پیلس سے نکلی تھی۔ رات کے گہری تاریکی ہر طرف چھائی تھی۔
 ایسے میں اسے باہر نکلتے خوف بھی محسوس ہو رہا تھا۔ مگر جانا ضروری تھا کہ روزیلہ کو پیغام
 موصول ہوا تھا کہ اس کے لئے کوئی پیغام آیا ہے۔ اسی لئے اسے نکلتا ہی پڑا۔
 وہ نہیں جانتی تھی کہ اس کی بد نصیبی اس کے تعاقب میں ہے۔ عائش نے اپنے روم کی
 ونڈو سے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔ وہ تو پہلے ہی اس پر شک کر رہا تھا۔ پاگل نہیں تھا

اپنے ڈیڈ کو آب کو اشارہ کرتے بھی دیکھ چکا تھا تبھی چہرے پر خطرناک تاثرات لئے وہ فوراً روم سے باہر نکلا تھا۔ اور اب پانی میں تحلیل ہوا اس کے تعاقب میں تھا۔ وہ رائل پبلس سے نکل کر تیزی سے چلتی اپنے ہٹ کی جانب گئی تھی جو کہ سمندر کی لہروں پر ہی بنا ہوا تھا۔ لکڑی سے بنایا گیا چھوٹا سا ہٹ ساحل سمندر پر بنا ہوا تھا جس کے نیچے پانی کی لہریں گزرتی تھیں۔ وہ ہٹ تک پہنچی۔ ہٹ میں داخل ہوئی۔ تاشہ کے بھیجے گئے پہرے دار اس کی تعظیم میں جھکے تھے۔ کیسی ہیں پر نسز،

میں ٹھیک ہوں، کیا پیغام تھا؟ وہ بے چینی سے ہاتھوں کی انگلیاں مروڑتی بولی۔ ہمیں نہیں دیا پیغام کوئین تاشہ نے، بلکہ وہ خود اپنی بیٹی سے ملنے آئی ہیں، چلیں ہمارے ساتھ، وہ بول کر ہٹ کا دروازہ کھول کر پانی میں اترے تھے۔

جبکہ عائش وہیں جیسے پتھر کا بن چکا تھا۔ سر پر آسمان گرا تھا۔ حیرت و صدمے سے اس چہرے کی معصومیت کو دیکھا جس نے شروع دن سے اسے اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔ جس نے اس کے دل میں اپنے لئے نرم گوشہ پیدا کیا تھا مگر وہ تو سر اسر دھو کہ اور فریب تھا۔ اصلی روز تو اب اس کے سامنے تھی۔

وہ خاموشی سے ان کا تعاقب کرتا رہا تھا۔ کچھ ہی دور جا کر وہ تینوں پانی کی گہرائی میں اترے تھے۔ عائش بھی پانی کے ساتھ پانی بنا ان کے پیچھے گیا تھا۔

سامنے ہی تاشہ بڑی وہیل مچھلی پر سوار اس کا انتظار کر رہی تھی اسے دیکھ لپک کر اس کی جانب بڑھی۔

ماں کو دیکھ کر روز کے چہرہ بالکل کسی تاثر سے عاری سپاٹ سا تھا۔ جبکہ تاشہ نے آگے بڑھ کر اسے سینے میں بھینچا تھا۔

میری بچی، میں نے اپنی پرنسز کو بہت یاد کیا،، تاشہ نے اس کا چہرہ چومنا تھا۔ مگر وہ جانتی تھی یہ سب دکھاوات تھا جھوٹ تھا۔

آپ کو کچھ کہنا تھا،، روزیلہ نے سپاٹ سے لہجے میں پوچھا۔

ہاں،، میں نے سنا کہ ایلا کے بیٹے مل گئے تھیں،، تمہیں یہ پتہ چلا کہ ان میں سے اوشن کنگ کون ہے،،

نہیں ماں،، مجھے ابھی یہ معلوم نہیں ہوا،، روزیلہ کا دل کیا اپنی ماں کی اس قدر بے حسی پر دھاڑیں مار مار کر روئے جس نے ایک بار بھی یہ نہیں پوچھا تھا کہ وہ کس حال میں تھی اور انسانوں کی دنیا میں کیسے رہ رہی تھی۔ بس اسے تو اوشیانہ کے تخت کی پڑی تھی۔

جلد از جلد پتا کرو روزیلہ،، وقت نہیں میرے پاس،، پتہ کر کے اسے اپنے حسن کے جال میں پھنساؤ،، اور دوسرے کو میرا دیا گیا زہر دے دینا،، اپنا مقصد جلد پورا کرو جس کے لئے میں نے تمہیں ان کے پاس بھیجا تھا،،

تاشہ کا لہجہ شہد میں ڈوبا ہوا تھا مگر آنکھوں میں خباثت تھی۔

میں جلد کوشش کروں گی،، روزیلہ نے اپنی جان چھڑانے کو ماں کی ہاں میں ہاں ملائی۔ جانتی جو تھی اس کی بے حس ماں پر کسی چیز کا اثر نہیں ہونے والا تھا۔ نا اس کے منتوں کا نا کسی فریاد کا۔

اووو، میری پیاری بیٹی، مجھے فخر ہے تم پر،، اب میں چلتی ہوں،، اپنا کام احتیاط سے کرنا،،

وہ اس کا منہ چوم کر چلی گئی۔

روزیلہ نے سر دسی سانس بھری۔ تیر کر ہٹ میں جانے کی بجائے رخ رائیل پیلس کی جانب تھا۔ وہ جلدی سے گلاس وال کے نیچے سے رائیل پیلس کے پول میں داخل ہوئی۔ آہستگی سے پول سے نکل کر اب اس کا رخ پورچ سے گزر کر بیک سائیڈ کی جانب بنے اپنے کمرے کی طرف تھا۔

عائش کی نگاہوں سے شعلے سے لپک رہے تھے۔ اور روزیلہ کو معلوم نہیں تھا کہ اس کی موت اس کے بالکل پیچھے ہے۔

ایک کار کے پاس سے گزرتے بہت اچانک اسے کسی نے دبوچ کر اس کے ہاتھ کمر پر باندھ کر اس کا چہرہ کار کی بونٹ سے لگایا تھا۔ اس نے چلانے کو منہ کھولا تھا مگر عائش نے اس کا سکارف گلے سے نکال کر اس کے منہ میں ٹھونس دیا تھا۔ وہ بری طرح مچلی مگر عائش نے اپنی سیٹ نکال کر اس کے ہاتھ بھی باندھ دیئے تھے۔ تیزی سے کار کے پچھلی جانب کا دروازہ کھول کر عائش نے اسے اندر دھکیلا تھا۔ پیچھے ہٹتے وقت اس کے گلے سے وہ لاکٹ نوچنا نہیں بھولا تھا۔

دھاڑ سے دروازہ بند کیا۔ روزیلہ پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔ اور جس طرح کے سامنے والے کے تیور تھے وہ جان چکی تھی کہ وہ سب کچھ جان گیا ہوگا۔ اور اس کا پیچھا بھی کیا ہوگا۔ اور اب اس کے جس طرح کا جارحانہ عزائم تھے روزیلہ کو اپنا دل گہرائیوں میں ڈوبتا محسوس ہوا تھا۔

وہ جھٹکے سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا۔ اور تیزی سے وہاں سے گاڑی نکالی تھی۔

ڈریگن لینڈ اور اس کے لوگوں میں ایک ان دیکھی بے چینی اور اداسی سی پھیلی تھی۔

ادھر خواب گاہ میں وشہ نے رورو کر اور چلا چلا کر برا حال کیا ہوا تھا۔

راج اسے بتائے بغیر تین چار دن سے جانے کہاں غائب تھا۔ اور مر میں گرینڈ فادر بھی نہیں آئے تھے کوئی اطلاع دینے کوئی خبر دینے۔ وہ جانتی تھی ضرور کوئی بات ہے جو اس سے چھپائی جا رہی ہے۔ تبھی اب وہ پریشان ہو رہی تھی۔

راج کو مر سے اپنی بچی کی حالت دکھائی دی تھی۔ ایک مرتبہ اسے کوئی نقاب پوش اٹھا کر لے جا رہا تھا اور دوسری مرتبہ تب جب اسے کوئی زہر پلایا جا رہا تھا۔ اور وہ تکلیف سے ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہی تھی۔ راج نے اپنی سر توڑ کوشش کی تھی ماہویرا کو ڈھونڈنے کی۔ ڈریگن لینڈ اور فیری ٹوپیا میں ہر جگہ۔ مگر وہ نہیں ملی تب اسے پتہ چلا تھا کہ کنگ ویا م ان سے بے تحاشا نفرت کرتا ہے

کیوں؟ وہ ساری وجوہات بھی معلوم ہوئیں۔ مگر وہ جانتا تھا یہ سب اس خبیث چرٹیل بلیک وچ کی ہی سازش ہوگی۔ وہ فیری ٹوپیا میں ویا م سے بات کرنے گیا تھا۔ مگر اس نے اس سے ملنے سے صاف انکار کر دیا۔ بلکہ وہ خود فیری ٹوپیا موجود ہی نہیں تھا جس سے یہ روشن امکان تھا۔ کہ ہو سکتا ہے ماہویرا کنگ ویا م کے پاس ہو۔

وہ ماہویرا کو ڈھونڈنے میں اپنی جان توڑ کوششیں کر رہا تھا۔ جب اسے گرینڈ فادر کا میسج موصول ہوا کہ وہ اس سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ وہ فوراً ڈریگن لینڈ لوٹ آئے۔ تبھی وہ

لوٹ آیا تھا۔ اس ڈریگن کنگ کا توجیسے کسی نے کلیجہ ہی نوچ لیا تھا۔ تبھی وہ زخمی بنا دھاڑتا پھرتا تھا۔

وشہ سے ملنے سے پہلے وہ مخصوص کمرے میں مرر کے سامنے آیا تھا۔

یس گرینڈ فادر، راج نے دکھ بھرے لہجے میں کہا تھا۔

اچھی خبر ہے راج، خوش ہو جاؤ، ڈریگن لینڈ کی اگلی کونین کو اس کا کنگ مل گیا ہے، مگر وہ بے خبر ہے، جاؤ اسے راستہ دکھاؤ،

گرینڈ فادر کی بات پر راج نے حیرت سے انھیں دیکھا۔

میں تمھاری بڑی بیٹی مایا ویش کی بات کر رہا ہوں راج،

گرینڈ فادر نے کہا تو راج کی آنکھوں میں چمک سی آئی۔

گرینڈ فادر آپ کو معلوم تھا کہ وہ کہاں ہے تو ہمیں بتایا کیوں نہیں، راج کا صدمے کے مارے برا حال ہوا۔

کیسی باتیں کرتے ہو راج، اگر معلوم ہوتا تو بتانا دیتا، مگر اب کچھ ایسا ہوا ہے کہ ڈریگن لینڈ سے پرنسز کی تلوار غائب ہو کر اسے ملی ہے، جس کا یہی مطلب یہی اشارہ ہے کہ اس کا کنگ اسے ملا ہے اور اس تلوار کے زیرِ عے میں اس تک پہنچا، مگر ابھی وہ بلیک وچ اور سامر کے ایسے کالے جادو کے زیرِ اثر ہے کہ ناہم اس سے مل سکتے ہیں، نا وہ ڈریگن لینڈ آ

سکتی ہے،، ہاں مگر اسے اس سب سے نجات کا طریقہ ضرور بتایا جاسکتا ہے،، گرینڈ فادر نے تفصیل بتائی۔

کیسا طریقہ گرینڈ فادر،، راج نے پوچھا۔

اسے اور اس کے کنگ کو سفید روشنی سے بنی تلوار بنانی پڑے گی،،

پھر گرینڈ فادر نے راج کو تمام تفصیل بتائی تھی۔ وہ بغور سنتا رہا۔ اتنے دنوں بعد کچھ سکون سا آیا۔

گرینڈ فادر ماہویرا،، راج نے سر جھکا کر کہا۔

اس کی بھی فکر مت کرو راج،، وہ بھی مل جائے گی، وہ سہی سلامت ہے، پریشان مت ہو کیونکہ میں وہ دیکھ پا رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ پا رہے،، ٹھیک ہے ناں،، گرینڈ فادر نے کہا مگر وہ مطمئن نہیں تھا۔

مگر وہ بہت تکلیف میں نظر آتی ہے گرینڈ فادر،، راج نے بے بسی سے اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے۔

نہیں وہ ٹھیک ہے جاؤ، کوئین سے ملو، اسے مطمئن کرو اور پھر جیسا کہ زمین پر جا کر بالکل ویسا کرو،،

جو حکم گرینڈ فادر،، وہ جھکا۔ مرر سے ہیولہ غائب ہوا۔ وہ جلدی سے وشہ سے ملنے کو خواب گاہ کی جانب گیا۔ کیونکہ اس کے پاس وقت نہیں تھا۔

ماہویرا نے مندی مندی آنکھیں کھولیں تھیں۔ کئی لمحے تو وہ سوچتی رہی وہ کہاں ہے اور اتنی دیر تک کیوں سوتی رہی ہے۔ مگر پھر سب یاد آتا گیا۔ تو وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی تھی۔ مگر پھر روم کا دروازہ ایک بار پھر سے کھلنے کی آواز پر بری طرح ڈر کر سہم گئی۔

گاڑی جھٹکے سے ایک فارم ہاؤس کے پورچ میں رکی تھی۔ عائش نے ایک مرتبہ آنکھیں زور سے بند کر کے اپنے غم و غصے پر قابو پانے کی کوشش کی تھی مگر بے سود اسے جوش سے نہیں ہوش سے کام لینا چاہیے تھا۔ اس کی گاڑی میں اس وقت اس کی ماں کی قاتل کی بیٹی موجود تھی۔ جواب بھی ان میں سے ایک کو پچانسنے اور ایک کو مارنے آئی تھی۔ وہ کیسے ناں غصے سے پاگل ہوتا۔

دھاڑ سے ڈور کھول کر باہر آ کر اس نے پچھلا ڈور کھولا تھا۔ اسے بازو سے گھسیٹ کر باہر نکال کر اپنے کندھے پر ڈالا اور اندر کی جانب رخ کیا۔ اندر ایک روم میں آ کر اس بری طرح زمین پر پٹختا تھا۔ روزیلہ سسک پڑی۔ منہ میں اس نے سکارف ٹھونس رکھا تھا۔ اور ہاتھ پیچھے

بیلٹ سے باندھ رکھے تھے۔ وہ کروٹ کے بل زمین پر لیٹی اپنی بد قسمتی پر پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

عائش چنیر گھسیٹ کر اس کے پاس لایا تھا۔ اور بیٹھ کر اپنی ٹانگ پر ٹانگ رکھی۔ اور بغور اسے دیکھا۔ جواب بے بسی سے تڑپتی رونے میں مصروف تھی۔

میں نے تھیں کیا پوچھا تھا کیا کہا تھا "اگر بعد میں مجھے پتہ چلا کہ تم یہاں کسی مقصد کے تحت آئیں تھیں تو وہ حشر کروں گا کہ ناپانی میں رہنے کے قابل رہو گی نازین پر تو تم۔ نے مجھے حقیقت کیوں نہیں بتائی تھی،،

عائش نے لائٹر سے سگریٹ سلگائی تھی۔ اور وہ سگریٹ اس کی آنکھ کے قریب لے کر گیا۔ وہ مچلتی نفی میں سر ہلانے لگی۔ عائش نے اس کے منہ سے سکارف باہر کھینچا تھا وہ بری طرح کھانسنے لگی۔ عائش نے سلگتی سگریٹ اس کے بازو پر رکھی تھی۔ وہ اذیت سے چیخ اٹھی۔ ہچکیوں کے دوران اس نے بولنے کی کوشش کی۔

مم، میں،، نہیں،، آنا،، چاہتی،،،،، تھی،،،،، یہاں،، مگر اس،،،،، نے،،،،، جھوٹ،، یولائیر،، عائش نے درشتگی سے اس کی بات کاٹ کر اس کی گردن دبوچ کر اس کا سر زرا سا جھک کر اپنے گھٹنے پر رکھا تھا۔ گلے پر پڑنے والے دباؤ کی وجہ سے اس کا معصوم اور حسین چہرہ لال سرخ پڑ گیا تھا۔

وہ اتنی نازک تھی کہ زراسی کھینچا تانی کرنے پر اس کے جسم پر جا بجا عائش کے وحشی لمس اور گردن گلے پر انگلیوں کے نشان آچکے تھے۔ اس کے آنسو نکل کر عائش کے ہاتھوں میں جذب ہو رہے تھے۔

عائش کی نگاہیں اس کی بھگی پلکوں سے ہوتی ہوئی سرخ چھوٹی سی ناک اور دودھیا وجود پر ٹھہری جس پر اس کی پر تشدد کارروائیاں ایک ظلم کی داستان لکھ چکا تھا۔

اچانک عائش نے اسے جھٹکے سے خود سے دور بیڈ پر پٹا تھا۔ جیسے وہ کوئی لچ ہو جو اس کی رگ و جاں سے بری طرح چمٹ جائے گی۔

یہیں سڑ کر مرو گی روزیہ جان،، تمھاری ماں بھی تڑپے گی اپنی بیٹی کے لئے ایسے ہی جیسے ہم پل پل تڑپے اپنی ماں کے لئے،، اس نے دانت پیس کر کہتے سگریٹ دور اچھالی۔ اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

وہ بے تحاشا روتی کاش اس ستمگر کو یہ بتا سکتی کہ اس کے ہونے نا ہونے سے اس کی ماں کو رتی برابر بھی فرق نہیں پڑنے وال تھا۔

اس کے جانے کے بعد مایاوش تڑپ تڑپ کر روتی اٹھی تھی۔ آئینے کے سامنے جا کر کھڑی ہوئی اور بغور اپنی آنکھیں دیکھیں۔

اس کے آئی بالزمید سیاہ ہو کر بڑے ہوتے جا رہے تھے۔ جس کا مطلب تھا کہ اس کے وجود کا سامر کے قبضے میں ہونے کا۔ جس کا مطلب تھا وہ عنقریب جاگنے والا ہے۔ تب تک اس کی آنکھیں سیاہ پڑتی پڑتی سکیرا کا تمام حصہ سیاہ ہو جائے گا۔

اور جس دن یہ ہوا وہ دن سامر کے جاگنے کا دن ہوگا۔ اور اس کی ایک پکار پر مایاوش اس کے پاس چلی جائے گی۔ کہیں بھی، کسی بھی حالت میں کسی کے بھی پاس ہوئی اس کو جانا پڑے گا۔ وہ تب تک مکمل طور پر اس کے بس میں ہو جائے گی۔

تب تب ان کے رشتے کا کیا ہوگا؟ مایاوش آبدار کے بارے میں ایک مرتبہ پھر سوچ کر چیخ کر روئی تھی۔ وہ تو مکمل اس شیطان کے بس میں ہو جائے گی۔ تو ان کے دلوں میں نوخیز کونسل کی طرح پھوٹی اس منہ زور محبت کا کیا ہوگا؟ کیا گزرے کی آبدار کے دل پر، اور اگر آبدار کو اس کی آنکھوں کے سامنے کچھ ہو گیا تو؟
تو کیا وہ سہہ پائے گی،،،؟

جواب اپنی دوستوں کے لئے اتنی حساس ہو چکی ہے، وہ اپنی محبت کو اپنی آنکھوں کے سامنے کچھ ہوتے دیکھ پائے گی۔

کبھی بھی نہیں،،

مر کر بھی نہیں،،

میرا تو پہلے ہی آگے پیچھے کوئی نہیں۔ میں اس سب سے لڑتے اگر مر بھی گئی تو کون پوچھے گا؟

مگر وہ،، نہیں،، کبھی نہیں،، اس سب میں اسے آنچ بھی نہیں آنے دوں گی۔
 آج جب اس کے منہ سے اس کے مرنے کی بات سنی تھی تو وہ ڈر گئی تھی۔ روح تک کانپ اٹھی تھی۔ تو اسے ابھی اسی وقت سے خود سے دور کرنا ضروری ہو گیا تھا۔
 اس سے پہلے وہ مزید قدم اس کی جانب بڑھاتا۔ مایاوش کو اپنے قدم پیچھے لینے تھے۔ اسی لئے اس دن بھی ادے بھیج دیا اور اس سے اگلے دن مایاوش کا لچ ہی نہیں گئی۔ وہ اس کے ہٹ میں آیا تھا مگر اسے ناپا کر دوبارہ واپس چلا گیا۔ وہ جان بوجھ کر کانٹہ کے کمرے میں چھپ گئی تھی۔ پھر اس سے اگلا دن بھی یونہی گزرا۔
 وہ نہیں جانتی تھی وہ کتنی بڑی بے وقوفی کرتے ہوئے ایسا کر کے ایک اوشن کنگ کے غصے طیش و اشتعال کو ہوا دے رہی ہے۔ وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ وہ تو مایاوش کے ملنے پر اس کا غصہ و قہر کم ہوا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی اس کا غصہ، قہر، عذاب اگر نازل ہو گیا تو اس دنیا کو لہروں کے قہر سے کوئی نہیں بچا سکتا تھا۔

فیری ٹوپیا کے سٹی ہال میں جشن کا سماں تھا۔ آج ایچنینٹرس کے حکم پر فیری ٹوپیا کی رسموں کے مطابق اس جشن میں آئی گئی پریوں میں سے کنگ ویا م نے اپنے لئے دلن اور فیری ٹوپیا کے لئے کونین کا انتخاب کرنا تھا۔ تبھی رنگ و خوشبو کا ایک سیلاب سا تھا جو ہال میں سمٹ آیا تھا۔

فیری ٹاؤن، میجک وڈو، پنک فورسٹ غرض فیری ٹوپیا کے ہر علاقے سے پریاں آکر یہاں موجود تھیں۔ اور ادھر ادھر لہراتی، بل کھاتی، اتراتی پھر رہی تھیں۔ اور جس کے لیے یہ اہتمام ہوا تھا وہ دنیا جہاں کی بیزاریت چہرے پر سجائے تخت پر بیٹھا تھا۔ اس وقت پورے پرستان کی کوئی ایسی چیز نہیں تھی جو کنگ ویا م کو اپنی جانب راغب کر سکتی۔ جانے کیوں؟

سمجھ سے بالاتر تھا یہ سب کہ وہ کیوں بیزاریت کی شکل بنا کر بیٹھا تھا۔ کیوں اس کا کسی چیز میں دل نہیں لگ رہا تھا۔ کیوں اتنے حسین چہروں میں سے اب تک کوئی چہرہ اسے اپنی جانب مائل نہ کر سکا تھا۔ کیوں وہ یہاں ہوتے ہوئے بھی یہاں موجود نہ تھا۔

کیوں دھیان کا سرا ایک بنا پروں والی نازک سی جان میں اٹکا ہوا تھا۔ اس کی معصومیت، اس کا بھولا پن، سہمی ہر فی سی آنکھیں نازک گداز و جو وہ بے اختیار نازک حسن اس کی تمام تر توجہ فیری ٹوپیا سے ہٹ کر زمین پر ایک چھوٹے سے گھر میں تھی۔ آج دودن ہو چکے

تھے اسے یہاں آئے۔ اور اس کی خود کی خواہش پر ہی تو یہ رسم طے پا رہی تھی۔ شاید وہ یہ سوچ رہا تھا کہ اس قدر حسین چہروں میں اسے کوئی تو ایسی مل جائے جو اس کے دل و دماغ سے وہ سوچیں نکال باہر کرے۔

پریاں شاہی سٹائل میں بہت سمو تھلی موو کرتی رقص میں مصروف تھیں۔ جب وہ جھنجھلا کر تخت سے اٹھا۔

آپ لوگ یہاں تشریف لائے، اس کے لیے شکریہ، مگر میری طبیعت مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی، اس لیے یہ رسم پھر کبھی ادا کی جائے گی، دعوت طعام کا شاندار اہتمام کیا گیا ہے، آپ لوگ دعوت سے سیر ہو کر یہاں سے روانہ ہو سکتے ہیں،،، وہ بول کر اٹھ کر پہلے اپنی خواب گاہ میں آیا تھا۔ جب یہاں بھی سکون نہ آیا تو جھنجھلا کر فیری ٹاؤن ایجنینٹس کے گھر گیا تھا۔

ایک بڑے سے گلاب کے پھول میں ایجنینٹس کا گھر تھا۔ وہ دروازے تک آیا تو پتی خود ہی پیچھے ہٹ گئی۔ وہ داتا تک دے کر اندر داخل ہو گیا۔

سامنے ہی ایجنینٹس ایک پتی پر بیٹھی کوئی کتاب پڑھنے میں مصروف تھی۔

کنگ ویا م،،، وہ اٹھ کر جھکی۔ آئیے کوئی خاص بات جو غریب خانے پر تشریف لائے آپ،،،

ایپنچینٹرس مسکرائی۔

ایپنچینٹرس یہ کس مصیبت میں پھنسا دیا ہے آپ نے مجھے،، وہ جھنجھلائی آواز میں بولا تھا۔
کس مصیبت کی بات کر رہے ہیں کنگ ویا م،، ایپنچینٹرس کو معلوم تھا وہ کیا بات کر رہا ہے
مگر انجان بن گئیں۔

ایپنچینٹرس کی نگاہوں کے سامنے اس دن کا سارا منظر گھوم گیا۔ جب شاہی وید نے ماہویرا
کا یہ علاج بتایا تھا۔ کہ کنگ ویا م کو پرستان کی رسموں کے مطابق اس لڑکی سے شادی کرنی
پڑے گی۔ ان رسموں کے بعد جب کنگ ویا م اس کے ہاتھ میں شاہی خاندان کی انگوٹھی
پہنائے گا تب اس انگوٹھی کے کوہ نور کرسٹل میں ہی اتنی طاقت ہوگی کہ وہ اس لڑکی کے
جسم سے فیری ٹوپیا کا طاقت ور ترین زہر چوس سکے۔

(شاید ایسی نے اسے یہ زہر دیا ہی اس لیے تھا کہ اس کا توڑ صرف فیری ٹوپیا کے کنگ کے
پاس تھا، اس کے توڑ کا جو طریقہ تھا اسے کنگ ویا م کبھی بھی کرنے کا سوچے گا بھی نہیں)
مگر حیرت انگیز طور پر کنگ ویا م نے جب اسے اپنے ہاتھوں سے زہر دیا اور اپنے ہاتھ
خون سے رنگے نظر آئے تو کنگ ویا م وہ سب کچھ کر گزرا جو اس کی زندگی کے لیے اشد
ضروری تھا۔ اور اب وہ دنیا جہان کی اکتاہٹ لیے ایپنچینٹرس کے سر پر سوار تھا۔

ایپنچینٹرس آپ نے اور اس شاہی وید نے مجھے کس مشکل میں ڈال دیا ہے آپ نے کیوں کروائی وہ شادی،، اب میں،، وہ جھنجھلا کر بولا تھا۔

"وہ محض اس بنا پنکھوں والی پری کی جان بچانے کے لیے کیا گیا ایک عمل تھا،، تو بھول جائیں اسے اور اس عمل کو،، اور،،،

کیسے بھول جاؤں ایپنچینٹرس،، شادی ہوئی ہے،، پوری رسموں کے ساتھ کوئی مزاق نہیں ہوا،، وہ دانت پیس کر بولا تھا۔ بھلا جانی دشمن کی بیٹی سے شادی کرنے کی کیا تک بنتی تھی۔ آپ کیوں اس کو زہن پر سوار کر رہے ہیں کنگ ویا م،، آپ سکون سے اپنے لیے بیوی اور فیری ٹوپیا کے لیے کوئین منتخب کریں، آپ کیوں سوچ رہے ہیں اس کے بارے میں،،

بات دراصل یہ ہے ایپنچینٹرس کہ اس لڑکی نے میرا سکون برباد کر دیا ہے،، میں کچھ بھی سوچ نہیں پا رہا،، اب تب ہی اپنے لیے بیوی منتخب کروں گا جب اسے موت کے گھاٹ اتار دوں گا،،

وہ دانت کچکچاتا وہاں سے نکلا تھا۔ جبکہ ایپنچینٹرس گہرا مسکرا کر سکون سے اپنے سابقہ کام میں مشغول ہو گئی۔

جھری سی سی آئی تھی۔ وہ وہاں سے جو تیر لیے نکلا تھا مایاوش کو کسی انہونی کے ہونے کا ڈر ستانے لگا۔

کچھ ہی دیر میں اس کو لاحق خدشے سچ بھی ہونے لگے۔ ایک طوفان اٹھا تھا سمندر کی جانب سے جو سب کچھ تہس نہس کرنے کے درپہ تھا۔ فضا میں پانی کا بھونچال سا تھا جو برپا ہوا تھا۔ ہر طرف تباہ و بربادی ہونے لگی لوگوں کی چیخ و پکار ہر سو پھیلنے لگی۔ سٹوڈنٹس زلزلہ سا محسوس ہونے پر ڈر کے مارے چیخ سے رہے تھے۔ مایاوش یہ سب دیکھ کر کچھ سوچ کر باہر آئی تھی۔

یہ سب یقیناً اس کے بے پناہ غصے و اشتعال کا نتیجہ تھا۔

وہ اپنی گاڑی کی جانب گئی تو کالہ نے اسے دیکھ لیا تھا۔ وہ بھی اس کے پیچھے آئی۔ مگر تب تک مایاوش اس کے چیلے کی گردن پر اپنی تلوار رکھ کر گاڑی لے کر نکل چکی تھی۔ مایاوش کو معلوم تھا کہ وہ کہاں ہو سکتا تھا تبھی گاڑی کا رخ اس طوفان کی جانب کروایا تھا۔ منزل پر پہنچ کر مایاوش گاڑی سے بمشکل اتر پائی تھی۔ طوفانی بارش میں حدنگاہ بہت مختصر فاصلے کا تھا۔ ہواؤں سے اس کا وجود پیچھے کی جانب دھکیلا جا رہا۔ ہاتھ کا چھبنا کر آنکھوں پر رکھتے اس نے لرزتے وجود اور کانپتے نیلے ہونٹوں سے بیچ پر دیکھا۔ منہ زور سیاہ بادل ناراض سے سمندر پر جھکے ہوئے تھے۔ تبھی دن میں بھی گہری شام کا سماء تھا اور سمندر کی

لہریں جیسے بے تحاشا اشتعال انگیزی سے سمندری حدود سے باہر نکل نکل کر اپنا سر چڑھ رہی تھی۔

مایاوش قدم آگے بڑھا رہی تھی مگر ہوائیں اور تیز ترین بارش کی بوچھاڑ اسے جیسے پیچھے دھکیل رہی تھی۔ تھوڑی آگے آئی تو حسبِ توقع وہ ان لہروں کا بے تاج بادشاہ ہاتھ فضا میں پھیلانے آسمان کی طرف منہ اٹھائے کھڑا تھا۔ اور اس وقت غصیلے اوشن کنگ سے نکلنے والی ریز بادلوں اور سمندر کی لہروں میں تباہ کن طغیانی سی برپا کر کہ روئے زمین پر پانی کا ایک بھونچال پیدا کر رہیں تھیں۔ جسے عام انسان سونامی کا نام دے رہے تھے۔ مگر کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہ غم و غصے سے پاگل ہوئے اوشن کنگ کا طیش اشتعال تھا جو زمین پر قہر بن کر نازل ہو رہا تھا۔

مایاوش نے اپنا نقاب اتار کر دوڑا چھالا اور اس سے کچھ فاصلے پہ اس کی پشت پر آن رکی تھی۔

سٹاپ اٹ،، جسٹ سٹاپ اٹ،، بند کریں یہ سب میں نے کہا،، رک جائیں آبدار،، وہ حلق کے بل چلائی تھی۔ آبدار نے سنا تھا۔ مگر وہ اپنے اوپر اور اپنے غصے پر کنٹرول کھو بیٹھا تھا۔ اب تک تو اس کی کونین نے اس کا بہت لونگ کنیرنگ اور پولائٹ ساروپ

دیکھا تھا۔ وہ پیچھے مڑا تھا۔ مایاوش کی روح تک کانپی تھی۔ اس کے غصے کی حالت میں اس بد لے روپ کو دیکھ۔

پیچھے مایاوش کی گاڑی کے ساتھ ایک اور گاڑی آ کر رکی تھی۔ اس میں سے کانہ اور اس کے چیلے باہر نکلے تھے۔

کانہ مایاوش کی جانب لپکی تھی۔ اور اسے آ کر بالوں سے گھسیٹا تھا۔

مایاوش تمھاری ہمت کی تو داد دینی پڑے گی جو یہ نقاب اتار پھینکا تم نے اور گھر جانے کی بجائے کسی کے پیچھے یہاں تک چلی آئیں،، گھر چلو زرا میں تمھارے ہوش ٹھکانے لگاؤں،،

وہ چلاتی بول رہی تھی اب تک اس اوشن کنگ کو نہیں دیکھ پائی تھی۔ اتنے طوفان میں اس نے کچھ بھی اور دیکھنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی تھی۔ اگر دیکھ لیتی تو اتنی جرات نہیں کرتی۔

وہ اپنی کونین کی وجہ سے مکمل اگریسو تو پہلے ہی تھا اب یہ منظر دیکھ کر ہاتھ فضا میں لہراتا تیزی سے آگے بڑھا تھا۔ کیا خوب موقع ملا تھا اپنا تمام غم و غصہ کسی پر نکالنے کا۔ اور آج کانہ کا یقیناً آخری دن تھا جو وہ یوں اوشن کنگ سے الجھی تھی۔

آبدار کے ہاتھ میں اس کی تلوار آئی تھی۔ کانلہ اسے بالوں سے گھسیٹ رہی تھی۔ اور وہ سائے بھی اسے دبوچے ہوئے تھے۔

آبدار نے سب سے پہلے آکر کانلہ کے ہاتھ پہ وار کیا تھا۔ اس کا بازو تن سے جدا ہوا تھا۔ مایاوش کی دلہ وزچخ فضا میں بلند ہوئی تھی۔ مگر آبدار رکا نہیں تھا۔ ان سیاہ نقاب پوشوں کے خون آلود ٹکڑے اور چیتھڑے آس پاس پانی میں گر کر بہہ رہے تھے۔ یہ بھیانک اور دہشتناک مناظر دیکھ مایاوش کا خوف کی انتہا سے برا حال تھا اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھے اپنی چیخیں دباتی وہ لٹھے کی طرح سفید پڑتی کار سے جا لگی تھی۔

کون ہو تم اور،،،

کانلہ کو مزید بولنے کا وقت نہیں ملا تھا۔ جب آبدار نے اپنی تلوار اس کی آنکھ میں گھسائی تھی اور وہ دماغ کے آر پار ہوئی تھی۔ اب آبدار کانلہ کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے میں مصروف تھا اور مایاوش چہرے پر ہاتھ رکے کونے میں دبکی چیخ چیخ کر رو رہی تھی۔ پورا ایریا خون میں نہا گیا تھا۔ خون اب پانی میں جا بجا بہہ رہا تھا۔ جب ٹکڑے کرنے کو مزید کچھ نہیں ملا تو وہ رکا تھا۔ اور پیچھے مڑ کر دیکھا۔

تلوار غائب کرتا وہی جارحانہ تیور لیے مایاوش کی جانب بڑھا تھا۔ مایاوش نے خود کو فضا میں جھولتے محسوس کیا تو چہرے سے ہاتھ ہٹائے۔ مگر خود کو اس غصیلے کنگ کی بانہوں میں پا کر اس کے جسم سے جان نکلی تھی جیسے۔

آبدار نیچے اتاریں مجھے،، وہ لرزتا وجود سے خوف سے تھر تھرا کا پنتی بولی۔ اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر پیچھے کو دھکیلا۔

مگر وہ خاموش تھا۔ اور اسی خاموشی سے اسے لئے سمندر کی جانب بڑھا تھا۔
نو،، آبدار،،،، نہیں،، بب،،،، بلکل،،،، نہیں،،،،

اس کے ارادے بھانپ کر اس کی روح فنا ہوئی تھی۔ مگر وہ کچھ بھی سنے بغیر اسے لئے سمندر میں کی گہرائیوں میں اتر گیا تھا۔

مایاوش نے لمبا سانس کھینچ کر آکسیجن اپنے منہ میں بھر لی اور اسے سہمی نگاہوں سے دیکھا۔ وہ اسے لئے ایک گہرائی میں اترتا یہ ایک محل نما سا گھر تھا۔ اور اس گھر کی خوش قسمتی تھی کہ آج اوشن کنگ نے اسے رونق بخشی تھی۔

پنک کلر کا محل دیکھنے لائق تھا جو جابجا سچے موتیوں سے سجا تھا۔

جس میں داخل ہو کر وہ وہ اکک کمرے میں داخل ہوا تھا اور نرمی سے اس کے بیڈ پر مایاوش کو اتارا۔ کہاں گیا غصہ، کہاں گیا قہر، اس کی کونین اپنے پیروں پر چل کر اس تک آئی تھی وہ زرا اچھے سے ویلکم تو کر لیتا۔ اور زرا کونین کے ہوش تو ٹھکانے لگا دیتا۔ آبدار نے دیکھا وہ اب بھی اپنی گال آکسیجن سے پھلانے ہوئے ہے۔ آبدار نے نرمی سے اس کے گالوں پر مکے بجا دیئے۔ وہ نا سمجھ اب تک نہیں سمجھ پائی تھی کہ وہ پانی میں سانس لے پارہی ہے۔

وہ جو اس کے جارحانہ تیوروں سے بہت زیادہ ڈری ہوئی تھی اب بیڈ پر پیچھے کی جانب کھسکی۔ مگر آبدار نے اس کے پاؤں سے کھینچ کر اس بیڈ پر گرایا تھا اور اس پر حاوی ہوتا مکمل اس پر جھکا تھا۔

ماہاویرا کو ایسے محسوس ہوا جیسے دروازے پر کوئی تھا ماہاویرا نے سم کر دروازے کی جانب دیکھا تھا۔ بہت ڈری سہمی تھی وہ۔ آج دو دن کے بعد اسے ہوش آیا تھا۔ وہ بیڈ سے نیچے اتری۔ حیرت سے خود کو دیکھا اس کے تن پہ سے لباس بھی بدلا گیا تھا۔

اور اب وہ ایک انتہائی خوبصورت جگماتے سرخ رنگ کے شاہی لباس میں تھی۔ ہاف سرخ آستینوں میں سے دودھیا گلابی بازو دمک رہے تھے۔ ہاتھ میں ایک انتہائی خوبصورت

چھوٹے سے مگر چمکدار اور دمکتے کر سٹل کی انگوٹھی جگمگا رہی تھی۔ پیچھے سنہری بال کھلے تھے جبکہ سر پر بالوں کے درمیان ایک چھوٹا نفیس سا کراؤن جگمگا رہا تھا۔ وہ لونگ ٹیل فراک تھی جب وہ بیڈ سے اترتی تو فراک پیچھے سے زمین کو لگی۔

اس نے ہلکے سے دروازے کو پیش کیا تو وہ کھلتا چلا گیا۔ مطلب دروازہ کھلا تھا۔ مگر دروازے کے آس پاس کوئی بھی تو نہیں تھا۔ وہ باہر نکلی۔ ایک طویل ترکوریڈور تھا۔ اس نے قدم آگے بڑھائے تو دہشت کے مارے چیخ نکلتے نکلتے پچی۔ سختی سے اپنے لبوں پر ہاتھ رکھ کر اپنی آواز کا گلا گھونٹا تھا۔ اب تو وہ اس سیاہ ہیولے سے بے تحاشا خوفزدہ ہونے لگی تھی۔ اور دیواروں پر لگی قد آور تصاویر اسی بلیک ہڈی والے سیاہ ہیولے کی تھی۔ جو کہ یوں محسوس ہوتا تھا کہ ہاتھ سے بنائی گئی ہیں۔ یا شاید محض اسے ہی ڈرانے کو وہ ادھر لگائی گئیں تھیں۔

وہ انہیں نظر انداز کرتی آگے بڑھی۔ کوریڈور سیڑھیوں پر اختتام پزیر ہوا تھا۔ وہ دبے قدموں سیڑھیاں اتر کر نیچے آئی۔ اس کا ماتھا پسینے سے بھیگ چکا تھا۔ آج اس کی یہ دوسری کوشش تھی یہاں سے بھاگنے کی۔ وہ دل میں اب کی بار پکڑے ناجانے کی دعائیں مانگتی نیچے بڑے سے ہال سے صوفوں کے پیچھے چھپتی چھپاتی لاؤنج کے دروازے تک پہنچ چکی

تھی۔ سہمی بڑی بڑی نگاہوں سے چاروں طرف دیکھا۔ جب یہ پکا یقین ہوا کہ وہاں کوئی بھی نہیں تھا تو دروازہ کھولنے کی کوشش کی۔ مگر وہ کھل کر ناپا دیا۔

ماہویرا نے پھر ادھر ادھر دیکھا۔ اور ایک مرتبہ پھر دروازے پر طبع آزمائی فرمائی۔ مگر وہ کھلنا تو دور کی بات، ہل کر بھی ناپا دینے۔

وہ کھڑکی سے روم میں آیا تھا۔ مگر اسے اس روم میں اس بیڈ پر ناپا کر کنگ ویام کے ماتھے پر ڈھیروں بل آئے تھے۔ وہ اسے ڈرانے، دھمکانے، اور اذیت دینے آیا تھا۔ وہ اسے پھر سے تکلیف دینے کے عزائم لے کر یہاں آیا تھا۔ اس کے ارادے اسے ٹڑپانے کے تھے۔ تاکہ کنگ راج اسے اس حالت میں دیکھ کر ٹڑپے۔ پورے گھر سے اس نے تمام پہرے داروں کو ہٹا دیا تھا۔ خدمتگار بھی اب اس ڈارک ہاؤس کے باہر تھے۔

اور ایسا اس نے کیوں کیا تھا؟

اسے کیوں اپنے اور اس کے بیچ کوئی نہیں چاہیے تھا؟

کیوں وہ اسے تنہائی میں ملنے دیکھنے آیا تھا؟

نہیں جانتا تھا۔؟

اور اب وہ اس روم میں نہیں تھی تو اس کی رگیں تن گئیں تھیں۔

ادھر نیچے وہ اس دروازے کے ساتھ کھل کر ہلکان ہو رہی تھی۔ اپنے پیچھے پروں کے پھر پھڑانے کی آواز آئی تھی اس کا چہرہ خوف سے لٹھے کی طرح سفید پڑا تھا۔ جھٹکے سے پیچھے مڑ کر دروازے سے لگی۔ سامنے دیکھا تو ملگجے سے اندھیرے میں وہ سیاہ ہڈی پہنے سیاہ لباس میں اس کے سامنے کھڑا تھا۔ وہی ہڈی سے بس ہونٹ اور مونچھیں نظر آرہی تھیں۔ ماہویرانے اپنی چیخیں دبانے کو اپنے منہ پر دونوں ہاتھ زور سے رکھے تھے۔

کہیں جا رہی ہو ڈریگن پرنسز،؟ وہی مخصوص بھاری آواز سنائی دی تھی۔ وہ قدم قدم چلتا اس کے قریب آ رہا تھا۔ بغور اس نازک چھوٹی سی جان کو دیکھا۔ جو اس سرخ شاہی دلہن والے لباس میں کچھ اور ہی چیز لگ رہی تھی اسے۔

ویرانے زور سے نفی میں سر ہلایا۔ اس کا نائٹ میر اس کے سامنے تھا تبھی دہشت و خوف سے اسے سانس لینے میں مشکل پیش آرہی تھی۔

"تو پھر اپنے روم سے باہر کیوں نکلیں،؟ یہاں اس دروازے کے پاس کیا کر رہی ہو،؟ وہ پوچھ بیٹھا۔

وہ اس کی آواز سننا چاہتا تھا۔ مگر وہ تو اپنے نازک لبوں کو ہاتھوں سے سختی سے بچھین کر کھڑی تھی۔ وہ اس کے قریب آ چکا تھا۔ ویام نے جب دیوار کی دونوں جانب اپنے ہاتھ رکھ کر اس کا بھاگ نکلنے کا راستہ بند کیا تو اس نے زور سے آنکھیں بھی بند کر لیں تھیں۔

اپنے لبوں سے اپنے ہاتھ ہٹاؤ، آج اس کے لہجے میں ایک ان دیکھی آنچ، درشتگی اور نفرت نہیں تھی۔ مگر ماہویرا ہنوز اس سے بے تحاشا خوف کھا رہی تھی۔
اس نے اس کے کہنے پر ہاتھ تو نیچے کر لیے۔ مگر اپنے نازک گداز ہونٹوں کو آپس میں فولڈ کیے سختی سے بھیجنے رکھا تھا۔

(یہ احتیاط شاید اس لیے کہ اس دن وہ اپنے چلانے کے لئے منہ کھولنے کی دردناک سزا بھگت چکی تھی کہ جب اس نے چلانے کو منہ کھولا تھا تو اس نے اس کے گلے میں کوئی ایسی چیز انڈیلی تھی جس سے ماہویرا کو اتنی تکلیف ہوئی تھی کہ اس کی روح تک کانپ گئی تھی۔)
اس کی اس احتیاط پر کنگ ویا م کے لبوں کو ایک میٹھی سی مسکان نے چھو تھا۔ تبھی ہاتھ بڑھا کر شہادت کی انگلی سے نچلے لب کو اوپر والے لب کی قید سے آزاد کیا۔ وہ زور زور سے نفی میں سر ہلانے لگی تھی۔

جج، جانے دیں مم، مجھے،،،، اب،،،، نہیں،،،، نکلوں،،،، گی،،،، روم،،،، سے،،،،
اب،،،، نہیں،،،، نکلوں گی،،،،

ماہویرا کے دل کی دھڑکن تیز تر ہو چکی تھی۔ سانس بھی بمشکل لے پا رہی تھی۔ اور اس خوف و دہشت کی اذیت اتنی ہی برداشت کر سکتی تھی وہ تبھی ہوش و خرد سے بیگانہ ہو کر وہ زمین بوس ہوئی تھی۔

کنگ ویام جو اس کے ہلتے لب دیکھنے میں محو تھا۔ چونک کر اس کو دیکھا۔ جواب زمین پر بائیں کروٹ گری ہوئی تھی۔ وہ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ کر اس کے اوپر زرا سا جھکا تھا۔ سنہرے بال چہرے پر گرے تھے۔ ویام نے ہاتھ بڑھا کر چہرے سے نرمی سے بال پیچھے ہٹائے۔۔

ایک ڈریگن پر نسز ہونے کے باوجود اتنی کوئل نازک اور حساس دل کی مالک کیوں تھی وہ آخر؟ کنگ ویام یہ بات سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

وہ جو اسے اذیتیں دینے آیا تھا اب نرمی اور پورے حق سے اس کا گداز نرم وجود اپنے بازوؤں میں بھرا تھا۔ وہ اسے لئے اس مخصوص کمرے میں آیا تھا۔ بہت آرام سے اسے بیڈ پر اتارا۔

اب بیڈ پر ٹا کر سر تا پیر اسے غور سے دیکھا تھا۔

جادو گرئی تو کہیں سے نہیں لگتی تھی نا ہی چڑیل تھی،، ہاں بنا پنکھوں والی بے تحاشا نازک اور حسین پری ضرور لگتی تھی۔ جسے آج وہ بنا پنکھوں والی چمگا دڑکا نام دے چکا تھا۔ وہ اس کے قریب نیم دراز ہوا تھا۔ شہادت کی انگلی سے اس کے ہونٹوں کو چھوا۔ وہ جو کچھ بھی کر رہا تھا بالکل غیر ارادی طور پر کر رہا تھا۔

اب اس نے اس کے تنکے پر بکھرے بالوں کو مٹھی میں بھرا تھا۔ بالوں سے اٹھتی مہک بہت سوندھی اور دلفریب سی تھی جیسے دل و دماغ پر ایک سرور سا طاری ہوا ہو۔ اب اس نے دو انگلیوں سے اس کی بازو کی نرم ہٹ محسوس کی تھی۔ جب ان منہ زور جذبات نے دل و دماغ پر طاری ہو کر سوچنے سمجھنے کی صلاحیت بالکل مفقود کر دی تو مکمل اس پر جھکا تھا۔ مڑی ہوئی پلکوں کو اپنے ہونٹوں سے چھو لیا۔ اب چہرے کے ایک ایک نقش کو وہ اپنے ہونٹوں سے چھو کر محسوس کر رہا تھا۔

شدت برداشت سے آنکھیں لال انگارہ ہو چکیں تھیں۔ کچھ پل وہ بالکل ساکت سا ہو کر اس کے گداز لبوں کی جانب دیکھتا رہا۔ پھر اپنے دل کی آواز پر سر تسلیم خم کرتا جھکا اور ان لبوں کو ہلکا سا چھو کر فوراً پیچھے ہٹ گیا۔ دل پر ایک طوفان سا گزرا تھا۔ وہ کسمپاتی تھی۔ اور اپنے اوپر وزن سا محسوس کر کے پٹ سے آنکھیں بھی کھول دیں تھیں۔ چاروں طرف دیکھا کوئی بھی تو نہیں تھا۔

مگر اپنی بیلی پر اس دن والے اس رنگ برنگے پرندے کو دیکھ اس کی آنکھیں حیرت سے ضرور پھیل گئیں تھیں۔

عائش دودن سے انگاروں پر لوٹ رہا تھا۔ جس فارم ہاؤس پر اسے بغیر لاکٹ کے چھوڑ کر آیا تھا۔ وہاں اسے ٹڑپانے کو جان بوجھ کر بس برائے نام پانی رکھ چھوڑا تھا۔ سکون میں تو خود بھی نہیں تھا۔

وہ ضرور سکون میں رہتا اگر اس کے چہرے سے بے پناہ معصومیت اور آنکھوں سے سچائی ناپچھلکتی۔ ناکالج میں سکون تھا۔ ناجم میں ناپانی میں نا اپنے کمرے میں۔ بار بار وہ معصوم چہرہ آنکھوں کے پردے کے آگے لہراتا تو وہ بے چین سا ہو جاتا۔ اب بھی بیڈ پر اوندھا لیٹا خود سے ہی جھنجھلا رہا تھا۔ اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے۔

"رائٹ میں ایک ہی مرتبہ اس سے سچائی اگواؤں گا اور اسے وہاں پھینک آؤں گا جہاں سے وہ آئی ہے،، وہ خود سے بول کر جھٹکے سے اٹھا۔ کارکی چابی، والٹ وغیرہ اٹھایا اور تیزی سے باہر نکلا۔

اسے ایسے بے چین اور جھنجھلایا ہوا ازلان بھی دیکھ چکے تھے۔ باپ تھے سو بیٹے کے تئو خوب پہچانتے تھے۔

روزیلہ نے رورو کر برا حال کر رکھا تھا۔ سانس تک لینا مشکل ہو رہا تھا۔ بڑے سے ہاتھ ٹب میں وہ اس دن کی قید تھی۔ کچھ دیر باہر نکلتی۔ پھر سینے میں سانس الجھنے لگتی تو ہاتھ ٹب میں پناہ لے لیتی۔ وہ نازک جان بلکل مرجھاسی گئی تھی۔ اب بھی ہاتھ ٹب میں لیٹی لمبے لمبے

سانس، بھر رہی تھی۔ جب وہ دھاڑ سے دروازہ کھول کر ایک مرتبہ پھر اس کے سر پر پہنچ چکا تھا۔ روزیہ اسے پھر سے سامنے دیکھ کر سہم گئی تھی۔

عائش کرسی گھسیٹ کر لایا تھا اور لا کر ہاتھ ٹب کے پاس ٹانگ جما کر اس کے سامنے براجمان ہوا۔ اور اس کے تاثرات جس طرح کے تھے روزیہ کو اپنی موت بلکل سامنے نظر آرہی تھی۔ ادھر اس نے بغور اسے دیکھا تھا جو نازک سی کومل سی جل پری بلکل مرجھاسی گئی تھی۔ مگر اس نے اس کی یہ پس مردہ حالت دیکھ کر بے اختیار رنگا ہیں چرائیں تھیں۔ ایک مرتبہ پوچھوں گا،، بلکل سچ بتانا، مجھے تمہارے منہ سے تمام تفصیل جانی ہے یہاں کیوں اور کس لئے ہو، اگر میرے ہاتھوں بے موت مرنا نہیں چاہتیں تو بغیر کومے اور فل سٹاپ کے شروع ہو جاؤ،،

عائش نے چٹکی بجا کر اسے شروع ہونے کو بولا تھا۔ وہ ہلکے سے لرزتی کانپتی ہاتھ ٹب کے پانی سے کمر تک باہر نکلی تھی۔

وہ،،،،، ایلا،،،،، مم،،،،، ماسی،،،،، زندہ،،،،، ہیں،،،،، اور ماں،،،،، کی قید،،،،، میں ہیں،،،،، وہ دھیرے دھیرے سب کچھ بتاتی چلی گئی۔ اپنی ماں کی غداری کی داستان، اس کی بغاوت اور سرکشی کی داستان،،

عائش غم و غصے سے پاگل سا ہوا تھا۔ یعنی وہ اتنے سال ماں کے ہونے کے باوجود اس سے دور رہے تھے۔ اور اس کے بابا نے جوان کی ماں سے بے پناہ محبت کی تھی آج تک نادوبارہ اپنا گھر بسا پائے ناہی خوش رہ پائے۔ صرف اور صرف اس کی ماں کی وجہ سے۔ وہ طیش کے عالم میں اٹھا اور اسے بالوں سے جکڑ کر ہاتھ ٹب سے باہر گھسیٹا تھا۔

کتنے آرام سے اپنی ماں کی رام کہانی سنارہی ہو، ہمارے خاندان کو پل پل تڑپا کر تمھاری ماں کتنے سکون میں ہے اب میں تمھیں بتاتا ہوں کہ پل پل تڑپ کر مرنا کتنے کسے ہیں روز جان،،

وہ اسے گھسیٹتا باہر لے جا رہا تھا۔ وہ جانتی تھی باہر وہ اس سلگتی دھوپ میں تڑپ تڑپ کر مر جائے گی۔

نہیں،، عائش چھوڑیں مجھے،، میرا کوئی قصور نہیں،، نہیں معلوم تھا مجھے کچھ بھی،، وہ میری ماں ہیں،، مگر میں نہیں دینا چاہتی تھی ان کا ساتھ،، صرف ماسی کی جان بچانے کی خاطر یہاں چلی آئی،، چھوڑ دیں مجھے،، رحم کریں مجھ پر،،

وہ اڈیت سے چٹختی اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر خود کو چھڑانے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی۔ مگر چھڑا نہیں پائی۔ اس اوشن پرنس میں بہت طاقت تھی اور وہ بے تحاشا کمزور ہو چکی نیم جان سی جل پری تھی۔

عائش نے اسے باہر پول کے پاس پھینکا تھا۔ مروادھر،، ٹرپو،، تمھاری ماں کو بھی ایسی جگہ لے جا کر ماروں گا جہاں اسے پانی کی بوند تک نصیب نہیں ہوگی،، سمجھیں،،،
وہ دھاڑا تھا۔

روزیلہ نے مزاحمت بند کر کے اذیت کی انتہا سے بہت زور سے آنکھیں بھیچیں تھیں۔
موت اگر طے تھی وہ اب اس ستمگر سے اپنی جان کی بھیک بلکل بھی نہیں مانگے گی۔ قطعی نہیں۔

وہ اسے وہیں چھوڑ کر گاڑی لے کر نکل آیا تھا۔

سکون تو کہیں ایسے بھی نہیں آیا تھا غصے سے پاگل ہوتے اسے وہاں پھینک تو دیا تھا۔ مگر
اب اتنی اذیت میں تھا کہ جیسے دل کو کوئی اپنے پیروں تلے کچل رہا تھا۔ تبھی وہ آدھے
رستہ سے گاڑی کا یوٹرن لیتے واپس چلا آیا تھا۔ گاڑی جھٹکے سے فارم ہاؤس کے گیٹ پر رکی
تھی۔ وہ تیزی سے باہر نکلا۔ جیسے کوئی قیمتی متاع سوکھی ریت کی مانند ہاتھ سے پھسل چلی
تھی۔

وہ تیزی سے اس طویل و عریض فارم ہاؤس کے اندر داخل ہوا تھا۔

وہ جو بے تحاشا بگڑا ہوا تھا۔ جسے نے اپنی حقیقت سے اپنے اصل سے پوری طرح انکار کر کے منہ موڑ لیا تھا۔ جس کی زندگی میں کوئی بھی کسی بھی قسم کی چیز معنی ہی نہیں رکھتی تھی۔ بے حس تھا۔ جسے کافی سارے بے ہودہ القابات سے نوازا جاتا تھا۔

آج جانے ایسا کیا ہوا تھا کہ اس کی تمام سوئی حسیات انگریزی لے کر بیدار ہوئیں تھیں۔ آخر ایک نازک سی جل پری کو آب و ساگر کے بغیر دھوپ میں تڑپتا مرنے کے لئے چھوڑ کر گیا تھا تو کیسے ناب اسے اس کا ضمیر جھنجھوڑتا۔

آخر اس نے کسی کی کیے کی سزا اسے دی ہی کیوں تھی۔ اگر روز کی ماں نے اس کی ماں کو قید کیا تھا تو اس میں اس چھوٹی سی جان کا کیا قصور تھا۔

تبھی وہ لمبے لمبے ڈگ بھر تا فارم ہاؤس کی بیک سائیڈ پر سوکھے واٹر سوئمنگ پول کے پاس پہنچا تھا جہاں وہ اسے مرنے کے لئے چھوڑ کر گیا تھا۔ اور حسب توقع وہ تیز دھوپ میں بہت بری حالت میں سوئمنگ پول کے کنارے پڑی اب بے جان ہو چکی تھی۔ دھوپ اور گرمی نے اس کے جسم پر پورے وجود پر دراڑیں بنا دی تھیں۔ وہ تڑپ کر اس کے پاس بیٹھا اور اس کا سر اپنی گود میں بھرا۔

روز،،،،، پلیز آنکھیں کھولو،، اس نے شدت سے اس کا چہرہ تھتھپایا۔ وہ سانس نہیں لے رہی تھی۔ نا کوئی ری ایکشن تھا۔ وجود جیسے دھوپ میں جھلس چکا تھا۔ اس نے اس کی

سختی سے بھینچے نازک ہونٹوں کے درمیان وہ سمندری موتی رکھا۔ تبھی اس خوبصورت جل پری کی مچھلی نما پونچھ غائب ہو کر اس کے پیروا ضح ہوئے تھے۔

اس نے جلدی سے اسے بازوؤں میں بھرا۔

روزیلہ،، میری جان کچھ نہیں ہوگا تمہیں،، وہ اسے بلارہا تھا اسے اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ مگر روز کا سر ڈھلک کر اس کے کندھے سے جا لگا۔ وہ اسے اندر اپنے بیڈ روم کے واش روم لایا تھا۔ ہاتھ ٹب میں اسے اپنے بازوؤں میں بھرے ہوئے ہی بیٹھ کر شاور فل پاور کے ساتھ آن کیا تھا۔

وہ اسے اپنے سینے سے لگائے بیٹھا رہا۔ اور پانی سے لحمہ بہ لحمہ روزیلہ کے جسم کی دراڑیں بھرتی چلی گئیں۔ اور اس کا جسم ان ہیل ہونے لگا۔ مگر وہ سانس اب بھی نہیں لے رہی تھی۔ وہ جو مسلسل اس کا بے تحاشا حسین اور معصوم چہرہ بغور دیکھ رہا تھا اس بات پر اب چونکا تھا کہ اس نے ابھی تک سانس نہیں لیا تھا۔

روز،،،، وہ دھاڑا۔

تب بالکل اچانک بغیر سوچے سمجھے اس نے اس کے گداز سرخ ہونٹوں پر اپنے لب رکھ کر اس کا سانس ان ہیل کیا تھا۔ چند پلوں کی کوشش کے بعد روزیلہ نے جھٹکے سے ایک لمبا سانس بھرا تھا۔

اسے سانس لیتے دیکھ وہ نرمی سے پیچھے ہٹا تھا۔ اور سکون کا سانس لیا۔ جبکہ روزیلہ اس قدر ڈر چکی تھی۔ پچھلے کچھ وقت کے لئے اس قدر تکلیف برداشت کی تھی کہ ہوش بحال ہوتے ہی وہ اتنی بدحواس ہوئی کہ شدت سے اس کی شرٹ مٹھیوں میں جکڑے پھوٹ پھوٹ کر روتے اسی ستمگر اور ظالم کے سینے میں منہ دیا تھا۔

وہ جواب اس کے اتنے قریب ہونے اور سہی سلامت ہونے پر سکون محسوس کر رہا تھا اس کے اتنے بڑے پر اپنی آنکھیں بھی نم ہوئیں تھیں۔ اس نے سکون سے اس کی کمر سہلاتے اسے ریلیکس کرنے کی کوشش کی۔

ہیے،، ریلیکس روزیلہ، کچھ نہیں ہوا ہے،، تم ٹھیک ہو،، گہرے گہرے سانس لو،، اس نے اس کا چہرہ تمام کر اپنے قریب ترکیا اور اسے بغور دیکھا۔

سرخ معصوم چہرہ، بڑی بڑی آنکھوں میں سرخ ڈورے، تکلیف سے تھر تھراتے نازک سرخ لب،

سانس اب بھی اٹک اٹک کر لے رہی تھی۔

تبھی ایک مرتبہ پھر اس نے اس کے گردن کے گرد ہاتھ لپیٹا تھا اس کے نیم والرزتے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھ کر اس کے سینے میں اپنی سانس اتار کر اس کی سانس بحال کی تھی۔ روزیلہ نے اس کی کمر پر سے اس کی شرٹ بری طرح مٹھیوں میں جکڑ رکھی تھی۔

عائش یہ عمل کر کے سکون محسوس کر رہا تھا۔ جبکہ وہ بے تحاشا رو رہی تھی۔
عائش،،، عائش بیٹا،،، ونیر آریو،،، کیا کرتے پھر رہے ہو تم،،، میں پوچھتا ہوں روزکہ ہر
ہے،،

باہر سے آتی ازلان کی آواز پر وہ نرمی سے اس کے لبوں کو آزادی بخشا پیچھے ہٹ کر ہاتھ
ٹب سے نکلا تھا۔

وہ چہرہ دونوں ہاتھوں سے چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رودی۔ تب ازلان اندر داخل ہوا
تھا۔

عائش کیا ہے یہ سب،،، میں پوچھتا ہوں یہ ہو کیا رہا ہے یہاں،،، ازلان روز کی ایسی دگرگوں
حالت دیکھ کر دھاڑا تھا۔

عائش نے ایک چورنگاہ اس نازک جان پر ڈالی۔

یہ تو آپ اس سے ہی پوچھیں ڈیڈ،،، کہ ہماری ماں کے زندہ ہونے کے باوجود اس کی ماں
نے انہیں اتنے برس کیوں ہم سب سے دور رکھا،،،

عائش نے دانت پیس کر کہا تھا۔ وہاں رکا نہیں اور ازلان سلطان کو حیران پریشان چھوڑ کر
خود وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔

اس کی اس بات پر روزیہ کے رونے میں شدت آئی تھی۔ کہ اب سامنے کھڑے باپ جیسے مہرباں شخص کو اپنی ماں کی کالے کرتوت بتانے تھے۔

آب،،، دو،، دار،، یہ کیا،،، مایاوش اس کی گرفت میں بری طرح مچلی تھی۔ مگر وہ آج اپنی کونین کی گستاخیوں پر اسے بخشنے کے موڈ میں بالکل بھی نہیں تھا۔
تبھی کندھے سے شرٹ پیچھے کر کے وہ اس کے وجود پر اپنے لمس کے پھول بکھیرنے لگا تھا۔

آبدار،، مایاوش نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے ہٹانے کی کوشش کی تھی مطلب اس کے جنون کو پھر سے آواز دی تھی تبھی ٹینیٹلکزن نے مایاوش کی کلائیوں کو جکڑ کر بیڈ سے لگایا تھا۔

آبدار نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اسے کندھوں سے تھام رکھا تھا اور اب اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو چوم رہا تھا۔ مایاوش کو لگا وہ بے جان ہو جائے گی۔
آبدار،، چھوڑیں مجھے،، وہ بری طرح کسمپائی۔ وہ جو پوری طرح اس پر حاوی تھا اس کے یوں کسمپانے پر دل میں ایک بھونچال سا پرہا ہوا۔ آبدار نے پھر جس طرح سے خود سے

جڑے اس کے وجود کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا مایاوش کا دل کیا یہیں ڈوب کے مر جائے۔

وہ کانوں تک سرخ ہوئی تھی۔

آبدار کی نگاہوں کا فوکس اب اس کے نرم و گداز لب تھے۔ مایاوش نے اس کے ارادے بھانپ کر نفی میں سر ہلایا تھا۔
آب،،،،،

اس کی بات پوری نہیں ہو پائی تھی۔ جب اسے شدت و جنون کی ملی جلی کیفیت سے چپ کروا دیا گیا۔ مایاوش اب اس کی شدتیں سہتی اس سے الجھ کر پچھتا رہی تھی۔ مایاوش نے اب مچلنے کی جرات ہرگز نہیں کی تھی۔ مگر وہ اپنے ہاتھ آزاد کروانے کی پوری کوشش کرتی رہی جس کا اس کے کنگ پر کچھ الٹا ہی اثر ہوا تھا۔

وہ پوری طرح بے بس ہوئی تو آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تھے۔ آبدار نے اپنی پوری ول پاور لگا کر خود کو روکا اور نرمی سے پیچھے ہٹا تھا۔ وہ اٹھ کر بیٹھا۔ جبکہ وہ وہیں پڑی لمبے لمبے سانس بھرتی رہی۔

ابھی سے سانس اٹک گئی کوئین، جبکہ یہ تو ایک چھوٹی سی سزا تھی،، اپنے کنگ پر بھروسہ نہ کرنے کی،، بغیر لڑے ہار ماننے کی،، خود کو بے بس سمجھنے کی،، میں چاہتا ہوں، اس سزا

کے بعد آہ ہمیشہ یہ بات یاد رکھیں کہ آپ صرف اس کنگ کے آگے بے بس ہیں،، اور اس دنیا یا کسی بھی دنیا کی کسی چیز کے سامنے نہیں،، سمجھیں آپ،، آبدار نے کہا تو مایاوش نے حیرت سے اس کی پشت کو دیکھا جو بغیر اد کے بتائے اس کے دل کے ہر راز کو پا گیا تھا۔

تبھی وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔

آبدار نے بری طرح اپنے دانتوں تلے اپنے لب کچلے۔ آبدار نے ایک مرتبہ پھر جارحانہ تیور لیے مایاوش کا بازو تھامے اسے بیڈ سے نیچے اتار کر اپنی جانب کھینچا تھا۔ وہ کٹی ڈال کی طرح اس کے ساتھ گھسیٹتی چلی گئی۔

اوشن کنگ نے اس کا بہت برا حال کیا تھا۔ مگر ابھی وہ اس چڑیل کی کالی طاقتوں کو تو کمزور کر سکتا تھا۔ مگر اسے پوری طرح ختم نہیں کر سکتا تھا۔ تبھی اس کے ٹکڑے ایک مرتبہ پھر اس خبیث چڑیل میں تبدیل ہوئے تھے۔

اپنی بچی کھچی طاقت استعمال کر کے وہ رومینیا کے اس قبرستان میں پہنچی تھی جس کے سامنے بنے پیلس میں اس کا بھائی دفن تھا۔ اب اسے یہیں رہنا تھا۔ اپنی طاقتیں استعمال

کر کے اس لڑکے کا سچ پتا لگانا تھا۔ اور اگر سامراج گیا اور مایاوش اسے ناپلی تو؟ تو وہ بلیک وچ کو اپنی جگہ اس کافن میں زندہ دفنا دے گا۔

اسی لئے وہ ہر صورت اب اس کا پتہ لگانے والی تھی۔ اور اپنی پوری کوشش کرنے والی تھی اس کا خاتمہ کر کے مایاوش کو دوبارہ اپنے قبضے میں لینے کے لئے اور اس کے لئے اسے اپنے آقا کو خوش کرنا بہت ضروری تھا۔ اب وہ اپنی طاقتیں بڑھا کر بلی کی تیاری کرنے والی تھی۔

راج جب انسانی دنیا میں آیا تو اسے انتظار تھا۔ گرینڈ فادر نے اسے طریقہ بتایا تھا کہ جب مایاوش کسی بھی آئینے کے سامنے آئے گی تو راج اس سے اس آئینے کے ذریعے مخاطب ہو پائے گا۔ مگر مایاوش پر بلیک میجک ہونے کی وجہ سے مرر پر ریڈ کر اس بن جائے گا جس سے وہ ایک دوسرے سے مل نہیں پائیں گے۔ ایک دوسرے تک رسائی ناممکن ہوگی۔ ایک دوسرے کو دیکھ بھی نہیں پائے گے شاید بس اس کی گڑیا سمجھ جائے گی جو وہ اسے سمجھانا چاہتا ہے۔ وہ انتظار میں تھا۔

کہ کب اس کی گڑیا کسی آئینے کے سامنے آئے اور وہ اسے دیکھ سکے۔ اس سے بات کر سکے۔ اسے تمام حقیقت بتا سکے۔ مگر وہ انتظار ہی کرتا رہا مگر وہ آئینے کے سامنے آئی ہی نہیں۔

آبدار نے اسے بازو سے پکڑ کر اس کی کمر کے گرد بازو حائل کر اسے آئینے کے سامنے کھڑا کیا تھا۔

ادھر دیکھو کوئین،، میری آنکھوں میں دیکھو، تمہیں لگتا ہے کہ یہ کنگ بجھی آپ سے دستبردار ہو سکتا ہے،، جس کی روح آپ سے جڑی ہے، جس کا جسم جس کی زندگی اور حتیٰ کے موت تک آپ سے جڑی ہے تو آپ اوچ بھی کیسے سکتیں ہیں کہ میں آپ سے الگ ہوں،، آپ کا درد آپ کی تکلیف آپ کا ڈر نہیں سمجھ سکتا،، اس کی پشت پر کھڑے اس کی کمر کے گرد بازو حائل کیے وہ اسے سینے میں بھینچے اس کے بالوں میں یہ جان لیوا سرگوشیاں کرنے میں مصروف تھا۔ تبھی وشہ نے ایک حیرت انگیز منظر دیکھا تھا۔ آئینے پر ریڈ کر اس سا بن گیا تھا۔ اس میں ایک ہیولہ سا نظر آیا۔ مگر زیادہ واضح نہیں۔

ادھر راج بھی اپنی پرنسز کا ہیولہ سا دیکھ پارہا تھا۔ اسے وضاحت سے نہیں دیکھ پایا۔ تبھی اس کی جلتی آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔ مگر وہ آبدار کو نہیں دیکھ پایا تھا۔

مائی ٹل پرنس،، راج کی پرسوز آواز آئینے میں سے گونجی۔ مایاوش آب کا حصار توڑ کر آئینے کے قریب آئی۔ آبدار نے بھی اپنے قدم آگے بڑھائے۔ مگر اسے ریڈ کر اس کے علاوہ کچھ دکھائی نہیں دیا۔

تبھی آئینے میں سے ایک روشنی کا گولہ سانکلا تھا۔ جسے آبدار اور مایاوش بغور دیکھ رہے تھے۔ وہ گولا آکر ان کے سروں پر ٹہرا تھا۔ وہ گولا ایک دھماکے سے پھوٹا۔ اس میں سے منکلی روشنی گلٹر کی طرح ان کے اوپر گرمی تھی۔

آبدار اور مایاوش نے اپنی آنکھیں بند کیں۔

مایاوش کی آنکھوں میں اس کی پیدائش سے لے کر اب تک کے تمام مناظر گھومے تھے۔ اسے اس کی حقیقت سچائی سب کچھ باور کروایا جا رہا تھا۔ اس کے رشتوں کی حقیقت اس کی بہن کا وجود سب اسے دکھ رہا تھا۔ محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔

جبکہ آبدار کی نگاہوں کے سامنے بلیک وچ اور سامر کے بلیک میجک کا توڑ اور ان کی موت کے راز عیاں کیے جا رہے تھے۔ کیوں؟ کیسے؟ اور کس طرح وہ انہیں مات دے سکتا تھا۔

چند لمحوں بعد مایاوش نے آنسوؤں سے تر آنکھیں کھولیں تھیں۔ اور آئینے کی طرف لپکی تھی۔

بابا،،،، میرے بابا،،،، وہ آئینے میں سے اس کو نوچ رہی تھی جب اسے ایک زور دار جھٹکا لگا اور کسی نادیدہ چیز نے اسے پرے پٹھا۔ آب نے وقت رہتے اسے کچ کیا تھا۔ وہ پھر سے اس کے سینے سے آگئی۔ اس کی اتنی ٹوٹی بکھری حالت پر آبدار بے چین سا ہوا۔

(ادھر راج اپنی گڑیا کی حالت دیکھ ٹپ رہا تھا۔ اسے غصہ تو اس بات کا تھا کہ پورے ڈریگن لینڈ کا کنگ ہونے کے باوجود وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ اور اور اب بھی اسے فوری واپس جانا تھا۔ کیونکہ اس کا کام مکمل ہو چکا تھا۔ وہ جانتا تھا مایاوش کا کنگ اسے اس صحر سے نجات دلانے میں اسے سر دھڑکی بازی لگا دے گا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا ناں کہ اپنی کونین کو پانے کی چاہ کیا ہوتی ہے۔ وہ تو اس مرحلے سے گزر چکا تھا۔ اس سب خیال کے بعد اسے بیماروشہ کا خیال آیا تھا تو وہ فوراً وہاں سے غائب ہو گیا)

مرر کے سامنے جس پر بڑا ساریڈ کر اس دکھائی دیتا تھا۔ (جس کا مطلب تھا کہ اس بلیک مرر کا رستہ کم از کم مایاوش کے لئے بند ہے) اب مایاوش گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھی پھوٹ پھوٹ کر روتی بکھرتی جا رہی تھی۔ وہ اموشن لیس اگریمونسٹراب اپنی کونین کے زرا سے

آنسوؤں پر موم کی طرح پگھلتا اپنے لب بری طرح کاٹ رہا تھا رگیں تنی ہوئیں تھیں اور آنکھوں میں سرخی اتر آئی۔

آبدار اس کے برابر زمین پر بیٹھ کر اس کا بکھرا وجود اپنی بانہوں میں سمیٹا اور اسے اپنے سینے میں اپنی پوری شدت سے بھیپنا۔ مایاوش کا چہرہ اس کے دل کے مقام پر تھا اس دل کی دھک دھک میں بھی اسے اپنا نام سنائی دے رہا تھا۔ تب اس نے بری طرح اس کی کمر سے شرٹ مٹھیوں میں دبوچی۔ رونے میں مزید شدت آئی۔

آب،، آبدار،، مجھے اپنے ماما بابا سے ملنا ہے،، پلیز مجھے ان کے پاس لے جائیں،، مجھے اس قید سے نجات دلا دیں ناں،، مجھے ان کے پاس رہنا ہے،، پلیز،، پلیز،، آب،، آپ لے جائیں گے ناں مجھے،، اتنے سال اتنے برس کا لے سالیوں کے ان اندھیرے میں اپنے ماما بابا کے بغیر گزار دیئے مگر اب میں ایک پل کی بھی تاخیر نہیں کرنا چاہتی مجھے اپنی بیمار ماں سے ملنا ہے،، میرے پیارے بابا،، میری چھوٹی سی معصوم بہن،، مجھے اسے ڈھونڈنا ہے،،

بچکیوں کے ساتھ وہ اپنا درد بیان کر رہی تھی۔ آبدار نے اس کی کمر سہلائی۔ حوصلہ کریں کوئیں،، آپ نے دیکھا نہیں، ہمیں آپ کو قید سے آزاد کروانے، سامرا اور بلیک وچ کو دردناک موت دینے کے لئے کیا کرنا ہے،، وہ بے تحاشا بلیک میجک اور

بلیک پاورز کے مالک ہیں، ہمیں ان سے بھی زیادہ طاقتور ہونا پڑے گا،، اور وہ تب ہوگا جب ہم "سوارڈ آف وائٹ لائٹ" لے کر آئیں گے،،

"سوارڈ آف وائٹ لائٹ،، وہ کہاں سے ملے گا آب،، چلیں نالے کر آتے ہیں،، مایاوش اس کے بے حد قریب اب اس کی کالر سے شرٹ دبوچ کر جھنجھوڑتی بچوں کی طرح بولی تو وہ گہرا مسکرایا اور اس کی کمر کے گرد مضبوط بازوؤں کا حصار قائم کیا۔

میری جان وہ کہیں سے ملے گا نہیں ہمیں بنانا پڑے گا،، کیسے آب،، مایاوش اس کی آنکھوں میں جھانکتی پوچھ بیٹھی۔

"چار چیزوں سے،،

"1 سراب کی انگوٹھی (فیری ٹوپیا سے)

"2 محبت کا ماپ (ڈریگن لینڈ بلیک فورسٹ سے)

"3 امید کی پہلی کرن سے بناسیپ کا موتی (اوشیانہ سے)

"4 اوشیانہ کے تخت کے تاج کا نیلا ہیرا

یہ بہت طویل سفر ہوگا کونین، بہت لمبا، جو کہ ہمیں ایک ساتھ ایک جان ہو کر طے کرنا ہے جلد سے جلد،، سامر کے جاگنے سے پہلے پہلے،، کیا آپ اس سفر کے لئے تیار ہیں،، چلیں گی ناں میرے ساتھ،،

آبدار کے بازوؤں کا گھیرا تنگ ترین ہو چکا تھا۔ نگاہیں بار بار بھٹک رہی تھیں۔۔۔ سرخ ناک اور سرخ لبوں کی کشش جان لیوا تھی۔ نگاہ بھگی لرزتی پلکوں میں اٹک رہی تھی لبوں کے پیچ وخم میں الجھ رہی تھی۔ وہ اس کے بالوں کے بے حد قریب بول رہا تھا۔ گرم سانسوں کی سلگتی تپش سے مایاوش کا چہرہ سرخ ہو کر تپ اٹھا۔ سامنے والے کی نگاہیں اتنی گہری تھیں کہ مایاوش کا ماتھا پسینے سے تر ہوا۔ وہ اس کی بانہوں میں کسمائی۔ مصیبت تو یہ تھی کہ آبل مجھے مار کے مترادف وہ خود اس کی پناہوں میں سمائی تھی۔

،، ایک ،، شرط ،،، پپ ،، پر مم ،، میں آپ کے ساتھ چلوں گی ،، اپنا حلق تر کر کے بمشکل اس کی قربت میں مچلتی بول پائی۔

بولیے کو نین ،، مجھے آپ کی ہر شرط منظور ہے ،، وہ جذب کے عالم میں آنکھیں موندے بولایہ جانے بغیر کے وہ اس کا کلیجہ چیر کر اس میں سے اس کے دل کے ٹکڑے کرنے کو بولے گی۔

آ ،، آپ ،، مم ،، میرے قریب نن ،، نہیں آئیں گے ،، وہ اس کے بازوؤں سے نطقتی بولی۔ جبکہ آبدار حیرت و صدمے سے گنگ بس اسے دیکھے گیا۔ کئی لمحے قہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا تھا بے بسی سے۔ مایاوش نے اپنے لب کھلتے نگاہیں جھکائیں تھیں۔

ٹھیک ہے وعدہ رہا کوئین،، آپ کی مرضی کے بغیر کبھی آپ کے قریب نہیں آؤں گا،،
اب تو چلیں گیں ناں میرے ساتھ،،

آبدار نے کہتے اس کے سامنے اپنی چوڑی ہتھیلی پھیلائی۔

جبکہ وہ تو شدت جزبات سے اس کے سینے سے ہی لگ گئی۔

آبدار اس کی اس جان لیوا اور جسم و جاں میں سنسنی سی بھر دینے والی قربت پر جھنجھلا گیا۔

یہ تو غلط بات ہے کوئین، مجھ سے پرامس کر کے اب آپ خود ہی،،

اس نے جبرٹے بھینچے۔ وہ کنفیوز سی اپنے چہرے پر آتے بالوں کو کانوں کے پیچھے کرتی خود بھی پیچھے ہٹی۔

سوری،،، اس نے دانتوں تلے لب دبا کر کہا۔ آبدار نے نگاہیں چرائیں۔

چلیں،،، آبدار نے پوچھا۔ اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ اسے لئے پنک محل سے نکل کر ایک جانب تیرا۔ اپنے مخصوص زرائع سے اپنے بابا ازلان کو بھی ساری بات سمجھا چکا تھا وہ۔ ایک مرتبہ رائل پیلس جانا ضروری تھا لہذا اب وہ رائل پیلس کے پول میں سے ہی باہر نکلنے والے تھے۔

روز ازلان کو تمام حقیقت بتا چکی تھی۔ وہ پتھر سے بنے اپنی جگہ پر جامد ہو چکے تھے۔ ایلان نے یہ کیا ظلم دھایا تھا ان پر،، وہ ان کے ساتھ ایسا کیسے کر گئی تھی کہ ان کی جان بچانے کو اتنا بڑا جھوٹ بول گئی۔ ناصر ف جھوٹ بولا بلکہ ان کو خود سے دور بھی کر دیا۔ وہ پتھر ایلے سے تھے۔

اور روز مسلسل بولے جارہی تھی۔ انھوں نے آگے بڑھ کر اسے سینے سے لگایا تھا۔ چپ کرو میری بچی،،، یہ لڑکا تو ہے ہی بلکل پاگل،، اس سب میں بھلا تمھارا کیا قصور ہے،، ازلان نے اس کی پیٹھ تھپتھپائیں تھی۔ یہ آنسو پونچھ ڈالو بچی،، ابھی تو ایک بہت بڑی جنگ لڑنی ہے تم نے اپنی ماں کے خلاف،، ہمارے لئے،، اپنی ماسی کے لئے،، اور خاص کر اوشیانہ کے لوگوں کے لئے،، تم ابھی سے ہمت نہیں ہار سکتیں،، ابھی تو بہت کچھ کرنا ہے تمھیں ہمارے لئے،، ازلان نے کہا تو روز یلینے اپنے آنسو پونچھے۔ بتائیے بابا،، مجھے کیا کرنا ہوگا ماسی کے لئے،،

اپنی جان دے سکتی ہو،، ازلان نے دلچسپی سے پوچھا۔ روزیلہ چونکی۔ مگر فوراً

جی دے سکتی ہوں،، روزیہ نے دل کی گہرائیوں سے سچ بولا۔ جوازلان نے اس کی آنکھوں میں سے دیکھ لیا۔

تو ٹھیک ہے پھر اس طریقے سے ایک قسم کی جان ہی دینی ہے تم نے کیونکہ میرے پاگل غصیل بیٹے سے شادی کرنی ہوگی تمہیں چند دنوں کے لئے روز،، تو تم تیار ہو،، ازلان نے روزیہ کے سر پر بم پھوڑا۔ وہ پھٹی پھٹی سہمی نگاہوں سے انہیں دیکھے گئی۔

یہ کیا بول رہے ہیں آپ ڈیڈ،، ایسے کیسے ہو سکتا ہے،، یہ کیسے ممکن ہے،، اس کی ماں مجرم ہے ہماری آپ ایسا کیسے بول سکتے ہیں اور سچ بات تو یہ ہے وہ جو مرضی بولے مجھے رتی برابر بھروسہ نہیں اس پر،،،، عائش دانت پیس کر بولا تھا۔
عائش،، مجھے اپنی ماں سے ملو ادویار، ازلان نے کچھ ایسے ملتی اور کربناک لہجے میں کہا تھا کہ عائش کی تمام مزاحمت وہیں دم توڑ گئی تھی۔
وہ جزبہ سا خونخوار نگاہوں سے دروازے سے لگی روز کے سائے کو گھورنے لگا جو اس کی تمام گوہر افشا نیاں سن رہی تھی۔

چند لمحوں تک وہاں خاموشی چھائی۔ اپنے باپ کی تڑپ،، بے چینی، اداسی، ویران آنکھیں دیکھی نہیں جا رہی تھیں اس سے۔ وہ خود بھی تو برسوں ممتا کے لئے تڑپے تھے۔

رائٹ تو کیا پلین ہے آپ کے پاس ڈیڈ،

عائش نے اقرار کیا تھا۔ روزیہ کے گلے میں گھٹلی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔ کن اکھیوں سے چھپ کر اسے دیکھ رہی تھی جو ہمیشہ غصیل شارک کی طرح کاٹنے کو دوڑتا تھا۔

تم روز کو وہ لاکٹ پناؤ گے،، میں سینٹوسا بیچ پر رہوں گا،، روز تمہیں لے کر تاشہ کے پاس جائے گی اور کہے گی کہ تم اوشن کنگ ہو،، اور اس نے تم سے شادی کر لی ہے اور تمہیں اوشیا نہ لے جائے گی،، روز تاشہ کو یہ بھی بتائے گی کہ دوسرا پرنس مرچکا ہے،، یقیناً وہ اس بات کی تصدیق کروائے گی،، مگر آج یہاں نہیں ہوگا،، میں اس سے کنکلیڈ ہوں،، اس نے مجھے پیغام دیا کہ اسے اپنی کونین کے ساتھ ایک لمبے سفر پر جانا ہے،، تو آج یہاں نہیں ہوگا تو اسے یہ سب سچ لگے گا،، جب تک ایلا اس کے قبضے میں ہے ہمیں یہ ڈرامہ کرنا پڑے گا،، جیسے ہی ایلا آزاد ہوگی،، تب تم روز کے گلے سے وہ لاکٹ اتار کر اسے آزاد کر دینا،، کیونکہ تمہاری شادی ڈریگن پرنسز سے ہونا طے ہو چکی ہے عائش،، از لان نے اسے تفصیلات سے آگاہ کیا۔ وہ غور سے سنتا رہا۔

تم لوگ جلد از جلد ایلا کو رہا کروانے کی کوشش کر کے اسے سینٹوسا بیچ پر میرے پاس لاؤ گے،، پھر تاشہ سے لڑنا آسان ہوگا،، کیونکہ اس کے پاس ہماری کوئی کمزوری نہیں ہوگی،، اگر آج یہاں ہوتا تو وہ یہ کام بہت بہت آسانی سے کر سکتا تھا مگر اب میں اسے کچھ نہیں

بتاؤں گا،، تاکہ وہ جس مقصد سے جس سفر پر روانہ ہو رہا ہے وہاں سے کامیاب ہو کر لوٹے،، وہ اب تک تاشہ اور تمھاری ماں کے بارے میں بھی اس لئے نہیں جان پایا کہ ابھی وہ نو عمر کنگ ہے،، ویسے بھی اس کی کونین کے بغیر اس کی طاقت ادھوری ہے،، تاشہ نے ایک حصار بنایا ہے جس سے آگے وہ کچھ دیکھ کچھ سن نہیں پاتا،، ازلان سانس لینے کو رکا۔

عائش میں اور انتظار نہیں کرنا چاہتا یار،، مجھ میں اور پیشکش نہیں ہیں،، ازلان نے اسے ایک جگہ پر جے ہوئے کھڑے دیکھتے کہا۔ عائش نے اثبات میں سر ہلایا۔ روز میری بچی،، ادھر آؤ،، ازلان نے پکارا تو وہ باہر آئی۔ تمھیں کسی بھی کسی کی کوئی بات پر اعتراض تو نہیں،، یا کوئی مسئلہ،، ازلان نے پوچھا مگر اس نے فوراً نفی میں سر ہلایا۔ عائش نے ایک نظر اسے دیکھ زمین کو گھورا۔

ابھی اپنی کچھ دیر پہلے والی بے اختیاری پر جی بھر کر طیش آیا۔ ازلان نے روز کو عائش کے سامنے کھڑا کیا۔ اس نے اپنے گلے سے ایک لاکٹ نکالا۔ عائش نے اپنے ہاتھ اس کی جانب بڑھائے۔ وہ اسے لاکٹ پہنارہا تھا۔ اس کی نگاہیں

مایا ویرا اٹھ کر بیٹھی تھی۔ اپنے پاس اس پرندے کا ہونا اس خوشگوار حیرت میں مبتلا کر گیا تھا۔

وہ جلدی سے اٹھی۔ اور پرندے کو اپنے ہاتھوں میں بھرا۔

ہیے فرینڈ،، مسنگ یو سوچ،، اس نے اس کا چہرہ اپنی گال سے مس کر کے رگڑا۔ آج وہ بالکل بھی مزاحمت نہیں کر رہا تھا۔ نا پھڑ پھڑا رہا تھا بس خاموشی سے اس کی ایک ایک کاروائی دیکھے جا رہا تھا۔

چلو میں تمہیں کوئی نیم دیتی ہوں تو آج سے تمہارا نام بیربل،، یہ کہتے اس نے پھر سے اس پرندے کا منہ چوما۔ مگر اب کی بار اس نے سکون سے آنکھیں موندیں تھیں۔

یو نو واٹ بیربل،، میں یہاں قید میں ہوں،، اور بہت اکیلی ہوں،، میں سیرامما،، جمی ڈیڈ،، وشہ ماما اور راج ڈیڈ کو بہت مس کرتی ہوں،، ادھر تو کسی سے بات بھی نہیں کرتی،، بہت اکیلی ہوں،، وہ بیڈ سے اٹھی تھی۔ اور اسے ہاتھوں میں تھامے کھڑکی کے پاس کھڑی ہوئی۔

اس کی بڑی بڑی سنہری آنکھوں میں اس وقت دنیا جہان کی یاسیت اور افسردگی تھی۔

کنگ ویام جو اس وقت پرندہ بنا اس کے ہاتھ میں تھا بغور اس کے چہرے کی اداسی دیکھی۔

تمہیں پتہ ہے ادھر ایک مونسٹر رہتا ہے،، اب وہ سرگوشی نما آواز میں اس کو اپنے چہرے کے قریب کر کے معصومیت سے بولی تھی۔

وہ مونسٹر بے حد ڈراؤنا ہے، بہت بھیانک بہت کروئیل اور بہت برا،،، اسی نے مجھے یہاں قید کر کے رکھا ہے،،

ماہویرا نے اس کی انفارمیشن میں اضافہ کیا تھا اور اس کروئیل مونسٹر کے نام پر براسا منہ بھی بنایا۔

اس مونسٹر نے مجھے بہت پین دیا ادھر،،، ماہویرا نے اپنی شہادت کی انگلی اپنے گلے پر رکھی تھی۔ وہ بغور اس کی ایک ایک بات سن اور تمام حرکات دیکھ رہا تھا۔

مجھے بہت پین ہوا، تمہیں پتہ ہے میں بہت روئی بھی تھی،،، جی ڈیڈ نے کبھی مجھے رونے نہیں دیا،،، اور ادھر میں اتنا روئی،،، آئی ہیٹ ہم،،، اس نے پھر براسا منہ بنایا۔ اتنے دنوں بعد کوئی ایسا ہاتھ لگا تھا جو اسے پسند تھا تبھی جلے دل کے پھپھو لے پھوڑنے میں مصروف تھی۔

ایک کنفیوزنگ بھی ہے بیربل،،، اس کڈ نیپر کروئیل مونسٹر نے ابھی تک بتایا ہی نہیں کہ وہ کیا چاہتا ہے،،، نامما اور ڈیڈ کا نمبر لیا نا انھیں پیسوں کے لئے فون کیا،،

اب بھی وہ سرگوشی نما آواز میں باتیں کر رہی تھی اور ساتھ ادھر ادھر بھی دیکھ رہی تھی کہ کہیں وہ کروئیل مونسٹر سن ہی نالے۔

اور ایک اور بات یاد آئی وہ مجھے ڈریگن پر نسز بولتا ہے،، میں تو بس اپنے جمی اور راج ڈیڈ کی پر نسز ہوں،،

اس نے معصومیت سے کہا مگر بیربل جی کو یہ بات سخت ناگوار گزری تھی تبھی سزا کے طور اس کے ہاتھ پہ چونچ بھی ماردی۔

آؤچ،،، ماہانے ٹپ کر اسے ونڈو میں اڑایا تھا۔ وہ کھڑکی میں جا بیٹھا۔

تت،،، تم نے بھی مجھے پین دیا،، میں کیسے بھول گئی،، کوئی بھی یہاں میرا اپنا نہیں ہے،، جو میرا اپنا ہوگا وہ مجھے ہارم نہیں پہنچائے گا،، آئی ہیٹ یو،، وہ کہتی جا کر بیڈ پر اوندھے منہ گر کر بیڈ میں منہ دئیے پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔

بیربل اڑ کر وہاں سے غائب ہوا تھا۔

کچھ دیر بعد ہی دوپہرے دار فیروز دروازہ ہلکا سا ناک کر کے اندر داخل ہوئیں تھیں۔ وہ سہم کر اپنی جگہ پہ سمٹ سی گئی۔

کوئین کھانا کھالیں،، اور دوا لے لیں،، اٹھیں شاباش،، ایک نے کسی کے کہنے پر اسے پیار سے پچکار تے سیدھا کیا اور اپنے ہاتھوں سے نوالے بنا کر کھانا کھلانے لگی۔ جسے وہ چپ چاپ کھانے لگی۔ کیونکہ اس سے مزے کا کھانا شاید ہی اس نے کبھی کھایا ہوگا۔

رائیل پیلس میں اس وقت ازلان، عائش، روز، سنجنا، رنجنا اور جیک موجود تھے۔

مایاوش نے رورو کو برا حال کر رکھا تھا۔ آج پہلی مرتبہ وہ مایاوش کا چہرہ اور وجود دیکھ رہے تھے اور اس کے غیر معمولی، غیر مرنی حسن سے حیرت کے سمندر میں غوطے کھا رہے تھے۔ سنجنا اور رنجنا تو مسلسل کبھی اسے کبھی وہاں کھڑی روز کو دیکھ رہیں تھیں کہ آخر یہ تھی کیا چیزیں جو پریوں کی کہانیوں کی طرح اس قدر حسین و نازک تھیں کہ نظر نہیں ٹھہر رہی تھی۔

مایا کا برسوں بعد اپنی حقیقت سے پردہ اٹھا تھا اور اب اپنی بے بسی پر رونا آ رہا تھا۔ آبدار اس کے سامنے بیٹھا اس کے آنسو نظر انداز کرنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہا تھا۔

ازلان سرشار سا ایک جانب بیٹھا تھا۔ مایاوش کو دیکھ کر بے حد خوش تھا۔ اس کے بیٹے کی ہر تکلیف دور ہو جانی تھی اب۔ مایاوش مل گئی تھی تو اب چھوٹی ڈریگن پرنسز نے بھی مل جانا تھا جس سے عائش کی زندگی جڑی تھی۔ اور پھر جب ایلا بھی مل جاتی تو خوشیوں نے رائیل پیلس پر ڈیرے جما لیے تھے۔

آخر بتائی کیوں نہیں یو مایاوش کیا ہوا ہے،؟ کہ ہر جا رہی ہو،؟ روکیوں رہی ہے،؟ سنجنا کے کہنے کی دیر تھی مایاوش ایک مرتبہ پھر اس سے لپٹ کر روئی تھی۔ آبدار نے ناگواری سے یہ منظر دیکھا اور نگاہ پھیر لی۔ جب رورو کو مایاوش کی ہچکی بندھ گئی تھی آبدار ہی بولا۔

ایک لمبے سفر پر جا رہے ہیں دعا کرنا کامیاب لوٹیں،، اور جیک اور رنجنا تم سبنا کا خیال رکھنا،، بہت بہت سارا،، اس کے سر سے ابھی خطرہ ٹلا نہیں ہے،، میری بات سمجھ رہے ہونا،، اب ہمیں اجازت دو،،

آبدار نے اٹھ کر بڑے حق سے مایاوش کا بازو تھام کر اسے خود سے لگایا تھا۔
سبنا نے حیرت سے دیکھا۔

حیران مت ہو،، تمہاری دوست میری بیوی ہے اب،، اس دنیا میں سب سے زیادہ اس پر میرا حق ہے،، وہ جتنا نہیں بھولا۔ سبنا نے کچھ کہنے کو منہ کھولا مگر وہ اسے بچ میں ہی ٹوک گیا۔

مجھے تم سے زیادہ فکر ہے اس کی تو خیال رکھوں گا،، وہ کہتے مایاوش کو اپنے روم میں لے جانے لگا۔

مگر مایاوش نے ایک مرتبہ ہاتھ چھڑایا اور سبنا، رنجنا سے گلے مل کر روئی۔ روز نے بھی اسے گلے سے لگا کر گڈ لک بولا۔ از لان نے بھی اسے گلے سے لگایا اور عائش نے کان پکڑ کر سوری بولا۔ تو وہ اتنی ٹینشن میں بھی بھگی آنکھوں سے مسکرا دی۔
مسکان بیگم، اور حماد سلطان تو پہلے ہی مایاوش سے مل چکے تھے۔

آبدار پھر ایک مرتبہ اس کی کمر کے گرد بازو حائل کرتا اسے اپنے کمرے کی جانب لے گیا تھا۔ مایاوش بار بار پیچھے مڑ کر دیکھتی رہی۔

وہ اسے لئے کمرے میں آیا۔ کمرے کا دروازہ لاک کیا اور مایاوش کا ہاتھ تھامے مرر کے سامنے آیا۔

منہ میں کچھ منتر بولے

بلیک مرر، فیری ٹوپیا کا راستہ بنا دیجئیے،، مرر میں سے آنکھوں کو چندھیادیتے والی روشنی نکلی اور ایک راستہ سا بن گیا۔ راستہ کیا تھا پھولوں اور تتلیوں کی انتہائی خوبصورت راہ گزری تھی۔

کوئین ریڈی فار دی رائیڈ،، آبدار نے پوچھا۔ مگر سچ بات تو یہ تھی کہ مایاوش خوفزدہ تھی۔ تبھی آبدار کے ہاتھ پر دباؤ بڑھایا۔ آبدار نے اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں تسلی تھی۔ اور قدم آگے بڑھایا۔ وہ مرر میں نرمی سے داخل ہو گئے۔ ابھی دو تین قدم انھوں نے اندر رکھے تھے۔ جب مرر اپنی اصلی حالت میں واپس آتا چلا گیا۔ کچھ ہی دیر میں کمریوں تھا جیسے وہاں کوئی آیا ہی نہیں تھا۔

روز نے پرے داروں کے ہاتھ تاشہ کو پیغام بھیج دیا تھا۔ ازلان نے انہیں رخصت کیا تو وہ عائش کے ساتھ سمندر میں اتری۔

ازلان اپنی پرسنل بوٹ میں ملیشیا کے لئے نکلا۔ بعد میں پتا چلا کہ اگر وہ ایلا کو ادھر سے آزاد کروالیتے ہیں تو سینٹو سائیج پر نہیں لنکیا نہ بیچ پر زیادہ سیور ہے گی ایلا۔ تبھی اب وہ ملیشیا کے لئے نکلا تھا۔

روزیلہ عائش کو لئے اوشیانہ میں داخل ہوئی تھی۔ جہاں ایک الگ ہی جہان آباد تھا۔ بہت دور سے ہی وہ فیروزی پنک کلر کا محل صاف دکھائی دے رہا تھا۔ عائش جانتا تھا کہ تاشہ بہت مکار اور چالاک ہے اس کے سامنے انہیں کامیاب ایکٹنگ کرنی پڑے گی،، تبھی وہ مطمئن بھی ہو پائے گی،،
پرنسز،،

کچھ جل پریاں روزیلہ کے اعزاز میں ان کے قریب آ کر سر تسلیم خم کر رہیں تھیں۔ مگر بغور اس خوبصورت ترین مگر نک چڑھے جل پری زاد کو بھی دیکھ رہی تھی جو پرنسز کے ساتھ تھا۔ مگر اس کے سینے پر موجود وہ شاہی خاندان کا اوشن کنگ والا ٹیٹو دیکھ کر چونک گئیں اور اس کی تعظیم کو بھی جھکیں۔

تاشہ ان کے اعزاز میں خود محل سے باہر تک آئی تھی۔

میری بچی،، تاشہ نے روزیلہ کو اپنے سینے میں بھینچا۔

یہ عائش ہیں ماں،، اوشن کنگ،، مم،، میں ان سے مم،،،، محبت کرتی ہوں،، اور یہ مجھ سے،،،، ہم نے شادی بب،،، بھی کر لی،، یہ دیکھیں،،

روزیلہ نے اپنے لاکٹ کے درشن کرائے۔ اب جج،، جب ہم نے شادی کر ہی لی تو مم،،،، میں ان کو ان کی اصلی جگہ لے آئی،،

روزیلہ کی بار بار لڑکھڑاتی ہوئی زبان پر تاشہ نے مشکوک اور خونخوار نگاہوں سے گھورا۔ عائش نے دانت کچکا کر اس ڈرپوک بزدل جل پری کو دیکھا۔ جو بیچ چورا ہے ان کی جھوٹی شادی کا بھانڈا پھوڑنے والی تھی۔

تبھی عائش نے اسے کمر سے تھام کر اپنے سینے میں بھینچا تھا۔ روز نے بوکھلا کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے۔

او کم آن،، مانی کو نین،، اب تو شرمانا بند کرو،، میں جانتا ہوں بہت معصوم ہو تم،، محبت کا اظہار بھی پہلے مجھے کرنا پڑا، مگر اب تو شادی ہو چکی ہے یار،، اب تو یہ شرمانا بند کرو،، شرمانا پھوڑو گی تو مدران لانانی بن پائیں گی ناں،،
عائش نے بہت پیار سے اس کے دھتکتے گال سہلائے۔

مگر دوسرے ہاتھ سے چپکے سے اس کے پہلو میں زوردار چٹکی بھی کاٹ دی۔ جس سے وہ بلبلا اٹھی۔ مگر یہ ہڑبڑا ہٹ تاشہ سے چھپانے کو اسی ظالم کے سینے میں منہ دے لیا۔ اب کہیں جا کر تاشہ کے چہرے پر شیطانی سی ہنسی آئی تھی۔

میرا خیال تم دونوں کو آرام کرنا چاہیے،، تاشہ نے کہا۔ وہ انھیں لئے شاندار محل میں داخل ہوئی۔

وہ اندر آئے۔ عائش کی نگاہیں تمام چیزوں کو احاطہ کیے جائزہ لے رہیں تھیں۔ وہ روزیلہ کو لئے محل کے سب سے شاندار کمرے میں داخل ہوا تھا۔ تاشہ انھیں جاتا دیکھ رہی تھی۔

واؤ کوئین،، آپ اپنے مقصد کے بہت بہت قریب ہیں،، تاشہ کی ایک چلی ہیمانجاہت سے بولی تھی۔

مگر اتنی جلدی،، یہ بے وقوف روز اتنا بڑا کارنامہ سرانجام نہیں دے سکتی،، کچھ تو گڑبڑ ہے،، نظر رکھوان پر،،

تاشہ بولتی اپنا ترشول لیے اپنے کمرے کی جانب گئی تھی۔

وہ آج پھر ایچنینٹرس کے پاس اس کے گھر میں بیٹھا اپنے لب بری طرح کاٹ رہا تھا۔

ایپچینٹرس اپنے کام میں مصروف کبھی کبھی اسے گہری نگاہ سے دیکھ لیا کرتی تھی۔

کنگ ویام جشن کا اہتمام کروایا جائے؟ کیا اب آپ تیار ہیں اس کے لئے،، کیا اب آپ کی طبیعت ٹھیک ہے،، کوئین کا انتخاب جلد کر لیں،، فیری ٹوپیا کے لوگ انتظار میں ہیں،، اپنی کوئین کو دیکھنے کے لئے،،؟

ایپچینٹرس نے پوچھا تو وہ جو اسی کے بارے میں سوچ رہا تھا ایک دم چونکا۔ یہ شاید غائب دماغی تھی یا عشق کی خماری۔

مگر وہ کیسے آسکتی ہے یہاں؟ وہ بول بیٹھا۔

کیا؟ کون؟ کس کی بات کر رہے ہیں آپ،،؟ ایپچینٹرس نے جان بوجھ کر پوچھا۔ وہ چونکا اور سر جھٹکا۔ کسی کی نہیں،،

اب کی بار میں فیری ٹوپیا کی تمام پریوں کو دعوت نامہ بھیجوں گی شاید کوئی آپ کے دل کو لبھا پائے،، ایپچینٹرس مسکرائی۔

وہ جبرے بھیج گیا۔ کاش بول پاتا۔ کہ ایک بنا پنکھوں والی پری لبھا چکی ہے تبھی تو یہ دل بے قابو ہوا چاہتا تھا۔ بے لگام جو اس کے خود کے بس میں نہیں۔

ایک پری زاد ایک ڈریگن پر نسز پر عاشق ہو گیا تھا خدا خیر ہی کرے۔ اس کے دماغ میں تو کچھ اور ہی چل رہا تھا۔ کچھ الفاظ کب سے دل و دماغ پر ہتھوڑے برسا رہے تھے۔ اس کے

میں اس کے ہاتھ سے وہ رنگ اتارنے والا ہوں،، ویام نے نیا شوشا چھوڑا۔ ایپنچینٹرس چونکی۔

نہیں کنگ ویام،، اب ایسا ممکن نہیں،، وہ رنگ اس کے ہاتھ سے نہیں اتر سکتی،، اس رنگ میں اتنی پاورز ہیں کہ اس کے اترتے ہی وہ رنگ اس کی جان لے سکتی ہے،، اپنا چوسا گیا زہر واپس اسے دے سکتی ہے،، آپ سمجھ رہے ہیں نامیری بات،، ایپنچینٹرس نے ویام کی جانب غور سے دیکھا جو اس بات سے بے چین سا ہوا تھا۔ لیکن اگر کسی اور نے وہ رنگ اس کے ہاتھ سے اتار دی یا اس نے خود نے،، ویام اسی بات سے تو بے چین ہوا تھا۔

نہیں،، ایسا ممکن نہیں،، آپ کے علاوہ اسے اس کے ہاتھ سے کوئی نہیں اتار سکتا،، وہ خود بھی نہیں،، ایپنچینٹرس نے کہا تو اسے سکون آیا۔ تبھی وہ وہاں سے نکلا تھا۔

کہاں چل دیے کنگ ویام،، ایپنچینٹرس نے پوچھا جبکہ جواب جانتی تھیں۔

اسے آزاد کرنے،، کنگ ویام نے کہا اور وہاں سے چل دیا۔ اب یہ تو وقت ہی طے کرنے والا تھا کہ وہ آزاد ہوگی کہ کسی کے دل کے ہنا خانوں میں قید۔

ماہویر کو آج لباس تبدیل کرنے کو دیا گیا تھا۔ وہ ہنا کر فریش سی باہر نکلی۔ یہ ٹی پنک کمر میں پیروں تک کی ایک لونگ فراک تھی۔ سلویس بازو میں وہ فریش فریش سی باہر آئی۔ آج تو وہ پہرے دار فریز اس پر کچھ زیادہ ہی مہربان ہو رہیں تھیں۔ تبھی اسے گھما پھرا کر وہ پورا ہاؤس دکھایا تھا۔ تاکہ اس کی اداسی کم ہو۔

شام کے سائے گہرے ہو چکے تھے۔ وہ اب بھی طویل ترین لان میں چل قدمی کر رہی تھی۔ شام کے سائے گہرے ہوتے ہی وہاں ایک دہشت ناک سائنٹا طاری ہو گیا تھا۔ مگر ماہویر خوفزدہ نہیں تھی وہ پہرے دار پر یاں ایک جانب کھڑی اس کی حفاظت کر رہیں تھیں۔

وہ جانے کس گہرے خیال میں ادھر سے ادھر گھوم رہی تھی کہ اسے پتہ نا چلا کہ وہ پہرے دار پر یاں وہاں سے غائب تھیں۔ وہ تو پروں کی وہی عجیب و غریب پھڑپھڑاہٹ سن کر وہ یک دم اپنی جگہ فریز ہوئی تھی۔ دل جیسے کسی نے مٹھی میں کچلا۔ خوف و دہشت کے مارے اس کے رونگٹے کھڑے ہوئے تھے۔ وہ اپنی جگہ کھڑی لمبے لمبے سانس بھر رہی تھی۔ ویام اس کے پیچھے کھڑا بغور اسے لرزتے دیکھ رہا تھا۔

ماہویرا کے لئے منظر اچانک بہت ڈراؤنا ہو چکا تھا۔ اس نے زرا اس سر موڑ کر دیکھا۔ وہ جو صبح سے اس کے ساتھ دولڑکیاں تھیں وہ اچانک ہی گدھے کے سر سے سینگ کی طرح

غائب تھیں۔ اب تو ماہویر کی روح فنا ہوئی تھی جیسے۔ تبھی بغیر سوچے سمجھے اندر کی جانب دوڑ لگا دی تھی۔

کنگ ویام کے چہرے پر مبہم سی مسکراہٹ دوڑ گئی تھی۔
ماہویر انے اپنے کمرے میں آ کر دروازہ لاک کر کے ہی سانس لیا تھا۔ دروازے سے پیٹھ لگا کر سہارا لیا اور لمبے لمبے سانس بھرنے لگی۔ اس سیاہ ہیولے کا خوف اس کے دل و دماغ میں جڑیں پکڑ چکا تھا۔ تبھی وہ اتنا خوفزدہ ہوتی تھی۔

کمرے میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تو ماہویر انے اپنی بند آنکھیں پٹ سے کھولیں تھیں۔ مگر بہت دیر ہو چکی تھی۔ وہ بہت قریب چلا آیا تھا۔ اور اسے سر تا پا غور سے دیکھ رہا تھا۔ وہ اسے آزاد کرنے آیا تھا۔ مگر دل ہمک ہمک کر فرمائش کر رہا تھا کہ عمر بھر کے لئے اسے اپنے پاس کہیں چھپا کر رکھ لے۔ قید کر لے۔ ویام نے اس کے دائیں بائیں اپنے ہاتھ دروازے پر ٹکائے۔

ماہویر اڈور میں گھسنے کو تھی۔

دو، دو، دو، رہیے، سس، سس، اوے، اوے، اوے، وہ سینے پر ہاتھ رکھے زور سے آنکھیں بند کر کے بولی تھی۔

ڈریگن پر نسر، آزادی چاہیے، اپنے پیرنٹس کے پاس جانا ہے،،؟ کنگ ویا م کے سوال پر اس نے ایک مرتبہ پھر سے پٹ سے آنکھیں کھولیں تھیں۔ بلیک ہڈی میں کبھی اس کی آنکھیں دکھائی کب دیں تھیں مگر گھنی مونچھوں تلے سرخ لب ایک نظر دیکھ کر وہ نظریں جھکا گئی اور سر زور سے اثبات میں ہلایا۔

Thengo ahead,,,and kiss me,,,,,

وہ جانے خود کو آزار رہا تھا یا اس چھوٹی سی جان کو،، بہت بے اختیار لفظ تھے اور بے اختیار عمل۔

وہ دل و جان سے کانپ اٹھی تھی۔ پھر زور سے آنکھیں بند کیں تھیں۔ اور نفی میں سر ہلایا۔ مطلب اس بیہودہ فرمائش کے لئے صاف انکار تھا۔ مگر وہ نہیں جانتی تھی سامنے والا اپنے فیصلے پر کس قدر بے قرار اور بے چین تھا۔

کوئی بات نہیں یہ کام میں خود کر لیتا ہوں،، وہ لاپرواہی سے بول تھا۔ ماہویر اس کی باتوں حرکتوں سے اس سے پہلے سے بھی زیادہ خوفزدہ ہو چکی تھی۔ مگر جائے فرار کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ تبھی آنکھوں سے آنسو لڑھک کر گالوں پر بہہ نکلے۔ کنگ ویا م مزید بے چین ہوا تھا تبھی اس کے چہرے پر جھک کر وہ آنسو اپنے لبوں سے چنے تھے۔

ماہویرا کو ایک سلگتا لمس اپنے چہرے پر ریختا محسوس ہوا تو وہ بند آنکھوں سے ہی ہاتھ چلانے لگی۔ اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے دردھکیلنے کی کوشش کی۔ جس کا الٹا ہی اثر ہوا تھا شاید۔

کہ کنگ ویا م نے اس کے دونوں بازو ابھی سخت گرفت میں لے کر دروازے سے لگائے تھے۔ کندھے پر لب رکھے۔ اور اپنا لمس چھوڑتا کندھے سے کان تک آیا۔ وہ یہ سب گستاخیاں پورے حق سے کرنے میں مشغول تھا۔ وہ اسی کی تو تھی۔ دل و جاں سے، جسم و وجود سے، اور اگر اس کے سینے پر آدھا ڈریگن اور آدھا پری زاد کا ٹیٹو بنا تھا تو وہ روح سے بھی صرف اسی کی تھی۔

جب کہ ماہویرا کو لگا ایک اور کی شیر گل ہے جو اسے نوچنا چاہتا ہے۔ تبھی وہ بری طرح مچلی تھی۔

لیومی،،، چھوڑیں مجھے،،، مگر ایک انچ بھی خود کو اس کی گرفت سے آزاد نہیں کروا پا رہی تھی۔ تبھی آنسو موتیوں کی صورت کرنے لگے تھے۔ مگر سامنے والا بالکل اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا تھا شاید تبھی مسلسل اس کی نرم گداز گلابی گردن پر جھکا ہوا تھا۔ ویا م کے ہونٹوں نے اس کی بیوٹی بون کو چھوا تو ماہویرا پھر سے مچلی۔

مگر بے تحاشا برداشت کرتے وہ بری طرح ناکام ہوا تھا۔ تبھی ایک ہاتھ کمر کے گرد لپیٹ کر دوسرا بالوں میں پھنسا کر اس کا چہرہ اوپر اٹھایا تھا۔

وہ اس کے چہرے پر بکھرے موتی چن رہا تھا۔ جب کہ وہ بری طرح ٹرپ رہی تھی۔
چھوڑیں مم،،، مجھے،،، جانے دیں،،، مم،،،،، مت کریں،،، میرے،،، سس،،،،
ساتھ ایسا،،، جانے دیں مم،،،،

کنگ ویام نے اس کے لرزتے کانپتے ہونٹوں کی جنبش دیکھی تھی۔ وہ چاہتا تھا یہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ بھی پی ہی جائے۔ تبھی اس نے سیکنڈ ناگایا تھا ایسے کرتے۔ بہت نرمی سے ان ہونٹوں کو اپنی پر شدت مہکتی گرفت میں لے کر اس کی سانسوں کی خوشبو اپنے سینے میں اتاری تھی۔

ماہویر اس وحشی گرفت میں پھر پھڑپھڑاتی تھی۔

وہ تو اسے آزادی دینے آیا تھا۔ اسے یہاں سے بھیجنے آیا تھا۔ مگر اپنے منہ زور بے لگام جذبات پر قابو نہیں رکھ پایا تھا۔

ماہویر کی سانس بند ہو رہی تھی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا دھیرے دھیرے اس کی جسم سے جان نکل رہی ہے۔ وہ قطرہ قطرہ نیم جان ہو رہی تھی۔ مگر نہیں جانتی تھی۔ کنگ ویام

نے خود جادو سے اسے ہوش و خرد سے بیگانہ کیا تھا۔ اس کا بازوؤں میں بھرے اب بھی وہ اسے آزاد نہیں کرنا چاہتا تھا۔

مگر وہ جانتا تھا جب ماہویر کی آنکھ کھلے گی تو وہ اپنے مان باپ کے گھر میں ہوگی۔ اور یہ سوچ کنگ ویا م کی جان نکالنے کو کافی تھی۔

ایپینٹرس کرسٹل باؤل میں ایک خوبصورت نظارہ دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔ اوشن کنگ اور ڈریگن پرنسز فیری ٹوپیا میں سراب کی انگوٹھی ڈھونڈنے کے لئے داخل ہوئے تھے۔ ایپینٹرس نے نرمی سے اپنی میجک سٹک گھمائی تو اس میں سے روشنی سی نکلی۔ اور روشنی کی چھوٹی چھوٹی تتلیاں بن گئیں۔

جی ایپینٹرس،، حکم فرمائیں،، ان چھوٹی چھوٹی پریوں میں سے آواز آئی جن کے پر تتلیوں جیسے تھے۔

مہمان آئیں ہیں فیری ٹوپیا میں،، فیری گارڈین ایورا کو حکم دو کہ ان کا خیال رکھیں،، ان کی مدد کریں اور انہیں راستہ دکھائیں،، ایپینٹرس نے کہا وہ سر جھکا کر فوراً وہاں سے نکلے۔

فیری ٹوپیا میں خوش آمدید اوشن کنگ اور ڈریگن کوئین،،، وہ پھر ہلکی مسکان لیے کر سٹل باؤل کی جانب متوجہ ہوئیں۔ تبھی دروازے پر ہلکی دستک ہوئی۔

ایچنینٹرس،،، کنگ ویا م کی آواز پر ایچنینٹرس نے اپنی میجک سٹک گھما کر کر سٹل باؤل میں سے وہ ہیولے غائب کر دیئے۔

جی کنگ ویا م آئیے آئیے،،، اندر آئیے،،، اس نے نرمی سے کہا۔

ویا م اندر داخل ہوا۔ بے قراری انگ انگ سے چھلک رہی تھی۔

میں نے راج اور وشہ کے میرے پورے خاندان کے قاتل ہونے کے باوجود ان کی پرسنز کو آزاد کر دیا ایچنینٹرس،،، ویا م نے لال انگار آنکھیں لیے ایچنینٹرس کو بتایا۔ بے بسی کی انتہا تھی۔ وہ جب سے زندگی میں آئی تھی ایک پل کا بھی سکون نہیں آیا تھا۔ اور اب جب چلی گئی تھی تب بھی وہ اپنے انتقام کو لے کر ایک ان دیکھی آگ میں جھلس چلا تھا۔

فکر مت کریں کنگ ویا م،،، جو بھی ہوگا بہتر ہوگا، اور اس نیکی کا بدلا آپ کو ضرور ملے گا،،، میں جلد ہی دوبارہ جشن کا اہتمام کرتی ہوں آپ اپنے لئے کوئین جلد از جلد چن لیں،،،

ایچنینٹرس کی بات پر کنگ ویا م کی نگاہوں کے سامنے ابھی کچھ دیر پہلے کا منظر اپنی پوری جزوئیات سمیت اس کی آنکھوں کے پردے پر لہرایا۔ وہ مزید بے چین ہوا اور وہاں سے نکل کر اڑا۔

اپنے محل میں وہ اپنی خواب گاہ میں آیا تھا۔ یہ ایک بہت ہی بڑا گلاب کا پھول تھا جس میں وہ آکر لیٹا۔ اور اپنا ماتھا سہلانے لگا۔

بچپن سے انتقام کے علاوہ کچھ سوچا نہیں تھا۔ جب لینے کا وقت آیا تو جس کے زریعے سے انتقام لینا چاہا اسے تکلیف دے ہی نہیں پایا۔ اب جب اسے بھی آزاد کر دیا سوچا سکون مل جائے گا اور بے چین ہو گیا۔

کرے تو کیا کرے؟
کنگ ویام نے بے چینی سے کروٹ بدلی۔

آبدار اور مایاوش اس خوبصورت راہ گزر سے گزرتے جا رہے تھے۔ جہاں زمین پر پھولوں کی چادر سی بچھی ہوئی تھی۔ بڑے بڑے آسمان کو چھوتے درختوں سے بڑے بڑے پھول ہوا میں جھول رہے تھے۔ جن میں یقیناً زندگی سانس لے رہی تھی۔ مطلب وہ یہاں کی مخلوق کے گھر تھے۔

مایاوش آبدار کا ہاتھ تھامے آگے بڑھ رہا تھا۔

مایاوش کا ڈر کہیں جا سوا تھا۔ اب وہ حیرت سے وہ غیر ماروائی انتہائی حسین مناظر دیکھ رہی تھی۔

بہت طویل سفر تھا۔ انہیں میبک وڈو پارکر کے پنک فورسٹ کے اختتام پر ونڈر ماؤنٹین پر جانا تھا جہاں سے انہیں سراب کی انگھوٹھی کا سراغ مل سکتا تھا۔۔۔
 چلتے چلتے شام کے سائے بہت گہرے ہو چکے تھے۔ آبدار نے اس کا ہاتھ مستقل تھا ہوا تھا۔

جب مایاوش دہری ہوئی۔

ا ففففففف آبدار،،، میں تھک گئی اب اور نہیں چل سکتی۔ وہ ایک آسمان سے باتیں کرتی بیل کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھی۔ آبدار نے مسکرا کر اسے دیکھا۔
 بازوؤں میں اٹھالوں،،؟ آبدار نے اس کے پاس بیٹھ کر کہا تھا۔
 آپ نہیں تھکے؟ الٹا سوال۔

یہ سوال تب پوچھنیے گا کونین جب آپ کو پیار کروں گا،، تب جواب کافی دلچسپ ہوگا،، وہ سرگوشی نما آواز میں بولا تو مایاوش گڑبڑا گئی اور بیل کے تنے سے ٹیک لگالی۔
 تبھی مایاوش کو ایک عجیب سی آواز آئی۔ گھبرا کر آنکھیں کھول کر دیکھا تو رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ سامنے سے آسمان کو چھو تا پانی لہراتا بل کھاتا تیزی سے ان کی جانب آرہا تھا۔
 آب وہ دیکھیں،، آب ہم ڈوب جائیں گے،، مرجائیں گے کچھ کریں،، وہ پینک ہوئی آبدار کا گریبان جھنجھوڑ کر بولی۔

کچھ نہیں ہوگا مایاوش کچھ نہیں ہے یہ،، سراب ہے بس،، آنکھوں کا دھوکہ،، ہمیں ڈرانے کو،، ہمیں یہاں سے واپس بھیجنے کو،، اور اگر بلفرض یہ پانی ہے بھی تو ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا،، ہم پانی میں سانس لے سکتے ہیں،، آبدار کے اطمینان میں رتی بھر فرق نہیں پڑا تھا۔ تبھی پانی کی شورش زدہ لہریں ان تک پہنچیں تھیں۔ مایاوش نے گھبرا کر آنکھیں بند کر کے آب کے سینے میں منہ دیا۔

کچھ لمحوں بعد جب کچھ نہیں ہوا تو مایاوش نے پہلے ایک آنکھ کھولی۔ آبدار اس کی یہ حرکت دیکھ کر ہنسا۔ آبدار کے ہنسنے پر اس نے پٹ سے دوسری آنکھ بھی کھول لی۔ اور آبدار کو ہنستے دیکھ اسے گھورا۔

یہ کیا تھا،،؟ مایاوش نے برا سا منہ بنایا۔

سراب،،، اور یہ بزدل کوئین،، آبدار نے بول کر دانتوں تلے لب دبایا۔ اور نرمی سے اس کی ناک کو چھوا۔

اوووو کس نے کہا میں بزدل ہوں،، ہرگز نہیں،، مایاوش آنسو بھر چکا کراٹھلائی۔

میں نے کہا آپ کے کنگ نے کہ آپ بزدل اور ڈرپوک ہیں،، آبدار نے بھی سچ بول ہی دیا۔

نہیں ہوں،، مایاوش نے دلیری سے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں۔

اب بزدل ہیں تو ہیں اس میں برا منانے والے کو نسی بات ہے کوئیں،، وہ اس کی کلائیاں جکڑ کر کمرے باندھتا اسے اپنے سینے سے لگا کر بولا تھا۔ مایاوش کی زبان کو بریک لگی تھی۔ تبھی پتوں اور پھولوں میں سرسراہٹ سی پیدا ہوئی۔

وہ چونکے آبدار چوکنہ ہوا تھا۔ مایاوش حسبِ معمول خوفزدہ۔

تبھی ان کے سامنے اندھیرے میں سے ایک چھڑی سی لہرائی تھی۔ جبکہ چھڑی والا وجود اندھیرے میں ہی ہوا میں لہرا رہا تھا۔

کون ہو تم لوگ،، جلدی بتاؤ،، نہیں تو بہت بری سزا دوں گی،، آنے والی نسوانی آوازیں بہت غصیلے لہجے میں بولی تھی۔

ہم مسافر ہیں،، اور کسی کو بھی کوئی بھی نقصان نہیں پہنچائیں گے،، آبدار نے نرمی سے کہا۔ نہیں تم لوگ یہاں کہ نہیں ہو،، اور مجھے تم لوگوں کے ٹیٹو کی پاورز کی آواز سنائی دی،، تم لوگ ان پاورز سے یہاں کے لوگوں کو بہت نقصان پہنچا سکتے ہو تو بتاؤ کون ہو،، وہ پھر دھاڑی تھیں۔ اور اب اندھیرے سے ان کے سامنے آئیں۔ بلاشبہ وہ ایک بہت خوبصورت پری تھی۔

اس سے پہلے آبدار کوئی جواب دیتا وہاں کچھ تتلیاں اڑ کر آئیں تھیں۔ اور اس پری کے ہاتھ میں ایک کرول تھمایا۔ اس پری نے وہ کرول کھول کر پڑھا تو اس پہ ایپنچینٹرس کا پیغام

تھا۔ تبھی اس کے ماتھے سے سلوٹیں غائب ہو کر اس کے چہرے پر ایک میٹھی سی مسکان ابھری تھی۔

آپ لوگوں کا سواگت ہے فیری ٹوپیا میں،، میں فیری گارڈین ایورا ہوں،، آئیے میرے ساتھ آئیے آپ لوگ لمبے سفر سے تھک گئے ہوں گے،، آکر آرام کیجئے،، اس پری نے اس قدر مہربان لہجے میں بول کر مایاوش کی جانب ہاتھ بڑھایا تھا۔ کہ وہ جو آبدار کے پیچھے تقریباً چھپی ہوئی تھی۔ سامنے آکر ان کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ تھمایا۔ آئیے میرے ساتھ۔

اس نے اپنی میجک سٹک گھمائی تھی۔ ایک بیل فلاور آکر ان کے قدموں میں رکا تھا وہ ان پر سوار ہوئے۔ ایورا انھیں لیے اوپر اڑی تھی۔ کافی سارا اڑ کر وہ ایک بہت ہی بڑا مٹکے نما فلاور تھا۔

جب ایورا اس کے سامنے آئی تو دروازہ خود بخود ہی کھل گیا۔ وہ اندر داخل ہوئے۔ اندر ایک الگ ہی جہان آباد تھا۔ اتنی خوبصورتی، اتنی کہیں نہیں مل سکتی تھی۔

آئیے،، بھوک لگی ہوگی،، کھانا کھائیے،، ایورا نے انھیں ایک میز کے ساتھ لگی نرم گداز کرسیوں پر بٹھایا تھا۔ میجک سٹک گھامتی تھی کہ انواع و اقسام کے کھانے ان کے سامنے پیش ہو چکے تھے۔ انھوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔

ہمیں آپ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے،، آبدار نے بات کرنے میں پہل کی تھی۔
ابھی آپ لوگ تھک گئے ہوں گے آرام کیجئے،، صبح بات کریں گے،، آپ کی کونین تھکی
ہوئی لگ رہی ہیں انھیں آرام کی ضرورت ہے،، وہ نرمی سے بولی تھی۔

آبدار نے دھیمے سے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ انھیں لیے ایک خوبصورت سی راہداری میں
سے گزر کر ایک بند پھول کے سامنے لائیں تھیں۔ پھول کی پتی کو اشار کیا وہ سامنے سے
ہٹ گئی۔

مایاوش ابھی ہوئی سی اپنی انگلیاں چٹا رہی تھی اور اپنے لب بری طرح کچل رہی تھی۔
ایورا اور آبدار نے اسے پیچھے مڑ کر ایسی نگاہوں سے دیکھا کہ اسے قدم آگے بڑھانے ہی
پڑھیں۔ تب وہ دونوں اندر داخل ہو گئے تھے۔

یہ فیری ٹوپیا ہے کونین یہاں ہر جنگ محبت سے جیتی جاتی ہے،، ایورا نے مسکرا کر کہا تھا
اور واپس چلیں گئیں۔

وہ اندر آئے تو پھول اپنے آپ بند ہو گیا اور ان کے لئے جگہ بہت تنگ پڑ گئی۔ اب بس
اندر ان کے لیٹنے کی جگہ تھی۔

آب یہ کیا،، میرا خیال یہ جگہ صرف ایک فرد کے لئے ہے،، مایاوش سخت گھبرائی تھی۔

نو، میری بزدل کوئین،، یہ پھول ایک کنگ اور کوئین کے لئے ہے،، آبدار کہتے اس کی کمر کے گرد بازو حائل کیے پھول کی منحنی سی سطح پر گرا تھا۔

آب مجھے بزدل بونا بند کریں،، وہ تمللا کر بولی تھی۔

سو تو آپ ہیں کوئین،، نہیں تو اپنی بیٹ پوری کرتیں،، وہ بچوں کی طرح اس کی گداز گال کھینچ کر صاف اسے چڑانے والے لہجے میں بولا تھا۔

جو مایاوش کو پتنگے لگا گیا تھا۔ تبھی وہ اوپر اٹھی تھی۔ فوراً ایک ہاتھ آب کی آنکھوں اور دوسرا اس کے لبوں پر رکھ کر اپنے ہاتھ کو چوما تھا اور اتنی ہی تیزی سے پیچھے ہٹی تھی۔

اب خبردار، مجھے بزدل کہا،، وہ آبدار کو شہادت کی انگلی سے وارن کر کے بولی تھی۔ آبدار کا دل کیا اس کی بہادری پر عیش عیش کراٹھے۔ تبھی اپنا پیٹ پکڑ کر قہقہے لگانے لگا تھا۔ مایاوش اپنی بے وقفی پر سرخ پڑ گئی۔

آبدار ہنسنا بند کریں مجھ پر،، وہ روہانسی ہوئی تھی۔ جب کہ ہنس ہنس کر آبدار کی آنکھیں بھی نم ہو چکیں تھیں۔

واؤ،، واٹ آبرو روری،، آبدار نے تالی بجا کر اب ایک ڈریگن پر نسز کے غصے کو ہوا دی تھی۔ وہ کب سے اسے زچ کر رہا تھا۔ اور اب مایاوش کی بس ہو چکی تھی۔

کس قدر مسرور اور سرشار تھا۔ نہیں تو اب تک تو اس کا اشتعال اس کا غصہ نبھانے کتنی زندگیاں نگل چکا ہوتا۔

ہونٹوں پر بڑھتی گستاخیوں کے ساتھ اس کی کمر سہلاتے ہاتھ نے مایاوش کو بے جان سا کر دیا تھا۔ وہ جو مکمل مدہوش اور بے خود سا تھا مایاوش نے کسی طرح اس کو کندھوں سے جھنجھوڑ کر مدہوش دلانے کی کوشش کی تھی۔ جس میں اس کے کندھوں پر مایاوش کے ناخنوں سے سکر پیچ پڑے تھے۔

وہ نرمی سے پیچھے ہٹا۔ اور اس کے لہورنگ بھگیے لبوں کو دیکھا۔ وہ نڈھال سی لمبے لمبے سانس بھر کر اپنا سانس ہموار کر رہی تھی۔

آبدار اسے مکمل آزادی دے کر سیدھا ہو کر لیٹا تھا۔

سو جانیں کوئین،، نہیں تو میں اپنا پرامس توڑ بیٹھوں گا،، آبدار نے کچھ ایسے لہجے میں کہا تھا کہ مایاوش فوراً دوسری جانب کروٹ بدل گئی۔ مگر پھر بھی وہ اس کے اتنے قریب تھی کہ اس کے پہلو سے ٹکرار ہی تھی۔

ویسے یہ اوشن کنگ غلط تھا،، آپ بزدل نہیں بہت بڑی والی ظالم ہیں،، اس کے لہجے کا شکوہ مایاوش محسوس کرتی بھی انجان بن کر لیٹی رہی کہ فی الوقت اپنے کنگ کی یہ خواہش پوری کرنے کی وہ خود میں ہمت نہیں پاتی تھی۔ تبھی جلدی سے آنکھیں موند لیں۔

کچھ ہی دیر بعد مایاوش جو بہت زیادہ تھکاوٹ کی شکار تھی گہری نیند سو گئی تھی۔ آبدار نے اس نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالا اور اسے اپنے سینے پر گرایا تھا۔
 بزدل کو نین،، وہ جھنجھلایا سا بڑبڑایا اور سونے کی کوشش کرنے لگا۔

عائش اپنے شاندار سے کمرے میں داخل ہوا تھا۔ اس کے پیچھے روزیلہ اندر داخل ہوئی تھی۔
 تم سچ میں اتنی بے وقوف ہو کہ ایکٹنگ کرتی ہو،، عائش دانت پیس کر بولا تھا۔
 جیسی؟ روزنا سمجھی سے بولی تو عائش کو مزید تنگے لگے۔

کچھ نہیں،، اپنی ماں سے بولو کہ تم مجھے یہ سارا محل اور اوشیانہ کی سیر کروانا چاہتی ہو،، ہم
 بہانے سے یہاں سے نکلیں گے اور ممی کا پتہ لگانے کی کوشش کریں گے،، اور اب اگر
 تمہاری زبان کسی کے سامنے لڑکھرائی تو گدی سے کھینچ لوں گا سمجھیں،،
 عائش دانت پیس کر غرایا تھا۔ روزیلہ کی بیک بون میں سر سر اہٹ ہوئی۔
 جج،، جی،، خوف کے مارے اسی کے سامنے پھر زبان لڑکھرائی تو وہ طیش کے مارے اس
 کی جانب بڑھا۔ اور بری طرح اس کے بازو اپنی وحشی گرفت میں لیے۔

ابھی میں نے کیا بولا،، ہاں،،،
 وہ مم،، میں،،، دو،، دیکھیں،،

ارے کیا دیکھوں میری جان،، اب تم اپنے کنگ کے ساتھ یوں ظلم کرو گی،، کیوں گھبرا رہی ہو میرے قریب آنے سے،، میرے چھونے سے میری جان کچھ نہیں ہوگا،، مجھے قریب آنے دو، اتنے کہ سانسوں کو بھی الگ الگ آنے جانے کی زحمت نا ہو،، وہ بھی ایک ہو جائیں،، وہ بہکے سے لہجے میں بولتا اسے اپنے بازوؤں کے تنگ گھیرے میں لے چکا تھا۔

اور اس کے اس بدلتے پینترے کو دیکھ روزیلہ کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور منہ کھل گیا۔ اس کی یہ ہونق شکل دیکھ کر عائش کا دل کیا اس کو ایک جڑ دے۔ منہ بند کرو روز،، کھڑکی میں کوئی ہے،، یقیناً ہماری جاسوسی کرنے آیا ہے،، وہ اس کے سینے میں بھیچے اس کے بالوں میں منہ دئیے سرگوشی میں بولا تھا جب کہ اس کی یہ جسارتیں روز کی جان نکالنے کو کافی تھیں۔

کنگ،، رت ابھی باقی ہے،، آپ صبر نہیں کر سکتے،، ابھی میں آپ کو اوشیانہ کی سیر کروانا چاہتی ہوں،،

روز نے بڑی ہی مشکل سے اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ننگا ہیں جھکا کر کہا تھا۔ عائش نے بغور اس کا معصوم چہرہ دیکھا۔ اور فوراً نگاہ پھیری۔ اب اسے واضح کھڑکی میں کھڑا کوئی دکھ رہا تھا۔

ٹھیک ہے چلو،، اب تمہاری بات مانی جائے گی اور رات کو تمہیں میری ماننی پڑے گی،،
پرامس،،

جی،،،، روزیہ کا دم اٹکنے لگا تھا اس کے حصار میں وہ دونوں ہاتھ تھامے ک۔ رے سے
باہر نکلے۔

راج جب مایاوش کو دیکھ کر اسے رستہ دکھا کر ڈریگن لینڈ لوٹا تھا تو وشہ کو بہت بیمار پایا۔ تب
وہ بے حد پریشان ہوا تھا۔ شاید وہ سمجھ چکی تھی کہ اب مایاوش کی طرح اس نے ماہویر کو
بھی کھو دیا۔ تبھی اس نے خود کو ہلکان کرتے بیمار کر لیا تھا۔

مگر جب راج نے اسے مایاوش کے بارے میں تمام تر تفصیلات سے آگاہ کر دیا تو وہ کچھ
سنبھلی تھی۔ جب اپنی بچی سے ملنے کی امید کا سراہا تھ میں آیا تو اس نے اپنے آپ کو اپنی بچی
کے لئے سنبھالا۔

راج دربار سے فارغ ہو کر محل کی اندرونی جانب آیا تو سامنے سے وشہ آتی دکھائی دی۔ آج
وہ کافی عرصے کے بعد اپنی خواب گاہ سے باہر نلی تھی۔

راج نے آگے بڑھ کر اس کا ماتھا چوما۔

کیسی طبیعت ہے وشہ،، راج نے نرمی سے پوچھا۔

بہتر،، وہ مسکرا کر بولی۔

تبھی ایک دربان اجازت لے کر تیزی سے راج تک آیا تھا۔ ادب سے جھکا اور اس کے ہاتھ میں ایک کرول تھمایا۔

یہ پیغام فیری گارڈینز کی ملکہ ایچنینٹرس نے بھیجا ہے آپ کے لئے کنگ،، دربان بولا تو راج نے اس کے ہاتھ سے کرول تھام کر کھل کر پڑھا۔ اور جوں جوں پڑھتا گیا پہلے تو راج کی آنکھوں میں شعلے سے بھر کے مگر پھر کرول کے اختتام پر وہ پرسکون ہوا تھا۔

اس کرول میں ایچنینٹرس نے کنگ ویام کے غصے بدلے اور انتقام کی ساری داستان لکھ بھیجی تھی۔ اور پھر اختتام پر یہ بھی کہ ماہویرا کو سسی سلامت آزاد کر دیا گیا ہے۔

یہ خبر ملتے ہی راج نے وشہ کو گود میں بھر کر گول گول گھمایا تھا۔

ارے ارے یہ کیا،، راج آپ پاگل ہو گئے ہیں،، وشہ نے کہا تو راج نے اسے پکڑ کر مزید گھمایا۔

تم سنو گی کو نین تو تم بھی خوشی سے پاگل ہو جاؤ گی،، ہماری پرنسز ماہویرا ہمیں مل گئی ہے اور اب جلد مایاوش بھی ہمارے پاس ہو گی،، راج نے اسے بازوؤں کے گھیرے میں لے کر کہا۔

وشہ کا چہرہ گلاب کی طرح کھلاتا تھا۔

راج پلیمز،، خدا راجھے میری بچی کے پاس لے جائیں،، وہ سرخوشی میں راج کے گلے لگ کے پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔ اب تو راج نے بھی مزید انتظار نہیں کیا تھا وہ وشہ کو لئے بلیک مرر کی جانب بڑھا۔

ماہویرا کی آنکھ اپنے کمرے میں کھلی تھی۔ جمی اور سیرا اس کے اوپر جھکے ہوئے تھے۔ وہ جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھی تھی۔ تب وہ جمی اور سیرا کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔ کچھ ہی دیر میں وہاں راج اور وشہ چلے آئے تو ایک مرتبہ پھر وہ راوی چناب بہانے لگی تھی۔

راج نے بڑی مشکل سے اسے بہلایا۔ مگر اب وقت آن پہنچا تھا کہ اسے اس کی حقیقت کا علم ہو جائے۔ اب وہ اسے یہاں اس گھر میں اور انسانی دنیا میں نہیں رکھنا چاہتا تھا۔ اب وہ اسے اپنے ساتھ ڈریگن لینڈ لے جانا چاہتا تھا۔ تبھی وشہ کو آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارا کیا۔ وشہ جو اپنی پرنسز کو دیکھ کر ہی جی اٹھی تھی۔ اب وہ بھی یہی چاہتی تھی سو اس نے بھی اثبات میں سر ہلایا۔

راج جمی اور سیرا کو بہانے سے روم سے باہر لے کر نکلا۔ تب وشہ نے ماہویرا کے سامنے اپنے ہاتھ پھیلائے۔

انہیں تھا مو،،، وشہ نے کہا تو ماہویرا نے فوراً ان کے ہاتھ تھام لیے۔ کہ بڑوں سے بحث کرنا تو اسے آتا ہی نہیں تھا۔

اپنی آنکھیں بند کرو ماہویرا،، ماہویرا نے اپنی آنکھیں بند کیں۔

ان بند آنکھوں کے پیچھے آگاہی کے درواہوں نے تھے۔ اسے اس کی حقیقت اس کی اصلیت سب باور کروادی گئی تھی۔ چند پلوں، چند لمحوں میں وہ اپنی اصلیت جان گئی تھی۔ جب ماہویرا نے آنکھیں کھولیں تو سب کچھ بدل چکا تھا۔ اسکی دنیا بدل گئی تھی۔ اس کی پہچان سب کچھ۔

مما،،، وہ وشہ کے سینے سے ایک مرتبہ پھر لپٹی تھی۔

راج نے جمی اور سیرا کو تمام حقیقت تو پہلے ہی بتادی تھی۔ مگر اب وہ اپنی پرنسز کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔ بھلا انہیں کیا اعتراض ہو سکتا تھا کہ تھی تو وہ انہیں کی امانت ان کے پاس۔ مگر راج نے انہیں اب کہا تھا کہ وہ جب چاہیں ماہویرا سے مل سکتے ہیں۔ وہ تینوں اندر داخل ہوئے تو ماہویرا تیزی سے اٹھی تھی اور اپنے پاپا راج کے گلے سے لگی۔

ڈیڈ، مجھے ادھر ڈر لگتا ہے،، مجھے آپ کے اور وشہ کے ساتھ جانا ہے،،

وہ بڑی جلدی سمجھ چکی تھی کہ وہ صرف اپنے راج ڈیڈ کے ساتھ ہی سیورہے گی۔ جانے کیوں مگر اسے اب بھی لگتا تھا کہ وہ اس کا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔ ضرور دوبارہ لوٹ کر آئے گا۔ اس کا خوف ماہویرا کی رگ رگ میں خون منجمد کر دیا کرتا تھا۔ راج نے اثبات میں سر ہلایا۔ اور راج اور وشہ اسے لئے وہاں سے رخصت ہوئے۔

وہ تاشہ کے بلکل سامنے کھڑے تھے۔

ماں مجھے انھیں اوشیانہ کی سیر کروانی ہے،، روزیلہ اب کی بار خود کو مضبوط کیے ہوئے تھی کہ کمر پر سر سراتی عائش کی انگلیاں اسے بہت کچھ باور کروا رہی تھیں۔ اتنی جلدی بھی کیا ہے پر نسز،، پہلے آرام تو کر لو، کل سیر کروادینا،، تاشہ نے بھی اپنا لہجہ ضرورت سے زیادہ میٹھا کیا۔ ایک تو پہلے ہی عائش کا دل کرتا تھا اس کا گلابا دے اور اوپر سے اس کی یہ مکاریاں۔

ہمیں آرام کی ضرورت نہیں ماں،، عائش اوشیانہ کی سیر کرنا چاہتے ہیں،، اور میں بھی،، بلکہ یہ سیر کرنے سے ہم بلکل تازہ دم ہو جائیں گے،، روزیلہ نے کہا۔ مگر عائش کی کمر پر رقص کرتی انگلیوں سے اس کے گلے میں گھسلی سی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔

ٹھیک ہے جاؤ،، پہرے داروں کو ساتھ لے جاؤ،، تاشہ نے ہی ہارمانی۔ مگر اگلا آپشن بھی دیا۔

ارے سا سواں کیا ظلم ڈھا رہی ہیں ابھی ابھی تو شادی ہوئی ہے،، بلکہ محبت کی شادی تو نئے نئے جوڑے کو کچھ تنہائی چاہئے ہوگی، کچھ خاص وقت جو صرف وہ ایک دوسرے کے ساتھ گزار سکیں،، آپ سمجھ رہی ہیں ناں میری بات،، عائش کی ایک ایک بات پر روز نے بری طرح اپنے لب کاٹے تھے۔ جبکہ اس کی جانب دیکھ کر عائش بہت محظوظ ہوا تھا۔

ٹھیک ہے،، ٹھیک ہے جاؤ تم لوگ،، تاشہ نے اپنی جان چھڑائی۔ وہ محل سے باہر نکلے تو تاشہ اپنے خاص نگران ہیما کو دیکھ کر دھاڑی تھی۔

پچھا کرو ان کا،، مجھے اس ایلا کے بیٹے پر زرا بھروسہ نہیں،، اس کی آنکھوں میں اپنے لئے عجیب سی نفرت محسوس کی ہے میں نے،، اگر یہ زرا سا بھی ایلا کی جانب گئے تو ختم کر دینا اس ایلا کے بیٹے کو،،

تاشہ حک۔ سناتی وہاں سے اپنی خواب گاہ میں گئی تھی۔ جبکہ ہیما عائش اور روزیلہ کا پیچھے کرنے لگی۔

آگ کے ایک بہت بڑے الاؤ کے سامنے وہ اپنی تمام طاقتیں صرف کر کے وہ چلہ کاٹ رہی تھی۔ وہ اتنا کاری وار کرنے والی تھی کہ اس کا کاٹنا پانی بھی نہیں مانگنے والا تھا۔ اور پھر کچھ ہی دیر بعد رومینیا کے اس ہسٹورک قبرستان میں اس کے مکروہ قہقہے گونج اٹھے۔ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکی تھی۔ اپنے دشمنوں کو اس کی جانب سے دی جانے والی یہ پہلی شکست تھی۔ اور بہت بڑی شکست تھی وہ جانتی تھی اس کے دشمنوں کی اس وار سے کمر ٹوٹ کر رہ جائے گی۔۔ اور اسے بہت بڑا مزہ آیا تھا۔ اپنے شیطان آقا کو خوش کر کے کامیابی سے یہ بلی دے کے۔

اس بلی کے بعد اچانک اس کی طاقتوں میں کئی گنا اضافہ کر دیا گیا تھا۔ تبھی اس کے مکروہ قہقہے وہاں آس پاس گونج رہے تھے۔

آبدار کے وارننگ دے کر جانے کے بعد جیک نے دیر نہیں لگائی تھی اسے اپنا بنا کر اپنی نگاہوں کے سامنے رکھنے میں۔ تبھی آج ہی وہ رجسٹرار آفس جا کر سبنا سے شادی کر کے اسے اپنے گھر ہی لے آیا تھا۔

یہ بہت خوبصورت کاٹیج نہا گھر تھا۔ وہ ابھی ابھی رجسٹرار آفس سے گھر آئے تھے۔ جیک سبنا کے ساتھ رنجنا کو بھی ضد کر کے اپنے ساتھ لے آیا تھا۔ اس نے اتنی ضد کی کہ اس کو

ان کی بات ماننی ہی پڑی۔ انڈیا میں سبنا اور ررنجنا کا کوئی سگا رشتہ تو تھا نہیں تبھی انھو نے جیک کو ہی اپنا سب کچھ مان لیا تھا۔

کاٹج کو خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ وہ لاونج میں داخل ہوئے۔

میں تو بہت زیادہ تھک گئی ہوں بھی آرام۔ کروں گی،، ررنجنا نے کہا تو جیک مسکراتا اسے اس کے روم تک چھوڑ کر آیا۔ خوشی اس کے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔

واپس آیا تو وہ کنفیوز سی وہیں کھڑی اپنی انگلیاں چٹا رہی تھی۔ جو براؤن ہاف بلاؤز ساڑھی میں بے تحاشا حسین لگ رہی تھی۔ ایسا روپ ایا تھا کہ گندمی سنہرا رنگ بھی سونے کی طرح دمک رہا تھا۔

وہ اس کی پتلی ہوئی حالت دیکھ کر مسکراتا اس کے پاس چلا آیا۔

واٹ ہیپیڈ،، کنفیوز؟ جیک نے پوچھا تو اس نے گائے کی طرح اثبات میں سر ہلایا۔

می ٹو،، جیک نے جان بوجھ کر مسکین شکل بنا کر ایسے بے چارے طریقے سے کہا سبنا بھی ہنس دی۔

تبھی اس نے آگے بڑھ کر بڑی دیدہ دلیری سے اسے بازوؤں میں بھرا تھا۔ سبنا نے مسکراتے مگر ننگا ہیں جھکائے اس کی گردن کے گرد بازو حائل کیے۔ وہ اسے لئے روم میں آیا۔ پیچھے مڑ کر ڈور لاک کیا۔

اسے نرمی سے نیچے اتارا۔

تو کیا کستی ہو وائفی،، بخش دیا جائے یا پکڑ لیا جائے،، انگلش میں بولا تھا لہجہ بے تحاشا معنی خیز تھا۔ سبنا کی ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ چکی تھی۔ تبھی وہ دامن بچا کر ڈریسنگ کی جانب بھاگنے لگی کہ اس کی ساڑھی کا پلو جیک کے ہاتھ میں آیا تھا۔

جیک،،،، وہ کندھے پر ہاتھ رکھتی لرز گئی تھی۔ ابھی تو وہ دو فٹ کے فاصلے پر کھڑا تھا۔ مگر اس کی نگاہیں ہی جسم سے جان کھینچنے کو کافی تھیں۔

یس مائی سول،، وہ پلو کو ہاتھ پر لپیٹتا قریب چلا آیا تھا آکر اس کی پشت سے اس کو کندھوں سے تھاما۔

جیک پپ،،، پلیمز،،، نو،، جب پچھلی گردن سے کھلے بال ہٹا کر اس کے نرم دھکتے لبوں کا لمس اپنی پچھلی گردن پر محسوس ہوا تو وہ جی جان سے لرز اٹھی۔ اور زور سے آنکھیں بند کر لیں۔ جیک نے ایک جھٹکے سے اس کا رخ اپنی جانب موڑا۔ اور بن بادلوں کے برسات کی طرح اس پر برس ہی پڑا۔ کتنا خوبصورت احساس تھا کہ جسے چاہا وہ اب اس کے پاس اس کی دسترس میں تھی۔

دونوں ایک دوسرے میں گم ہوتے چلے گئے۔

صبح سب سے پہلے چڑیوں کی چہچہار کی آوازوں پر مایاوش کی آنکھ کھلی تھی۔ نظر اٹھا کر دیکھا تو وہ آبدار کے سینے پر سر رکھے سوئی ہوئی تھی۔ آب کا حسین ترین چہرہ دیکھا تو لبوں پر خود بخود دھیمی سی مسکان احاطہ کرنے لگی۔

اور رات کی اس کی تمام کارگزاریاں یاد آئیں تو اس پر ٹوٹ کر پیار بھی آیا۔ صرف اس کی خاطر وہ کیا کچھ کر رہا تھا اور کتنا کچھ برداشت کر رہا تھا۔ کتنا سہہ رہا تھا۔ یہ تو وہی جانتی تھی جس کہ لئے اس کے انگ انگ سے بے قراریاں صاف چھلکتی تھیں۔ وہ اسی کے سینے پر مٹھی پر ٹھوڑی رکھ کر بغور اسی کے تیکھے مغرور نقوش کو دیکھتی رہی جو مایاوش کے علاوہ باقی کسی بھی ہر چیز کے لئے جیتا جاگتا ایک قہر ثابت ہو سکتا تھا۔

مایاوش خود اس سے کس قدر محبت کرتی تھی یہ تو وہ بھی نہیں جانتا تھا۔ ناجان سکتا تھا۔ جانتا بھی کیسے؟ محبت کے اظہار کے لئے یا تو الفاظ کی ضرورت پڑتی ہے یا کسی عمل کی۔ پر مایاوش نے تو دونوں ہی نہیں کیے تھے۔

مگر اب وہ بے اختیار ہی اوپر ہو کر جھکی اور آہستگی سے پہلے ماتھے پر اپنے لب رکھے۔ پھر آنکھیں بند کر لیں اپنی تمام تر ہمت مجتمع کر کے دائیں گال پر اپنے لب رکھے۔ ابھی وہ بائیں جانب جھک کر اس کی گال پر اپنے لب رکھتی کہ بہت اچانک آبدار نے اپنے چہرے کا رخ موڑ کر اس کا نشانہ تبدیل کر دیا تھا۔ اب مایاوش کے نرم گداز ہونٹوں نے

آبدار کے ہونٹوں کو چھوا تھا۔ اس کو مسکراتی آنکھیں کھول دیکھ اور اپنی کارگزاری پر مایاوش کے چودہ طبق روشن ہوئے تھے۔

وہ جلدی سے پیچھے ہٹنے لگی۔ مگر بہت دیر ہو چکی تھی۔ آبدار ایک بازو اس کی کمر کے گرد اور دوسرا اس کے بالوں میں پھنسا چکا تھا۔

کچھ ہی لمحوں میں وہ اسے نڈھال کر چکا تو مایاوش نے اس کے کندھے پر مکے برسائے۔ آبدار نے نرمی سے اس کے لبوں کو آزاد کیا تو وہ اسی کے سینے پر گر کر لمبے لمبے سانس بھرنے لگی۔

میں بات ہی نہیں کروں گی آپ سے،،، ایک مرتبہ پھر اس کے فولادی سینے پر مکے برسائے۔ وہ مسکرایا۔

شروع کس نے کیا کونین،،، آپ نے سرشاری سے کہا۔

میں نے تو بہت نرمی سے چھوا تھا،،، آپ نے توجان نکال لی،،، اور آپ تو سو رہے تھے ناں،،، اس نے آئبر و اچکا کر کڑے تیوروں سے اسے گھورا۔

میری کل کائنات میری بانہوں میں ہے کونین میں کیسے سو سکتا ہوں، اس کی حفاظت نہیں کروں گا،،، جزیبوں سے چور لہجہ تھا۔ مطلب وہ اس کے چکر میں ساری رات نہیں سو پایا تھا۔ مایاوش نے اس کی جزیبے لٹاتی نگاہوں سے اپنی نگاہیں چرائیں اور دونوں اٹھ بیٹھے۔

ایوراکی پرے دار انھیں ایک ٹھنڈے چشمے کے پاس لے کر گئے تھے۔ جہاں وہ فریش ہوئے اور ایوراکے انھیں تبدیل کرنے کو لباس بھی دیئے تھے۔

خاص مہمانوں کے لئے کھانے کا شاندار سا اہتمام کیا گیا تھا۔ انھوں نے کھانا کھایا تب ایوراکے انھیں لیے بیل سے نیچے آئی۔

سامنے ہی ایک گلابی رنگ پروں والا بہت بڑا یونی کورن کھڑا تھا۔

یہ تمھیں تمھاری منزل کے قریب لے جائے گا،، اوشن کنگ،، ایوراکے آبدار کو ایسے مخاطب کیا تو وہ دونوں چونکے مگر جلد ہی سنبھل گئے۔

میجک ڈو کے بعد کا تمام راستہ بہت عجیب ہے جنہیں آپ لوگ چل کر پار نہیں کر سکیں گے اسی لئے یہ ہیو آپ کی مدد کرے گا،، ایک بات آپ دونوں ہمیشہ یاد رکھنا جو جیسا دکھتا ہے ویسا ہوتا نہیں،، ڈیپ فوریسٹ پار کرنے سے پہلے آپ کو وہاں کی ایک شرارتی پری کا سامنا کرنا پڑے گا،، وہ مختلف طریقوں سے مسافروں کو پریشان کرتی ہے،، کسی بھی روپ میں سامنے آ سکتی ہے، حتیٰ کے انسانی روپ میں بھی پریشان کرتی ہے، اس کی پہیلی بوجھے بغیر اسے مطمئن کرے بغیر آپ لوگ کبھی آگے نہیں بڑھ سکتے،،

ایوراکے انھیں بہت نرم، میٹھے اور دھمیے لہجے میں ان کے سفر کا تمام احوال سنارہی تھی۔

آبدار اور مایاوش بہت غور سے سنتے رہے۔ ایور نے مایاوش کا ہاتھ تھاما اور اسے ہیو تک لائی۔

آبدار کو اشارہ کیا وہ ہیو کی پیٹھ پر سوار ہوا۔ ہاتھ بڑا کر مایاوش کو اپنے آگے بٹھایا۔ اپنا خیال رکھنے گا ڈریگن پر نسز اور یاد رکھنے گا،، ایور نے کہنا چاہا۔ جو جیسا دکھتا ہے اکثر ویسا نہیں ہوتا،، مایاوش نے ایور کو جواب دے کر مطمئن کیا۔ ایور مسکرا دی۔ تب ہیو اڑا تھا۔ ایور نے انھیں نگاہوں سے او جھل ہونے تک دیکھا۔

سبنا بکھری ہوئی سی اس کے بازوؤں میں تھی جب کسی عجیب سے احساس کے تحت اس کی آنکھ کھلی۔ آنکھیں کھول کر دیکھا تو سامنے دروازے میں رنجنا زخمی حالت میں کھڑی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

سبنا،، میری ہیلپ کرو پلیز،، میں بہت تکلیف میں ہوں،، یہ دیکھو اس نے میرے ساتھ کیا کیا،، میری ہیلپ کرو،،

وہ زار و قطار روتی بول رہی تھی۔ سبنا جلدی سے اٹھی۔ پیچھے مڑ کر دیکھا جیک گہری نیند میں ابھی ابھی سویا تھا۔ سبنا نے سوچا پہلے صورتحال معلوم کر لے کہ آخر ہوا کیا؟

سجنا بیڈ سے اٹھی۔ اور رنجنا کی جانب لپکی۔ مگر وہ تب تک دروازہ کھول کر وہاں سے جا چکی تھی۔ سجنا دروازے تک گئی اسے جھٹکے سے کھولنا چاہا تو وہ ہنوز اندر سے ہی لاکڈ تھا۔ اسے اتنی بھی عقل نہیں آئی کہ اگر دروازہ اندر سے ہی لاک ہے تو رنجنا اندر کیسے آئی۔ اور ابھی باہر کیسے گئی۔

مگر وہ تو اندھا دھند باہر بھاگ گئی تھی۔

سجنا کی دلخراش چیخ سن کر بیک وقت جیک اور ادھر اپنے کمرے میں رنجنا کی آنکھ کھلی تھی۔ وہ دونوں تیزی سے اپنے اپنے بیڈ سے اترے۔ اور باہر کی جانب بھاگے۔ دونوں اپنے اپنے روم سے باہر نکلے تو ایک دوسرے کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

سجنا تمہارے روم میں ہے،، جیک دھاڑا۔

نن،، نہیں،، کدھر ہے وہ،، رنجنا گھبرائی۔ مگر لاؤنج کی جانب سے آنے والی سجنا کی چیخوں سے انھیں ان کے سوال کا جواب مل گیا تھا۔ وہ دونوں لاؤنج کی جانب بھاگے۔ مگر لاؤنج تک پہنچ کر وہ لاؤنج کے اندر نہیں جاسکتے تھے۔ کیونکہ لاؤنج کا دروازہ ہی نہیں تھا۔ وہ لاؤنج کے ارد گرد ہر طرف بھاگے۔

سجنا،، جیک چلایا۔

سجنا کہاں ہو تم،، وہ بیرونی جانب کی کھڑی تک آئے تھے۔

اندر جھانکا تو دونوں کے چہرے خوف سے لٹھے کی طرح سفید پڑے تھے۔ اندر ملگے
 اندھیرے میں سبنا لاؤنج کے بیچ و بیچ زمین پر گھٹنوں کے بل جھکی ہوئی بیٹھی تھی۔ اور کوئی
 غیبی وجود بری طرح اس کی گردن مروڑ رہا تھا۔

اے چھوڑو اسے، میں زندہ نہیں چھوڑوں گی تمہیں، چھوڑو مہری بہن کو میں نے کہا چھوڑ
 دو اسے، رنجنا بے بسی سے چلائی۔ جیک کا بھی یہی حال تھا۔

تبھی رنجنا کی نظر لاؤنج میں لگے آئینے پر پڑی۔

جیجو،،، مر رہی دیکھو،، رنجنا چلائی۔ جیک نے دیکھا وہاں مر رہی سبنا کے پیچھے ایک انتہائی
 بھیانک سیاہ پتلیوں والا خوفناک شکل کا سایہ اس کی گردن دبوچے کھڑا تھا۔ سبنا تکلیف سے
 نیم مردہ سی بری طرح چیخ رہی تھی۔

جیجو، کسی طرح اندر جاؤ،، یہ شیشے توڑو،،

جیک بھاگ کر اندر سے ایک بھاری سلاخ لے کر آیا۔ اور شیشہ توڑنے کی کوشش کرنے
 لگا جس میں وہ کامیاب بھی ہو گیا۔ جیک اندر کودا۔ اس کے پیچھے رنجنا۔

سایہ ان کی جانب متوجہ ہوا۔ مگر اسے اپنا کام مکمل کرنا تھا۔ تبھی ہاتھ میں خنجر سے وہ سبنا
 کا گلا کاٹنے والا تھا۔

جیجو یہ آئینہ توڑ دو جس میں یہ سایہ نظر آ رہا ہے،، رنجنا چلائی۔

روزیلہ عائش کو محل کا ایک ایک کونہ دکھا رہی تھی۔ بے تحاشا خوبصورت محل تھا جو سمندری سچے موتیوں سے مزین کیا گیا تھا۔

یہ شاہی مطب خانہ ہے،، روزیلہ اسے ہاتھ تھامے ایک جانب لے کر گئی جہاں مختلف جل پریاں ایک پرانی بوڑھی سی جل پری کے آس پاس بیٹھیں تھیں اور وہ اپنے علم و تجربہ سے ان کا علاج کر رہی تھی۔

پھر اس کے بعد وہ شاہی دربار میں گئے تھے۔ وہ اس کا ہاتھ تھامے اب اس جگہ کہ بارے میں اسے بتا رہے تھے۔ عائش کافی دیر سے کبھی اس کا حسین ترین چہرہ دیکھتا اور کبھی اپنے ہاتھ کو جو اس نے کافی دیر سے تھاما ہوا تھا۔ اس کے لمس میں ایک عجیب سا سکون تھا۔ وہ جو سا لہا سال سے بے چین تھا اپنی حقیقت سے منہ موڑنے رکھتا تھا۔ اسے پاتے ہی کتنی جلدی اپنی حقیقت کو قبول کیا تھا۔ بلکہ اس کے ملتے ہی اپنی حقیقت معلوم ہوتے ہی اس کی رگ و پے میں ایک سکون سا دوڑ گیا تھا۔

دنیا کی کئی حسین لڑکیوں سے پالا پڑا تھا۔ مگر جو سکون اور سرشاری اس کی قربت میں تھی وہ کہیں بھی نہیں مل سکی تھی۔

بہت ظلم کیا تھا عائش نے اس معصوم جان پر بہت تکلیف پہنچائی تھی اسے۔ مگر اب اسے انداز ہو چکا تھا کہ وہ جتنی معصوم دکھتی ہے اس سے کئی گنا زیادہ معصوم اور ڈرپوک ہے۔

اس نے جو بھی کہانی سنائی تھی اس کا ایک ایک لفظ سچا تھا کہ اس کی آنکھوں میں اپنی ہی ماں کے لئے غم و غصہ اور نفرت سی لپکتی تھی۔ اس کے ساتھ بیک وقت چہرے میں ہراساں سے خوف کے تاثرات ہوتے۔

آئیے میں آپ کو اب حرم خاص دکھاتی ہوں۔ وہ اسے لئے دربار کی بائیں جانب مڑی۔ یہ اوشن کنگ کے لئے بنایا گیا خاص حرم ہے جہاں کنگ کی ہی چنی گئی خاص خدمتگار جل پریاں ہوتی ہیں جو کنگ کی خدمت کرتی ہیں اور انہیں سکون پہنچاتی ہیں،، روزیلہ بول کر خود ہی لال سرخ ہوئی تھی۔ تبھی ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

میں آپ کو اس لئے یہاں لے کر آئی کہ یہاں سے محل کا وہ راستہ نکلتا ہے جس سے زندان قریب پڑتا ہے،،، روزیلہ نے کہا تو عائش اس کی سادگی اور معصومیت پر عیش عیش کراٹھا۔ ہاں اور یہ بات تاشہ ڈائن کو تو معلوم ہی نہیں ہوگی کہ ادھر سے زندان قریب پڑتا ہے،، وہ یہ تو سوچے گی ہی نہیں کہ پورا محل چھوڑ کر ہم ادھر سے کیوں باہر نکلے،، عائش نے کہا تو روز شرمندہ سی ہو گئی اور سر جھکا لیا۔ عائش نے دانتوں تلے لب دبا کر اپنی ہنسی روکی۔

عائش روزیلہ کو ساتھ لیے اب محل کے سامنے سے باہر نکلتا تھا۔ وہ اوشیانہ کے مختلف علاقے گھوم پھر کر دیکھ رہے تھے۔ جب جلد ہی عائش کو احساس ہو گیا کہ کوئی ان کا تعاقب کر

رہا ہے۔ سمندری گھاس کے پہاڑوں کی حسین وادی میں اترے تھے۔ اور عائش کو اب وہ تعاقب کرنے والی دکھائی بھی دے گئی تھی۔

عائش ادھر سے دائیں جانب یہ سیاہ کھائی پار کر کے زندا، روزیلہ کی بولتی بند ہوئی تھی جب عائش نے بہت اچانک اسے بازوؤں سے تھام کر ایک بہت بڑے پتھر کی نرم گھاس کے درمیان پھولوں پر لٹایا تھا۔ اور خود اس کے بہت قریب دائیں کروٹ لیٹا۔ گھومنے کی باتیں تو ہوتی رہیں گی مائی سول، پہلے کچھ پیار و محبت کی باتیں ہو جائیں ہمسلم؟ دو انگلیوں کی پشت اس کے گداز بازو پر پھیر کر کندھوں تک گستاخی کی تھی۔ روزیلہ اس اچانک افتاد پر بوکھلائی تھی۔

عائش یہ کیا، آپ کو کیا ہو گیا ہے ہمیں تو زندا، عائش نے اس کی بات مکمل نہیں ہونے دی تھی جب پھر اسے تھام کر گھمایا۔ وہ اونڈھی ہوئی تھی۔ اس کی گردن سے لے کر نیچے کمر تک شرٹ ڈوری سے بندی ہوئی تھی۔ عائش نے بہت اچانک وہ ڈوری کھینچی تھی۔ روزیلہ کو لگا اس ظالم شخص نے وہ ڈوری نہیں اس کے جسم سے اس کی جان کھینچی ہے۔

عائش،، وہ دبی دبی آواز میں چلائی۔ مگر اب شرٹ کے بغیر کمر پر سفر کرتا ایک نرم و گداز لمس تھا جو روزیلہ کی جان ہلکان کر رہا تھا۔ وہ پوری کمر پر اپنی چھاپ چھوڑتا گردن تک آیا تھا۔

تمھاری ماں کی ایک زلیل چمچی ہمارا پیچھا کر رہی ہے اس لئے چپ چاپ جو ہو رہا ہے فی الحال اسے یونہی ہونے دو روز،،

بہت ہی زیادہ دھیمی لہجے میں سرگوشی کی گئی تھی کہ وہ بمشکل ہی سن پائی۔ اب کی بار عائش کے لہجے میں وہ درشتگی یا نفرت نہیں تھی۔ ہاں مگر ایک لپک تھی۔ مدہوش اور مسرور سا لہجہ تھا۔ روزیلہ کی یہ قربت اس کے دل و دماغ پر بجلی سی بن کر گری تھی۔ کہ وہ مکمل نہیں تو آدھے سے زیادہ اپنا ہوش کھو بیٹھا تھا۔ اس وقت ایک سرور سا تھا جو رگ و پے میں دوڑ رہا تھا۔ روزیلہ کی بے تحاشا قریب اس کی جانب کروٹ لیے وہ پوری طرح اس پر جھکا ہوا تھا۔

[ہیما جوان کا پیچھا کر رہی تھی پتھر کی اوٹ میں چھپی ہوئی تھی۔ وہ انہیں دیکھ نہیں پا رہی تھی مگر سن کر اچھی طرح تسلی کر لینا چاہتی تھی کہ کوئی گڑبڑ نہیں ہے۔ اور اب عائش کی ان حرکتوں پر بری طرح بوکھلا رہی تھی۔ اس کا دل کیا ابھی کہ ابھی یہاں سے بھاگ جائے۔ مگر تماشہ کا حکم تھا اگر پوری طرح تسلی ناکرتی تو جان سے ہاتھ دھو بیٹھتی]

عائش نے اب اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ بھی رکھا ہوا تھا۔

یونیورسٹی پر سنسز، میں تمہیں محل سے دور یہاں اس لئے لیے چلا آیا، کہ ہمیں یہ کچھ حسین خوبصورت پل ایک دوسرے کے ساتھ گزارنے کا موقع مل سکے، سب سے دور، تنہائی،، اور بس میں اور میری روز جان،،

اب اس کے ہاتھ نے روز کا پہلو سہلایا تو روز کے سچ میں اوسان خطا ہوئے تھے۔ وہ تو کب کی اس کی جسارتوں کی تاب نہ لاتی آنکھیں زور سے میچے لیٹی تھی۔ عائش نے جب اس کے کان کی لو کو لبوں سے کاٹا تو روزیلہ کے مزید ہوش اڑے۔

عائش،،،،، پپ،،،،، پلیزز،،،،، وہ دہی آواز میں ملتی سی بولی۔ کہ شاید وہ اس کی جان چھوڑ دے۔ مگر اس کا اس پر الٹا ہی اثر ہوا تھا شاید تبھی عائش نے اس کے گرد مزید گھیرا تنگ کیا تھا۔ عائش کا ہاتھ اس کے پہلو سے ہوتا ہوا اس کے پیٹ کو سہلانے لگا تھا۔ اور لب پکھلی گردن پر گستاخیاں کرنے میں مصروف تھی۔

جب برداشت کی حد ختم ہوئی تو روزیلہ جھٹکے سے اس کی جانب مڑی تھی۔ کندھوں سے تھام کر اسے خود سے دور کرنے کی بھرپور سعی کی۔

عائش،، پپ،، پیچھے ہٹیں،، کک کوئی آجائے گا ادھر،، وہ اتھل پتھل ہوتی سانسوں کے بیچ بولی تھی۔ عائش نے بغور اس کا ہونق چہرہ دیکھا۔ وہ کیوں اس کے چھونے سے یوں محل

رہی تھی۔ کیوں اس کے دل کہ دھڑکنیں یوں بری طرح منتشر ہو رہی تھیں کہ وہ سہی طرح سانس بھی نہیں لے پا رہی تھی۔

کیا پرسنز، کچھ نہیں کر رہا سوائے دو محبت کرنے والی جانوں کو ایک کرنے کے، وہ اب اس کی گال پر اپنے لب رکھتا بولا تھا۔

لل، لیکن،، اس سے آگے عائش نے اس کے ہونٹوں سے اس کے الفاظ چھین لیے تھے۔ مکمل اس پر حاوی ہوا اس کی سانسوں پر دسترس اختیار کی۔

(اور ادھر ہیما جو ڈھیٹ بنی پورا سینما سن رہی تھی اب تو دم دبا کر بھاگی تھی جیسے، وہ ایسے وہاں سے غائب ہوئی جیسے گدھے کے سر سے سینگ غائب ہوتے ہیں)

ہیما کا چلے جانا بھی وہ محسوس کر چکا تھا مگر جانے کیا تھا اس لمس میں اس چھوٹ میں کہ وہ خود کو روک نہیں پا رہا تھا۔ دل کر رہا تھا خود کو تا عمر یونہی سیراب کرتا رہے۔

روز اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھتی مسلسل مچلتی اسے خود سے الگ کرنے کی کوشش میں نیم جان سی ہو چکی تھی۔ تبھی وہ نرمی سے پیچھے ہٹا۔ اور گھاس پر لیٹ کر خود بھی گہرے گہرے سانس لیتا خود کو اس مدہوشی اور بے خودی سے نکالنے کی کوشش کرنے لگا۔

عائش نے ایک نظر اسے دیکھا اس کی اپنی ہی کار گزاریاں تھیں۔ کہ وہ یوں اس کے پاس

بکھرے سے لباس میں لیٹی اپنی بند ہوتے ہوتے بچی ہوئی سانسیں بحال کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

عائش نے بے اختیار نگاہیں چرائیں۔ اب جو گستاخی خود کی تھی اس کا مداوا بھی تو خود ہی کرنا تھا۔ تبھی ایک مرتبہ پھر اسے گھمایا تھا۔ وہ اس افتاد پر پھر بری طرح بوکھلائی اور اب کی بار تو شدید مزاحمت بھی کی۔

ریلیکس،، روز،، مزاحمت بند کرو،، کچھ نہیں کر رہا،، عائش نے قدرے غصے میں کہا تو وہ دم سادھ گئی۔ عائش نے وہ ڈوریاں باندھیں۔ کمر پر رینگتے اب اس کے ہاتھ تھے جو اپنا لمس چھوڑتے اس کی جان نڈھال کر رہے تھے۔ تبھی وہ اپنے نازک لب بری طرح کاٹ رہی تھی۔

عائش اپنا کام مکمل کر کے اس سے دور ہوا اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔

محل واپس چلو روز،، اسے ابھی ہم پر شک ہے،، تبھی تعاقب کروا رہی ہے،، میں نہیں چاہتا ماما کو کوئی نقصان پہنچے،، ہمیں سوچ سمجھ کر اپنا ہر قدم اٹھانا ہوگا،، وہ نارمل لہجے میں اس سے مخاطب ہوا تھا تاکہ وہ بھی نارمل ہو جائے۔ مگر اب یہ ممکن کہاں تھا۔ وہ بالکل خاموشی سے اٹھ کر بیٹھی تھی۔

وہ دونوں محل کی جانب واپس گئے۔ مگر اب کی بار روز کی چلتی زبان تالو سے چپک چکی تھی۔

بڑی شان سے دلہن کی طرح سچی ایک ارتی اٹھی تھی۔
 کلیجہ تو اس وقت منہ کو آیا جب جیک نے اپنی محبت کی ارتی کو اپنے کاندھوں پر اٹھایا۔
 کیسے ارمانوں کو خون بہا تھا۔ کیسے محبت ہاتھ سے سوکھی ریت کی طرح پھسل گئی تھی۔ خوشی کے پل اتنے مختصر کیوں تھے۔ کیوں نصیب میں پہاڑ جتنا غم لکھ دیا گیا تھا۔ اس غم کے بوجھ تلے دب کر بس وہ ایک مر نہیں رہا تھا باقی سانس تو سینے میں الجھ ہی رہی تھی۔
 وہ تڑپ تڑپ کر رویا تھا۔ رنجنا کو ہوش ہی نہیں تھا۔ وہ اٹھتی چیختی چلاتی دھاڑیں مار مار کر روتی اور پھر ہوش کھو بیٹھتی۔ جیک کی ماما اور سسٹرنے بڑی مشکل سے سنبھال رکھا تھا اس کو۔

ہندو مذہب کے مطابق سنجنا کی آخری رسومات ادا کی گئیں۔ اب آنکھوں کے سامنے اگر تھا تو راکھ کا ڈھیر، جس میں سے جیک نہیں کر لاتے دل اور سسکتی آہوں کے درمیان کچھ راکھ کا حصہ (استیاں) ایک کلش میں ڈال کر اس کا منہ ایک سرخ کپڑے سے باندھ دیا تھا۔ وہ گبر و جوان جھکے کندھوں سے غم سے نڈھال وہ کلش لیے اجڑ کر برباد ہوا واپس چلا آیا تھا۔

آج پانچ دن ہو چلے تھے۔ وہ سیاہ تاریک کمرے میں ماتم کا سیاہ لباس ساڑھی زیب تن کیے کمرے میں بند گھٹنوں میں منہ دئیے بیٹھی سسک رہی تھی۔ گھٹنوں میں ایک جیتی جاگتی مسکراتی تصویر رکھی ہوئی تھی۔

اس نے تو اسے ماں کی کوکھ تک میں اکیلا ناچھوڑا تھا۔ وہ جو اس کی ہم زاد، ہم راز، ہمدرد اس کے ساتھ ہی ٹپک پڑی تھی۔ بچپن سے لے کر اب تک ایک دوسرے کی جان جی۔ ایک ساتھ ہنسی ایک ساتھ رونیں۔ جب پیدا ہو کر زندہ ایک ساتھ رہیں تھی تو سبنا اکیلی مر کیسے سکتی تھی؟

نہیں،،، نہیں،،، کوئی غلطی ہوئی تھی یمراج سے،، اسے ہم دونوں کو اکھٹا لے کر جانا چاہئے تھا،،

رنجنا اپنے ہوش میں نہیں تھی شاید تبھی اول فول بکتی جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔ پاگلوں کی طرح کمرے میں ادھر ادھر کوئی چیز تلاش کی۔

جیک جو اتنے دنوں کے بعد رنجنا کی صورتحال معلوم ہونے پر کہ اس نے پانچ دنوں سے کچھ کھایا نہیں ہے انتہائی دکھ و صدمے سے اس کے لئے کھانا لے کر روم میں داخل ہوا تھا۔

اسے اس طرح دیکھ حیران ہوا۔ مگر جب اس نے بھاگ کر فروٹ باسکٹ سے پھری اٹھا کر اپنی گردن پر رکھی تو سہی معنوں میں جیک کے ہوش اڑے تھے۔۔

رنجووو،،،،، جیک دھاڑا اور سبجائی طرح اسے مخاطب کیا۔ رے ٹیمل پر تقریباً پھینک کر وہ اس کی جانب لپکا تھا۔ پشت تک پہنچ کر اس کا چاقو تھا ماہاتھ پچھلی جانب مروڑا تھا۔ پاگل ہو گئی ہو رنجوو،،،،، چھوڑے اسے،،،،

نہیں نہیں مجھے مر جانے دیجئے،،،،، نہیں رہ سکتی میں اس کے بغیر،،،،، مجھے اس کے پاس جانا ہے،،،،، اس کا منہ توڑنا ہے،،،،، اس کی ہمت کیسے ہوئی مجھے اکیلا چھوڑ کر جانے کی،،،،، وہ پینک ہوتی بری طرح چیخ چلا کر رو رہی تھی۔ بچوں کی طرح سر ادھر ادھر پٹخ رہی تھی۔ جیک نے شدید طیش میں اس کا رخ اپنی جانب گھما کر ایک زناٹے دار تھپڑ رسید کیا تھا اسے ہوش دلانے کو۔ وہ جو پہلے ہی غم سے نڈھال بھوک سے نیم جان سی تھی۔ لڑھک کر اوندھے منہ نیچے گرمی تھی۔ اور پھر بے تحاشا روئی۔

جیک کنپٹیاں سہلاتا وہیں صوفے پر بیٹھا تھا۔ اپنا غصہ کنٹرول کر کے خود بھی نیچے بیٹھ کر اسے اٹھا کر بٹھایا تھا۔ وہ اس کے کندھے سے لگ کر دھاڑیں مار مار کر روئی تھی۔ جیک نے یہ غبار دھل جانے دیا۔

جب وہ رورو کر پھر نیم جان ہوئی تو جیک نے اسے پانی پلایا۔ اب جیک نے اسے کھانے کے نوالے کھائے تو اس نے چپ چاپ وہ کھانا کھا لیا۔ کہ رنجنا کا نقصان ہوا تھا مگر سامنے بیٹھے شخص جتنا تو نہیں۔

جس کے مقدر کی سیاہی نے بس ایک دن کے وصل کے بعد ہجر کی تاریک ترین طویل راتیں اس کے مقدر میں لکھ دی تھیں۔

آج کافی دن ہو چکے تھے ماہویرا کو ڈریگن لینڈ آئے۔ اس کی جان سکون میں تھی۔ سارا دن محل میں بے دھڑک گھومتی پھرتی۔ وشہ بھی بے حد خوش تھی۔

ماہویرا محل کے شاہی آداب سے نا بلد تھی۔ اسے وہ سب سکھائے جا رہے تھے۔ اسے ابھی شاہی لباس کیری کرنے میں بھی پرابلم آرہی تھی۔ مگر وہ آہستہ آہستہ سب سیکھ رہی تھی۔

ڈریگن لینڈ کس قدر خوبصورت تھا مگر ماہویرا کی ابھی محل سے باہر نکلنے کی ہمت ہی نہیں ہوئی تھی۔ مگر یہ ضرور سوچا تھا کہ جد راج ڈیڈ سے بول کر وہ باہر گھوم پھر کر آئے گی۔ ابھی وہ محل میں اپنے کمرے کی بالکونی میں بیٹھی تھی۔ جب اسے مخصوص چڑیا کی چھار نما سیٹی سنائی دی۔

کو کو،،، بیربل،،، وہ خوش سے بیجاں ہوئی اور ادھر ادھر دیکھا۔ اس پرندے کے جو دو نام رکھے تھے جوش میں دونوں ہی پکارے۔

آواز دوبارہ آئی۔ وہ دوبارہ بالکونی میں ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ وہ اسے آسمان میں اڑتا دکھائی دیتا تھا۔ اس نے ہاتھ ہلایا۔ وہ آکر بالکونی کی دیوار پر بیٹھا۔

اور سفید شاہی لباس میں اسے غور سے دیکھنے لگا۔ ماہویر ابھاگ کر اس کے قریب گئی مگر وہ اڑ گیا۔ وہ جا کر نیچے محل سے باہر شاہی باغ کے ایک درخت پر بیٹھ گیا۔

ماہویر انے اسے غصے سے گھورا۔ شاید وہ چاہتا تھا ماہویرا محل سے باہر اس باغ میں آئے۔

نویں تو نہیں آرہی ادھر تم ہی آ جاؤ ادھر،،

ماہویرا نے ہاتھ سے اسے اپنے پاس بلایا۔ وہ ایک مرتبہ پھر اڑ کر بالکونی میں آ کر دیوار پر بیٹھا۔

ماہویرا اس کے قریب گئی۔

ہیے،،، ناراض تو مجھے ہونا چاہئے اس دن تم نے مجھے ہرٹ کیا تھا،، اور اب اٹیٹیوڈ دکھا رہے ہو،، وہ چھوٹی سی ناک چڑھا کر بولی۔ اور اسے ہاتھوں میں بھرا۔ حسبِ عادت اس نے جھک کر اس کے سر پر اپنے لب رکھے تھے۔

تبھی وہاں راج آیا تھا۔ اور یہ منظر دیکھ راج کے تلووں پر لگی اور سر پر بجھی تھی۔
ویرا،،،،، وہ دھاڑا۔ ماہویرا اپنی جگہ سے دو قدم پیچھے اچھلی۔ پیچھے مڑ کر دیکھا تو ناراض
ہوئی۔ بیربل اس کے ہاتھ میں سے اڑ کر دیوار پر جا بیٹھا اور راج کو بڑی دیدہ دلیری سے
گھورنے لگا۔

کیا ڈیڈ، ڈرا دیا آپ نے اپنی پرنسز کو، ہوا کیا آخر، راج بھاگ کر اس کے قریب آیا تو ماہو
ویرا نے راج کے گلے میں بازو ڈالے اور لاڈ سے جھول گئی۔ بیربل خون رنگی آنکھوں سے
یہ منظر دیکھنے لگا۔

یہ دیکھیں یہ میرا فرینڈ ہے بیربل،،

ماہویرا نے پیچھے مڑ کر اس پرندے کی جانب اشارہ کیا۔

رائٹ،، پرنسز، تمھاری ممانے تمھارے لئے ڈریگن لینڈ کی خاص بیریز منگوائی ہیں،، جاؤ
وہ تمھیں بلا رہی ہیں،، ان کی بات سنو جا کر،،

راج نے اس پرندے کو نظر انداز کرتے ماہویرا کا ماتھا چومتے کہا تھا۔

اوکے ڈیڈ،، وہ بھی راج کا گال چومتی کمرے سے باہر بھاگ گئی۔

اب دو کنگ ایک دوسرے کو شعلہ بارنگا ہوں سے گھور رہے تھے۔ کنگ ویا م اپنی اصل
شکل میں واپس آیا تھا۔

اس سے جتنا دور رہو گے تمہارے لئے اتنا بہتر ہے کنگ ویا م، تمہارے خاندان کی افسوسناک اموات میں تو میرا کوئی ہاتھ نہیں ہے،، ہاں مگر اب تم مجھے پرسنل کے آس پاس یا ڈریگن لینڈ میں دکھے تو تمہیں زندہ جلا کر راکھ کا ڈھیر ضرور بنا دوں گا،، راج دانت پیس کر ایک ایک لفظ چبا کر بولا تھا۔

جب کہ وہ جو پہلے ہی جل بھن کر راکھ ہو رہا تھا میری طاقت سے دھاڑا تھا۔

وہ بیوی ہے میری،، اس کے ہاتھ میں وہ رنگ نہیں دیکھی تم نے راج،،

وہ دھواں دھواں چہرہ لیے بولا تھا۔ آج خود ہی بڑے دھڑلے سے بڑے حق سے اس

تعلق کو قبول کیا تھا۔ اور اسی کے باپ کے سامنے اس بات کا رعب بھی جما رہا تھا۔

جانتا ہوں اچھی طرح،، اس رنگ کو بھی،، اور اس حقیقت کو بھی،، کچھ نہیں ہے وہ

رنگ،، وہ صرف تمہارے فیری ٹوپیا کہ زہر کا توڑ ہے،، اس کے علاوہ میری نظر میں

اس رنگ کی کوئی اوقات کوئی حیثیت نہیں،، سمجھے،،

تو ٹھیک ہے بلاؤ اسے ابھی یہاں،، میں وہ رنگ اس کے ہاتھ سے اتار کر ابھی اس سے ہر

تعلق ختم کروں گا، ہر رشتہ توڑوں گا، وہ رنگ میں شاہی خاندان کی وراثت اس کی کونین اور

اپنی بیوی کو پہنانے والا ہوں،، بلاؤ اسے،،

ٹھنڈر کھوراج،، میرا بھی اسے اپنے پاس بلانے کا ویسے کوئی ارادہ نہیں،، مگر وہ بیوی تو میری ہی ہے ناں،، اب کیا کروں کھینچ تو پڑتی ہے ناں،، سم،،،،،،،،
وہ صاف اسے چڑا رہا تھا غصہ دلارہا تھا۔ یا تکلیف دینا چاہتا تھا۔ یا خود کو سکون دینا چاہتا تھا۔

مگر سکون تو بس ادھر ہی تھا۔ ابھی کچھ دیر پہلے اس کے ہاتھوں میں جب اس نے اپنے گداز لب اس کے سر پر رکھے تھے۔ مگر یہ راج بیچ میں ٹپک پڑا تھا۔ جو اسے کسی صورت برداشت نہیں ہو رہا تھا۔

راج نے قریب آ کر دیکھتے ہاتھ سے اس کا گلا دبوچا تھا۔ تبھی وہاں ایپنچینٹرس کا ہیولہ ظاہر ہوا تھا۔

کنگ راج چھوڑ دیں انھیں،، پلیز زرز،، ایپنچینٹرس کا ملتی لہجہ تھا۔ راج نے ایک جھٹکے سے اسے پرے پھینکا تھا۔ وہ بری طرح کھانسنے لگا۔ گردن کی ساری چمڑی جھلس چکی تھی۔ آئندہ یہ ڈریگن لینڈ میں نظر نہیں آئے ایپنچینٹرس،، نہیں تو میں آپ کی بھی نہیں سنوں گا،، راج کہتا اندر کمرے میں جا کر اندر کی کھڑکی بند کر چکا تھا۔ جانتا تھا اس کی شکل اور آنکھوں میں ایک بغاوت اور لپک سی دیکھ اس کا غصہ مزید بڑھتا ہی جائے گا۔
کنگ ویام لوٹ آئیں،، ایپنچینٹرس نے اسے پکارا۔

نہیں مجھے وہ واپس چاہیے،، ہر حال میں ہر قیمت پر،، وہ گلے پر ہاتھ رکھتا دانت پس کر بولا تھا۔ نیم جان سا ایچینٹرس کے سامنے قبول کر بیٹھا تھا کہ اسے وہ چاہیے ہے۔
ایچینٹرس نے ہی اپنی میجک سٹک گھمائی تھی۔ اور ویا م وہاں سے غائب ہو گیا۔

آدھی رات کا وقت تھا۔ تاریک رات کی پراسراریت اپنے سینے میں کئی راز دفن کیے آہستہ آہستہ قطرہ قطرہ موم کی طرح پگھل رہی تھی۔ ایسے میں سنگاپور کے سمندر کے لہریں عجیب سے انداز میں شور پیدا کر رہی تھیں۔ آدھی رات کے سناٹے میں ایک کار کی آواز نے ان سمندر کی لہروں کے شور کے ساتھ مل کر عجیب تال میل پیدا کیا تھا۔
جیک نے ہوا میں جھولتی کار بمشکل اپنے کاٹیج کے سامنے پارک کی تھی۔ آج اس نے اتنی پی تھی کہ مکمل اپنے ہوش کھو کر اس کی یاد کو دل و دماغ کے کونے کھدروں سے نکال باہر پھینکنا چاہتا تھا۔ مگر اس کی ظالم یاد تھی۔ جو اسے ہوش بھی نہیں کھونے دے رہی تھی۔ وہ اس مدہوشی میں بھی اس کی رگ و پہ میں سرایت کیے ہوئے تھی۔
کئی پل نشے میں دھت ڈرا یونگ سیٹ کی ٹیک سے سرٹکا کر آنکھوں سے آبشار کی طرح بہتے آنسو اس نے اپنے اندر اتارنے کی کوشش کی تھی۔

جھٹکے سے کار کا ڈوران لاک کرتا ڈنگا تے قدموں سے باہر نکلاتھا۔ دھاڑ سے ڈور لاک کرتا اس نے ہاتھ میں تھامی بوتل ایک مرتبہ پھر لبوں سے لگائی تھی۔ آسمان کی جانب منہ اٹھاتے بوتل سے وہ مشروب پیتے سامنے پڑا گملا دیکھ نہیں پایا تھا بری طرح لڑکھڑایا تھا۔ رنجو، کو پیاس کا احساس ہوا تھا تو وہ سلیولیس نائی کے اوپر بلیک نائٹ گاؤن پہنے روم سے باہر کچن کی جانب آئی تھی۔ کچن میں وہ پانی پی رہی تھی جب اسے جیک کی گاڑی کی آواز سنائی دی تھی۔ تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر کہ وہ رات کے تین بجے کہاں سے اور کیا کر کے آ رہا ہے اس نے بیرونی کھڑکی سے باہر جھانکا تو حیرت و صدمے سے آنکھیں پھیل گئیں تھیں۔

ملگجاسا حلیہ تھا۔ سلوٹ زدہ شرٹ اور میلی سی پینٹ،، جیسے وہ گرتا پڑتا گھر پہنچا تھا۔ بکھرے بال،، لال انگارا مخمور روئی آنکھیں،، کئی دن کی بڑھی شیو،، وہ تو مکمل برباد ہو چکا تھا جیسے۔ ابھی تو وصل کی بہار کا چہرہ ہی دیکھا تھا۔ کہ منہ زور ہجر کا طوفان سب کچھ اجاڑ کر تباہ برباد کر کے ہجر کی خزاں اس کے مقدر میں لکھ دی گئی تھی۔

شیشہ ہو یا دل ہو آخر ٹوٹ جاتا

لب تک آتے آتے ہاتھوں سے جام چھوٹ جاتا ہے

جیک لیومی،،، وہ غرائی۔ جب جیک اتنی ہی تیزی سے اٹھا تھا۔ اور اس کی کلائی یونہی
تھامے اسے اپنے کمرے میں لاکر ڈور لاک کیا اور اسے صوفے پر پھینکنے کے انداز میں
بٹھایا۔

سبجنا نے غم و غصے سے اسے گھورا۔

جیک،،،،، وہ دھاڑی تھی مگر۔

،،،،، وہ زرا سا جھک کر اس کے لبوں پر انگلی رکھ گیا تھا۔ اس کے
قدموں میں زمین پر بیٹھ کر اس کی گود میں سر رکھا تھا۔

ا،،،،، چپ کرو،،،،، جانتا ہوں تم،،،،، میری سبجنا نہیں

ہو،،،،، چڑھی ہے،،،،، مگر اتنی بھی نہیں کہ،،،،، اس کی یاد

،،،،، دل سے بھلا دے،،،،، مگر میں مر،،،،، جاؤں گا،،،،، رنجو،،،،،

پلیز،،،،، ہیلپ می،،،،، میں تمہیں دیکھ،،،،، لیتا ہوں،،،،، شش،،،،،

شاید،،،،، سکون،،،،، آجائے،،،،، تت،،،،، تمہیں کوئی پرابلم،،،،، تو نہیں،،،،،

وہ اسکے گھٹنے میں پہ ہاتھ رکھ کر سر اٹھا کر اب اسے دیکھ رہا تھا۔ رنجو کا دل کیا دھاڑیں مار مار
کر روئے۔

مگر اس کی یہ خواہش جیک نے ضرور پوری کر دی تھی وہ پھر اس کی گود میں سر رکھ کر بچوں کی طرح رویا تھا۔ رنجونے اپنے لرزتے کپکپاتے ہاتھ اسکے کندھوں پر رکھے۔ کیا بے بسی تھی۔ کیا غم تھا جس سے جیک کا دل پھٹ رہا تھا اور یہ غم وہ بھی تو محسوس کر رہی تھی تبھی وہ بھی بری طرح رو دی تھی۔ وہ رورو کر اس کی گود میں ہی سر رکھ کر سو گیا تھا۔ رنجونے بے بسی سے اسے دیکھا اب وہ اٹھ بھی نہیں سکتی تھی اٹھتی تو اس کی نیند ٹوٹ جاتی تبھی وہ صوفے سے سرٹکایا اور آنکھیں موند لیں۔۔۔

ہیونے انھیں ڈیپ فوریسٹ اتارا تھا۔ ایور نے کہا تھا اس سے آگے کا راستہ ہمیں پیدل طے کرنا ہوگا، آبدار نے اس کی جانب ہاتھ بڑھایا۔ پنک یونی کارن ہیو ایک چھوٹے سے گلابی پھول میں بدل کر وہی ایک درخت سے الٹا ٹک چکا تھا۔ مطلب واپسی پر وہ انھیں یہیں ملنے والا تھا۔

وہ پیدل سفر پر روانہ ہوئے۔ ڈیپ فوریسٹ آسمان کو چھوتے درختوں سے بنا تھا اور زمین پر بھی بیلیں بکھری پڑی تھیں۔ مٹکے مٹکے جتنے پھل ان درختوں اور بیلوں پر لگے ہوئے تھے۔ وہ دونوں ہاتھ تھامے اسے دیکھتے پار کرنے لگے۔

مگر پھر جنگل کے بیچوں بیچ انھیں ایک عجیب و غریب قسم کا نظارہ دیکھنے کو ملا۔ درخت کے ایک تنے میں بڑا سا ہول تھا۔ ایک کرسی ایک ٹیبل جس پر لیپ ٹاپ پڑا تھا۔ تنے میں ہول کا پورا کا پورا منظر کسی دنیاوی انسانی آفس کا منظر پیش کر رہا تھا۔ کرسی پر ایک انتہائی خوبصورت لڑکی شاندار سالیڈی پینٹ کوٹ پہنے چائے کا کپ ہاتھ میں تھامے آہستہ آہستہ چائے کی چسکیاں لیتی لیپ ٹاپ پر جھکی ہوئی تھی۔

جو جیسا دکھتا ہے ویسا ہوتا نہیں،،،، آبدار اور مایاوش آہستگی سے بیک زبان ہو کر بولے تھے اور اسے نظر انداز کرتے آگے بڑھ گئے اور وہ لڑکی یوں ظاہر کر رہی تھی جیسے کچھ دیکھا ہی نہیں۔

آب اور مایاوش بہت زیادہ چلے۔

مگر آب کو محسوس ہو رہا تھا کہ وہ کب سے جہاں سے چلتے تھے وہیں پر آ کر ٹھہر جاتے تھے۔

اب تو مایاوش بھی نوٹ کر رہی تھی کہ وہ جہاں کا بھی رخ کرتے تھے۔ لوٹ پھیر کر ادھر اس ہی آکر رکھتے تھے جہاں آفس میں بیٹھی لڑکی کی چائے ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

مطلب وہ ڈیپ فوریسٹ کی وہ شرارتی پری تھی جس سے جان چھڑانے کے بعد ہی وہ آگے بڑھ سکتے تھے جو کب سے شرارت میں انھیں الجھا رہی تھی۔ مگر خود سے کچھ نہیں بولی۔

مایاوش نے آکھ اس کی جانب آنکھوں ہی آنکھوں میں اس کی جانب اشارہ کیا۔ وہ دونوں ہاتھ تھامے اس کی ٹیبل تک پہنچے تھے۔

"ہمیں بھی چائے پلا دیں،، مایاوش نے اسے مخاطب کیا تھا۔

ہممسم،،، پہلے میرا ایک سوال،، جس کا جواب مجھے آج تک کسی نے نہیں دیا،، جو بھی مسافر یہاں تک آیا افسوس غلط جواب کی وجہ سے اسے واپس ہی جانا پڑا،، وہ چئیر سے ٹیک لگاتے انھیں اب طائرانہ نگاہوں سے جانچ رہی تھی۔ جانتی جو تھی اس کا سوال کافی بچکانہ قسم کا ہے مگر یہ بھی جانتی تھی کہ جواب دینے والا ہمیشہ دائیں بائیں کی تکرار میں الجھا رہتا تھا۔

پوچھیں،، مایاوش نے عجلت میں کہا مگر وہ مسکرا دی۔

ایک سوال صحیح جواب دینے کا ایک چانس،، اور اس کا جواب صرف تم سوگی ڈریگن پر نسز یہ اوشن کنگ نہیں،، اس نے پھر کہا۔

او کے منظور پوچھیں؟ مایا ووش کو جلدی تھی اور وہ ان کا وقت ضائع کر رہی تھی۔

Where is the side of handle of a cup?

اس نے فضا میں چائے کا کپ لہرایا تھا اور کبھی دائیں ہاتھ میں کپ لے کر اس میں سے چسکیاں لے رہی تھی کبھی بائیں۔

آبدار اور مایا ووش نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

مطلب نولیفٹ نورائٹ،، اگر ہم رائٹ کا بولیں گے تو یہ بولے گی کہ ہم کپ لیفٹ ہینڈ میں بھی تو پکڑ ہی سکتے ہیں،، مایا ووش نے آب کے چہرے کے قریب سرگوشی کی۔

جسے سن وہ گہرا مسکرائی تھی۔ آبدار اس تمام کاروائی میں خاموش ہی تھا۔

او کم آن ڈریگن پر نسز،، اتنا کیا سوچ رہی ہو،، تم سے کم از کم اتنی توقع نہیں تھی کہ تم اتنی دیر میں جواب دو گی جلدی بولو،،،

وہ مایا ووش کو الجھا رہی تھی تاکہ وہ جلد بازی میں غلط جواب دے دے۔ مگر سامنے بھی ڈریگن پر نسز تھی۔ جس کے اطمینان میں رتی بھر بھی فرق نہیں پڑا تھا۔

مگر دماغ میں تانے بانے بن رہی تھی۔ نو لیفٹ نورائٹ،، تو آخر کونسی سائیڈ ہے کپ کے ہینڈل کی۔ وہ بغور اس کے ہاتھ میں اس بڑے سے کپ کو دیکھتی سوچ رہی تھی۔ پھر کسی نتیجے پر پہنچ کر مایاوش آگے بڑھی۔ اور اس کے ساتھ سے وہ کپ لے لیا۔ جو توقع کے عین مطابق بالکل خالی تھا۔ مایاوش نے کپ کے اندر انگلی گھمائی۔

Inside,,,,,

دل میں کہا۔ اور اس لڑکی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جواب دیا۔

میرا جواب ہے،،،، "outside" بہت سٹوڈ سوال تھا ویسے آپ کا،، کوئی بھی جواب دے سکتا ہے جس کا،، مایاوش نے کہتے کپ ٹیل پر رکھا۔

ایک جھماکا سا ہوا تھا۔ وہاں سے ہر چیز غائب ہوئی تھی۔

مایاوش نے آبدار کا ہاتھ تھاما۔ یقیناً وہ اب راستہ نہیں بھٹکیں گے۔ ڈیپ فوریسٹ کے بعد پینک فوریسٹ کے آثار نظر آئے تھے۔ آج دو ہفتے ہو چلے تھے انہیں سفر کرتے مگر وہ پہلی چیز نہیں تلاش کر پائے تھے۔ تبھی ان کے قدموں میں اب تیزی تھی۔ پینک فوریسٹ کا اپنا ہی ایک الگ نظارہ تھا۔ وہ کہنے کو پینک فوریسٹ تھا۔

مگر انسانی کھیتوں کی طرح حدنگاہ زمین سے کچھ اوپر پنک پھولوں کی ایک چادر سی بچھی ہوئی تھی۔ اور اس حدنگاہ میدان کو پار کر کے وہ ونڈر ماؤنٹین نظر آ رہا تھا۔ جہاں انھیں ان کی منزل مل سکتی تھی۔

آب ہم پہنچ گئے،، دیکھیں ہم پہنچ گئے،، مایاوش کی آنکھیں نم تھیں اور چہرہ کھلا ہوا تھا۔ تبھی اس کا گریبان جھنجھوڑا تھا۔

چلیں آب،، اس ماؤنٹین تک پہنچتے ہیں،، مایاوش نے اس ک بازو پکڑ کر اسے آگے کھینچا۔

مجھے کچھ گڑبڑ محسوس ہو رہی ہے میری جان،، کیونکہ جو جیسا دکھتا ہے ویسا ہوتا نہیں،، آبدار نے سنجیدگی سے اس خاموش پنک میدان کو دیکھا۔

کچھ گڑبڑ نہیں ہے آب،، دیکھیں یہ میدان کس قدر خوبصورت ہے بس ہمیں اس پار کرنا ہے،، مایاوش نے کہا اور ایک قدم آگے ان پھولوں کے بیچ رکھا۔

تبھی خاموش میدان میں ایک دل دہلا دینے والی چیخ و پکار گونجی تھی۔ میدان میں ایک بھونچال اور زلزلہ سے پیدا ہو گیا تھا۔ ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں انسانی انگوٹھے جتنی پریاں اس میدان کے پھولوں میں سے منکل کر شور اور چیخ و پکار مچانے لگی۔ مایاوش نے گھبرا کر اپنا قدم واپس لیا تھا۔ اور آب کے سینے میں دبی۔

اب کیا بولتا کہ اس بنا پنکھوں والی پری اور دشمن کی پرنسز کی طلب رگوں میں خون بن کر دوڑتی نہیں ابال اٹھاتی ہے۔ وبال بن چکی ہے۔ جاں کا عذاب تبھی فیری ٹوپیا کے کسی کونے میں سجون نہیں آتا تھا۔

ویام نے ان کی جانب دیکھ کر پھر باہر دیکھا۔ ایجنٹس آگے بڑھی اور اپنے سوالوں کا جواب طلب کرنے کو اسے پکارا۔
کنگ ویام،،،

ایجنٹس میں آپ کے کسی سوال کا جواب فی الحال نہیں دینا چاہتا،، اس نے سنجیدگی سے دو ٹوک الفاظ میں کہا تھا۔
میں جشن کی تیاری کروانا چاہتی تھی،، اگر مسئلہ اس رنگ کا ہے تو وہ آپ واپس لے آئیں اس پرنسز سے،، ایجنٹس نے سکون سے کہا تھا جبکہ ویام کو حیرت ہوئی تھی۔
اور آپ نے ہی تو کہا تھا کہ وہ رنگ اس کے ہاتھ سے نکلی تو وہ مر جائے گی،، ویام نے بے چینی سے پوچھا۔

تو مر جانے دیجئے کنگ ویام ویسے بھی قاتل دشمن کی بیٹی ہی تو ہے،، ویسے بھی کیا پتہ اس کی موت ایسے ہی ہونا طے پائی ہو،،
ایجنٹس نے لاپرواہی سے کہا۔

ایچینٹرس جائیے آپ یہاں سے،، وہ درشتگی سے بولا تھا اور پہلی بار پہلی بار اس کا لہجہ ایچینٹرس کے لئے اتنا گستاخانہ تھا۔

مگر ایچینٹرس دوسری جانب رخ کر کے گہرا مسکرائیں تھیں۔ مگر وہاں سے گئی نہیں تو وہ خود انتہائی اشتعال میں اپنے پر پھڑپھڑاتا وہاں سے اڑا تھا۔

کدھر جا رہیں ہیں کنگ ویا م،، ایچینٹرس اس کے پیچھے کھڑکی تک آئی تھی۔

ڈریگن لینڈ، بڑے سکون سے بتایا تھا۔

کیوں،،؟ ایچینٹرس پوچھ بیٹھی حالانکہ جواب جانتی تھی۔

اب جبکہ رنگ اس کے ہاتھ میں ہے اور نکل بھی نہیں سکتی تو فیری ٹوپیا کی کوئین تو اسے ہی بننا پڑے گا ناں،، پھر چاہے وہ چاہے یا نا چاہے،، ویا م ہوا میں پنکھ پھیلا کر انھیں حرکت دیتا ایک جگہ کھڑا دانت پیس کر بولا تھا۔

کنگ راج کے غصے کو ہوا مت دیں کنگ ویا م،، ایچینٹرس نے اسے باز رکھنا چاہا۔

بھاڑ میں جائے کنگ راج اور اس کا غصہ،، مجھے میری کوئین چاہیے ہر قیمت پر ایچینٹرس،،

کنگ ویا م،، دونوں ڈریگن پر نسز کا نصیب ان کی قسمت پہلے سے ہی اوشن کے شہزادوں سے جڑی ہیں،، وہ اوشن پر نسز کی ہے،، اور میں کرسٹل باؤل میں دیکھ چکی ہوں وہ جلد ملنے والے ہیں ایک دوسرے سے،، مطلب جلد ان کی شادی ہونے والی ہے،،

ایپنچینٹرس،، شادی پر شادی نہیں ہوا کرتی،، وہ یہ سب سن کر غصے سے پاگل ہو چکا تھا۔
دماغ کی رگیں پھول چکیں تھیں۔ اور آنکھوں سے شعلے لپکنے لگے تھے۔

کنگ ویا م یہ قسمت ہے اس کی،، آپ قسمت سے نہیں لڑ سکتے،، اوشن پرنس کے اسے
شادی کالا کٹ پہناتے ہی فیری ٹوپیا رنگ اپنی حثیت اور پاور زکھودے گی،، پھر وہ بس
اس زہر کا توڑ ہوگی اس سے زیادہ اور کچھ نہیں،،

ایپنچینٹرس نے سنجیدگی سے کہا تھا مگر کنگ ویا م کا دل کیا پوری فیری ٹوپیا کو آگ لگا دے۔
اور آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے ایپنچینٹرس کہ میں ایسا ہونے دوں گا،، اس کے اور اس کی
قسمت کے بیچ کنگ ویا م کھڑا ہے،، اگر یہ اسے پانے کی جنگ، لڑائی اور ضد ہے تو ایسا ہی
سہی،، میں تو فیری ٹوپیا کی کوئین کی پرچھائیں پر کسی کا سایہ نا پڑنے دوں،، یہ لوگ کن خوش
فہمیوں میں جی رہے ہیں،،

وہ چیخ رہا تھا چلا رہا تھا۔ جانے کیا ہوا تھا ایسا کہ وہ یوں جیتا جاگتا آگ کا گولہ بن چکا تھا۔ نا اپنے
لہجے پر قابو نہ تھا نا غم و غصے پر کنٹرول۔ تبھی وہ پیچھے مڑ کر اور کچھ بھی سننے بغیر ڈریگن لینڈ کی
جانب اڑا تھا۔

ایپنچینٹرس بہت زیادہ پریشان ہوئیں تھیں۔

جانے کیا قہر نازل ہونے والا تھا۔

وہ فوراً جیک کے کمرے سے نکلی تھی۔ سامنے ہی جیک کی ماں بہنوں نے اسے حیرت سے اس حلیے میں جیک کے کمرے سے نکلتے دیکھا۔ رنجنا کا خواہ مخواہ ہی دل کیا ڈوب مرے۔ تبھی اپنے روم میں بند ہو کر لاک لگایا تھا۔

رنجنا، وہ اپنے کمرے سے نکلا۔ سامنے اپنی ماں بہنوں کو دیکھا جواب اسے حیرت اور معنی خیزی سے دیکھ رہیں تھیں کہ ان کے نزدیک یہ بہت معمولی سی تو بات تھی۔ واٹ،،، کچھ نہیں ہوا ہے یہاں،، وہ خواہ مخواہ انگلش میں پھنکارا۔

اس نے رنجنا کے دروازے پر دستک دی تھی۔ مگر اس نے دروازہ نہیں کھولا تھا۔ جب کھولا تو وہ فریش سی بیڈ پر اپنے لگج میں سامان پیک کر رہی تھی۔ شاید نہا کر نکلی تھی۔ اور اب بلورنگ ساڑھی میں اپنا سامان الماری سے نکال رہی تھی۔ جیک چہرے پر خطرناک قسم کی سنجیدگی طاری کیے اندر اس کے سر پر پہنچا تھا۔

کہاں جا رہی ہو،،؟

انڈیا،،، ایک لفظی جواب تھا جیک کو حیرت ہوئی۔

ان رشتے داروں کے پاس جو تم دونوں بہنوں کی پراپرٹی ہڑپنے کے چکروں میں تم دونوں پر مرڈر اٹیک تک کروا چکے ہیں اور تمہارے چچا کا وہ جوار می بیٹا تم دونوں پہ ریپ اٹیمپ بھی کر چکا ہے،،

جیک کا لہجہ بہت کڑوا تھا۔ مگر رنجنا برداشت کر گئی۔

جی،،، اب بھی ایک لفظی جوا تھا۔

کیوں،، جیک نے پوچھنا ضروری سمجھا۔

آپ کو اس تکلیف سے نکالنے کے لئے میرا یہاں سے جانا بہت ضروری ہے،، جب تک میں یہاں رہوں گی یہ شکل دیکھ آپ کبھی اسے بھول نہیں پائیں گے،، میرا چہرہ آپ کو اس کی یاد دلاتا رہے گا،، تبھی آپ کو اس تکلیف سے نکالنا چاہتی ہوں،، وہ سکون سے بولی۔ سامان پیک کر چکی۔ اور بیگ گھسیٹتی باہر آئی۔

مگر جیک اس تک آیا تھا۔ اس کے ہاتھ سے لگج چھینا۔

چلو تمہیں انٹرپورٹ چھوڑ کر آؤں،، جیک نے جتنے غصے میں اسے دانت پس کر کہا تھا۔ رنجنا کو جھرجھری سی آئی۔

کنگ ویام ڈریگن لینڈ میں محل سے تھوڑا دور اتر تھا۔ اور اب اس کا رخ محل کی جانب تھا۔ مگر اسے ٹھٹھک کر رکنا پڑا۔ محل کے آس پاس گول دائرے کی شکل میں وہ ہلکا اورنج سا حصار تھا۔

کنگ ویا م غصے سے پاگل ہوا تھا۔ یہ یقیناً اس کنگ راج کا کام تھا جس نے یہ حصار قائم کیا ہوگا۔ تاکہ کنگ ویا م ماہویرا سے دور رہے۔ اب اگر وہ ایک قدم بھی اس حصار کے اندر رکھتا تو نا تو وہ خود سلامت رہتا نا اس کے پر۔

کنگ ویا م نے اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے۔ اور گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔ مگر جیسے ہی نظر اپنے ہاتھ میں پہنی انگوٹھی پر گئی تو ایک دھیمی سی مسکان نے اس کے لبوں کو چھوا۔ تمام غم و غصہ کہیں جا سویا۔

کوئی بات نہیں کنگ راج،، میں محل میں نہیں آ سکتا تو کیا ہوا؟ میری کونین تو مجھ تک پہنچ سکتی ہے نا،، اور وہ آئے گی،، ضرور آئے گی،، میرے لئے اپنی جان اپنا وجود ہتھیلی پر سجائے سر کے بل چل کر آئے گی،،

وہ دل میں خود سے باتیں کرتا اس چھوٹی سی وادی میں اترتا تھا۔

وہاں گھاس پر لیٹ کر اس نے اپنی رنگ کو دیکھا تھا۔

"اسے میرے پاس ہونا چاہئے،، وہ میری کونین ہے،، میرا دل اس کی قربت کے لئے

دھڑک رہا ہے،، اسے میرے پاس لے آؤ اس دنیا کی سب سے طاقتور رنگ،،،

ویا م نے رنگ والا ہاتھ اپنے دل کے مقام پر ٹیٹو پر رکھ کر آنکھیں موند کر ایک جذب کے عالم میں کہا تھا۔

اور اب تو اسے یوں لگا جیسے پورے جسم میں کوئی سویاں سی چھو رہا تھا۔
کوئین،،، میرے پاس آئیں،،،

شٹ اپ،،، جسٹ شٹ اپ،،، وہ محلی۔ اور اپنے کانوں پر ہاتھ رکھے۔ مگر
محل سے باہر آئیں کوئین،،، مجھ تک پہنچے،،، نہیں تو سکون نہیں آئے گا،،، سکون تو
یہاں ہے اس کنگ کے پاس،،،

یہ آوازیں اب ماہویرا کے جسم سے اس کی جان نکال رہی تھیں۔ وہ جو بے تحاشا ڈرپوک
تھی۔ بزدل تھی ابھی تک ایک بھی قدم محل سے باہر نہیں نکالا تھا۔ اب اپنے کمرے سے
نکل کر راہداریوں سے ہوتی ہوئی محل سے باہر نکلی تھی۔ ابھی شام کا وقت تھا۔ وہ تمام
خدمتگاروں سے نظر بچا کر باہر تک پہنچی۔

جب وہ نیچے محل کے بڑے بیرونی گیٹ تک پہنچی تو دربان اسے دیکھ کر حیران ہوئے
تھے۔

پرنسز کہہ رہا تھا ہے آپ کو،،،؟ ایک دربان مودبانہ اس کے سامنے سر جھکا کر بولا۔
انہیں بولیں کہ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں کوئین،،، شاہی وید نے مشورہ دیا بس رائیل
گارڈن تک جانا چاہتی ہیں،،، اس آواز نے اسے گائیڈ کیا۔

میری طبیعت ٹھیک نہیں،، شاہی وید نے کہا بس یہ گارڈن تک جانا چاہتی ہوں،، ماہویرا نے سکون سے کہا۔ مگر جو بے چینی تھی ماتھے پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے نمودار ہو چکے تھے۔

مگر پرنسز آپ اکیلی کیوں جا رہی ہیں باہر،، اپنی خدمت گاروں کو اپنے ساتھ لے کر جائیے،،

کنگ راج کے مطابق پرنسز اکیلی باہر کہیں نہیں جاتی تھی۔ مگر اب پرنسز کو یوں اکیلے باہر جاتے دیکھ انھیں بھی عجیب لگا تھا۔

کوئین،،، انھیں بولیں کہ یہ آپ کا حکم ہے،، ہٹ جاؤ راستے سے اور جانے دو مجھے،، اب کی بار اس آواز میں درشتگی تھی۔

میں نے کہا یہ میرا حکم ہے،، ہٹ جاؤ سامنے سے،، جانے دو مجھے،، یہ گارڈن تک ہی تو جانا ہے،، تو اتنا وبال کیوں مچا رہیں آپ لوگ،،

وہ غصے سے چلائی تھی۔ دربان بھی گھبرا گئے اور سر تسلیم خم کرتے ایک جانب ہٹ گئے۔

اب ماہویرا کے قدموں میں تیزی تھی۔ وہ رائیل گارڈن تک آئی۔

آگے بڑھیں کوئین،،،،،،،،،، وہ چلتی گئی مگر رائیل گارڈن کو پار کرتے ہی ایک بڑی دیوار سامنے تھی۔

ماہویرا جھنجھلا کر آگے بڑھی اور بے بسی سے اس دیوار پر لکے برسائے۔ دیوار کے ساتھ لگے پودے سے پھول بھی بری طرح نوچ کر پھینک دیئے۔ اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے۔ ایک مرتبہ پھر تن بدن میں چیونٹیاں سی رہی تھیں محسوس ہوئی تو بری طرح اپنے بازو سہلائے۔

کوئین،، گھبراہٹیں تو مت،، آج آپ میری بانہوں میں ضرور پہنچیں گی،، اس آواز نے اسے تسلی دی۔ تبھی فضا میں ڈھیر سارے پرندوں کی پھر پھر اہٹ کی آواز سنائی دی۔ وہ پرندے زمین پر اترے اور عجیب طریقے سے آپس میں یون جڑ گئے کہ وہ ایک قالین کا منظر پیش کرنے لگے۔ ماہویر اجلدی سے ان پر سوار ہو کر بیٹھ گئی۔ پھر آہستہ آہستہ وہ اوپر اڑے۔ اور ماہویر اگودیار سے پار زمین پر اتار کر وہاں سے غائب ہو گئے۔

ماہویر انے ادھر ادھر دیکھا۔

کوئین ان جنگوؤں کو فلو کریں ،، پھر آواز آئی۔ اب اندھیرا سا پھیلنے لگا تھا۔ تبھی جھاڑیوں میں سے بیشمار چھوٹے چھوٹے دمکتے جگمگاتے جنگو باہر نکلے تھے۔ اور ایک جانب اڑنے لگے۔ وہ ان کی پیچھے دیوانہ وار چلتی رہی۔

وہ رستہ شاہی باغ سے آگے ایک بہت حسین و خوبصورت وادی کی جانب جاتا تھا۔ شام کے بعد کا وقت تھا۔ ملگجیا اندھیرا چار سو پھیلا تھا۔ لہذا ہیروں کی طرح جگمگاتے ننھے ننھے چھوٹے چھوٹے جگنو پھولوں کی جھاڑیوں سے نکل کر اب ماہویرا کے آس پاس گھوم رہے تھے۔ پہلے تو وہ بے تحاشا خوفزدہ ہوئی۔ مگر اپنی ہی جان اپنے بس میں کب تھی۔ وہ تو بس چلتی جا رہی تھی۔

کوئین،،، اپنے کنگ کے پاس آئیں،،، جو جانے کتنی صدیوں سے آپ کے انتظار میں بیٹھے ہیں،،، ماہویرا کو جیسے اپنے دماغ کے اندر پھر آواز سنائی دی۔ براؤن شاہی لباس کے بازو پر بندھی ڈوری کے نیچے اس کا ٹیٹو پھر جگمگایا۔ اس کے ہاتھ میں موجود رنگ پھر جگمگانے لگی۔ ایک جھرجھری سی تھی جو تن بدن میں دوڑ گئی تھی۔ اس کا جسم بری طرح ٹوٹنے لگا۔ ایک ان دیکھی طاقت نے اسے پھر اپنی جانب کھینچا۔

ماہویرا نے ادھر ادھر دیکھا۔

چلتی جائیں کوئین،،، جلدی پہنچیں مجھ تک،،، میں مر جاؤں گا آپ کی اس جدائی سے،،، آواز دلسوز درد میں ڈوبی جڑوں سے بھرپور تھی۔ جو اسے اپنے اندر سے ہی آرہی تھی۔ وہ ایک ٹرانس کی کیفیت میں چلتی گئی۔

وادی میں اتری تو خوبصورت نیلے پھولوں سے سجے پہاڑ سے نیلے رنگ کے پانی کا چشمہ بہہ رہا تھا۔ چشمے کے آس پاس درختوں کا جھنڈ تھا۔ اور ان درختوں کے نیچوں بیچ ایک بے انتہا خوبصورت سرسبز چھوٹا سا میدان تھا۔ جس پر نرم گداز گھاس تھی۔ گھاس پر شبنم کے قطرے سچے موتیوں کی طرح جگمگا رہے تھے۔ درختوں کے جھنڈ میں ٹمٹماتے جگنوڑ رہے تھے۔

وہ زرا سا آگے بڑھی اور ٹھٹھک کر رک بھی گئی وہ جو کوئی بھی تھا اس نرم گھاس پر دونوں ہاتھ اپنے سر کے نیچے رکھے آسمان کی جانب رخ کیے چت لیٹا ہوا تھا۔ ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھی ہوئی تھی۔

رک کیوں گئیں کوئین،، آج آپ کے یہ قدم جو اس کنگ تک آتے ہیں رکنے نہیں چاہیں،، آگے بڑھیں،، قریب آئیں،، بہت قریب،، آج آپ کو میرے قریب آنا ہے بہت قریب،، میری روح میں سمانا ہے،،

اس شخص کی مدھر سی سحر طاری کرتی جسم میں پھریری سی دوڑاتی سرگوشیاں اس ماحول میں عجیب سی جلت رنگ پیدا کر رہی تھیں۔ ماہویرا بغیر ڈرے آگے بڑھی۔ اس کے پاس جا کر رکی۔ ویام نے سر کے نیچے سے ہاتھ نکال کر اس کی جانب بڑھایا۔ جو اس نے تمام بھی لیا۔

ویام نے نرمی سے ہاتھ کھینچ کر پہلے اسے اپنے پاس بٹھایا پھر کمر میں ہاتھ ڈالا کر اسے اپنے پہلو میں لٹایا۔ اب ماہویرا کا سر اس کے بازو پر تھا وہ اس کے پہلو سے لگی آسمان کی جانب دیکھنے لگی۔ ان دونوں کے ٹیٹو اور ہاتھوں میں پسینے کی رنگت جگمگا رہی تھیں۔

آ،،،، آپ،،،، کون،،،، ہیں،،؟ ماہویرا کو اب اس کے پہلو میں لیٹے احساس ہوا تھا کہ پوچھ تو لے کہ وہ کس کے پاس یوں ماہی بے آب کی طرح ٹڑپتی چلی آئی تھی۔ وہ شرٹ لیس تھا۔ اور اس کے جسم سے اٹھتی مہک مسکورکن تھی۔ حواسوں پر چھاتی۔ پاگل کرتی ہوئی۔ میں آپ کا کنگ ہوں کنگ ویام،، اور آپ میری کونین ہیں ماہویرا،، جانتی ہیں ناں آپ،، اس کی سرگوشی جان لیوا تھی۔

مطلب میں آپ کی وائف ہوں،، ماہویرا کا جسم بری طرح ٹوٹ رہا تھا۔ تبھی وہ اس کے مزید پہلو میں گھسی اور کروٹ بدل کر اس کے دل کے مقام پر اپنا چہرہ رکھ لیا۔ مقابل گہرا مسکرایا تھا۔ مگر ابھی اس کی مزید ٹڑپ دیکھنے کا خواہشمند بھی تھا۔

ہاں،، آپ میری وائف ہیں،، میرے وجود کا ایک حصہ،، میری محبت،، فیری ٹوپیا کی کونین،، اس کنگ کے دل کی اکلوتی ملکہ،، ویام ایک جذب کے عالم میں آنکھیں موندے بولے گیا۔

چونکا تو تب جب اپنے سینے پر ایک روئی جیسا نرم ،، پھولوں جیسا ملائم چھوٹا سا بوجھ محسوس ہوا۔ اس نے نرمی سے آنکھیں کھولیں تو وہ اس کے دونوں کندھوں پر ہاتھ جمائے اس کے سینے پر لیٹی بغور اسے دیکھنے میں مصروف تھی۔ اس کے بالوں کی گھنی سنہری آبشار ویاہ کے دائیں کندھے پر پھیلی ہوئی تھی۔ جن سے آتی معطر سی بھینی بھینی خوشبو ویاہ کے حواسوں پر طاری ہو چکی تھی۔

آپ جانتی ہیں ناں کہ آپ صرف اور صرف اس کنگ کی ہیں ،، اس کنگ کی ملکیت ہیں ،، ویاہ نے بھی کہتے اس کی آنکھوں میں غور سے دیکھا۔ اس نے جلدی سے اثبات میں سر ہلایا۔ پھر نگاہ بھٹکی اور حسین و معصوم پورے چہرے کا طواف کرتی نیم والہوں تک جا ٹھہری۔

ماہویرا کے سامنے ایک پری زاد کنگ تھا۔ جوان دنیاؤں میں ایک حسین ترین مرد تھا۔ یا وہ اسے ہی بے تحاشا خوبصورت لگ رہا تھا۔ اپنی پوری زندگی میں اس نے کوئی اتنا خوبصورت و حسین نہیں دیکھا ہوگا۔ اس کی سبز بڑی بڑی آنکھیں ماہویرا کے لبوں پر ٹھہری ہوئیں تھیں۔ جانے کیوں مگر وہ چاہتی تھی جو وہ سوچ رہا ہے کر گزرے۔۔

اچانک ماہویرا نے جھک کر اس کی بڑی بڑی آنکھوں پر اپنے نرم گلاب کی پنکھڑیوں جیسے لب رکھے تھے۔ ویاہ نے آنکھیں موند لیں۔

اب اس کی برداشت کی بھی حد پار ہو چکی تھی۔ تبھی ویام نے اس کی نازک کمر پر اپنے ہاتھ رکھے تھے۔ اور وہ ہاتھ رینگتے اس کے کندھوں تک آئے۔ ویام نے اس کے کندھوں پر ہلکا سا دباؤ بڑھا کر اسے اپنے اوپر جھکایا اور اس کے دل کے مقام پر بنے اس جگمگاتے ٹیٹو پر اپنے لب رکھے۔

اور اس کی اس گستاخی پر ماہویرا نے بہت زور سے اپنی آنکھیں بند کر کے لمبے لمبے سانس کھینچے تھے۔ ویام نے اس کی بند آنکھیں اور لرزتی پلکیں غور سے دیکھیں اور مسکرایا۔ ابھی سے ہی سانس تھمنے لگا کوئین،، ابھی تو اس کنگ نے سانس تھمنے جیسا کچھ کیا ہی نہیں،، اس کی یہ سرگوشیاں ہی تو ماہویرا کے جسم سے اس کی جان کھینچ رہیں تھیں۔ ویام نے نرمی سے کروٹ بدلی تھی۔ اب منظر مکمل بدل گیا تھا۔ وہ مکمل اس پر کسی کالی گھٹا کی طرح چھایا ہوا تھا۔ اس کے پروں نے مکمل طور پر ان دونوں کو ڈھانپ لیا تھا۔ وہ اس کے چہرے کے بہت قریب اب ماہویرا کے ایک ایک معصوم نقوش کو اپنے دل میں نقش کر رہا تھا۔

کوئین،، معلوم ہوا کہ طلب کسے کہتے ہیں،،؟ اس کی پچھلی گردن پر ہاتھ پلٹ کر انگوٹھے سے اس کا نچلا لب رب کیا۔ ماہویرا نے جو پہلے دونوں ہاتھ اس کے سینے پر رکھے ہوئے تھے۔ اب بری طرح محل کر دونوں ہاتھ اس کی گردن کے گرد جمائل کیے تھے۔

ویام کی گرم پرحدت سانسوں سے ماہویرا کو پورا چہرہ جھلس رہا تھا۔ اور پورا جسم ہلکے سے کپکپا رہا تھا۔ ماہویرا نے ہاتھوں کے دباؤ سے اس کا چہرہ مزید اپنے اوپر جھکایا۔ اور آنکھیں بند کر لیں۔

مگر ویام گہرا مسکرایا۔ اپنی کونین کا اس کے لئے تڑپنا مچلنا اسے سکون دے رہا تھا۔ وہ مکمل اس کی دسترس میں تھی۔ مگر اب تو یہ خواہش تھی کہ پہلی قدمی اس کی کونین ہی کرے۔

جب ویام نے کوئی پیش قدمی نہیں کی بلکہ بہت ہلکے سے اس کے لبوں پر پھونک ماری تو ماہویرا نے نرمی سے آنکھیں کھولیں۔

وہ ایک شرم ایک جھجک جو آڑے آرہی تھی۔ ویام کے اس عمل نے اسے پوری طرح بے بس کیا تھا۔ تبھی ماہویرا نے زرا سا سر اٹھا کر تنی رگوں والی چٹانی گردن پر اپنے لب رکھے تھے۔

اور اب تو کنگ ویام نے بھی خود کو روکنے کی زرا سی بھی کوشش ہرگز نہیں کی تھی۔ اس کے بالوں میں ہاتھ پھنسا کر وہ ان نیم والیوں کو بہت شدت سے اپنے ہونٹوں کی گرفت میں لے گیا تھا۔

ماہویرا نے سختی سے آنکھیں بند کیں تھیں۔ مگر وہ اس کا گردن میں اپنی نرم و ملائم ہانہوں کا ہار ڈالے اس کا پورا پورا ساتھ دے رہی تھی۔

اس کی سانسوں کی خوشبو کو اپنے سینے میں اتارتے وہ اپنی پوری شدتیں اس کے وجود پر بکھیر رہا تھا۔ کمر سہلاتا ہاتھ بازو تک آیا تھا اور ایک جھٹکے سے بازو کی ڈوری کھلی۔ ماہویرا کا سانس بند ہو چکا تھا اور نازک لب پر کٹ آچکا تھا۔ تبھی اس کا چہرہ اس کی شدت میں برداشت کرتے سرخ ہو چکا تھا۔

ویام نے نرمی سے اس کے لبوں کو آزادی بخشی تو وہ بری طرح کھانسنے لگی۔ مگر ویام کا اب اسے اپنی دسترس سے آزاد کرنے کا کوئی پروگرام نہیں تھی۔ تبھی بھگیے لب اس کے کندھے پر رکھے تو ماہویرا کو لگا وہ بے جان ہو جائے گی۔

اس سے پہلے کنگ ویام اور گہرائیوں میں اترنا فضا میں ایک خوشخوار غصیلے ڈرگن کی دھاڑ سنائی دی تھی۔ وہ دھاڑ دل دہلا دینے والی تھی اور وہ خوشخوار درندے نما ڈرگن مسلسل فضا میں چلاتا اڑ رہا تھا جیسے کسی کو خبردار کرنا چاہتا ہو۔

ویام بری طرح چونکا تھا۔ جلدی سے اٹھ بیٹھا۔ ایک نظر بے حال ہوئی بکھرے سے حلیے والی اپنی کونین کو دیکھا۔ جو گھاس پر پڑی لمبے لمبے سانس بھرتی اپنا سینا سہلا رہی تھی۔ تاکہ سانس درست ہو جائے۔ اس نے بازو سے کھینچ کر ماہویرا کو اٹھا کر بٹھایا وہ بے حال سی پھر

اس کے سینے سے لگی۔ مگر ویا م نے میجک سٹک گھمائی تھی۔ ماہاویرا کا لباس درست ہو گیا۔

کچھ ہی دیر میں آس پاس فضا میں ایک بھونچال سا برپا ہوا تھا اور ایک دہشتناک ڈریگن دھاڑ سے زمین پر اترا۔

راج ونڈرنگ ووڈ سے کوئی ضروری کام نمٹا کر واپس آیا تھا۔ ماہاویرا کے لئے وہ گرین بیریز لایا تھا۔ جلدی سے دربار میں داخل ہوا تو وشہ اپنی خدمتگاروں کے ساتھ تھی۔ کونین،، پرنسز کدھر ہیں،، راج نے پوچھا۔ وہ تو اپنی خواب گاہ میں ہے،، کچھ تھکی ہوئی لگ رہی تھی تو سونے چلی گئی،، وشہ نے جواب دیا۔

راج سر ہلاتا اس کی خواب گاہ تک آیا۔ مگر اس کو اس کے کمرے میں ناپا کر راج کے صحیح معنوں میں طوطے اڑے تھے۔

کچھ ہی دیر میں اس نے پورا محل چھان مارا تھا۔ مگر وہ کہیں نامی تھی تو دربانوں کی شامت آئی تھی۔

تب ایک دربان سے پتہ چلا کہ وہ رائیل گارڈن کی جانب گئی تھی۔ راج اور پھرے داروں نے اسے ہر جانب ڈھونڈا تھا۔ یہ بات وشہ سے چھپائی گئی تھی۔

جب ماہا ویرا کہیں نہیں ملی تو راج کا غم و غصہ اور اشتعال اپنی آخری حدوں تک پہنچا تھا۔ وہ ڈریگن بن کر اڑا تھا۔ تب بلو ویلی میں اونچائی سے ہی اسے جگنو ایک جگہ اکھٹے ہونے کی وجہ سے روشنی کا جمگھٹا سا دکھائی دیا۔ ان جگنوؤں کا ایک جگہ اکھٹا ہونے کا مطلب تھا کہ کوئی غیر ماورائی جوڑا ایک دوسرے کے قریب تھا۔

تبھی وہ اشتعال و طیش میں بری طرح پاگل ہوتا زمین پر ٹھیک و یام کے سامنے اترتا تھا۔ ماہا ویرا اس کے سینے میں منہ دیئے ہوئے دہکی ہوئی تھر تھر کانپ رہی تھی۔

وہ پنک فوریسٹ کے سرے پہ کھڑے تھے۔ آبدار نے اس کی جانب ہاتھ بڑھایا۔ مایا وش نے مسکرا کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔ آبدار نے اسے اپنی جانب کھینچا۔ وہ اس کے حصار میں سمٹ گئی۔

نومیوزک،،،، مایا وش نے مسکرا کر سرگوشی کی۔ مگر آبدار گہرا مسکرایا۔

ایک ہی جھٹکے سے اسے اپنے بازو پر گرایا۔ اور ساتھ ہی ارد گرد فضا میں ایک خوبصورت میوزک کی مدھر آواز گونجی۔

مایاوش نے حیران ہو کر ادھر ادھر دیکھا۔ مگر کچھ بھی تو نہیں تھا۔

آبدار نے پھر اسے جھٹکے سے سیدھا کیا اور گول گول گھما دیا۔ فضا میں تتلیاں اڑنے لگیں اور ان کے پروں سے عجیب مدھر سی آواز آنے لگی۔

اب آبدار نے اسے گول گھماتے کبھی باؤ پر گراتے اس پنک گراؤنڈ میں قدم رکھے تھے۔ اب حیرت انگیز چور پر جہاں وہ قدم رکھتے ان کے قدموں کے نیچے وہ پنک پھول مسلے جانے کی بجائے انہیں پھولوں میں سے نکل کر پتے ان کے قدموں کو خود پراٹھا لیتے تھے۔ گراؤنڈ میں موجود پنک بیل فلاور بھی ہوا کے دوش پر جھومنے لگے تھے جیسے۔

وہ اس کے قریب آ رہا تھا۔ جیسے اس کی روح میں سما رہا تھا۔ وہ دو جسم ایک جان تھے۔ جو ایک دوسرے کی آنکھوں میں مسکرا کر دیکھتے اپنا ہر سٹپ لے رہے تھے۔ تتلیاں ان کے آس پاس حد نظر بکھری ہوئیں تھیں۔ کبھی اس کے بازوؤں کے نیچے سے اسے تھام کر اوپر اٹھاتا کبھی گول گھما کر کیل ڈانس کرتے اب وہ گراؤنڈ پار کر رہے تھے۔ شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے۔ آسمان نے اب جیسے سرخ اور اورنج امتراج کی چادر خود پر اوڑھ رکھی تھی۔

دیکھتے ہی دیکھتے بہت جلد وہ ونڈر ماؤنٹین کے قریب پہنچ گئے تھے۔ پنک گراؤنڈ ختم ہو چکا تھا وہ اپنی پہلی منزل کے بہت قریب تھے۔

آبدار ہم پہنچ گئے،، وہ خوشی سے اچھلتی اس کے سینے میں سمائی تھی۔ آبدار نے مسکرا کر اسے مزید اپنے سینے میں بھینچا۔ سامنے بے تحاشا خوبصورت ونڈرمانٹین اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ ان کے سامنے تھا۔

پھولوں سے اٹا بڑا سیدھا اور خوبصورت راستہ تھا جو اوپر کی جانب جا رہا تھا۔ مایاوش اس کا ہاتھ تھامے آگے بڑھی۔ وہ پہاڑ کے درمیانی حصے میں پہنچ چکے تھے۔ باقی پہاڑ کی نسبت یہاں درمیان میں ایک چھوٹا سا میدان سا تھا۔ پہاڑ سے یہاں کا منظر بہت ہی حسین ترین تھا۔ پہاڑ کے اوپر سے حد نظر بڑے بڑے درخت نیچے کو جھکے ہوئے تھے اور ان پر لگے مختلف پھل ہوا گھنٹیوں کی طرح جھول رہے تھے۔

اس وقت وہ لوگ جہاں کھڑے تھے وہ ایک میدان تھا۔ اس کے نیچوں بیچ ایک چھوٹا لکڑی کا سینڈ بنا ہوا تھا۔ اور اس پر ایک بے حد خوبصورت چمکدار جگمگاتی ایک رنگ سرزد ہوئی تھی۔

آبدار وہ دیکھیں وہ رنگ،، یہی تو چاہیے ہمیں،، ونڈرمانٹین پر سراب کی انگوٹھی،، میں اس کو لے کر آتی ہوں،، مایاوش بول کر اس رنگ کی جانب بڑھی جب آبدار نے اس کی کلائی تھامی۔

کیا ہوا آب،،؟ اس نے پیچھے مڑ کر آبدار کو دیکھا جو کچھ ابجھا ہوا تھا۔

یہ، سب اتنا آسان نہیں ہو سکتا کوئین،، یہ رنگ ہمیں اتنی آسانی سے تو نہیں مل سکتی،،
کچھ تو ہے جو ہم سے چھوٹ رہا ہے،، آبدار نے گہرے لہجے میں کہا۔

جو جیسا دکھتا ہے ویسا نہیں ہوتا،، یہ سراب ہے ہماری آنکھوں کو دھوکہ یہ رنگ یہاں
نہیں ہے،، مایاوش نے قدرے سرد لہجے میں کہتے اس رنگ کی جانب دیکھا۔ تم ہماری
منزل نہیں ہو، ایسا ہی ہے نا،، اس کے کہنے کی دیر تھی جب وہ رنگ اور وہ لکڑی کا
سیٹنڈ راکھ کے ڈھیر میں تبدیل ہو گیا۔

آبدار نے مایاوش کو اپنے سینے میں بھینچا وہ یقیناً اس سراب کو ہاتھ لگاتی تو وہ بھی راکھ کا
ڈھیر بن جاتی،،

اب کیا ہوگا اب،، مایاوش کی آنکھوں میں نمی تیر رہی تھی۔ اس کے سینے میں سے منہ
نکال کر چہرہ اوپر اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ جس کے ماتھے پر مایاوش کی آنکھوں
میں نمی دیکھ کر بے شمار بل آئے تھے۔

کچھ نہیں ہوگا،، ہم منزل کے بہت قریب ہیں بزدل کوئین گھبراتے نہیں ہیں،، وہ اس کی
چھوٹی سی ناک چومتا بولا تھا۔ وہ پھر اسے بزدل بول رہا تھا۔ مایاوش نے جھنجھلا کر اس کے
سینے میں منہ چھپایا۔ وہ مسکرایا اور اس کی پیٹھ سہلا کر اسے تسلی دی۔

جیک تیزی سے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ ماتھے کی رگیں پھولیں ہوئیں تھیں اور چہرہ حد برداشت سے لہو چھلکا رہا تھا۔

رنجھو کھڑکی کی جانب رخ کیے روئے جا رہی تھی۔ انڈیا جانے کی اریجنمنٹس تو وہ کئی دنوں سے کر چکی تھی۔ مگر فیصلے پر تصدیق کی مہر رات لگی تھی۔

جیک وقتاً فوقتاً ایک نگاہ اس کا ہلکے سے لرزتا وجود دیکھ رہا تھا۔

ایئر پورٹ کے باہر گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تھی۔ تورنجو کو ہوش آیا۔ وہ جلدی سے سیدھی ہوئی۔ خاموشی سے گاڑی سے اتری۔ مل

میں چلی جاؤں گی،، ہینڈ بیگ کندھے پر پہنتی وہ جیک کی شکایتی نظروں سے نگاہیں چراگئی تھی۔

مگر جیک تیزی سے گاڑی سے باہر آیت تھا۔ وہ اس کے پیچھے چلتا ایئر پورٹ کے اندر آیا تھا۔ جانے کیوں جیسے جیسے وہ قدم اندر کی جانب لے رہی تھی ان دونوں کا ہی دل ڈوب رہا تھا۔

اناؤنسمنٹ ہو رہی تھی۔ وہ لیگج گھسیٹتی اندر کی جانب بڑھی جب جیک اس کے پیچھے ہی لپکا۔ رنجو،، ول یو میری می،، اس کی اس بے ساختہ بات پر رنجنا کے قدم وہیں جم گئے تھے۔

کیوں؟ صرف اس لیے کہ میری شکل آپ کی سبجنا سے ملتی ہے،، وہ کاٹ دار لہجے بولی تھی۔

شاید ہاں،، میں تمہاری شکل میں اپنی سبجنا کو ڈھونڈ لیا کروں گا، تم میرے وجود کی خوشبو میں اسے ڈھونڈ لیا کرنا،،

اس نے اس بات سے انکار نہیں کیا تھا اور سیدھے سبھا و قبول کیا تھا کہ ایسا ہی ہے۔ اور اگر آج سبجنا زندہ ہوتی تو کیا تمہیں اس جہنم میں جانے دیتی جہاں تم منہ اٹھا کر چل پڑی ہو رنجو،، مرنے کے بعد کم از کم اس کی روح کو تکلیف مت پہنچاؤ،، شادی کر لو مجھ سے،، بس یہ رشتہ دنیا کی نگاہوں میں معتبر ہونے دو،، اسے اکیسپٹ کرنے کے لئے جتنا چاہے ہم وقت لے سکتے ہیں،، میں خود کو سبجنا کی جگہ رکھ کر تمہیں سہارا دینا چاہتا ہوں،، جیک نے جو اس کے دل میں تھی ہر بات بتا دی تھی۔

رنجنا نے بری طرح اپنے لب کاٹے تھے۔ اپنا لگج گھسیٹا اور واپس آ کر جھٹکے سے گاڑی میں بیٹھ گئی۔ جیک سنجیدگی سے واپس آ کر گاڑی میں بیٹھا اور گاڑی کا رخ سیدھا کورٹ کی جانب کیا

ویام کے سامنے ایک خونخوار ڈریگن تھا جو آگ اگلنے کو بلکل تیار تھا۔ ماہویرا ہنوز اس کے سینے سے چکی آنکھیں بند کیے کھڑی تھر تھر کانپ رہی تھی۔

راج بہت بری طرح دھاڑ رہا تھا۔ ابھی اس نے آگ اگل کر سب کچھ خاکستر کرنے کے ارادے سے منہ کھولا ہی تھا۔ کہ سینکڑوں کی تعداد میں پہاڑ پر چھپی بیٹھی پریاں اور پری زاد ویام اور راج کے درمیان آ کر راج کے سامنے اپنے گھٹنوں پر جھکے تھے۔

کنگ راج آپ کو ہمارے کنگ ویام تک پہنچنے کے لئے پہلے ہمیں موت کے گھاٹ اتارنا ہوگا، ہم اپنے کنگ کی جگہ آپ کو اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتے ہیں،، آپ ہماری جان لے لیں،، مگر ہمارے کنگ کو بخش دیں،،

ان سینکڑوں لوگوں نے ایک زبان ہو کر کہا تھا۔ جنہیں ایچینڈرس نے ہی حفظ ماتقدم کے طور پر انہیں کنگ ویام کے پیچھے بھیجا تھا یہی حکم دے کر کہ اگر کنگ راج ویام کو نقصان پہنچانے کے کوشش کرے تو وہ لوگ بیچ میں آ کر یہ بولیں۔ اور وہ اتنا بھی جانتی تھی کہ راج کبھی کسی بے گناہ کی جان نہیں لے سکے گا۔ یہ لوگ تو پھر ہزاروں کی تعداد میں اس کے سامنے سر جھکائے بیٹھے تھے۔

راج بری طرح اپنا سر پٹختا انسانی شکل میں واپس آیا تھا۔

پرنسز دور ہوئاس سے اور میرے پاس آؤ، راج کی دھاڑ پوری وادی میں گونجی تھی۔ ویا م کی گرفت بے ساختہ اپنی کونین کی کمر پر سخت ہوئی تھی۔ وہ جواب تک ویا م کی اس جان لیوا پکار کے زیر اثر تھی بری طرح روتے مزید اس کے سینے میں گھسی اور زور زور سے نفی میں سر ہلایا۔

اگر تم لوگ نہیں چاہتے کہ میں تمہارے اس پاگل کنگ کو راکھ کا ڈھیر بنا تو میری پرنسز کو میرے پاس لاؤ،

راج اب بھی بری طرح چلا رہا تھا۔ یہ سوچ کر ہی وہ طیش میں آگ کا گولہ بنا ہوا تھا کہ کنگ ویا م اب بھی محض اس کی نازک سی حساس دل پرنسز کو محض بدلے اور انتقام کی تو بھینٹ چڑھانا چاہتا ہے۔

ویا م کھڑا بری طرح اپنے لب کاٹ رہا تھا۔ کچھ ہی دیر میں وہ اپنی کونین کو اپنے ساتھ لے جانے والا تھا مگر اب کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

جب کسی میں اتنی جرات نا ہوئی کہ ویا م کے دسترس سے اسے نکالے تو راج ہی شدید اشتعال میں آگے بڑھا۔ اور ماہویرا کا بازو کھینچ کر اسے ویا م کی پناہوں سے پیچھے کھینچا۔

ویا م،،،، کنگ ویا م،،،، نہیں میں کہیں نہیں جاؤں گی،،،، چھوڑ دیں مجھے ڈیڈ، مجھے اپنے کنگ کے ساتھ جانا ہے،،،، جانے دیں مجھے،،،، نہیں،،،، کنگ ویا م روکیں مجھے،،،،

وہ چیخ رہی تھی چلا رہی تھی۔ اپنا ہاتھ ویا م کی جانب بڑھا رہی تھی۔ مگر راج اسے ساتھ گھسیٹتا لیے چلا گیا۔ اپنی جگہ واپس آ کر راج نے ماہویر پر پھونک ماری۔

وہ ایک دلخراش چیخ مار کر زمین پر گری۔ ویا م اس کی جانب لپکتا مگر بیچ میں اس کے لوگ آ گئے اور اسے وہیں روک دیا۔ وہ اگر راج سے نہیں الجھ رہا تھا یا کچھ بھی نہیں بول پایا تھا وہ صرف اور صرف اپنے لوگوں کے لئے۔

مگر سینے میں جو ادھورے ملن کی تشنگی اور اس کے پھر سے دور جانے کے خیال نے اندر صفِ ماتم بچھا دی تھی اس کا درد تکلیف اور غم ناقابلِ برداشت تھا۔ وہ اسے دور جاتے دیکھ رہا تھا جسے اب چاہتا تھا ایک پل کے لئے بھی وہ اس کی دسترس سے دور ناہو۔ جو خود اس کی پناہوں سے دور ہوتی ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہی تھی۔

دیکھتے ہی دیکھتے ماہویر ایک چھوٹی سی ڈریگن میں بدلی تھی۔ راج بھی ایک دھاڑ کے ساتھ ڈریگن میں بدلا۔ راج نے اپنی ننھی سی ڈریگن پر نسنر کی گردن کو اپنے منہ میں بھرا اور اسے اٹھائے وہاں سے محل کی جانب اڑا تھا۔

ویا م نے اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے تھے۔ مگر اپنے لوگوں کے لئے فی الحال اسے سنبھلنا تھا۔ تبھی وہ سب کو واپسی کا حکم دیتا خود بھی واپسی کے لئے اڑا۔

آبدار اور مایاوش مسلسل چلتے رہے تھے۔ رات کے سیاہی گہری ہو گئی تھی۔ وہ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئے۔ مایاوش کو خوف محسوس ہوا تھا۔ کیونکہ پہاڑ کے اس پار نیچے زمین تو تھی ہی نہیں۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے پہاڑ بس خلا میں جھول رہا ہے۔ پہاڑ کے نیچے انھیں سیارے ستارے گردش کرتے نظر آئے۔ پہاڑ کی اترائی کے بالکل درمیان میں ایک چھوٹی سی جھونپڑی تھی۔

انھوں نے دو چار قدم ابھی نیچے اتارے تھے کہ ایچینٹرس کی وہی چھوٹی پریاں ایک کرول لیے وہاں حاضر ہوئیں تھیں۔

آبدار نے کرول تمام لیا یقیناً ایچینٹرس یا ایورا کا کوئی پیغام ہوگا۔ آبدار نے کرول کھول کر دیکھا تو اس میں واقعی ایک پیغام لکھا تھا۔

اوشن کنگ اور پیاری ڈرگن کونین یہ جو سامنے جھونپڑی نظر آرہی آپ لوگوں کی منزل کا پہلا انعام اسی جھونپڑی میں ہی ہے،، مگر اس میں ایک اٹلے سر والی وچ رہتی ہے جو بے حد شیطان ہے،،،، وہ اپنی گردن چاروں طرف گھما لیتی ہے،،، یہ سراب کے جال اسی کے بچھائے ہوئے ہیں،، اب مشکل یہ ہے کہ آپ کو اسی کی انگھوٹی اسی کے دیکھے بغیر چرانی ہوگی،، یہ کیسے کرنا ہے یہ آپ لوگ سوچ لیں۔ وہ رنگ چرا کر فوراً پہاڑ کے اس پار پنک گراونڈ کے پاس آ جانا کیونکہ وہ چڑیل اس طرف نہیں آ سکتی۔ نیک تمنا ہیں۔

ایجنٹس،،

یہ پڑھ کر آبدار اور مایاوش پریشان ہوئے تھے۔ کرول غائب ہو گیا۔
اب کیا ہوگا آب،، وہ گھبرائی۔

اگر کسی طرح ہم اس وچ کا دھیان بٹا سکیں،، خاص کر وہ اوپر کی جانب دیکھتی ہو تو میں زیر زمین تیر کر اس کی جھونپڑی میں نکل کر وہ انگوٹھی چراستھا ہوں،،
آبدار نے کہا تو مایاوش کے دماغ میں جھماکا سا ہوا۔ اس نے سوچا تھا کبھی وہ ڈریگن نہیں بنے گی۔ مگر اب وقت آن پہنچا تھا کہ وہ یہ کر گزرے جو کبھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔
ٹھیک ہے آپ یہ کریں آب،، اس وچ کا دھیان میں بھٹکاؤں گی،، مایاوش نے جی کڑا کر کے کہا۔

آبدار نے اس کی جانب تعجب سے دیکھا۔
وہ کیسے کوئین،،

آپ جائیں میں کرتی ہوں،، وہ اس کے سامنے تو بلکل بھی ڈریگن نہیں بننا چاہتی تھی۔
جانے کیوں۔ تبھی اسے جانے کو بولا۔

نو،، اگر اس نے آپ کو کوئی نقصان پہنچایا تو،؟ آبدار کو اس کو لے کر الگ ہی خدشے تھے۔

اگر ہمیں اپنی پہلی جیت کو پانا ہے تو یہ خطرہ تو اٹھانا ہی پڑت گا ناں آب،، ہمارے پاس وقت بہت کم ہے، جانتے ہیں ناں آپ،، وہ رنگ لے کر آپ پہاڑ کے اس پار نکلنا اور اپنے بازو پر ہلکے سے چٹکی کاٹنا جو سائن ہوگا کہ اب کامیابی سے اس پار پہنچ گئے میں آپ کے پیچھے ہی آ جاؤں گی،، وعدہ رہا،، مایاوش نے کہا۔

آبدار نے سر ہلایا۔ بہت بے اختیار کسی خدشے کے تحت اس کی گردن میں ہاتھ ڈالا کر اسے اپنی جانب کھینچا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر میٹھی سی گستاخی کر کے وہ پیچھے ہٹا۔ اور زرا سا نیچے جھک کر پہاڑ پر اپنا ہاتھ لہرایا۔ ہاتھ میں سے نکلنے والی ریز زمین پر پڑی تو وہاں موجود پتھر بھی پانی کی طرح لہرانے لگے۔

آبدار نے سر نیچے جھکا کر زمین کے اندر چھلانگ لگائی تھی۔ وہ جھونپڑی کی جانب تیرا۔ مایاوش نے نے لرزتی پلکوں سے آنکھیں بند کیں۔ زعا دماغ کا کھیل تھا۔ میں ڈریگن پر نسنز ڈریگن بننا چاہتی ہوں،، دماغ نے کہا۔ وجود زلزلے نما جھٹکوں کی ضد میں آیا۔

کچھ ہی دیر میں وہ ڈریگن بن کر اوپر اڑی تھی۔ جھونپڑی کے دروازے میں بیٹھی وہ ڈراونی شکل کی وچ چونکی تھی۔ کچھ غیر معمولی محسوس ہوا تھا۔ اوپر سر اٹھایا تو ایک ڈریگن ہوا میں اڑ رہا تھا۔ وہ مکار وچ سمجھنے کی کوشش کرنے لگی آخر یہ ہے کیا چیز۔

وہ اوپر دیکھے گئی۔ اور اس ڈریگن کے سینے پر چمکتے ٹیٹو کو دیکھ جلد سمجھ بھی گئی کہ یہ کون ہے۔ آبدار چھونپڑی کے اندر سے زمین سے نمودار ہوا تھا۔ چپکے سے اسے دیکھا جو آسمان کی جانب دیکھ رہی تھی۔

اس نے دیکھا اس جھونپڑی کے بیچ و بیچ ایک چھوٹا سا میز پڑا ہے جس پر ایک بہت چمکدار رنگ پڑی تھی۔ وہ بہت دھیرے اور چپکے سے آگے بڑھا۔
اے ڈریگن پر سنسز جاؤ یہاں سے نہیں تو دردناک موت دوں گی،، وہ آسمان کی جانب رخ کیے چلائی تھی۔

مایاوش نے جان بوجھ کر اسے اکسانے کو اس کی جانب رخ کر کے آگ اگلی۔ وہ وچ غصے سے بولا گئی اور جو کبھی بھی اس جھونپڑی کو چھوڑ کر کہیں نہیں ہلی تھی۔ اب اپنی جھاڑواٹھا کر اس پر سوار ہوئی اور ہوا میں اڑی۔

میرے ہاتھوں مروگی ڈریگن پر سنسز،، وہ مکروہ قہقہے لگاتی مایاوش کے پیچھے پیچھے تیزی سے اڑنے لگی۔ اور اپنے ہاتھ میں پکڑی پکڑی گھما کر مایاوش پر وار کرنے لگی۔ مایاوش تیزی سے ادھر ادھر ہو کر اپنا بچاؤ کرنے لگی۔

آبدار نے وہ رنگ اٹھائی تھی۔ اور زیر زمین تیر کر جھونپڑی سے باہر آیا تھا۔ فضا میں اڑتی اپنی ڈریگن کو نین کو ایک نظر دیکھ گہرا مسکرایا تھا۔ اپنے بازو پر ہلکے سے چٹکی کاٹی۔ پھر وہ

نیچے سے تیر کر پہاڑ کے اس طرف پنک گراؤنڈ کے پاس منگل آیا۔ مگر کچھ ہی دیر میں اسے اپنی کمر پر تیزاب گرنے جتنا درد محسوس ہوا تو شدید درد سے کراہ اٹھا۔

مایاوش کو سائن مل چکا تھا۔ تبھی وہ پہاڑ کے اس طرف اڑی تھی۔ مگر بے دھیانی میں تھوڑی بے احتیاطی کر بیٹھی۔ وہ بھول گئی تھی وہ چڑیل اس طرف نہیں آ سکتی مگر اس کا کیا گیا وار تو اس طرف آ سکتا ہے۔ وہ پہاڑ کے اس جانب آتے اپنی رفتار آہستہ کر بیٹھی تھی جب اس چڑیل کا وار اسے اپنی کمر پر جھیلنا پڑا۔

وہ فضا میں بری طرح ہچکولے کھاتی پہاڑ کے اس طرف جھٹکے سے پھولوں پر گری تھی۔ درد سے تڑپتے انسانی شکل میں واپس آئی۔ اس کی دلخراش چیخوں سے پنک گراؤنڈ بھی لرز گیا تھا۔

آبدار نے غم و غصے سے اسے زمین پر گرتے دیکھا تھا۔ ایک معمولی سی وچ نے اوشن کنگ ایک اگریسو مونسٹر کے غصے اور قہر کو ہوا دی تھی۔ جو چیز انھیں چاہیے تھی وہ تول ہی چکی تھی۔ اب آبدار تیزی سے زمین کی طرف اشارہ کیا پہاڑ کے اس پار جھونپڑی میں ایک دیوہیل و ہیل و ش نمودار ہوئی تھی اور اس وچ کو ثابت منگل کر پھر سے پہاڑ کے اندر غائب ہو گئی۔

فیری ٹوپیا کے اس آخر کو نے میں رات نے ایک عجیب ہی سماں باندھ رکھا تھا۔ گہری تاریک رات کی خاموشی میں بیل فلاورز ہوا کے دوش پر لہراتے جھوم رہے تھے۔ دو محبت کرنے والے دلوں کے ٹیڈ جگمگائے تو پنک گراؤنڈ سے ٹمٹماتے جگنو نکل کر ان کے آس پاس رقص کرنے لگے۔

مایاوش زیادہ دیر سکون سے بیٹھ نہیں سکی کے آب کا ایک بازو اپنے کندھوں پر اور ایک ویسٹ پر لپٹتا محسوس ہوا تو وہ کسمائی۔ یوں بھی وہ جس صورت حال میں اس کی بانہوں میں سمٹی ہوئی تھی مایاوش کے اب چودہ طبق روشن ہونا اور آبدار کا دھوش ہونا بنتا تھا۔ آب،،،،، پلمیز،،،،، نہیں،،،،، لرزتے لبوں سے بمشکل ادا ہوا۔ آبدار نے ایگریسولی اسے اپنے بازو پر گرایا تھا۔

اگر آپ کو کچھ ہو جاتا تو،، اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے وہ اب بھی غصے میں تھا۔ تو،، مایاوش کو جانے کیا سوچا اس کی جانب دیکھ کر پوچھ بیٹھی۔ تو میں آپ کی جان لے لیتا،، اس کے بالوں میں ہاتھ پھنسا کر ایک جھٹکے سے اپنے چہرے کے قریب کیا تھا۔ اس کی سانسوں کی حدت سے مایاوش کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ مجھے پتہ ہے آپ نہیں لے سکتے میری جان،، وہ اتر کر بولی تھی۔

گمان ہے آپ کا کونین،، جس دن آپ کے وجود کو اپنے وجود کا حصہ بناؤں گا،، اس دن شاید آپ کی جان جائے میرے ہاتھوں،، اس کے سر سر اتے لہجے میں اتنی شدت اتنا جنون تھا کچھ اس کے کے ہاتھ نے مایاوش کا پہلو سہلایا تھا کہ مایاوش کے ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہوئے اور پہلو تو یوں دہک اٹھا تھا جیسے جل جائے گا۔

آبدار نے اپنے ہونٹ اس کے گداز ہونٹوں پر رکھے تھے۔ آج اس کے لمس میں پہلے سے کئی گنا زیادہ شدت اور جنون تھا۔ مایاوش چلی تھی۔ مگر اس کی چٹانی گرفت میں ہل بھی نہیں پائی۔ وہ ان نرم لبوں پر اپنی شدت اپنے جنون کی داستان لکھ دینا چاہتا تھا۔ ایک طویل بوسہ اس کے لبوں پر ثبت کر کے وہ نرمی سے پیچھے ہٹا اور اس کا سرخ چہرہ اور محبت کی بارش میں بھیگے لب دیکھے۔

مایاوش نے گھبراہٹ اس کی گردن میں بازو حائل کر کے اس کے ہی سینے میں پناہ ڈھونڈنے چاہی تھی۔

آئی نیڈیو مایاوش،، وہ اپنی ہی کیفیت و بے بسی سے جھنجھلا رہا تھا۔ تبھی آج جزیروں سے چور لہجے میں اسے پکارا تھا کہ شاید اس کی ظالم بے حس کونین کو اس پر رحم آجائے۔ مگر اس نے ظلم کی انتہا کرتے اس کے سینے میں منہ دئیے ہی نفی میں سر ہلایا تھا۔ آبدار نے بے بسی کی انتہا سے اپنے لب کچلے۔

وہ جو آج کس وقت سے بھاگ دوڑ کر رہے تھے مایاوش بہت جلد اس کی بانوں میں گہری نیند سو گئی تھی۔ آبدار نے لیٹ کر اسے اپنے سینے پر گرایا۔ کمر کے پیچھے ہاتھ لیجا کر اس کا لباس درست کیا اور ایک ٹھنڈی آہ بھرتے آنکھیں موند لیں۔

راج نے ڈریگن ماہویرا کو لا کر محل کے شاہی گارڈن میں اتارا تھا۔ وہ اب بھی بری طرح مچلتی آگ اگل رہی تھی۔ اور بری طرح چیخ چلا رہی تھی۔ راج انسانی شکل میں واپس آیا۔ اور وہاں گرٹھے ایک بہت بڑے کیل سے چین اٹھا کر ماہویرا کے پیر پر باندھی دی۔ وہ پھر پھڑا کر اڑنے کی کوشش کر رہی تھی۔ جب وشہ اندر سے بھاگی باہر آئی۔

یہ کیا کر رہے ہیں آپ راج،، کھولیں پرنسز کو،، وشہ اپنی بچی کو ایسے مچلتے دیکھ کر بڑبڑاتی۔ ابھی اس پر اس کنگ ویا م کی پکار اور اس رنگ کی پاور کا اثر ہے وشہ،، جب وہ اتر جائے گا تو کھول دوں گا،، راج نے سنجیدگی سے کہا۔

وشہ اسے دیکھ گئی۔ مگر وہ اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے اندر لے آیا۔ راج سنجیدہ تھا مگر آنکھیں لال انگارہ ہو چکیں تھیں۔ تبھی وہ وشہ کو لئے ایک مخصوص آئینے کے پاس گیا تھا۔

گرینڈ فادر،،، راج نے پکارا۔ مر میں ایک ہیولہ نمودار ہوا۔

گرینڈ فادر مجھے ایلا اور ازلان کا پتہ چاہیے،،، مجھے جلد از جلد اس کے بیٹے تک پہنچنا ہے اور ماہا ویرا کو اس کے حوالے کرنا ہے،،، راج نے سنجیدگی سے کہا۔

ازلان ادھر ہی ہے جہاں آخری بار تم ایلا سے ملے تھے،،، اس کا بیٹا بھی وہیں ملے گا تمہیں کنگ راج،،، گرینڈ فادر اتنا بول کر مسکرائے تھے۔ راج الجھا۔

آپ مسکرا کیوں رہے ہیں گرینڈ فادر، راج نے پوچھ ہی لیا۔

کچھ نہیں راج پر نسز کا خیال رکھو بس،،، وہ بول کر مر میں سے غائب ہو گئے۔

چلو وشہ زمین پر جانے کی تیاری کرو،،، ہمیں اسی نیچ پر جانا ہے جہاں ہماری ایلا سے ملاقات ہوئی تھی۔

ایک بات پوچھوں آپ سے راج،،، وشہ نے پرسوچ اور پریشان سے راج کو مخاطب کیا۔ ہسمسم،،، راج ابھی بھی ازلان کے بیٹے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

اگر اس کنگ ویا م کی جگہ آپ ہوتے تو،،، وشہ نے کہا تو راج نے چونک کر وشہ کی جانب دیکھا۔ راج کے ماتھے پر ڈھیر سارے بل آئے۔

یونواٹ کوئین، مجھے اس قطرہ قطرہ تل تل کر کے اذیت سے دوچار کرنے سے بہتر ہے کہ آپ ایک ہی مرتبہ اپنے اس غلام کی جان لے لیں،، نہیں تو اب میری برداشت کی ہر حد پار ہو چکی ہے اور صبر کا پیمانہ پوری طرح لبریز ہو چکا ہے،، اور اگر وہ چھلک گیا تو بڑی تباہی لائے گا،، جانتی ہیں ناں آپ،،

آب اسے اپنے کشادہ سینے میں بری طرح بھینچنے اپنا حال دل سنارہا تھا۔ جس سے وہ نگاہیں چرا رہی تھی۔ ہر مرتبہ بچ نکلتی تھی۔ اس کے منہ زور جربوں کے طوفان کے آگے اپنی قسم کا بند باندھ رکھا تھا۔

آب،،، آپ مجھے ڈرا رہے ہیں،، اور ہرٹ بھی کر رہے ہیں،، وہ زبردستی اپنی لہجے میں یاسیت طاری کرتی بولی۔ مطلب اپنے کنگ کی کمزور نس کو دبایا۔

آب نے نرمی سے اسے چھوڑا۔ مگر مایاوش اب شدت سے اس کے گلے لگی تھی۔

آب دار نے پھر اسے غصے سے گھورا اور اپنے لب بری طرح کچلے۔

اب یہ کیا ہے کوئین،، وہ جھنجھلایا۔

آپ کا انعام ہے،، ہمیں رنگ مل گئی ناں اس لئے،، وہ اس کے کندھے پر گال ٹکائے اپنی فخر سے اس کے شولڈر پر رنگ بنانے لگی۔ آبدار کو گدگدی سی ہوئی۔

دور ہٹیں مجھ سے کوئین،،، وہ جھنجھلایا۔

یہ تو میرا ڈائلاگ تھا،، مایاوش کو جانے کیا سوچھی اس کے کندھے پر دانتوں سے کاٹ کھایا۔

آوچ،،،،، مایاوش کو اپنے ہی کندھے پر درد محسوس ہوا تو ان کے اس کنیکشن کے ڈس ایڈوائیج پر وہ بری طرح جھنجھلائی۔

اتنے وقت میں آبدار کے لبوں کو اب گہری مسکان نے چھوا تھا۔
کوئین اتنی ہی گستاخیاں کریں جتنی خود میں برداشت کرنے کی ہمت ہو،،،
آبدار کے سر سراتے لہجے نے مایاوش کے چہرے پر لہو چھلکایا تھا۔
وہ جلدی سے اس سے الگ ہوئی۔ آب پھر مسکرایا۔

اتنے میں ہیوان تک اڑ کر آیا تھا۔ جو یقیناً ایور نے بھیجا تھا۔
چونکہ یہ وادی سراب کے اثر سے آزاد ہو چکی تھی تبھی ہیوان تک پہنچ چکا تھا۔
وہ ہیو پر سوار ہوئے اور وہ دوبارہ ونڈرنگ ووڈ کی جانب اڑا۔

ماہاویر انسانی شکل میں واپس آ چکی تھی۔ مگر اب بھی بہت بری طرح مچل رہی تھی۔ جب راج اس تک پہنچا۔ راج نے اسے زنجیر سے آزاد کیا اور زبردستی اس کے روم تک لایا۔

یس مانی ڈاٹر، مانی ٹل پر نسز، وہ وہی بہر و پیا ہے، وہی کڈنیر، جس نے اپنے مقصد کے حصول کے لئے تمہیں کڈنپ کیا، تمہیں اتنا ڈرایا، اتنا مارچر کیا کہ اب ڈر تمہارے دل و دماغ میں بیٹھ چکا ہے، مجھے تکلیف دینے کو تمہیں زہر تک دے دیا، جانتی ہوناں جب تمہارے گلے میں وہ درد ہوا تھا اور تم بے ہوش ہو گئیں تھیں،

راج اسے حقیقت بتا رہا تھا اور وہ بے یقینی سے پوری آنکھیں کھولے سن رہی تھی۔ ہاں اس کے ہونٹوں اور مونچھوں سے لگا ہی تھا کہ اس نے اسے پہلے بھی کہیں دیکھا ہے۔ وہ اب بھی صرف اپنے مقصد کے حصول کے لئے، مجھے تکلیف پہنچانے کے لئے، ڈریگن لینڈ کو ڈسٹروئے کرنے کے لئے یہ سب کر رہا ہے، اور جانتی ہو میری بچی اس نے تم پر جادو کیا، اور یہ سب اس رنگ کی وجہ سے ہے جو تمہارے ہاتھ میں، مگر مصیبت یہ ہے کہ یہ اثر نہیں سکتی، وہ کوئی کنگ ونگ نہیں ہے تمہارا، تمہاری شادی اوشن پرنس سے ہونے والی ہے، ہم اسی مقصد سے زمین پر جانے والے ہیں، تم تیار ہوناں پرنسز، سمجھ گئی نان میری بات،

راج نے اسے سمجھایا اور اپنی پیاری سی بیٹی کا ماتھا چوما۔

ڈیڈ، آتم سوری، ڈیڈ، مجھے ڈر لگ رہا ہے، وہ پھر سے مجھ پر جادو کرے گا، مجھے اپنے پاس بلا لے گا، میں بے بس ہو جاؤں گی، میں نہیں جانا چاہتی اس مونسٹر کے پاس،

وہ بلک بلک کر روتی اور اس شخص کے بارے میں سوچ کر ہی رونٹے کھڑے ہو گئے۔ جس سے وہ راتوں کو خوابوں میں بھی ڈر جایا کرتی تھی۔

اب ایسا کچھ نہیں ہوگا پرنسز، وہ پہلی مرتبہ ایٹینجینٹس اور دوسری مرتبہ اپنے لوگوں کی وجہ سے بچ نکلا، اب یہ تھرڈ اور لاسٹ بار ہوگا اگر سامنے آیا تو مرے گا میرے ہاتھوں سے، اب اگر اس نے میری پرنسز کی جانب آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا تو میں اسے ایسی موت دوں گا کہ موت بھی پناہ مانگے گی مجھ سے،،
راج کا سر سر اتالہجہ تھا۔

تم تیار ہو جاؤ فریش ہو جاؤ، ہم جا رہے ہیں یہاں سے،، تمہاری شادی ہوگی اوشن پرنس سے جلد از جلد،، پھر وہ بہرہ رپیا چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پائے گا،، سمجھ رہی ہوناں میری بات،،

راج نے ایک مرتبہ پھر یاد دہانی کروائی۔

راج روم سے باہر نکلا۔

ماہویر ابھاگتی ہوئی شاہی پیگھٹ پر گئی تھی۔ کپڑوں سمیت ہی تالاب میں گھس گئی۔ اور رو رو کر اپنا آپ رگڑ رگڑ کر ہلکان ہو گئی۔

ایسے کیسے ممکن تھا اپنے سب سے برے سب سے بھیانک نائٹ مئیر کے پاس وہ خود چل کر چلی گئی اور اسے اپنا آپ بھی سوئپ دیا۔

وہ رورو کر ہلکان ہو گئی تھی۔ مگر جلد ہی سنبھل کر لباس تبدیل کیا اور اپنے ڈیڈ اور ماما کے پاس چلی گئی۔

وہ تینوں مرر کے پاس پہنچے تھے۔ مرر میں داخل ہوئے تو سیدھا ملائیشیا کے لینکیان آئی لینڈ پر نکلے تھے۔

عائش اور روز کافی دنوں سے تاشہ کے چمچوں کو چکما دینے کی کوشش کر رہے تھے اور ایلا کی بھی تلاش جاری تھی۔ مگر تاشہ بہت مکار تھی اس نے عائش اور روز کا تعاقب جاری رکھوایا۔ تبھی عائش اور روز دوبارہ ازلاں سے بھی نہیں مل پائے تھے۔ جونچ پر روزان کا انتظار کرتے تھے کہ وہ شاید ایلا کی نوید ان تک لے کر آئیں۔ مگر ہر روزان کا انتظار بے سود چلا جاتا۔

عائش نے پھر اپنی ہر مشکوک سرگرمی ترک کر دی۔ اب ان کا تعاقب بھی کیا جاتا تو بے سود۔ پھر تاشہ نے مطمئن ہو کر ان پر سے نظریں ہٹالیں۔ مگر ایسا صرف عائش کو لگا۔

اب بھی گہری تاریک رات کے سائے اوشیانہ پر پڑھیلے ہوئے تھے جب عائش نے روز کو جگایا۔ جو اس وقت کا انتظار کرتے کرتے بیچاری اونگھنے لگی تھی۔ روز اٹھو،، چلو وقت ہو گیا،، عائش نے اس کا کندھا ہلایا۔

روز ہڑبڑا کر اٹھی،، عائش نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھاما اور دونوں رازداری سے باہر نکلے۔ عائش اس کی جانب بغور دیکھے گیا۔ ان دنوں جب وہ پل پل اس کے ساتھ رہا اسے مختلف طریقوں سے زچ کرنا پریشان کرنا اس کا محبوب مشغلہ رہا تھا۔ مگر وہ اتنی معصوم تھی کہ سمجھ ہی ناپاتی وہ اسے پریشان کر رہا ہے۔

اب تو اس کی عادت ہو گئی تھی۔ وہ اپنی اپنی سی لگنے لگی تھی۔ وہ اس پر رعب جماتا تھا۔ اب شاید ہی اس کے بغیر گزارا ممکن تھا۔

کافی طویل خفیہ راہداریوں سے گزر کر وہ محل سے باہر نکلے تھے۔ آج اوشیانہ میں موسم کافی خراب تھا۔ طوفانی لہریں اٹھ رہی تھیں۔ جو کسی بہت بڑے طوفان کی آمد کا پیش خیمہ تھی۔ وہ سبز مولڈ کی وادی سے گزر کر اس میدان تک پہنچے جہاں بڑے میدان میں وہ باکس جیلی فشر اپنی الیکٹریکل ٹینیکلر پچھالے زندان کا پہرہ دے رہی تھیں۔

عائش اور روزیلہ محتاط انداز میں آگے بڑھے۔ وہ ایک ایک کر کے سٹیپ بانی سٹیپ وہ ٹینٹکڑ پار کر رہے تھے۔ کہ تبھی روزیلہ کا پاؤں ایک ٹینٹکڑ سے ماہو گیا۔ شک کا ایک جھٹکا ساتھ جو روزیلہ کے تن بدن میں دوڑ گیا تھا۔

عائش نے جھٹکے سے اسے کھینچ کر اپنے سینے میں بھیجی۔ روزیلہ نے بہت سختی سے اپنے منہ پر ہاتھ رکھا۔ اس کا پورا وجود لرز رہا تھا۔ مگر زرا سی آواز کی ارتعاش سے وہ باکس جلی فٹش بولا جاتیں اور ان دونوں کا شک سے قیمہ بن جاتا۔

عائش نے بہت زور سے اسے سینے میں دبوچ رکھا تھا۔ روزیلہ نے اپنا سرخ چہرہ اس کے سینے سے نکالا اور اثبات میں سر ہلا کر اوکے کا اشارہ دیا مگر سچ تو یہ تھا اسے ایسا لگ رہا تھا وہ بے جان ہو چکی ہے۔ عائش نے بھی اثبات میں سر ہلایا۔ اور وہ پھر آگے بڑھے۔

بہت مشکل سے جلی فٹش کا وہ میدان پار کر کے وہ زندان کے منہ تک پہنچے تھے۔

ایلا ماسی،، روزیلہ کی آواز سن کر ایلا ٹرپ کر اندر اندھیرے سے روشنی کی جانب آئی۔

روز،، مگر روز کے پیچھے ایک مضبوط و توانا جمل پر می زاد کے سینے پر وہ شاہی ٹیوڈیکھ کر ایلا کی آنکھوں سے روانی سے آنسو بہے تھے۔

عائش،،، میرے بیٹے،، ایلا آگے بڑھی۔ مگر زندان کی جادوئی سلاخیں ماں بیٹے کے بیچ حائل ہو گئیں۔ مگر عائش کے پاس بھی شاہی خاندان کی تمام پاورز موجود تھیں۔ تبھی اس

نے ہاتھ سے اشارہ کیا تھا۔ ہاتھ سے نکلنے والی ریز سے زندان کی سلاخیں غائب ہو گئیں۔ اور ایلا باہر آ کر اپنے بیٹے کے سینے سے لگی۔

مما،، عائش نے بے چین ہو کر پکارا۔

میرے بیٹے،، ایلا نے تیزی سے بیٹے کا منہ چوما تھا۔ اور قریب کھڑی روز کو بھی سینے میں بھیجنا۔

اب منظر کچھ یوں تھا کہ ایل کے دائیں طرف عائش اور بائیں طرف روز اس کے سینے سے لگی تھی دونوں نے ایلا کی کمر کے گرد بازو لپیٹ رکھے تھے۔ مگر عائش نے روز کے ہاتھوں کی انگلیوں کو اپنے ہاتھ کی انگلیوں میں پھنسا کر ہلکا سا دبایا تھا۔ یہ شاید اس کے شکریہ کہنے کا انداز تھا۔

چلیں ممما،، بابا انتظار کر رہے ہیں آپ کا،، جب تک اس تاشہ کا کام تمام نہیں ہو جاتا آپ کو بابا کے پاس زمین پر رہنا ہے،، بلکہ ہم سب کو،، اور یہ کام آب جلد ہی پورا کرے گا،،

عائش نے کہتے ایلا کے گلے میں وہ جادوئی موتیوں والا لاکٹ پہنایا۔ روز کے پاس تو تھا ہی وہ۔ وہ زنداں سے نکل کر اب پھر جلی فشر کے گراؤنڈ سے بچتے بچتے باہر نکلے تھے۔

ابھی وہ سہی طرح سے باہر نہیں نکلے تھے کہ تاشہ کی چیخ و پکار اس پوری مولڈ وادی میں گونجی تھی۔

اے غداروں تمہیں کیا لگا، تم اپنی سازشوں میں کامیاب ہو جاؤ گے،، تاشہ اس زندان میں ہی تم تینوں کو دفن دے گی،، مگر اوشیانہ کا تخت نہیں چھوڑے گی،،
 باکس جلی فشر میں بھگدڑ مچ چکی تھی اور وہ تیزی سے ادھر ادھر تیرنے لگی۔ طوفانی لہروں کا ایک طوفان سا اٹھا تھا اور ان تینوں پر حمل ہوا۔

وہ تینوں تیزی سے سمندر کی اوپری طے کی جانب تیرے تھے۔ جب تاشہ غصے سے پاگل مکروہ قہقہے لگاتی ان کے پیچھے آئی۔

وہ اپنے ترشول سے ان پر وار کرنے لگی تھی۔ جو وہ تیزی سے ادھر ادھر تیر کر اس وار سے بچ نکلنے کی کوشش کرتے رہے۔

مما آپ جانیں ہم اسے روکتے ہیں،، عائش نے ایلا سے کہتے تاشہ پر پلٹ وار کیا تھا۔ جس سے وہ بچ نکلے۔

لیکن عائش،، ایلا نا کہنا چاہا۔ وہ کمزور ہونے کی وجہ سے تاشہ کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔
 آپ کو بابا کی قسم جانیں،، عائش نے کہتے پھر تاشہ پر وار کیا۔

ایلا اوپر کی جانب تیری اور جلدی سمندر کے ساحل تک پہنچ گئی۔

وہ دیکھو تمہاری بے وقوف ماں، پھر تم تک پہنچنے کی کوشش کر رہی ہے،، تماشہ مکروہ
 قہقہہ لگاتے چلائی۔

نیچے عائش تاشہ کا مقابلہ کر رہا تھا۔ مگر اس کی بات پر عائش کی زرا سی توجہ اس پر سے ہٹی تھی۔ تاشہ نے عائش پر ایک بھرپور وار کیا تھا۔ روز جو کہ ماں کی مکاری سمجھ گئی تھی تیزی سے عائش کے سامنے آئی تھی۔

ایک آگ کا گولہ ساتھ جورو زیلہ کے پیٹ کو چاک کرتا اسے زخمی کر گیا تھا۔

روز،،، عاؑش دھاڑا اور بے جان ھوئی روز کو اپنے بازو میں بھرا۔ وہ جان لیوا حملہ جواپنی ہی بیڑی پر کر بیٹھی تھی تاشہ پتھرائی سی نگاھوں سے روزیلہ کا خون پانی میں شامل ھوتے دیکھ رہی تھی۔

تبھی عائش نے بھی ایک بھر پور وار اس پر کیا تھا کہ وہ بے ہوش ہو کر نیچے گری۔

روز،، میری جان،، عائش اسے لئے مولڈ ماؤنٹین کی ٹاپ پر اتراتھا اس کا سر اپنی گود میں رکھ کر دیوانہ وار اس کا چہرہ تپھتھپایا۔

عائش، جائیں، یہاں،،،،، سے، وہ لڑکھڑاتی زبان کے ساتھ بولی۔

تم بے وقوف تو ہو ہی لگتا ہے پاگل بھی ہو چکی ہو، تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے روز کہ میں تمہیں یہاں چھوڑ کر جانے والا ہوں،، عائش دھاڑا تھا۔

اب بھی بہت بے چین ہو کر اس کے کپکپاتے لبوں پر نرمی سے اپنے ہونٹ رکھ کر اس کے سینے میں اپنا سانس اتار رہا تھا۔

روز سانس لو ڈیم اٹ،، اس کی تھمتی سانسوں کو دیکھ وہ بری طرح تڑپا تھا۔
جج،، جانیں،، آنکھیں بند کرنے سے پہلے اس نے عائش کو کہا تھا کیونکہ تاشہ شاید ہوش میں آچکی تھی اور اس کے پھرے دار بھی اسی جانب آرہے تھے۔ تاشہ بری طرح چیخ چلا رہی تھی۔

عائش نے لال انگارا آنکھوں سے اس کا سر نرمی سے چوٹی پر رکھا۔ جو کہ ایک جانب ڈھلک گیا۔ عائش اسے دیکھتے اوپر کی جانب تیرا۔
تاشہ روز تک پہنچ چکی تھی۔ عائش وہاں سے جا چکا تھا۔ اپنی پہلی شکست اور ایلا کے ہاتھوں سے نکل جانے پر بیٹی کے مردہ وجود کو دیکھ وہ پھر غصے سے چیخی چلائی۔ اور دھاڑیں مار مار کر روئی۔

اتنے برسوں کے بعد وہ دونوں بالکل آمنے سامنے ایک دوسرے کو بے یقینی سے دیکھ رہے تھے۔ ایلا نے ازلاں کی جانب قدم بڑھائے وہ اتنے ہی قدم پیچھے ہٹا۔ ایلا حیران

ہوئی۔ مگر ازلان کی آنکھوں میں دکھ، بے بسی، غم و غصے کے تاثرات دیکھ ایلانے بے بسی سے اپنے لب کاٹے۔

تب وہ ازلان کی ناراضگی کی پرواہ کئے بغیر بھاگ کر اس کے کشادہ سینے سے لگی تھی۔ اس کی کمر پر دونوں ہاتھ باندھ کر اس کے سینے میں منہ دیا ازلان غصے سے جھنجھلایا۔

ایلا دور رہو مجھ سے،، ہاؤڈنیر یو تمھاری ہمت کیسے ہوئی تھی مجھ سے اتنا بڑا اور اتنا بھیانک جھوٹ بولتے کہ تم نہیں رہو گی،، اتنے سال مجھ سے دور رہی مجھے پل پل اذیت سے دوچار کیا،، اتنے سال میں یہ سوچ کر پل پل تڑپتا رہا کہ میری محبت میری جینے کی وجہ تو مر گئی تو میں کیوں زندہ ہوں،، ایلا تم نے ایسا کیوں کیا میرے اور میرے بچوں کے ساتھ بتاؤ،، ازلان نے غصے سے اسے خود سے دور دھکیلنے کی کوشش کی مگر وہ ہنوز اس کے سینے میں منہ دیئے روتی رہی۔ تب ازلان نے خود سے قابو کھوتے اس کے گرد اپنی مضبوط بانہوں کا حصار قائم کیا تھا۔

تبھی وہاں راج وشہ مسکراتے ظاہر ہوئے تھے۔

اتنے برسوں بعد یہ منظر دیکھ بہت خوشی ہوئی،، راج نے کہا اور از لان کے سینے سے لگا۔
وشہ نے ایلا کو گلے لگایا۔ وہ سب ہٹ کے اندر چلے گئے۔ تبھی ساحل کے پانی سے نکل
کر عائش سرخ آنکھیں لیے باہر نکلا۔ اور ہٹ کی جانب آیا۔

ہمیں بھی آپ لوگوں کو دیکھ بہت خوشی ہوئی،، ایلا نے مسکرا کر کہا۔ تب اس کی نظر ان
کے پیچھے چھپی ڈری سہمی ایک بے تحاشا خوبصورت پرنسز پر پڑی۔

کنگ راج یہ آپ کی بڑی بیٹی ہے،، ایلا اور از لان نے ماہویرا کا ماتھا چومتے پوچھا۔
نہیں یہ ہماری چھوٹی پرنسز ہے،، راج نے مسکرا کر کہا۔ تب از لان نے انھیں اور ایلا کو
آبدار اور مایاوش کے بارے میں ساری تفصیلات بتائیں۔ جنھیں سن و شہ مایاوش کو یاد کر
کے رونے لگی۔ راج کی آنکھیں بھی نم تھیں۔ مگر ہونٹوں پر مسکان کہ اس کی پرنسز اور
اس کا کنگ اس کی سب باتیں سمجھ کر اپنے سفر پر روانہ ہو چکے ہیں۔ اور اب جلد ہی
کامیاب ہو کر بھی لوٹنے والے تھے۔

ایلا نے ماہویرا کو اپنے پاس بٹھایا۔ وہ روز کے گلے میں وہ نیپلس بھی تو دیکھ چکی تھی جو
اسے اس عائش کی بیوی ثابت کر رہا تھا۔ مگر وہ خاموش تھی اور عائش کا انتظار تھا۔ تبھی
عائش ہٹ میں داخل ہوا تھا۔

ماہویرا نے اسے ایک نظر دیکھ کر نگاہ کھکالی۔

عائش بھی اسے دیکھ نکاہیں جھکالی تھیں۔ مگر وہ آکر ازلان کے سینے سے لگا تھا۔
کیا ہوا عائش،، میرے پر نس،، ہوا کیا،، روز کدھر ہے،، بتاؤ مجھے،، ازلان اور ایلا پریشان
ہوئے۔

ڈیڈ اس تاشہ نے مجھ پر وار کیا اور روز بیچ میں آگئی،، ڈیڈ وہ نہیں رہی،، مارڈالا اس ظالم
چڑیل نے اپنی بیٹی کو،، عائش نے لال انگارہ آنکھوں سمیت ان کا بتایا۔ یہ سن کر ایلا
رونے لگی۔ مگر اب ازلان نے اسے تسلی دی۔

عائش کی بھی حالت بہت بکھری ہوئی تھی۔ وہ سب سنگا پور رائل پبلس کی جانب روانہ
ہوئے۔ عائش بالکل بھی تیار نہیں تھا واپس چلنے کو مگر ازلان نے بمشکل اسے راضی کر ہی
لیا۔

وہ لوگ ایورا کے پاس سراب کی رنگ لیے کامیاب واپس لوٹے تھے۔ ایورا نے اس
خوشی میں شاندار دعوت کا اہتمام کیا تھا۔ اور اب وہ دونوں دعوت سے فارغ ہو کر نیلے
پھول پر بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ ایورا وہاں چلی آئی۔
ایچینٹرس کا پیغام آیا ہے اوشن کنگ کے لئے،، ایورا نے کہا تو مایا ووش اور آب پوری
طرح ایورا کی جانب متوجہ ہوئے۔

آپ لوگوں کے پاس وقت بہت کم ہے چنانچہ آپ کو جلد ہی میر آف لولینے ڈریگن لینڈ جانا ہوگا اوشن کنگ،،

یہ سن کر مایاوش کے چہرے کے رنگ اڑے تھے۔

ایوراکیا مطلب آپ کا کہ انھیں جانا ہوگا میں بھی ان کے ساتھ جاؤں گی یہ اکیلے کہیں نہیں جائیں گے،،، ان کے ہر ایک قدم پر میں ان کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں،،،، مایاوش نے بے اختیار ہو کر کہا تھا۔ آبدار اس کی بے چینی پر گہرا مسکرایا اور ایوراکیا فکر مند ہوئی۔

ڈریگن پرنسز بھول گئیں آپ کہ آپ ابھی قید میں ہیں ڈریگن لینڈ نہیں جاسکتی ہیں،، وہاں صرف اوشن کنگ جاسکتے ہیں اور یہ انھیں کا امتحان ہے کہ ان کو آپ کے لئے محبت کا ماپ لانا ہوگا،،

ایوراکیا نے اس کی رونی شکل دیکھ کر اسے سمجھنا چاہا۔

اوشن کنگ،، آپ کے لئے ایچینٹرس نے خاص پیغام بھیجا ہے آپ وہ کرول میری الماری سے نکال لائیں میں ڈریگن پرنسز سے بات کرتی ہوں تب تک،،، آبدار سر اثبات میں ہلاتا ایوراکیا کے روم تک گیا۔

وہ ایوراکیا کے روم میں آیا۔ اور جلدی سے ان کی الماری کھول کر وہ نکالا اور کھول کر پڑھا۔

ڈریگن لینڈ کے ڈیپ فوریسٹ کے نیچ و نیچ بنے ایک سیاہ درخت سے ایک اکلوتی بچی ہوئی سیاہ رنگ کی بیری کوئین کے لئے لے کر آئیں،، محبت کا ماپ خود ہی مل جائے گا،، کافی مبہم سا پیغام تھا۔ مگر آبدار کو اب وہ بیری لانی تھی۔ ہر صورت پر ہر قسم پر۔ ادھر ایورامایاوش کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔

پرنسز ایک سوال پوچھوں گی اس کا سہی اور بالکل سچ جواب چاہئے،، اپنے ہی کنگ سے اس دوری کی وجہ،، ہر بار اپنے کنگ کی پیش قدمی قبول نہ کرنے کی وجہ جانی ہے ایجنٹس کو،،

ایورامایاوش کا سر جھک گیا تھا۔ آنکھوں میں آنی نہی پیچھے دھکیلنے کی کوشش کی۔

وجہ بس یہ ہے کہ میں ابھی اس چڑیل بلیک وچ اور شیطان سامر کی قید میں ہوں ایورامایاوش،، ہم اگر وہ سوار ڈبنانے میں ناکام ہو گئے،، اور اگر میں اس سامر کی قید میں چلی گئی تو،،؟ ابھی میں اپنے کنگ سے دور ہوں تو شاید وہ تب میری جدائی کا صدمہ برداشت کر لیں،، اور اگر میں اس شیطان کی دسترس میں چلی گئی تو اس کے پاس رہنے سے بہتر مرنا پسند کروں گی،، ابھی یہ ملن مکمل نہیں ہوا ہے تو تب میرے مرنے پر آب کو کچھ نہیں ہوگا،، وہ زندہ تو رہیں گے،، اگر یہ ملن مکمل ہو گیا تو میں تو اس شیطان کی قید میں مر بھی نہیں پاؤں گی ایورامایاوش،،

مایاوش پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔ اور اس کی یہ باتیں پیچھے کھڑے آب نے من و عن سنیں تھیں۔ اس کے ماتھے پر ان گنت بل آئے تھے۔

ایور نے افسوس سے سر ہلایا۔ اور ان کے کامیاب ہونے کی دعا دی۔ اور وہاں سے چلی گئی۔ مایاوش دیکھ چکی تھی کہ آب نے سب کچھ سن لیا تھا۔ وہ دم بخود سی بیٹھی رہی پھر آبدار ناراض ہو کر اس سے دور ہوتا چلا گیا۔

سلطان رائل پیلس کو دلن کی طرح سجایا جا رہا تھا۔ شادی کی تیاریاں زور و شور سے ہونے لگی تھیں۔

ازلان، ایلا روز کی قربانی کبھی فراموش نہیں کر سکتے تھے۔ مگر اب راج اور وشہ کی خواہش پر جلد از جلد یہ شادی کر دینا چاہتے تھے۔

عائش جب سے آیا تھا اپنے کمرے میں بند تھا۔ وہ تو باہر نکلا ہی نہیں۔ اسے بھی اب پتہ تھا کہ راج لوگ کیوں اور کس مقصد سے یہاں آئے ہیں۔ مگر ابھی وہ خاموش تھا۔ بہت خاموش اور یہ خاموشی کسی بڑے طوفان کے آنے سے پہلے کی خاموشی تھی۔ پھر ازلان اسے زبردستی اپنے ساتھ راج کے کمرے میں لے گیا۔

راج اور وشہ کو شاہی مہمان خانے میں ٹھہرایا گیا تھا۔ اب وہ سب بیٹھے شادی کے بارے میں ہی باتیں کر رہے تھے۔

جب اچانک راج کو کچھ غیر معمولی سا احساس ہوا۔ وہ سب کے درمیان سے اٹھا۔ وشہ نے سوالیہ نگاہوں سے راج کی جانب دیکھا۔

وشہ مجھے لگتا ہے مجھے گرینڈ فادر نے آواز دی،، وہ اٹھ کر وہاں موجود ایک آئینے کے سامنے کھڑا ہوا۔

جی گرینڈ فادر،، راج نے ان کا ہیولہ دیکھ پوچھا۔

راج فوراً ڈریگن لینڈ پہنچا، اور جا کر ڈیپ فوریسٹ کے سیاہ درخت سے ماہویرا کے لئے وہ اکلوتی بچی ہوئی بیرمی لے کر آؤ، گرینڈ فادر کی بارعب آواز آئینے میں سے گونجی جو سب کو سنائی دی۔

لیکن کیوں گرینڈ فادر،، راج نے اچنبھے سے پوچھا۔

کیونکہ وہ پرنسز کی خوشی کے لئے بہت ضروری ہے اس لئے،، اور میں کہہ رہا ہوں اس لئے،، گرینڈ فادر نے کہا اور وہاں سے غائب ہو گئے۔

راج نے پیچھے مڑ کر ان کو دیکھا۔ وشہ کے پاس آ کر اس کے بازو تھامے۔

مجھے جانا ہوگا ابھی،، وشہ میری بات غور سے سنو،، میں جلد از جلد آنے کی کوشش کروں گا۔ مگر یہ شادی رکنی نہیں چاہیے،، میں وقت پر پہنچوں ناپہنچوں شادی کی رسمیں جاری رکھنا اور پرنسز کا خیال رکھنا،،

وہ عائش کی جانب مڑا۔ بیٹا اپنی پرنسز کو تمہارے حوالے کر کے جا رہا ہوں،، اس کا خیال رکھنا بہت زیادہ،،

راج نے عائش کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر عجلت میں کہا تھا مگر اس کا دھواں دھواں چہرہ دیکھ ہی نہیں پایا۔ وہ سب سے ملکر مرر کی جانب بڑھاتا تھا اور اس میں غائب ہو گیا۔

مایاوش وہیں گھٹنوں میں منہ دئیے بیٹھی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ جب ایورا اس کے پاس آئی۔

"پرنسز اوشن کنگ ڈریگن لینڈ جا رہے ہیں،، ایورا نے بتایا تو مایاوش نے جھٹکے سے اپنے سر اٹھا کر بے یقینی سے ایورا کو دیکھا۔

پھر بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔ اور باہر کی جانب بھاگی۔

آبدار،،، مایاوش نے چلا کر اسے پکارا جو ناراض ہو کر اسے ملے بتائے بغیر ہی ڈریگن لینڈ چلا تھا۔ اسے بیل کی اونچائی سے نیچے اترنا تھا۔ اس نے بالکل انتظار نہیں کیا اور ڈریگن میں بدلی اڑ کر نیچے اتری تھی۔

یہ منظر دور دور تک سارے علاقے میں دیکھا گیا تھا۔ اور فیری ٹوپیا میں ایک ڈریگن کو دیکھ کر پھر سے خوف و ہراس پھیل چکا تھا۔ کئی پریاں محل کی جانب اڑیں تھیں کنگ ویا م کو اس ڈریگن کی اطلاع دینے کے لئے۔

مایاوش نیچے اتر کر اپنی شکل میں واپس آئی۔ سامنے ہی وہ اس کی جانب سے پیٹھ کیے کھڑا تھا۔ اس کے سامنے ایک بڑا بلیک کلر کا ہول تھا جس میں اس نے داخل ہونا تھا۔ مایاوش بھاگ کر اس کے پاس گئی تھی۔ اس کے ہول میں قدم رکھنے سے پہلے مایاوش پیچھے سے آکر اس سے زور سے لپٹی۔

آبدار،،، آتم سوری،،،،، سو سوری پلیمز زرزرز،،،،، پریوں ناراض ہ کر مت جائیں ناں،،، مجھ سے یوں ناراض مت ہوں،،، پلیمز زرزرز،،، مایاوش کے آنسو اس کی کمر پر گرے تھے۔ وہ جو کسی سے بھی الجھنا نہیں چاہتا تھا حالانکہ اپنی کونین سے بھی نہیں،،، اب اپنی آنکھیں زور سے میچیں تھیں۔ جبرے بھنے ہوئے تھے۔ مٹھیاں پوری شدت سے بند کر رکھیں تھیں۔

جب اپنی شرٹ بھیگتی محسوس ہوئی تو آبدار نے مایاوش کو بالوں سے پکڑ کر اپنے سامنے گھمایا تھا۔ اب اس کا چہرہ اپنے چہرے کے بہت قریب کر کے اپنی لال انگارا آنکھیں اس کی آنکھوں میں گاڑھیں۔

ایوراسے آپ نے جو کہا،، وہ آپ کی سوچنے کی بھی ہمت کیسے ہوئی کوئین،، اتنا کمزور سمجھ رکھا ہے کیا اس اوشن کنگ کو،، جو وہ آپ کو یونہی خود سے دور کسی شیطان کی دسترس میں جانے بھی دے گا،، اتنی فضول سوچ کے تحت آپ نے خود سے دور رکھا مجھے،، ہاؤڈنیر یو،؟ اس نے ایک ہاتھ سے مایاوش کا جبرٹا دبوچا تھا۔

آبدار کا غم و غصہ کسی صورت بھی کم نہیں ہو پا رہا تھا۔ نا اپنے اشتعال پر قابو تھا۔ تبھی اچانک طوفانی ہوائیں چلنے لگیں تھیں۔ پانی کی تیز بوچھاڑوں نے ان دونوں کو بھگوڈالا تھا۔ مایاوش جانتی تھی کہ اسے اپنے کنگ کا غصہ کیسے دور کرنا ہے۔ مایاوش نے کسی بھی چیز، کی پرواہ کیے بغیر ایک قدم آگے بڑھ کر اس کی گردن کے گرد بازو حائل کیے تھے۔ اس کے دونوں پیروں پر پاؤں رکھ کر خود کو اوپر اٹھایا اور آبدار کے ہونٹوں پر اپنے نازک لب رکھے۔

آبدار کو جو اپنی کوئین سے یہ ہرگز بھی توقع نہیں تھی۔ حیرت سے اس کی بند آنکھوں کو دیکھا اور اپنے ہونٹوں پر بہت نرم و گداز گستاخیاں ہوتیں محسوس ہوئیں تو آبدار کا تمام غم و غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا تھا۔

آبدار نے اس کی کمر میں بازو جمائل کر کے اسے سہارا دیئے خود میں بھیپنا۔ اور اب آنکھیں بند کر کے اس کی سانس کے ساتھ تال میل بنانے لگا۔

یہ شروع تو مایاوش نے کیا تھا۔ مگر اب آبدار کی شدت سے وہ نڈھال سی ہو چکی تھی۔ مگر پھر بھی اس نے اب خود کو اپنے کنگ سے دور کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

آبدار نے خود ہی اس کے لرزتے کانپتے وجود پر رحم کھاتے اسے آزادی بخشی اور بہت نرمی سے اس کے چہرے سے وہ قیمتی موتی چنے۔

اس کے ماتھے سے ماتھا ٹکا کر آنکھیں بند کیں۔ مایاوش کی تو اس کی ناقابل برداشت گستاخیوں پر پہلے ہی آنکھیں بند تھیں۔

یہ کیا تھا کوئین،،، آبدار نے سکون سے کہتے اسے چھیرا۔

آئم سوری آب،، آئندہ میں کبھی بھی اس طرح کا کوئی بھی خیال اپنے ذہن میں نہیں لاؤں گی،، وہ روتی گئی۔

ناکریں کوئین،، میں جانیں پاؤں گا،، آبدار نے بے بسی سے لب کھلتے کہا۔

آب اکیلے مت جائیں ناں،، کیا کوئی ایسا طریقہ نہیں کہ میں بھی آپ کے ساتھ جا پاؤں،،،
 اب ایک پل بھی میں آپ سے دور نہیں رہنا چاہتی آب،،
 مایاوش پھر رو پڑی تھی۔ آب نے پھر لبوں سے وہ آنسو چنے۔
 مجھ پر بھروسہ رکھیں کوئین،، کچھ نہیں ہوگا،، آپ ایورا کے پاس، رہیں گی،، میں جلد لوٹنے
 کی کوشش کروں گا،، وعدہ رہا،، بھروسہ ہے ناں اپنے کنگ پر،،،
 آب نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھا۔
 اس نے بھگی پلکوں سمیت اثبات میں سر ہلایا۔ آبدار نے اس کی بھگی پلکوں پر اپنے لب
 رکھے۔

جب لوٹوں گا تو مکمل طور پر میری ہونے کے لئے خود کو تیار رکھنا کوئین،، کہ اب یہ کنگ
 اپنی کوئین سے ایک پل کی بھی دوری برداشت نہیں کرے گا،،
 یہ کہتے آب کی گرفت اس کی کمر پر بہت شدت بھری تھی۔ مایاوش نے اپنی آنکھیں زور
 سے بند کیں۔

آبدار نے پھر پل بھر کے لئے اس کے لبوں پر اپنے ہونٹ رکھے۔ اور پیچھے ہوا۔
 اپنا خیال رکھنا کوئین،، میرے لئے،، سر سر اتے جملے تھے جو وہ اس کے کان میں بول کر
 اسے ایک سائیڈ کر کے ہول میں داخل ہوا تھا۔

آبادار،،، مایاوش چلائی۔ مگر ہول فوراً سے پہلے غائب ہو چکا تھا۔ مایاوش پھر بلک بلک کر رودی۔

مگر ابھی کچھ دیر ہی ہوئی تھی کہ اس پر ایک جال گرایا گیا تھا۔ مایاوش مچلی۔ کون ہے؟ سامنے آؤ،،، چھوڑو مجھے،،، مایاوش اس جال میں پھڑپھڑا کر رہ گئی۔ مگر وہ کچھ پریاں تھیں جو مایاوش کو جال سمیت اٹھا کر محل کی جانب اڑیں۔

جس دن سے وہ شادی کر کے آئے تھے۔ جیک اپنی جاب کے سلسلے میں شہر سے باہر ہی تھا۔ رنجو سکون میں ہی رہی۔۔۔ ویسے بھی وہ اب تک اپنے اپنے رومز میں ہی رہ رہے تھے۔ اب جبکہ رشتہ بدلاتا تھا تو ظاہر سی بات تھی ایک دوسرے کے حوالے سے احساسات بھی بدل چکے تھے۔

ایگزیم شروع ہونے کے ساتھ آدھی رات تک پڑھائی کے چکر میں دماغ سن ہو چکا تھا اور اب پیٹ میں چوہے بھی کود رہے تھے۔ شام تو کچھ ڈھنگ سے کھایا بھی نہیں تھا۔ وہ اپنے نائٹ ڈریس کے اوپر شال اوڑھتی باہر کچن کی جانب آئی تھی۔ کچن سے پہلے ہی کھڑپڑ کی آواز پر وہ چونکی تھی۔ کچن میں آ کر دیکھا تو جیک اپنے لئے کچھ بنا رہا تھا۔ آہٹ پر اس نے بھی پیچھے مڑ کر دیکھا۔

تم نے مجھے ابھی ابھی پکارا جیک،،، رنجنا نے کہا تھا مگر جیک کے چہرے پر ایک سایہ سا لہرایا تھا۔ وہ ایک جست میں اس تک پہنچا تھا۔

اگر آواز آ بھی رہی ہے رنجو تو اپنے کان بند کر لو،،، اس نے دانت پیس کر اسے دیوانہ وار جھنجھوڑ ڈالا تھا۔

مگر ہوا کیا جیک،،، مجھے پکارا بھی اور اب بول رہے ہو کان بھی بند کر لو؟

کچھ نہیں ہوا تم چلو میرے ساتھ،،، وہ اسے بازو سے تھام کر اس کے روم میں لے کر گیا تھا۔ وہ سلسلہ جو سبجنا کی زندگی نگل گیا تھا اب وہ وہی سب کچھ کم از کم رنجو کے ساتھ تو ہرگز نہیں ہونے دے گا۔

اس نے اس کے روم میں گھس کر لاک لگایا تو رنجو شاکڈ رہ گئی۔

جیک یہ کیا بد تمیزی ہے روم کیوں لاک،،،،،

شٹ اپ رنجو،،، اب وائف ہو میری تو تمہیں میرے اور اپنے ایک روم شئیر کرنے سے کیا پرالہم ہے،،، وہ غرایا۔

جیک ابھی کہ ابھی اپنے روم میں جاؤ،،، وہ بھی جھنجھنا کر بولی تھی۔

جیک نے تیزی سے اس کے بازو دبوچے تھے۔ ریشمی شال ڈھلک کر زمین بوس ہو گئی۔

جیک نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے سختی سے دیوار سے لگایا تھا۔ وہ بوکھلا ہی تو گئی۔

اور اگر میں تمہاری یہ ساری جھجک کچھ گھنٹوں میں دور کر دوں تو پھر تو تمہیں میرے روم
شئیر کرنے سے کوئی پرابلم نہیں ہوگی ناں،،

وہ اس کے کندھے سے جھٹکے سے سٹیپ نیچے کھسکاتا بولا تھا۔

رنجو گھگھکیا گئی۔ مم،،، مجھے اب بھی کک،،، کوئی پرابلم نہیں تہ،،، تم روم شئیر کر
سکتے ہو،،، پر دور ہٹو مجھ سے،،،

وہ سختی سے آنکھیں بند کیے ہوئے اس کی گرفت میں پھڑپھڑا کر رہ گئی۔

جیک نے اسے نرمی سے چھوڑا۔ رنجو سیکنڈز میں بیڈ پر لیٹ کر کمفرٹر میں گم ہوئی تھی۔ جیک

نے اچھی طرح کھڑکیاں دروازے لاک کر کے چیک کیے اور بیڈ پر آ کر نیم دراز ہو گیا۔

آنکھوں سے وحشت سی ٹپک رہی تھی۔ ایک نظر کمفرٹر پر ڈالی۔ اتنی ٹینشن میں بھی اس

گھسڑی کو دیکھ اس کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھواتھا۔

اب تو قسم کھالی تھی کہ کم از کم رنجو پر آنچ بھی نہیں آنے دے گا۔

مایاوش اس جال میں بری طرح پھڑپھڑا رہی تھی۔ ان پریوں نے مایاوش کو جال سمیت لا کر
محل کے دربار میں پھینکا۔

سامنے ہی تخت پر کنگ ویا م ٹانگ پر تانگ رکھے بیٹھا اب اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جس کے چہرے کو اس کے بالوں نے کور کر رکھا تھا۔

مایاوش اٹھی کر بیٹھی تھی اور سر جھٹک کر بال پیچھے کیے تھے۔ اور جال میں سے سامنے تخت کی جانب دیکھا تھا۔

کنگ ویا م جال میں اس لڑکی کو دیکھ تخت پر سے بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہوا تھا۔ اسے لگا کے سامنے اس کے جینے کی وجہ ہے۔ اس لڑکی میں کسی کی اتنی شباهت تھی کہ وہ تو پگلا ہی گیا تھا۔

اے چھوڑو اسے،، ویا م دھاڑا تھا۔ اور تیزی سے تخت سے نیچے اتر کر مایاوش تک پہنچا۔ جھپٹ کر اس پر سے وہ جادوئی جال اتار جس کی وجہ سے وہ ڈریگن میں نہیں بدل سکتی تھی۔ ویا م نے اسے بازوؤں سے تھام کر اٹھایا تھا۔

ماہاویرا،، کنگ ویا م کے لبوں سے ادا ہوا تو مایاوش یہ نام سن کر چونکی تھی۔ میں ماہاویرا نہیں ہوں،، چھوڑو مجھے،، مایاوش نے غصے سے اس کے ہاتھ جھٹکے۔ مگر کنگ ویا م نے بے قابو ہوتے اس کے کندھے سے ہلکے سے شرٹ نیچے کھسائی تھی۔ یہ کیا،، کمینے انسان،، دور ہو مجھ سے،، مایاوش غرائی۔ مگر سامنے والا اس کا آدھا ڈریگن اور آدھا مر میڈیٹو دیکھ حیران ہوا تھا۔

یہ کیا بد سلوکی ہے کنگ ویا م یہ ماہویرا نہیں ان کی بڑی بہن ہیں،،
تبھی وہاں ایپنچینٹرس داخل ہوئیں تھیں۔ سب تقریباً تعظیماً جھکے تھے۔ ایپنچینٹرس کے کہنے
پر کنگ ویا م شرمسار ہوا تھا۔ مگر تبھی وہاں اس کا ایک خاص غلام جو کہ اس نے کچھ خاص
مقصد سے کہیں بھیج رکھا تھا وہ ہانپتا حاضر ہوا تھا۔

کنگ ویا م اپنے غلام تک آیا۔ وہ اس کے سامنے جھکا۔
کیا خبر لائے ہو روپی،،،، کنگ ویا م نے پوچھا۔

بہت بری خبر ہے کنگ ویا م،،،،، وہی آج رات کوئین کی اس اوشن پرنس سے
شادی کی تمام رسمیں ادا کر دیں جائیں گی،،
یہ سنتے ہی کنگ ویا م کی آنکھوں نے لہو چھلکایا تھا۔

جبکہ مایاوش کے پاس کھڑی ایپنچینٹرس بھی یہ سرگوشی اپنے کرسٹل باؤل کی وجہ سے سن
چکی تھی۔

ویا م جھٹکے سے پیچھے مڑا جہاں مایاوش اب بھی کھڑی ادھر ادھر دیکھتی حیرت میں ڈوبی
تھی۔ مگر اب اس کے پاس ایپنچینٹرس کھڑی تھی۔

ایپنچینٹرس،،، خاص مہمان کا خاص خیال رکھا جائے،، مجھے کچھ ضروری کام سے جانا پڑے
گا ابھی،،،،

یہ کہتے وہ جھٹکے سے محل سے اڑا تھا ایچینٹرس کا چہرہ خوف سے سفید پڑا۔ اب جانے انسانی دنیا میں کہا قبر برپا ہونے جا رہا تھا۔

ماہویر اشاور لے کر باہر نکلی تو وشہ باہر ہی بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھی۔ ہاتھوں میں بے تحاشا خوبصورت لونگ ٹیل ٹی پنک ویڈنگ ڈریس تھا۔

پورے رائل پیلس کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔ اور اب بس دلہا دلہن کی تیاری باقی تھی۔ ماہویر اجلدی سے تیار ہو جاؤ، وقت نہیں ہے، ابھی بہت سی تیاری باقی ہے، مایاوش نے عجلت میں کہا اور ماہویر کو ڈریس پہننے میں اس کی مدد کی۔

مما ڈیکدھر ہیں، ماہویر نے اداسی سے پوچھا۔

”وہ ضروری کام سے گئیے ہیں اور تمہارے ڈیڈ ہی بول کر گئے ہیں پرنسز کہ میں وقت پر پہنچوں یا نہیں پہنچوں یہ شادی نہیں رکنی چاہیے، اسی لئے تیار ہو جاؤ بس جلدی سے اور کچھ بھی برامت سوچو پرنسز، وشہ نے اس کا منہ چوما۔

تبھی وشہ کو ایلا کا پیغام آیا کہ وہ اسے بلارہی ہے وہ ماہویر کو جلدی تیار ہونے کا بول کر باہر نکل گئی۔

ماہویرا بے چینی سے اپنی انگلیاں چٹا رہی تھی۔ جس سے شادی ہونے والی تھی اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتی تھی اور جس سے شادی ہو چکی تھی اس کے بارے میں جاننا نہیں چاہتی تھی۔ کاش وہ اس کی زندگی میں آیا ہی نہ ہوتا۔ یا اس کا وہ پیار سے پکارنا حقیقت نہ ہوتا یا وہ اس کا کڈنیپر نہ ہوتا۔ اس کا خوف اس کا ڈر ماہویرا کی رگوں میں بہتا تھا۔ مگر ایک قسم کی اسے اس شادی سے الجھن بھی ہو رہی تھی۔ بلکہ اب یہ ویڈنگ ڈریس پہن کر شدت سے احساس ہوا کہ وہ یہ شادی کرنا ہی نہیں چاہتی تھی۔

"کونین آپ دل سے، جسم سے، اس روح سے صرف اور صرف اس کنگ کی ہیں،،
اپنے کنگ اپنے شوہر کے غصے کو ہوا مت دیجئے،، میرے پاس آئیں،،
ایک غصے سے بھرکتی آواز ماہویرا کو سنائی دی۔ وہ بے تحاشا چونکی اور اپنے کانوں پر اپنے پورے زور سے ہاتھ رکھ لیے۔

ڈیڈ،، ونیر آریو،،

ماہویرا نے ان آوازوں سے ڈر کر زور سے چلا کر راج کو پکارا۔ ایک مرتبہ پھر رنگ میں سے ایک روشنی کا جھماکا سا نکلا۔ وہ روشنی ماہویرا کے جسم سے ٹکرائی تو وہ ایک مرتبہ پھر مرنے والی ہو چکی تھی۔

اس نے اپنے بازو سہلائے۔ اور بیڈ پر بیٹھ گئی اپنے بال مٹھیوں میں زور سے جکڑے۔
 سینے میں سانس اکبھنے لگا۔ ماہا ویرا کو اپنا دم گھٹتا محسوس ہوا تو جھٹکے سے اٹھ کر بالکونی کا بیرونی
 دروازہ کھول کر بالکونی میں چلی آئی۔ اور گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔
 عائش اپنے بیڈ پر اوندھا لیٹا تھا۔ اس نے اب تک یہ مانا ہی نہیں تھا کہ وہ مر چکی
 ہے۔ اسے بھوننا ناممکن تھا۔ وہ کب لہو بن کر اس کی رگوں میں دوڑنے لگی اسے تو پتہ ہی نا
 چلا تھا۔ مگر از لان اور ایلا کی وجہ سے خاموش تھا۔ وہ بھی ایک اوشن پرنس تھا اور جانے
 اسے کیوں لگتا تھا کہ یہ شادی نہیں ہوگی۔
 مگر اب جب کے کچھ دیر بعد ہی وہ اس اجنبی لڑکی کو نیکس پہنانے والا تھا۔ اب شدت سے
 اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا کہ اس شادی سے پہلے ہی منع کیوں نا کر دیا۔
 مجھے اس ماہا ویرا سے بات کرنی چاہیے، عائش نے دماغ میں سوچا اور جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔
 اب وہ اپنے روم سے نکل کر ماہا ویرا کے روم تک آیا تھا۔ ناک کر کے اندر داخل ہوا روم
 خالی تھا۔ مگر ٹیرس کا دروازہ کھلا تھا۔ وہ گلا کھنکار کر ٹیرس پر چلا آیا۔
 سامنے ہی وہ دلن کے لباس میں طویل ترین ٹیرس کے نیچ کھڑی گہرے گہرے سانس
 بھر رہی تھی۔

رات دس بجے کا وقت تھا۔ زمین پر موسم کا قہر ٹوٹ رہا تھا۔ موسم کے تیور بہت خطرناک تھے۔ آسمان پر سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے۔ تیز ہوائوں کے تھپڑے تھے جو جسم پر پڑ رہے تھے اور آسمانی بجلی قبر بن بن کر زمین پر اتر رہی تھی۔

آہٹ پر بہت زیادہ ڈر کر ماہویرا جھٹکے سے پیچھے مڑی تھی۔

”ماہویرا مجھے آپ سے ایک بہت ضروری بات کرنی ہے“ عائش نے غلاف توقع نرمی سے کہا۔ وہ جب یہاں آیا تو بہت غصے میں تھا۔ مگر اب اپنے سامنے ایک چھوٹی سی معصوم گڑیا کو دیکھ کر اس کا سارا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ چکا تھا۔ اس سب میں بھلا اس کا کیا قصور تھا۔ تبھی عائش نے نرمی اختیار کی تھی۔

”جی کیسے میں سن رہی ہوں“ ماہویرا نے گھبرا کر کہا تو عائش مزید دو چار قدم آگے بڑھا اور اس کے پاس دو قدم کے فاصلے پر کھڑا ہوا۔

ابھی وہ کچھ بولتا کہ ماہویرا نے ایک سسکی سی بھر کر اپنی آنکھ پر ہاتھ رکھا۔

”کیا ہوا“ ازایوری تنگ اوکے؟ عائش نے وہ دو قدم کا فاصلہ بھی سمیٹ لیا۔

”میری آنکھ میں کچھ چلا گیا ہے،“ ماہویرا نے آنکھ مسلی۔

کم آن،، ہاتھ ہٹاؤ میں دیکھتا ہوں،، عائش نے اس کا ہاتھ نرمی سے ہٹایا۔ اور اپنے ہاتھوں کے انگوٹھوں کی مدد سے اس کی آنکھ کھول کر دیکھی۔

تنگا تھا جو عائش نے اپنی پاکٹ سے رومال نکال کر اس سے نکال دیا تھا۔ اور اب وہ اس کی آنکھ کو راحت پہنچانے کے لئے اس میں پھونک مار رہا تھا۔

یہ وہی لمحہ تھا جب ویا م زمین پر اس ٹیرس پر ٹھیک ماہویرا کے پیچھے اس سے پانچ قدم کے فاصلے پر اتر اٹھا۔ اور سامنے اسے لگا کہ عائش ماہویرا کو چھو رہا ہے۔ ویا م غصے سے پاگل ہو چکا تھا۔

پروں کی مخصوص پھڑپھڑاہٹ سن کر ماہویرا کا چہرہ خوف سے لٹھے کی طرح سفید پڑ چکا تھا۔ وہ عائش کے کشادہ سینے سے لگی۔ عائش بھی حیران ہوا۔ مگر اس کے پیچھے کھڑے ایک پنکھوں والے شخص کو دیکھ کر اس کے ماتھے پر بل آئے تھے۔

دور ہو میری بیوی سے،،، کنگ ویا م دھاڑا تھا۔ اور اس کی اس دھاڑ کے ساتھ ہی آسمانی بجلی کے کوندے جیسے ٹیرس پر لپکنے لگے تھے۔

نہیں ہٹا تو کیا کرو گے،، عائش نے اطمینان سے کہا۔ اب گھر آئی ہوئی اپنی مہمان کی حفاظت بھی تو کرنی تھی۔ ویسے بھی سب نے اور راج انکل نے یہ ذمہ داری اسے ہی تو سونپ رکھی تھی۔

ویا م غصے سے پاگل ہوتا ان دونوں کی جانب لپکا تھا۔ عائش نے ماہویرا کو اپنے پیچھے چھپا لیا۔

ہٹ جاؤ سامنے سے،، بجلی لپک لپک کر ان کے آس پاس گر رہی تھی۔ ویام کی آنکھوں میں بھی شعلے سے لپک رہے تھے۔

جائیے یہاں سے،،،، میں یہاں سے کہیں نہیں جاؤں گی،، ماہویر ابھی ہمت کر کے چلائی تھی اور عائش کی شرٹ مٹھیوں میں دبوچی۔ وہ اپنا سر پٹخ رہی تھی مگر مصیبت تو یہ تھی کہ ابھی وہ چھوٹی تھی تو اسے خود سے ڈر لگن بھی نہیں بننا آتا تھا۔

ویام نے آسمانی بجلی اپنی میجک سٹک پر کچ کر عائش کی جانب اچھالی تھی۔ اور یہ حملہ بہت اچانک ہوا تھا۔ ماہویر کی دلخراش چیخ گونجی تھی۔ عائش جھٹکے سے اچھل کر دوڑ گرا تھا۔
Shhhhhiiiiitttttttttt

عائش نے غصے سے زمین پر ہاتھ مارا تھا۔ اور بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہوا۔
ماہویر ابھواس سے خوفزدہ ہو کر اندر کی جانب لپکی تھی۔ اس کی کلائی ویام کی وحشت زدہ گرفت میں پھنسی تھی۔

مایاوش بری طرح چلائی تھی۔

اتنی دیر میں عائش ویام کے گریبان تک آ پہنچا تھا۔ عائش کی کمر سے نکلنے والے ٹینیکلز ویام کے گرد لپٹے اور اسے آسمانی بجلی کے نیچے اچھالا تھا۔ اب ویام کو ایک زوردار جھٹکا لگا تھا۔

ان دونوں کے بازوؤں سے خون بہنے لگا تھا۔ اور ماہویر اس دہشت ناک منظر سے خوف سے نیلی پڑ چکی تھی۔

سٹاپ اٹ،، رک جاؤ آپ لوگ،، وہ چلا رہی تھی۔ مگر اس کی سن کون رہا تھا۔ عائش ویا م کی جانب لپکا۔ مگر ویا م کی سٹک سے نکلنے والی بجلی عائش کو دور پٹچ چکی تھی۔ عائش اب کچھ زیادہ ہی زخمی ہو چکا تھا۔ ماہویر ابھاگ کر اس کے قریب آ کر گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھی تھی۔

عائش،،، ماہویر انے اسے شرٹ سے پکڑ کر جھنجھوڑا۔ یہ خون خرابہ اس کی وجہ سے ہو رہا تھا تبھی وہ پھوٹ پھوٹ کورور رہی تھی۔

ویا م تیزی سے ماہویر اتک آیا تھا۔ اسے بازو سے کھینچ کر کچھ پلوں میں ہی بالکونی سے نیچے پھینکا تھا۔ ماہویرا کے منہ سے ایک دھڑاں جھج بڑا آد ہوئی تھی۔

نیچے سب نے یہ منظر دیکھا۔ ماہویرا کو کنگ ویا م کی کچھ پہرے دار پریوں نے ایک جال میں کچ کیا تھا۔ اور لے کر ایک جانب اڑ گئیں۔۔ کچھ غیر معمولی تو لگ ہی رہا تھا۔ اب سب اوپر کی جانب بھاگے تھے۔

وشہ کی جان لبوں پر آئی تھی۔ کہ ماہویرا دیکھتے ہی دیکھتے اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو چکی تھی۔

اوپر ویام نے عائش کے سینے پر اپنا پاؤں رکھ کر اس، زور سے کچلا کے عائش بری طرح کھانسنے لگا تھا۔

تمہیں میری کوئین کو چھونے کی گستاخی نہیں کرنی چاہیے تھی،،،
عائش تیزی سے اٹھا تھا اور ویام کا گلا دبوچا۔ ویام اس کی پتھرلی گرفت میں بری طرح پھڑپھڑایا۔

وہ تمہاری کوئین کب سے ہو گئی،، شادی تو میں بھی نہیں کرنا چاہتا اس سے،، کیونکہ میں بھی کسی اور سے محبت کرتا ہوں اور یہی بتانے آیا تھا اسے،، اگر تو تم اس معصوم کو اپنی سو کا لڈ انتقام کی بھینٹ چڑھانا چاہتے ہو تو آئی سوئیر یہاں سے زندہ واپس نہیں جا پاؤ گے
آج،،،،

عائش نے دانت پیس کر اس کے گلے پر گرفت بڑھائی۔ جانے کیوں ویام کو یہ سن کر سکون آیا کہ وہ ماہویرا سے شادی نہیں کرنا چاہتا ہے۔

نوبھو اس ہے یہ سب جھوٹ ہے،، اگر انتقام لینے کا موقع ملا تو اس راج کو موت کی نیند سلاؤں گا،، مگر اپنی کوئین کو اب مزید زرا سی بھی آنچ نہیں آنے دوں گا،، سمجھے،،،
محبت ہے وہ کنگ ویام کی،، زندگی،، کنگ ویام کے جینے کی وجہ،، یہ بات میں نے اس

راج کو کئی مرتبہ سمجھانے کی کوشش کی،، مگر وہ پاگل ڈریگن کچھ سمجھنے کو تیار نہیں،، اب بول دینا اسے کہ اس کی بیٹی اپنے اصل جگہ پہنچ گئی ہے،، فیری ٹوپیا کی کوئین بن کر،، ویام نے اس کا ہاتھ دور جھٹکا تھا۔

میں یہ کیسے مان لوں،، کہ یہ انتقام نہیں،، تم سچ میں اسے محبت کرتے ہو،، عائش نے اسے گھورا۔

دونوں زخموں سے چور لولہاں ہو چکے تھے۔ اور اب بری طرح ہانپ رہے تھے۔ اچھا،، بلاؤں اسے واپس،،؟ ایک مرتبہ اور چھو کے دکھاؤ اسے،، تمہارا بازو ہی دھڑ سے الگ ناکیا تو بات کرنا،، ویام ابھی کچھ دیر پہلے کہ مناظر سوچ کر پھر دھاڑا تھا۔ عائش نے زخموں سے چور دیوار سے ٹیک لگائی۔ اس پر ی زاد کی آنکھوں میں جنونیت،، وحشت،، اور ماہویرا کے لئے جو پاگل پن تھا۔ اس نے عائش کو متاثر کیا تھا۔ عائش نے اپنی پاکٹ سے سگریٹ نکال کر لبوں میں دبا کر سلگائی۔

اب کھڑے منہ کیا دیکھ رہے ہو، اس کا خیال رکھنا،، ناؤ گیٹ لاسٹ فرام ہیئر،، یا انتظار کر رہے ہو کہ کوئین وشہ یہاں آئیں اور تمہارا قیمہ بنا دیں پاگل بے وقوف کنگ،،، عائش نے اس پر خفیف سا طنز کیا۔ ویام نے اسے غور سے دیکھا۔

"کچھ دنوں کے بعد ان وائٹ کروں گا آکر دیکھ لینا بیشک،، کہ میں نے تمہاری بہن کا اچھے سے خیال رکھا ہے کہ نہیں،، زرا سی بھی شکایت ہوئی تو جو سزا دو گے منظور ہوگی،، ویام نے ناک چڑھا کر طنزیہ لہجے میں کہتے حساب بے باک کیا۔ عائش ویرا کو اس کی بہن کہنے پر کھل کر مسکرایا تھا۔

ویام لڑکھڑاتے اسی جانب اڑ گیا جدھر وہ پریاں ماہا ویرا کو لے کر اڑیں تھیں۔
 زخموں کی وجہ سے اسے اڑنے میں تکلیف ہو رہی تھی۔

عائش نے ایک سرد سی آہ بھری۔ اب اسے سب کو فیس کرنا تھا۔ حیرت کی بات تھی جو محنت کا جنون اسے اس کنگ کی نگاہوں میں دکھتا تھا آخر کنگ راج کو کیوں نادکھا یا وہ دیکھ کر انجان بن رہا تھا۔ جو بھی تھا یہ معاملہ یوں نمٹ جائے گا سوچا نہ تھا۔ سب اوپر آئے تھے۔ اور عائش کو لہو لہان دیکھ کر حق دق رہ گئے۔

راج ڈریگن لینڈ پہنچا تو اسے اطلاع مل چکی تھی کہ ایک اجنبی کو ڈارک فورسٹ جاتے دیکھا گیا ہے۔ وہ سمجھ گیا کہ وہ اجنبی بھی شاید اسی بیری کی تلاش میں ڈارک فورسٹ کی جانب نکلا ہے۔ اور پھر یہ بھی پریشانی تھی کہ وہ اجنبی جانے کون تھا جو ڈریگن لینڈ گھس آیا تھا۔ تبھی راج فوراً سے پہلے ڈریگن بنا ڈارک فورسٹ کی جانب اڑا تھا۔

آب ڈریگن لینڈ پہنچ چکا تھا۔ اس نے پہلے ڈریگن لینڈ کا میجک وڈو پار کیا تھا اور اب اسے دور سے سیاہ رنگ کے پہاڑوں سے کے بیچ وادی میں وہ ڈارک فوریسٹ نظر آ گیا۔ وہ ایک سیاہ جنگل تھا۔ جس میں معمول کے اندھیرے سے زیادہ تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اسی لئے ہی تو اسے ڈارک فوریسٹ کہتے تھے۔

آبدار کئی گھنٹوں سے چل رہا تھا۔ مگر ناتھکانا اپنے حوصلے پست ہونے دیے۔ اور اب اس جنگل کے بیچوں بیچ طویل سادے سیاہ میدان میں وہ ایک بہت ہی بڑا آسمان کو چھوتا بڑا برگد کا درخت تھا۔ جس پر لٹکی وہ سرخ لکڑی کی بیری دور سے ہی نظر آرہی تھی۔

آب نے اپنے قدم آگے بڑھائے اور آدھا میدان پار کر لیا۔ ابھی وہ مزید قدم آگے بڑھاتا کہ اسے ایک ڈریگن کی زوردار دھاڑ سنائی دی تھی۔ آب کے قدم ٹھٹھک کر رکے۔

تبھی ایک زوردار دھماکے کے ساتھ ایک دیو ہیکل ڈریگن زمین پر اتر اتر اتر اور آبدار اور اس درخت کے بیچ حائل ہو گیا۔ ڈریگن بہت غصیلہ تھا۔ مگر آب کا اطمینان بھی قابل دید تھا۔

آبدار کوٹس سے مس نہا ہوتے دیکھ وہ ڈریگن اس کی جانب رخ کر کے زور سے دھاڑا۔

مگر آب پھر بھی وہیں جما کھڑا رہا۔ تب وہ ڈریگن اپنا سر پٹختا انسانی روپ میں اسے کے سامنے ظہور پذیر ہوا تھا۔

جو کوئی بھی ہو، اگر اپنی سلامتی چاہتے ہو تو یہاں سے چلے جاؤ لڑکے،،، یہاں ڈریگن لینڈ میں گھس پیٹھ کرنے والے کو زندہ جلا کر رکھ کر دیا جاتا ہے،،

راج اس اجنبی کو ڈریگن لینڈ میں اتنے اطمینان سے کھڑے دیکھ دھاڑا تھا۔
مجھے میری کوئین کے لئے وہ میری چاہیے ہر قیمت پر،،،

بھول جاؤ لڑکے،، کیونکہ مجھے وہ میری بیٹی کے لئے چاہیے،، راج نے غصے سے کہا تھا۔
اور پھر لمحوں میں ڈریگن بن کر اڑا اور آگ اگل کر درخت کے چاروں اطراف آگ بھڑکادی۔
پھر اتر کر اس کے سامنے انسانی شکل میں آیا۔

سوال ہی پیدا نہیں ہوتا،، وہ میری کوئین کی زندگی کے لئے بہت ضروری ہے،، آبدار
نے اب بھی سکون سے کہا تھا۔

تو چلو لے کے دکھاؤ،، راج نے کہتے بھڑکتی آگ کو دیکھ کر اس پر خفیف سا طنز کیا۔
چلیں دیکھتے ہیں کہ آج ایک شوہر اپنی بیوی کے لئے اسے لے کر جاتا ہے کہ ایک باپ
اپنی بیٹی کے لئے،، کس کی محبت زیادہ ہے،، کس کی بہت کا پلڑا بھاری ہے،، کس کی محبت
کی پیمائش سرخرو ہوتی ہے،،،

یہ کہتے آج نے ہاتھ کا اشارہ ہی کیا تھا کہ ایک حد نگاہ پانی کی لہر اٹھی اور اس ساری بھڑکتی
آگ کو بجھا گئی۔

محبت کا ماپ نہیں ہوا کرتا لڑکے،، مگر اب آزمانے آہی گئے ہو تو آزما لو،،، غصے سے کتے راج ڈریگن بنا تھا اور آب کی جانب رخ کر کے بے تحاشا آگ اگلی۔ یہ حملہ بہت اچانک تھا۔

آب سنبھل نہیں پایا تھا اور اس کے جسم کا کچھ حصہ بری طرح آگ کی لپیٹ میں آ کر جھلسا تھا۔ آبدار کی دلدوز، چیخ ڈارک فورسٹ میں گونجی تھی۔

ادھر مایاوش جو کہ محل کے باغ میں چشمے کے پاس اداس سی بیٹھی تھی۔ وہ ایک ڈریگن پرنسز تھی سینڈو میں ڈریگن بن کر آگ اگل کر وہاں کی اینٹ سے اینٹ بجا سکتی تھی۔ مگر وہ ایک نرم دل شہزادی تھی جو کسی کی جان نہیں لینا چاہتی تھی۔

مایاوش کو کچھ ہی دیر میں یوں لگا جیسے آج وہ مر ہی جائے گی۔ اس کی دلخراش چیخیں فیری ٹوپیا کے سارے محل میں گونج اٹھیں تھیں۔ جسم یوں جھلس رہا تھا جیسے مسلسل اسے آگ کے الاؤ میں جھونک دیا گیا تھا۔

اس کی پہرے دار پریوں نے چونک کر اس کی جانب دیکھا اور اس کی جانب بوکھلا کر لپکیں۔

نیلیم،،،، ایپنچینٹرس کو بلاؤ ابھی،،،، ایک پہرے دار پر می نے دوسری کی جانب دیکھ کر کہا۔

میں جل رہی ہوں،،،، میرا جسم جھلس رہا ہے،،،، مایاوش کی دردناک چیخیں تھیں جن سے وہ پریاں بری طرح گھبرا رہی تھیں۔ بھلا ایسے کیسے ہو سکتا تھا کہ ایک ڈریگن پر نسنز کو آگ جھلساتی۔ مگر وہ نہیں جانتی تھیں کہ مایاوش کا اوشن کنگ تھا جو جلاتا تھا تو اس کی آنچ مایاوش تک کیوں نہیں پہنچتی۔

تبھی وہاں ایپنچینٹرس چلی آئیں تھیں۔

پرنسز کو چشمے میں پھینک دو،،،، ایپنچینٹرس چلائیں تھیں۔ پہرے دار پریوں نے تڑپتی مایاوش کو اٹھا کر چشمے میں پھینکا تھا۔

کچھ پل لگے تھے۔ مگر اسے سکون آیا تھا۔ اب وہ پانی کے اندر رنگ برنگے پتھروں کی سطح پر آنکھیں موندے لیٹی سکون محسوس کر رہی تھی۔

آبدار زمین پر نڈھال ہو کر گرا تھا۔ راج اس کے بالکل سامنے کھڑا تھا۔ راج طنزیہ مسکرایا۔ مگر اس کی مسکراہٹ چند پلوں میں دور ہوئی تھی جب یوں ہوا کہ پانی کی ایک بہت بڑی لہر آب پر گری اور اسے سکون آگیا۔

راج ڈریگن بن کر میری لینے کے لئے اڑا۔ اور آگ اگل کر پھر درخت کے چاروں اطراف آگ بھڑکادی تاکہ آب اس میری تک نہ پہنچ پائے۔

مگر آب آگ کی پرواہ کیے بغیر پانی کی لہروں کو ساتھ لیے آگے بڑھتا رہا۔ بھڑکتی آگ میں وہ جھلسا بھی

مگر یہاں پرواہ کسے تھی۔

راج میری کے قریب تر تھا۔ مگر پانی کی ایک بہت بڑی لہر نے اسے دور پٹختا تھا۔

آب پانی پہ کھڑا تھا۔ پانی اوپر کی جانب اٹھا۔ اور آب کو میری تک پہنچا دیا۔

ادھر راج دوبار اٹھ کر میری تک پہنچا تھا۔ دونوں نے ایک ہی وقت میں میری کو ہاتھ میں

تھام لیا تھا۔ اب منظر کچھ یوں تھا کہ راج اور آب دونوں کے ہاتھ میں میری کا آدھا حصہ

تھا۔

چھوڑ دو اسے،، یہ میری کو نین کی زندگی کے لیے بہت ضروری ہے،، اگر یہ ناپلی تو وہ مجھ

سے دور ہو جائے گی،،

آبدار غصے سے دھاڑا تھا۔ راج نے اس نوجوان کو دیکھا جو اپنی کونین کے لئے سر دھڑکی

بازی لگا رہا تھا۔ بری طرح جھلسنے کے باوجود اپنے قدم پیچھے نہیں ہٹائے۔

گرینڈ فادر نے یہ بیرمی ماہویرا کے لئے لانے کو بولا تھا مگر یہ ہرگز نہیں کہا تھا کہ یہ بیرمی ماہویرا کی زندگی کے لئے بہت ضروری ہے یا اس کیے بغیر ماہویرا مر جائے گی۔ جبکہ اس سے زیادہ اس بیرمی کی ضرورت اس نوجوان کو تھی۔

راج نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچا تھا۔ اور وہ دونوں زمین پر آئے۔

مجھے تمھاری بہادری اور اپنی کونین کے لئے تمھاری محبت یہ چیز بہت پسند آئی لڑکے یہ تم اپنی کونین کے لئے لے جاسکتے ہو،،،

راج نے نرمی سے کہا۔ آب کی تنی رگیں ڈھیلی پڑیں تھیں۔ اور اب وہ کنفیوز ہو چکا تھا۔ مگر یہ آپ کو اپنی بیٹی کے لئے چاہیے تھی،، آب نے جھجھکتے کہا۔

مگر وہ میری بیٹی کی زندگی کے لئے ضروری نہیں، تمھاری کونین کی زندگی کے لئے ضروری ہے،، میں یوں سمجھ لوں گا کہ یہ میں نے اپنی بیٹی کی زندگی کی لئے ہی تحفہ بھجوا دیا ہے،،

راج کچھ دیر کے لئے خاموش ہوا۔ پھر کچھ توقف کے بعد بولا۔

اگر یہ میری بیٹی کی زندگی کے لئے ضروری ہوتی تو اسے اس کے باپ سے دنیا کی کوئی طاقت چھین نہیں سکتی تھی،،، باپ کا رشتہ اپنی بچی سے خون کا رشتہ ہوتا ہے جو کوئی مٹا نہیں سکتا،، کوئی بدل نہیں سکتا،، باپ کی محبت کا ماپ نہیں ہوتا،، مگر آج مجھے لگا اگر

تمھاری جگہ میں ہوتا تو اپنی کونین کے لئے میری محبت کی بھی کوئی پیمائش نہیں ہو سکتی تھی،، اور یہ تم نے ابھی کچھ دیر پہلے اپنی کونین کے لئے اپنی جان پر کھیل کر ثابت کر دیا،، ویل ڈن بوائے،،
راج بول کر مسکرایا۔

آب نے سکون کی سانس لی۔ اور بیری کی جانب دیکھا۔ وہ ایک ہارٹ شیپ کی عجیب و غریب سی بیری تھی۔
کیا وہ دل کی شکل تھی۔ دل جو کہ سائن ہے محبت کا۔ تو کیا یہ ہی بیری محبت کا ماپ تھی۔
کیا وہ اپنی کونین سے محبت کی پیمائش کے پیمانے میں کھرا اتر چکا تھا۔
آبد اگے گہرا مسکرایا تھا۔

ویسے تمھاری کونین کی زندگی کو کونسا خطرہ لاحق ہے نوجوان،،

معاف کیجئے گا ابھی میرے پاس وقت نہیں،، اس سب سے فارغ ہو کر اپنی کونین کے ساتھ میں سب سے پہلے یہیں آنے والا ہوں، ہاں ابھی یہ جان لیں کے مجھے اپنی کونین کے لئے سوارڈ آف لائٹ بنانی ہے،،

چلتا ہوں،،،

یہ بول کر آب جلدی سے وہاں سے نکلا تھا۔ راج کو حیران و ششدر چھوڑ کر۔

رومینیا کے اس ہسٹوریکل پیلس میں آج غیر معمولی دہشت اور وحشتناک سا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ کالے سیاہ بادلوں نے آسمان کو ڈھانپا ہوا تھا۔۔۔۔۔**

گہری رات کا وقت تھا۔**

اس ہسٹوریکل پیلس کے اوپر آدھی رات کے وقت بھی سیاہ گدھ اڑ رہے تھے۔ جیسے بہت سارا مردار ہاتھ لگنے والا ہو۔ جیسے کوئی انہونی ہونے والی ہو۔ اور چھت کے آس پاس کوئے عجیب طرح سے کانیں کانیں کرنے میں مصروف تھے۔ تمام قبرستان میں کوئے اڑ رہے تھے۔**

اس ہسٹوریکل پیلس کے اندر ہر جانب خون کے چھینٹے اور گوشت کے ٹکڑے بکھرے پڑے تھے۔ اسی کے بیسمنٹ میں ایک بڑا سا آگ کا الاؤ بھڑک رہا تھا۔ اور اس آگ کے پاس وہ بھدی ترین شکل والی چڑیل بیٹھی منہ میں کوئی ناپاک جنتر منتر پڑھ رہی تھی۔****

مکروہ اور ڈارونی ترین شکل والے شیطان کے چیلے اس کے آس پاس مکروہ قمقمے لگاتے چکر کاٹ رہے تھے۔ وہ سب ایک آنکھ والے اور سرخ پتلیوں والے شیطان تھے جو وہاں پڑی کافی لاشوں کو اپنی خوراک بنا چکے تھے۔ اور اس جگہ کی درو یوار پر خون یوں بکھرا ہوا تھا جیسے وہاں اونٹ کے اونٹ زنج کیے گئے تھے۔**

اچانک بہت زوردار دھماکے ہونے شروع ہوئے تھے۔ ماحول پر دہشت سی طاری ہو گئی۔ وہ سب چیلے خباثت بھرے قمقمے لگانے لگے۔ زمین زلزلوں کی ضد میں آئی اور اس چڑیل کے سامنے اس الاؤ میں سے زمجن پھٹنے لگی۔ سرکنے لگی۔ زمین سے سیاہ بدبودار گندے خون کے فوارے سے ابلنے لگے۔ **

وہ زمین آہستہ آہستہ پھٹنے لگی اور اس میں سہ ایک کافن نمودار ہونے لگا۔ بلیک وچ جواپنے بھیانک ڈھانچے نما چہرے سے وہ منتر پڑھ رہے تھی اس کے ان مترون میں شدت پیدا ہونے لگی۔ وہ کافن سارا اوپر چلا آیا۔ اس کافن سے موذی جانور اور کیڑے مکوڑے چپکے ہوئے تھے۔ **

تبھی دھاڑ کی آواز سے اس کافن کا ڈھکن سرکا تھا۔ اندر ایک ہڈیوں نما مردہ جو کیڑوں مکوڑوں سے لدا ہوا تھا اس نے جھٹکے سے آنکھیں کھولیں۔ اس شیطان نما بھیانک شکل والے مردہ کی آنکھوں سفید اور پتلیاں مردوں کی طرح ساکت تھیں۔ وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھا تھا۔ **

تمام شیطان کے چیلے اپنے آقا کے اٹھ جانے کے خوف و دہشت سے زمین پر گر گئے تھے۔

بلیک وچ نے ایک نظر اس سامر شیچان پر ڈالی۔ خود کی اتنی ڈراؤنی اور بھدی شکل ہونے کے باوجود سامنے طیٹھا وہ نیم مردہ اس قدر ڈراؤنا، کیڑوں سے لدا اور مکروہ تھا کہ ایک مرتبہ تو وہ خود بھی خوف کھا گئی تھی۔ **

سامر کی ساکت پتلیوں نے بلیک وچ کو غصے سے گھورا۔

آقا،،، وہ خود بھی سر زمین پر ٹکائے اس کے گندے کیڑے پڑے پیروں میں گر گئی تھی۔ **

وہ مردہ کفن پھاڑ کر کافن دے باہر نکل آیا تھا۔ یعنی ایک شیطان جاگ چکا تھا جانے کیا کیا تباہی لانے۔ کس کس کو موت دینے۔ کس کس کو موت کے گھاٹ اتارنے۔ **

ماہویرا بیڈ پر نیم دراز تھی۔ اسے پہرہ دار پریوں نے جان بوجھ کر بیہوش کر دیا تھا۔ آہستہ آہستہ ماہویرا کو ہوش آیا تھا۔ پہلے تو کافی دیر لیٹی وہ غائب دماغی کے عالم میں چھت کو گھورتی رہی۔ مگر جب سب یاد آتا رہا وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔ **

ملگجے سے اندھیرے میں بھی وہ پہچان چکی تھی کہ وہ اسی گھر میں تھی۔ اسی کمرے میں جہاں اسے اس بے حس پری زاد نے قید کر کے رکھا تھا۔ اور ایک مرتبہ پھر وہ اسی عقوبت خانے میں آ پہنچی تھی۔ **

ماہویرا نے سہم کر ادھر ادھر دیکھا۔ جسم پر ابھی بھی وہی ویڈنگ ڈریس تھا جو آج اس نے پہنا تھا۔ وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپائے رونے کا شغل فرمانے لگی تھی۔ جب مائی کوئین،،، پلیر،،، ڈونٹ کرائی،،، آپ بلکل سیو ہیں،،، اپنے کنگ کے پاس ہیں،،، آپ کو گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں،،، اب آپ کو زرا سی بھی کوئی تکلیف نہیں ہوگی یہاں،،، اور

شٹ اپ،،، آئی سیڈ جسٹ شٹ اپ،،،
 ماہویرا کانوں پر ہاتھ رکھ کر چلائی تھی۔ کیونکہ بھاری لہجے کی وہ گھمبیر سفاک اور ظلم سرگوشیاں اسے پھر سنائی دینے لگیں تھیں۔**
 ابھی اس کمرے میں آکر گھبرا رہی ہیں آپ،،، ابھی تو آپ کو میری پناہوں میں آنا ہے،،، اپنے کنگ کی بانہوں میں،،، وہ جو گہری رات کی تاریکی میں جگنوؤں کی چمک، پھوٹتے چشمے کی تازگی بھری جھنکار، پھولوں پتوں کو گواہ بنا کر ہمارے ملن نے ادھوری داستان چھوڑی تھی اسے بھی تو مکمل کرنا ہے ناں میری جان،،،

یہ سرگوشیاں نہیں تھیں۔ کوئی ظالم سفاک قاتل ہاتھ تھے جو ماہویرا کے جسم سے اس کی جان کی تار کھینچ رہے تھے۔ وہ ایک مرتبہ پھر ٹوٹ کر بیڈ پر گری اور بکھری۔ اور بہت ہی زیادہ سختی سے اپنے کان بند کرنے کی کوشش کی۔**

دگرگوں حالت،،، آنسوؤں سے ترچہرہ،، سرخ آنکھیں اور چھوٹی سی ناک،، ویڈنگ نیٹ کا وہ پنک ڈریس،، جس میں اس کا گلابی جسم دمک رہا تھا۔ وہ ہمت کرتی اس کا گریبان جھنجھوڑ گئی تھی۔

پہلے تو کنگ ویا م اس کی اتنی جرات پر ششدر رہ گیا۔ پھر جانے کیا سوچ کر اور گہری نظر سے اسے دیکھ وہ گہرا مسکرایا تھا۔ ****

ویا م نے اس کی کمر میں اپنا ہاتھ ڈال کر اپنی جانب کھینچا تھا۔ وہ کئی ڈال کی طرح اس کے سینے سے آ لگی۔ ویا م نے اس کے بالوں کی خوشبو کو اپنی سانسوں میں اتارا۔ **

رونک،،،، یہ ہارجیت کا جادو نہیں کوئین،، میری محبت کا جادو ہے،، جو سر چڑھ کر بولتا ہے،، تبھی تو آپ بھی اس کنگ کی قربت کے لئے مچلتی خود ہی یہاں میرے پاس چلیں آئیں،، ایسا ہی ہے ناں،،،

ویا م نے اپنے ہونٹوں سے اپنی بانہوں میں موجود اس بنا پنکھوں والی چھوٹی سی پری کے چہرے کا ایک ایک نقش چھوا تھا۔ **

ماہا ویرا نے سختی سے آنکھیں بند کر رکھیں تھیں۔

میں آپ سے نفرت کرتی ہوں،،، آپ نے میرے پیرنٹس کو تکلیف پہنچانے کو وہ سب کیا،،، مجھے کڈ نیپ کیا،، ڈرایا دھمکایا،، مجھے زہر دیا،، اور اس کا توڑ کرنے کو زبردستی بنا

اپنی مرضی کے مجھ سے شادی کی،، اب بھی صرف آپ وہی کرنا چاہتے ہیں،، بس میرے ڈیڈ کو تکلیف دینا چاہتے ہیں،، یہ سب ڈھونگ ہے آپ کا،، دور ہٹیں مجھ سے،، ماہا ویرا نے اپنی پوری طاقت لگا کر اسے خود سے دور دھتکار دیا تھا۔ ویا م نے خون آشام نگاہوں سے اسے دیکھا۔ جو سب کچھ بھول کر بس صرف ادے پانا چاہتا تھا مگر وہ جانے انجانے اسے سب یاد کروا چکی تھی۔ اور ایک فیری ٹوپیا کنگ کے غصے و غضب کو ہوا دے چکی تھی۔ **

ویا م ایک ہی جست میں اس تک پہنچا تھا۔ اسے اپنے کندھے پر گرایا اور لا کر بیڈ پر پٹھا۔ ماہا ویرا کی آنکھوں کے سامنے دنیا گھوم گئی تھی۔ اس نے اتنی ہی تیزی سے اٹھنا چاہا۔ مگر اپنے ہی لباس کی نیٹ میں الجھ کر رہ گئی۔ کنگ ویا م نے بڑی آسانی سے اس پر دسترس حاصل کی تھی۔ وہ پورا کا پورا اس پر حاوی ہوا تھا۔ ****

ماہا ویرا بہت بری طرح مچلی مگر خود کو اس کی وحشی گرفت سے آزاد بنا کر واسکی۔ آخر وہ پھر پھوٹ پھوٹ کر رودی۔ وہ جو اس کی سانسوں جتنا قریب تھا۔ بغور ماہا ویرا کو دیکھے گیا۔ پھر کنگ ویا م نے نرمی سے اسے آزاد کر دیا تھا۔ ****

ماہا ویرا اٹھ کر بیٹھی اور اٹھ کر پیچھے سرکتی چلی گئی۔ ****

میرا پہلے یہی مقصد تھا،، جیسے کہ آپ نے بولا، پھر میں آپ کو یہاں لایا،، اور میرا ہر مقصد بدل گیا،، میں بدل گیا،، اگر مجھے آپ کو تکلیف پہنچانا مقصود ہوتا،، یا آپ کے پیرنٹس کو تو سب سے پہلے میں آپ کو جان سے مار ڈالتا،، مگر مجھ سے وہ ناہوسکا،، پھر میں آپ کی معصومیت روندینا چاہتا تھا،، مگر میں وہ بھی نہیں کر سکا،، کیوں،،؟ اس سوال کا جواب شاید آپ کے پاس ہو کونین،،

ویام نے اپنے بال مٹھیوں میں جکڑ رکھے تھے۔ اسے ابھی معلوم ہوا کہ اب وہ ساری حقیقت جانتی ہے۔ تو اس کا بھروسہ کیسے جیتے۔ کیسے اس اپنا یقین دلائے۔ کیسے اس کی محبت جیتے۔ کیسے اسے جیتے۔ کیسے ایک خوشحال شاہی خاندان کا آغاز کرے۔ ویام کچھ بھی سمجھ نہیں پا رہا تھا ابھی۔ ****

ماہا ویرا دم سادھے بیڈ پر بیٹھی تھی۔ ابھی ابھی جو اس نے کہا تھا کیا وہ سچ تھا۔ یقین کرنا مشکل تھا۔ مگر دل ہمک ہمک کر طول رہا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے تبھی تو اسے سہی سلامت آزاد کر دیا تھا۔ ****

کنگ ویام بیڈ سے کھڑا ہوا۔ اور ماہا ویرا کی جانب آیا وہ بدک کر ایک دم پیچھے ہٹی۔

میرے ساتھ،، میں آپ کو آپ کی زندگی کی سب سے بڑی خوشی دینا چاہتا ہوں،، کیا آپ مکھ پر بھروسہ کریں گی،، کنگ ویا م نے سنجیدگی سے کہا تھا۔ مگر ماہویر آدم سادھے بیٹھی ٹس سے مس ناہوئی۔ ****

کوئین میں نے کہا میرے ساتھ آئیے،، اب کی بار کنگ ویا م نے آگے بڑھ کر اسے بازو سے کھینچ کر بیڈ سے نیچے اتارا تھا۔ ****

کنگ ویا م نے ایک جھٹکے سے اپنے پر پھیلانے تھے۔ ان پروں کی پھر پھر اہٹ میں ایک خاص پیغام تھا۔ وہ سب پریاں اور پری زادا اپنے کنگ کی ہمراہی میں فیری ٹوپیا کی جانب اڑے تھے۔ ****

مایاوش اس وقت اپنی خواب گاہ میں تھی اور بہت ہی زیادہ کمزوری محسوس کر رہی تھی۔ حالانکہ ایجنٹس نے اور خد متگار پریوں نے کوئی کسر نا چھوڑی تھی اس کی دیکھ بھال میں۔ ****

ایجنٹس اس کی خواب گاہ میں تشریف لائی تو سب پریوں نے جھک کر اس کی تعظیم کی۔ مایاوش نقاہت زدہ سی اٹھ کر بیٹھی۔ ****

مبارک ہوڈریگن پر نسز،، اوشن کنگ کامیاب لوٹیں ہیں،، ایجنٹس نے مایاوش کو اس کی زندگی کی سب سے اچھی خبر سنائی۔ ****

وہ توجہ سے جلی تھی رورو کر ادھ موئی ہو چلی تھی یہ سوچ کر کے آبدار تکلیف میں تھا۔ تبھی محل میں غیر معمولی سی ہلچل پیدا ہوئی تھی۔ محل میں پریوں نے شادمانی کے گیت گائے تھے۔ وہ مسکراتا سمندر کا بے تاج بادشاہ اپنی ملکہ کے لئے محبت کا ماپ لے کر کامیاب واپس لوٹا تھا۔ ****

وہ ایورا کے پاس آیا تھا۔ مگر ایورا سے پتہ چلا کہ مایاوش ان کے کنگ کی اور فیری گاڑین کی ملکہ ایجنٹس کی خاص مہمان ہے۔ تو اس نے پہلے اپنی آمد کی اطلاع بھیجی اور پھر وہ ایورا کے ہمراہ یہاں چلا آیا۔ ****

مایاوش پھرتی سے بستر سے نیچی اتری تھی۔ آبدار کو دیکھ کر اس کی جانب لپکی۔ مگر بھول گئی کہ وہ ابھی کمزور ہے۔ تبھی لڑکھڑائی تھی جب دو مہربان بانہوں نے اس نرمی سے تھاما تھا۔ ****

آب،،،، وہ اس کے سینے سے لگی۔ آبدار کئی لمحے آنکھیں موندے وہ ہل محسوس کرتا رہا جب وہ اس کے بے حد قریب تھی۔ آخر ایجنٹس نے اسے گلا کھنکھار کر ہوش دلانا پڑا۔ ****

وہ ایچینٹرس کے سامنے تعظیماً جھکا۔

مبارک ہو اوشن پرنس، ایچینٹرس نے مسکرا کر کہا تو آبدار نے سر تسلیم خم کر کے وہ مبارک قبول کی۔ مگر ہنوز مایاوش کو اپنے حصار میں لے رکھا تھا۔ ****

تبھی وہاں کنگ ویم اور محافظ پریوں اور فیری ٹوپیا کی کونین کی آمد کی پکار پڑنے لگی۔ فیری ٹوپیا کے لوگ جوق در جوق یہ نظارہ دیکھنے کو ہزاروں کی تعداد میں محل کی جانب اڑ آئے تھے۔ ****

مایاوش محل میں کنفیوز سی داخل ہوئی۔ اس نے کہا تھا کہ وہ اس کو اس کی زندگی کی سب سے بڑی خوشی دینے والا تھا۔ وہ بھروسہ کر کے یہاں تک چلی آئی تھی۔ اور اب ہونقوں کی طرح ان خوبصورت نازک لوگوں کو دیکھ رہی تھی جو اس کے آگے پیچھے کچھ جا رہے تھے مگر وہ خوفزدہ ہو کر ویم میں گھسی جا رہی تھی۔ ****

(یہاں محفل میں موجود ایک وجود اپنی برسوں کی ریاضت، مکاری، دھوکے بازی، اور عیاری کو یوں رائیگان جاتا دیکھ جلن، حسد اور غم و غصے سے پاگل ہوا تھا ****)

وہ لوگ اندر آئے۔ ماہویرانے ایک عجیب منظر دیکھا تھا۔ اس کی ایک کاربن کاپی ٹھیک اس کے سامنے کھڑی تھی۔ مگر قدرے مختلف حلیے میں۔ ****

مایاوش جو کنگ ویا م کی آمد کو دیکھ رہی تھی اچانک نظر سامنے پڑی تو پلٹنا بھول گئی۔ وہ چند سال پیچھے چلی گئی تھی۔ اپنا ہی عکس سامنے دیکھ کر وہ حیران ہوئی۔ ****

مایاوش آب کے پہلو سے نکلی اور چند قدم آگے بڑھی۔ ماہویرا نے ویا م کا پہلو چھوڑا اور حیرت زدہ سی چند قدم آگے بڑھی۔ ****

باقی سب دم سادھ کریہ منظر دیکھنے لگے۔ ****

مایاوش جلدی سے قدم اٹھاتی اپنے عکس تک پہنچی تھی۔ ماہویرا حیرت سے اسے دیکھے گئی۔ راج ڈیڈ نے سب بتا تو دیا تھا۔ مایاوش کے بارے میں۔ اس کی بہن۔ اس کی پیاری کھوئی بہن۔ ادھر مایاوش نے حیرت سے اس کے گال چھوئے تھے۔ ڈیڈ نے دکھایا تو تھا سب۔ اس کی وہ چھوٹی سی گڑیا بلکل اس کے سامنے تھی۔ ****

پھر وہ اچانک ایک دوسرے میں سمائیں تھیں۔

آپی،،،،،

گڑیا،،،،، مایاوش رونے لگی۔ اور اس کا منہ چومے گئی۔ کتنا پیارا احساس تھا۔ برسوں کے بعد اپنے اصل سے اپنے خاندان سے یوں ملنا۔ ****

وہاں موجود ہر نرم دل وجود کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔ سب نے زوردار کلیپنگ کی تھی

**** -

ایپنچینٹرس جو نم آنکھیں لئے مسکرا کر انھیں دیکھ رہیں تھیں بہت اچانک یک دم ان کے لبوں کی مسکراہٹ غائب ہو کر چہرہ فکر و پریشانی سے لٹھے کی طرح سفید پڑ چکا تھا۔ ****

(جبکہ وہاں موجود اسی وجود کے چہرے پر ایک خباثت بھری مسکراہٹ رینگ گئی تھی۔) ایپنچینٹرس نے چپکے سے آبدار کو اشارہ کیا۔ آبدار جلدی سے ایپنچینٹرس کے پاس آیا۔ ****

اوشن کنگ،،، وہ شیطان جن وہ سامر جادوگر وقت سے پہلے جاگ چکا ہے،،،،، آپ پرنسز کو لے کر یہاں سے جائیے وہاں جہاں سے اس سب کی شروعات ہوئی،،، اور اب سب سے پہلے اپنے اوشن کے تخت کا کراؤن حاصل کریں،،، آپ سمجھ رہے ہیں ناں میں کیا کہنا چاہتی ہوں،،،

ایپنچینٹرس کے چہرے پر ہوائیاں اڑیں ہوئیں تھیں۔ آب نے اثبات میں سر ہلایا۔ ****

ایپنچینٹرس نے کنگ ویا م کی جانب اشارہ کیا۔ اس نے بھی اثبات میں سر ہلایا۔ **** آب اور ویا م آگے بڑھے تھے۔ ویا م نے ماہویرا کو کندھوں سے تھام کر پیچھے ہٹایا۔ آب نے مایاوش کو تھاما۔

وہ دونوں ہی تڑپ گئیں تھیں۔ آب مایاوش کو اپنی جانب کھینچنے لگا۔ ****

راج پر جوش سا اندر داخل ہوا۔ اور ایلا از لان اور مایاوش کو تمام احوال بیان کیا۔ کہ وہ میری لانا محض ایک امتحان تھا۔ جو اس نے اپنے ہی داماد سے لیا تھا۔ ****

وشہ زادی ہو گئی،، پر نسز کدھر ہے،، راج نے آخر وہ سوال پوچھ ڈالا جو کہ وشہ کو کھائے جا رہا تھا۔

راج،،، وشہ اس کے بازو سے لگ کر رودی۔ وہ پری زاد بھر آیا اور ماہا ویرا کو لے گیا،،، وشہ نے غم آنکھیں لیے کہا۔ ****

کیا،،،؟ میں اس سر پر رے کنگ کو جلا کر بھسم کر دوں گا،، اس کی اتنی جرات،، پہلے تو ہم نے کچھ نہیں کیا،، مگر اب میں فیری ٹوپیا کی اینٹ سے اینٹ ضرور بجا دوں گا کوئین،،،

راج دھاڑا تھا۔

وشہ نے اس کا بازو دبوچا۔ رک جائیں راج،،، یہ پیغام اینجینٹرس نے بھیجا،،، وشہ نے ایک کرول راج کی جانب بڑھایا۔ راج نے وہ کرول تھام کر جلدی سے اس کھولا۔ ****

کنگ راج،،، چھوٹی پر نسز آج سے میری ذمہ داری ہوئی،، اسے ہلکی سی بھی کھروچ آئی تو میں ذمہ داری اٹھاؤں گی،، مگر اتنا جان لیں کہ وہ یہاں کی کوئین بن کر ہمارے کنگ اور

لوگوں کی پلکوں پر بیٹھنے والی ہیں،، اور دلوں پر راج کرنے والی ہیں،،، بس آپ ٹھنڈے
 دل و دماغ سے سوچئیے گا،، کہ محبت تقدیریں بدل دیا کرتی ہیں،،،،
 پیغام تھا یا ایک اشارہ، کہ ماہویر کی تقدیر بدل چکی ہے۔ اب اس کا نصیب ایک پری زاد
 کنگ سے جڑ چکا ہے۔ ایک عظم۔ ایک خواہش۔ ****

جانے کی ہونے والا تھا۔ کیا نہیں۔
 اس پیغام کی وجہ سے کنگ راج کچھ پر سکون ہوا تھا۔ اور اسے سکون میں دیکھ کر ازلان اور
 ایلانے بھی سکون کا سانس لیا۔ ****

مگر عائش کی جانب سے وہ پریشان تھے۔ وہ زخمی تھا۔ مگر جسمانی زخموں سے زیادہ اسے
 اس کے دل کے زخموں نے تڑپا رکھا تھا۔ جس کا علاج صرف آبدار کی واپسی پر ممکن تھا۔

جیک اور رنجنا گہری نیند میں تھے۔ جب رنجو کی کسی عجیب سے احساس کے تحت آنکھ
 کھلی۔

وہ کنفیوز سی تھی۔ تبھی اپنے اور جیک کے درمیان تنکیے لگا کر سوئی تھی۔ وہ اس کی کتیر
 کرنے لگا تھا۔

رنجھو کی ادھ کھلی آنکھیں پوریں کھلیں تھیں جب کھڑکی کے پاس اس نے سبنا کو کھڑے دیکھا۔

رنجھو ٹپ کر اپنی جگہ سے اٹھ بیٹھی تھی۔ ملگجہ سے اندھیرے میں وہ ہیولہ مسکراتی سبنا کا ہی تھا۔ اس کی آنکھیں دھوکہ نہیں کھا سکتی تھی۔ کھڑکی کھلی تھی اور وہ اسے کھڑکی سے باہر آنے کا خفیہ سا اشارہ کر رہی تھی۔

رنجھو نے اٹھ کر ونڈو کی جانب جانا چاہا جب اپنے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اپنی ساڑھی کا پلو کندھے سے ڈھلنے سے بچایا۔ کیونکہ وہ پلو جیک مزے سے اپنے نیچے جان بوجھ کر دبائے گہری نیند میں تھا۔ مگر اب پلو کے کھینچنے جانے کی وجہ سے فوراً اس ہی آنکھ بھی کھل چکی تھی۔

اسے بیڈ سے نیچے اترے دیکھ وہ بھی اٹھ بیٹھا۔

واٹ ہیپیڈ،، وہ مندی مندی آنکھوں سے اسے دیکھتے بولا۔

جج،، جیک،، وہ سبنا ہے وہاں،، چھوڑو یہ مجھے جانا ہے وہ بلا رہی ہے،، رنجھو نے ایک ٹرانس کے عالم میں کہا اور جیک کی گرفت سے اپنا پلو کھینچا۔۔۔

جیک کے ماتھے پر ڈھیر سارے بل آئے تھے۔ اس طرف بغور دیکھا جدھر وہ اشارہ کر رہی تھی۔ کچھ بھی تع نہیں تھا۔ کھڑکی بند تھی اور کوئی نہیں تھا وہاں۔

کوئی نہیں ہے وہاں،، رنجو چپ چاپ بیڈ پر لیٹ کر سو جاؤ،، جیک نے غرا کر کہا تھا۔ جانے اس کے ساتھ ہونے والے ان واقعات سے اس کا خون کیوں کھولتا تھا۔ جب اچانک رنجو نے اس کھینچ کر اپنا پلو چھڑایا۔ وہ بے وقوفی کر رہی تھی مگر حواس میں ہی کب تھی۔ وہ بھاگ کر کھڑکی کے پاس گئی تھی۔ اور بنا سوچے سمجھے کھڑکی کھول دی۔ اب کھڑکی پر کھڑے اس سیاہ ڈراؤنے ہیولے سے خباثت بھرا اقمقہ سنائی دیتا تھا۔

جیک اس کے پیچھے لپکا۔ رنجو پروا کیا گیا تھا۔ وہ ہیولہ اس کی گردن کاٹ دینا چاہتا تھا۔ مگر تبھی وہاں ایک روشنی کا جھماکا سا ہوا۔ اس روشنی کے جھماکے سے ایک ہاتھ نے منکل کر رنجو کو پیچھے جیک کے اوپر دھکا دیا تھا۔ اور وہ وار جو اس کی گردن پر ہونے والا تھا۔ اب بازو پر کٹ آچکا تھا۔

دیکھتے ہی دیکھتے سیاہ ہیولے کو جیسے آگ دکھائی گئی تھی اور وہ چیختا چلاتا جل کر خاکستر ہو گیا۔ سفید روشنی سے ایک ہالہ سا بنا تھا۔ پل بھر کو رنجو اور جیک کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ آنکھوں میں نمی اور ہونٹوں پر میٹھی مسکان لیے سبنا تھی۔ وہ روشنی بھی غائب ہو گئی۔ جیک سارا معاملہ سمجھ چکا تھا۔

آیہ..... رنجو کے منہ سے سسکی سنائی دی وہ اپنا ایک ہاتھ دوسرے بازو پر رکھے ہوئے تھی۔ جیک چونکا۔ جلدی سے اسے اپنے سینے سے اٹھا کر خود بھی اٹھا۔ اور اسکے مچلنے کے باوجود اسے اپنے بازوؤں میں بھرا۔

وہ جانتا تھا وہ یہی کہیں موجود ہے۔ اور اب نہیں چاہتی تھی کہ رنجو پر آنچ بھی آئے۔ اس کا رنجو کو جیک کی جانب دھکا دینا اس بات کا اشارہ تھا کہ وہ رنجو کو جیک کے سپرد کر گئی تھی۔ اس کی حفاظت میں دے کر گئی تھی۔ اس کے حوالے کر کے تاکہ وہ اس کی حفاظت کرے۔ اپنے پاس اسے سینت سینت کر کسی قیمتی متاع کی طرح رکھے۔ وہ تو خوابوں میں بھی کئی مرتبہ اسے یہی بول چکی تھی۔

جیک نے اسے لا کر بیڈ پر لٹایا تھا۔ کچن میں سے فرسٹ ایڈ باکس لے کر آیا۔ اب وہ سپرٹ میں کاٹن ڈبو کر رنجو کا زخم صاف کرنا چاہتا تھا۔ جب رنجو نے سسکی سی بھر کر جیک سے اپنا بازو چھڑوایا۔

جیک کی تیوری چڑھی۔ کیا پرابلم ہے تمہارے ساتھ،،، وہ غرایا۔ رنجو جو کب سے خود پر ضبط کر رہی تھی۔ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ وہ خود کو بہت مضبوط ظاہر کرتی تھی۔ مگر ایک یہ شخص تھا جس کے سامنے ہمیشہ وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوتی چلی آئی تھی۔ اس کے رونے کی پرواہ کیے بغیر جیک نے اس کے بازو پر بینڈیج کر دی۔

اٹھ کر فرسٹ ایڈ باکس کچن میں رکھ کر آیا۔ دروازے کھڑکیاں اچھے سے بند کیں اور بیڈ کے قریب چلا آیا۔ جہاں وہ ہنوز گھٹنوں میں منہ دیئے رونے کا شغل فرما رہی تھی۔ جیک بیڈ پر نیم دراز ہوا۔ اور اچانک ہی اسے کھینچ کر اپنے کشادہ سینے پر گرایا۔ وہ بوکھلائی تھی اور حیرت و صدمے سے لنگ اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

مگر ادھر ان آنکھوں میں جربوں کا طوفان سا اٹتا دیکھ رہی تھی۔ چودہ طبق روشن ہوئے تھے۔ زبان لنگ سی ہو کر تالو سے چپک گئی۔

جیک،،، رنجو پوری کی پوری لرزاٹھی۔ مگر جیک نے اپنی گرفت مضبوط ترین کی تھی۔ اپنے اور اس کے بیچ آزار بنتا وہ پلو پیچھے سر کا یا۔ اور اس کی بیوٹی بون پر اپنے لب رکھے۔ رنجو مچلی۔ مگر وہ آج اس پر اپنا حق جتاتا چلا گیا۔

آبدار کب سے اپنے لب کا ٹٹا اسے روتا دیکھ رہا تھا۔ وہ اسے لئے زمین پر اپنے کمرے میں آچکا تھا۔ مگر ابھی مایاوش کو سنبھلنے کا موقع دینا چاہتا تھا۔ مگر اس کا رونا کسی صورت کم نہیں ہو رہا تھا۔ ایک تو ماہا ویرا سے مختصر ملاقات کا دکھ اوپر سے یہاں پہنچ کر یہ سن کر صدمہ لگا کے اس کے ماما بابا ہیں تھے مگر وہ واپس ڈریگن لینڈ جا چکے تھے۔ مایاوش سنبھال نہیں پا رہی تھی خود کو۔

آخر سب باری باری رائل پیلس میں ان سے ملنے آنے لگے۔ ازلان بے تحاشا خوش تھا۔ ایلا کمرے میں داخل ہوئی تو کافی دیر آبدار کے سینے سے لگ کر روتی رہی۔ وہ رائل پیلس میں سب کو مل لیے تھے۔ ایلا اور ازلان آبدار سے باتیں کرتے رہے جب آبدار نے ازلان سے کہا۔

ڈیڈ ہمیں لٹکیا نا آئی لینڈ جانا ہے اپنے ہٹ میں ابھی،، انتظام کروادیں،، میں عائش سے مل کر آتا ہوں،،

اس نے مختصر سے الفاظ میں کہا اور کمرے سے باہر نکل آیا۔

آبدار کو عائش سے ملنے کی تمنا تھی۔ کہ دل ہمک ہمک کر بتا رہا تھا کہ وہ ٹھیک نہیں ہے بہت دکھی ہے۔ تبھی وہ ایلا اور ازلان کو مایاوش کے پاس چھوڑ کر عائش کے روم میں چلا آیا۔ ازلان اور ایلا نے اسے مختصراً بتا دیا تھا کہ روز کے ساتھ کیا ہوا۔

پھر آب نے بہت جلد اپنی طاقت کو استعمال کرتے روز کے بارے میں سب معلوم بھی کر لیا تھا۔

وہ کمرے میں داخل ہوا تو دل دھک سے رہ گیا۔ بہت بری حالت بنا رکھی تھی اس نے اپنی اور اپنے کمرے کی۔ وہ بیڈ پر آنکھوں پر بازو رکھے نیم دراز تھا۔

آہٹ پر چونک کر دروازے کی جانب دیکھا۔ آبدار کو دیکھ کر وہ تڑپ کر آب کی جانب لپکا اور اس کھ سینے سے لگ گیا۔۔

عائش آب کے گلے سے لگا ہوا تھا اور اس کی آنکھوں کی نمی آبدار کی نثرٹ بھگور ہی تھی۔ ایسے کیسے ممکن تھا کہ وہ جو ایک دوسرے کے وجود کا حصہ تھے ایک وقت میں ایک ہی کو کھ میں رہے تھے تو آبدار کو اس کو اس کی تکلیف محسوس نہ ہوتی۔

آب مجھے وہ چاہیے، مجھے روز چاہیے آب،، زندگی میں پہلی مرتبہ وہ کسی چیز کے لئے رو رہا تھا۔ آبدار نے زبردستی اسے خود سے الگ کیا۔

وہ زندہ ہے،، مگر تاشہ نے اسے اپنے قبضے میں کر رکھا ہے، اس پر جادو کر رکھا ہے وہ جب تک پانی میں ہے بیہوش ہے، پانی سے نکل کر ہی ہوش میں آ سکتی ہے،، تم فارم ہاؤس پہنچو،، میں اسے وہاں لے کر آتا ہوں،،

آب نے اطمینان سے اس کا چہرہ تھام کر کہا تھا۔
عائش نے ایک نظر اسے دیکھا اور فوراً وہاں سے نکل گیا۔
آب نے پانی میں چھلانگ لگائی تھی۔

وہ اوشیانہ آیا تھا۔ بغیر کسی ڈر اور خوف کے۔ اوشیانہ میں ہر طرف ہلچل مچ چکی تھی۔ جب تاشہ کو علم ہوا کہ اوشن کنگ نے اوشیانہ کا پتلا لگایا اور وہ اسی جانب آ رہا ہے تو اوشیانہ سے بھاگ کھڑی ہوئی اور جا کر سیپ نگر میں چھپ گئی تھی۔

آب محل آیا تھا۔ روز وہیں تھیں۔ اپنے کمرے میں مگر بے ہوش تھی۔ پرے داروں نے اسے تمام تفصیلات سہ آگاہ کر دیا تھا۔ تبھی وہ اسے لئے زمین کی جانب بڑھا تھا۔

عائش فارم ہاؤس آیا تھا۔ اتنے دنوں میں آج کھل کر سانس لی تھی اس نے۔ نہیں تو رگوں میں وحشت ہی وحشت بھری پڑی تھی۔ اس کو کھودینے کا احساس سوہان روح تھا جس نے پل پل اسے افیت سے دوچار کیا تھا۔

مگر اب جب سے آب نے اس کے سہی سلامت ہونے کی خبر دی تھی سب سے بڑھ کر وہ اس کی دسترس میں آنے والی تھی تو اس کی رگ و پہ میں سکون دوڑ گیا تھا۔ اس کو کھونے کے بعد احساس ہوا وہ اس کھ بغیر کچھ نہیں۔ ناجی سکتا ہے۔ نامر سکتا ہے وہ سہ تو عائش کا وجود ہے۔ اس قدر وہ اس کے روم روم میں بس چکی تھی۔

عائش فارم ہاؤس کے پول کے پاس رکھی آرام دہ چئیر پر ٹانگ پر ٹانگ رکھے اطمینان سے بیٹھا تھا۔ جب گیٹ سے اسے پانی کی لہریں اندر آتی دکھائی دیں۔

اس کا دل زور سے دھڑکا تھا۔ وہ پانی کی لہریں آب میں بدلیں۔ اور اس کی گود میں عائش کے جبینے کی وجہ تھی۔ جو ابھی انسانی شکل میں واپس نہیں آئی تھی اور ہوش میں بھی نہیں تھی۔

آب اسے لئے عائش کے پاس پہنچا۔

عائش اس کے منہ میں وہ موتی ڈالو،، آب نے کہا۔

عائش نے اس کے منہ میں وہ موتی رکھا۔ جلد ہی اس کی مچھلی نما پونچھ غائب ہو کر انسانی ٹانگوں میں بدلی تھی۔ آب نے اسے عائش کی گود میں تھمایا۔

میری بہن کا خیال رکھنا،، ورنہ مئی نہیں چھوڑیں گی تمہیں،، آب کہتا ایک آنکھ و نک کرتا جا چکا تھا۔

وہ کسمسا رہی تھی۔ ہوش میں آرہی تھی۔ عائش اطمینان سے اسے لئے اندر اپنے روم میں آیا تھا۔ روز مکمل ہوش میں آچکی تھی۔ اور خود کو جن بازوؤں میں پایا ایک خواب سا ہی محسوس ہوا۔

تبھی روز نے ہاتھ آگے بڑھا کر عائش کا چہرہ چھوا تھا۔ مگر عائش نے اسے جب بیڈ پر پٹخا تو وہ ہڑبڑا گئی۔ اور جب اسے اپنی شرٹ اتارتے دیکھا تب تو روز کے چودہ طبق روشن ہوئے تھے۔

آب روز کو عائش کو سونپ کر واپس لوٹا۔ ازلان نے ان کے جانے کے تمام انتظامات مکمل کروا دیئے تھے۔

وہ روم میں داخل ہوا تو اس کی کونین اب بھی منہ بسورے بیڈ پر کسلمندی سے لیٹی ہوں تھی۔ آب مسکرایا۔

آب نے آکر اسے اپنے روبرو کھڑا کیا۔ ابھی وہ اسے سامر کا بتا کر ہراساں ہرگز نہیں کرنا چاہتا تھا۔ مگر اگلے سفر پر نکلنا بھی بے حد ضروری تھا۔

آریوریڈمی کونین فارنیکسٹ رائڈ،،، آب نے اس کے گرد حائل کر کے پوچھا۔ وہ اس کے پراسرار سمجھ انداز پر چونکی۔ مگر اثبات میں سر ہلادیا۔

دین لیٹس گو،،،، آب نے کہتے اسے ساتھ لیا۔ اور باہر نکلا۔ باہر شام کے گہرے سائے چار سو پھیل چکے تھے۔ سب نے انہیں گلے لگا کر پھر سے رخصت کیا۔ آب اسے نیچ پر لایا اور اپنی پرائیویٹ بوٹ پر سوار ہوا۔

آب ہم کدھر جا رہے ہیں،،،، مایاوش نے معصومیت سے پوچھا۔

اوووو،،، ہم اوشیا نہ جا رہے ہیں،،، اوشن کے تخت کے کراؤن کا بلو کر سٹل لینے،،، ہے ناں آب،،،

وہ آب کی طرف دیکھ کر بولی۔ مگر آب نے ناہاں کی ناناں بس اس کے بالوں پر بوسہ دے کر سامنے دیکھنے لگا۔

رات کے سائے گہرے ہو گئے تھے۔ جب وہ ملائیشیا لینکیانہ بیچ پر اترے۔
 "آب ہمیں اوشن کے تخت کے کراؤن کالو کر سٹل چاہیے ہمیں اوشن میں اس کو تلاش کرنا چاہیے،، آپ مجھے لے کر یہاں کیوں آئے،،،

مایاوش اس بے انتہا خوبصورت (لینکیان، ملائیشیا) بیچ کو دیکھ اور سامنے بنے اس قدرت کے شہکار لکڑی کے بنے ہٹ کو دیکھ کر حیران ہوئی۔ جو رات کے اندھیرے میں بھی موتی جڑے ہونے کی وجہ سے اندھیرے میں جگنوؤں کی مانند جگمگا رہا تھا۔

وہ ہٹ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی کے استقبال کے اعزاز میں اسے پھولوں سے لاد دیا گیا ہو اور سمندر سے منکل کر وہ جس راہ گزر سے گزر رہے تھے وہ پھولوں سے سجائی گئی تھی۔ اس راہ گزر کو سمندر کی ست رنگی سپیوں سے بھی سجایا گیا تھا۔

آب اس کا ہاتھ تمام کر آگے بڑھا۔ اور ایک نظر اس کی تحیر سے پھیلی خوبصورت آنکھیں دیکھیں۔

"وہ کراؤن اوشن کنگ کو تب ملے گا جب اوشیانہ کے کنگ کا اس کی کونین کے ساتھ ادھورا رہ جانے والا ملن پورا ہوگا،، مطلب یہ کہ آج رات آپ کو پوری طرح جان و روح سے میرا ہونا ہوگا،،

مایاوش کے رونگٹے کھڑے ہوئے تھے۔ آبدار نے مایاوش کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا تھا۔ مایاوش کے گلے میں گھٹلی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔ ماتھے پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے نمودار ہوئے تو آبدار اس کے پاس سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

سوچنے کے لئے اور فیصلہ لینے کے لئے آپ کے پاس کافی وقت ہے کونین،، جب خود کو دل و جان سے راضی پائیں تو ہٹ کے اندر میرے پاس چلی آنا،، آبدار نے زیادہ کچھ نہیں کہا تھا اسے اور اٹھ کر اندر چلا گیا۔

مایاوش نے زور سے اپنی آنکھیں بند کیں۔ اور ہاتھوں کی ہتھیلیاں ایک دوسرے کے ساتھ مسلیں۔

آخر تکلیف کیا ہے مایاوش تمہیں،، تم انہیں کی تو ہو۔ دل نے اس پر اور اس کی جھجک پر سوبار لعنت بھیجی۔

آخر وہ کچھ سوچ کر اٹھی۔ اور ہمت کر کے قدم ہٹ کی جانب بڑھائے۔ وہ یہ دیکھ کر حیران ہو رہی تھی جیسے جیسے وہ قدم آگے بڑھا رہی تھی۔ اس کے جسم پر موجود لباس تبدیل ہوا تھا۔

اب وہ ایک بہت ہی خوبصورت موتی جڑے ست رنگی نیلے لباس میں تھی جس پر چھوٹے چھوٹے سمندری موتی جڑے ہوئے تھے۔

وہ جانتی تھی یہ سارا اہتمام آج اس خاص رات کے لیے ہے۔ مایاوش کا دل جیسے اس کے کانوں میں بج رہا تھا۔ مگر وہ پھر بھی ہمت کر کے ہٹ میں داخل ہو گئی۔ دلن کی طرح سجانے گئے ہٹ کے بیچ و بیچ وہ نیلے رنگ کی مسہری تھی۔ جس پر آب آنکھوں پر بازو رکھے نیم دراز تھا۔

وہ بہت چپکے سے آگے بڑھی اور نرمی سے مسہری پر بیٹھ کر دھڑکتے دل کے ساتھ اس کے پہلو میں اس کی مخالفت سمت کروٹ لیے لیٹ گئی۔

ماہویر اپنی خواب گاہ میں ایک گلابی پھول کے اوپر گہری نیند میں تھی۔ جب وہ دبے قدموں اس خواب گاہ میں آیا۔ اینجینئر س نے ماہویرا سمجھا: سمجھا کر اس روم میں خود لا کر سلا یا تھا۔ کافی دیر اس کے پاس بیٹھی رہیں۔ اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتی رہیں۔

گہری مسکراہٹ کنگ ویا م کے لبوں کا احاطہ کیے ہوئے تھی۔ وہ خواب گاہ میں داخل ہوا تو مبہوت رہ گیا۔ اس کا لباس تبدیل کروایا گیا تھا اور اب وہ فیری ٹوپیا کے کونین کے شاہی گلابی نگینے جڑے سفید لباس میں تھی جو پاؤں کا چھو رہا تھا۔ کنگ ویا م نے اسے جگتا محسوس کیا تو فوراً اس پرندے میں بدل گیا۔

ماہویر اکسمائی تھی۔ شاید یہ اس کی نگاہوں کی تپش کا اعجاز تھا۔ کہ وہ سکون سے سو نہیں پا رہی تھی۔ تبھی پٹ سے آنکھیں کھلیں۔ وہ کچھ دیر لیٹی یونہی اس خواب گاہ کے خواب ناک سے ماحول کو دیکھتی رہی۔ اور اسی کے بارے میں سوچتی رہی جس کے بارے سوچنا نہیں چاہتی تھی۔

اس نے اتنے برسوں کے بعد اپنے وعدہ کے مطابق اسے اس کی بہن سے ملوایا تھا۔ ماہویر ایک جان لیوا انگریزی لے کر اٹھ بیٹھی۔

کھڑکی کے باہر سے بیلین اور پھول اندر آتے محسوس ہو رہے تھے۔ جن ہر رنگ برنگی تتلیاں اڑ رہی تھیں۔

ماہویر خواب گاہ کی کھڑکی کے حصے سب باہر آئی تو سامنے ایک دلفریب نظارہ تھا۔ بہت بڑے بڑے سفید پھول کھلے ہوئے تھے۔ حدنگاہ پہاڑوں سے چشم پھوٹ کر بہہ رہے تھے۔ چھوٹے چھوٹے رنگ برنگے پرندے اور تتلیاں ہر سواڑ رہے تھے۔

انہیں پرندوں میں اسے ایک مخصوص آواز سنائی دی۔

بیربل،،، ماہویرا محل کی بالکونی پر آگے بڑھی۔ ایک بڑا سے سفید پھول کی پتیاں بالکونی پر پھیلی ہوئی تھیں۔ وہ پتی پر چڑھ کر پھول کے اوپر جا پہنچی۔

وہیں اس کا بیربل بیٹھا تھا۔ ماہویرا کچھ زیادہ ہی بدھوتھی شاید تبھی کبھی اندازہ ہی نہیں لگایا کہ یہ پرندہ پہلے ڈریگن لینڈ پھر فیری ٹوپیا میں ہر جگہ اس کے پیچھے کیوں کیسے اور کیا کرنے آجاتا تھا۔

ہیے بیربل،،، ہاؤ آریو،،، ماہویرا نے اسے ہاتھوں میں بھرا۔ اور حسبِ عادت جھک کر اس کے سر پر اپنے گداز لب رکھے۔ پرندے نے سکون سے آنکھیں موندیں۔

مگر اب کی بار ماہویرا اس پرندے سے آتی خوشبو سے بے تحاشا چونکی تھی۔ اس نے ہوائیاں اڑے چہرے کے ساتھ اس پرندے کو دیکھا اور ہاتھ جھٹک کر اسے دور اڑا دیا۔

ابھی اسی وقت اس بات پر غور کیا کہ یہ پرندہ اس کے پیچھے ہر جگہ کیوں موجود ہوتا ہے اور اسے اس سوال کا جواب بھی مل گیا۔

وہ پرندے سے اپنی اصل شکل میں مسکراتے واپس آیا تھا۔

ماہویر اپنی خواب گاہ کی جانب بھاگی۔ جب پتی سے اترتے ماہویر اکا پاؤں پھسلا تھا۔ وہ دھڑام سے چیخ مار کر گرتی جب دو مضبوط بانہوں نے اسے تھام لیا۔ اور وہ ان بازوؤں میں ہوا میں ہی جھول گئی۔

ماہویرا نے اپنی سختی سے بند کی آنکھیں کھولیں۔ تو وہ دوبارہ مسکراتے اسے بانہوں سے نرمی سے نیچے اتار رہا تھا۔ ماہویرا پھر اندر کی جانب تیزی سے بڑھی۔

کوئین،،، ماہویرا کو اپنے اندر سے آواز آئی۔ وہ ٹھٹھک کر رکی۔ جھٹکے سے پیچھے مڑی۔ خبردار مجھے پکارا آپ نے،،، وہ انگلی دکھا کر غرائی۔

کوئین کم ٹومی،،، ماہویرا کے سامنے وہ خاموش کھڑا تھا۔ مگر ماہویرا کو پھر اسی کی آواز سنائی دی۔ جو اس کے دل و دماغ میں گونجی تھی۔

ویام قدم قدم چلتا اس کے قریب آیا۔ ماہویرا نے آئینبر و اچکائی۔ مطلب پوچھنے کے لئے کہ یہ ہو کیا رہا ہے؟

یہ میرے دل نے پکارا تھا آپ کو کوئین،،، کنگ ویام کا سر سر اتا لہجہ تھا۔ ماہویرا کو جھڑ جھڑ سی محسوس ہوئی۔

ماہویرا نے اسی کی جانب دیکھ رہی تھی اس کے لب پھر آپس میں پیوست تھے جب ماہویرا کو پھر اپنے دل سے اس کے دل کی آواز آئی۔

یہ میری آواز تھی کونین،، میں جو آپ کے قرب کے لئے کسی ماہی بے آب کی طرح
نڑپ رہا ہوں،،،،

جھوٹ ہے یہ سب بکواس ہے،، آپ محض ایک جادو گر ہیں،، بس جادو کرنا آتا ہے،،
مجھے وہ برڈ بن کر بے وقوف بناتے رہے آپ،، ہاؤڈئیر یو،،؟
ماہویرا اپنے بے وقوف بنادیے جانے پر غصے میں تھی۔ تبھی مڑکر اندر جانے لگی۔
جب ایک ہی جھٹکے میں کنگ ویا م نے اسے اپنی جانب کھینچ کر اسے اپنے سینے میں بھینچا
تھا۔

وہ بھی اس لئے بنتا تھا کونین کے مجھے بس آپ کے قریب رہنا تھا،، آپ کے پاس،،
بہت قریب،، اتنا قریب،،،،

کنگ ویا م نے بھاری لہجے میں کہتے اپنے انگوٹھے سے اس کے لب رب کیے تھے۔ اور
جتایا کہ وہ اس پرندے کو خود چوما کرتی تھی۔

اگر وہ اسے جادو گر بول رہی تھی تو کچھ غلط بھی تو نہیں تھا۔ کہ ہر مرتبہ اس کی دسترس میں آکر
ماہویرا دم سادھے خود کو ساکت کر جاتی تھی۔

لیو،، مم،، می،،، کمر پر بڑھتی گرفت سے گبھرا کر وہ لرزاٹھی تھی۔

ویام نے اس کے چہرے کا ایک ایک نقش چوماتھا۔ کندھے سے بال پیچھے ہٹائے۔ اور کندھے پہ اپنے سلگتے لب رکھے۔ ماہاویرا کسمائی۔

چھوڑیں مجھے،، وہ اپنی ہی کیفیت سے جھنجھلائی۔ دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ اور چاہتا تھا کہ اس کا یہ حصار اس کے گرد قائم رہے۔ اس کے ٹوٹتے بکھرتے وجود کو وہ سمیٹ لے۔ وہ جو اس کے گداز لبوں کو نگاہوں میں فوکس کیے کچھ سوچ رہا ہے کر گزرے۔

کنگ ویام نے ماہاویرا کے مچلنے کی پرواہ کیے بغیر اس کی سانسوں کو اپنی پاگل دسترس میں لیا تھا۔

وہ اس کی گردن کے گرد ہاتھ لپیٹے اس کی کمر کے گرد حصار مزید تنگ کر تا گیا۔

ماہاویرا نے سختی سے آنکھیں بند کر رکھیں تھیں۔ اس نے دونوں مٹھیوں سے اس کے کندھے بھینچ رکھے تھے۔ اوف خوج کو اس شدت بھری گرفت سے آزاد کروانے کی کوشش کی۔ مگر وہ اس جامِ محبت سے سیراب نہیں ہو پا رہا تھا شاید۔ تبھی لمحے طوالت اختیار کرنے لگے۔

ماہاویرا ہلکان ہو چکی تھی۔ تبھی اپنی پوری طاقت لگا کر اس سے جھٹکے سے الگ ہوئی۔ اپنے لبوں پر ہاتھ رکھے اندر بھاگ کر کھڑکی بند کر لی۔

ویام پھر مسکرایا۔ وہ جانتا تھا وہ اس سے اس کی محبت سے بھاگ رہی ہے۔ وہ جانتا تھا وہ اس کا دل جیت کر اسے عنقریب پالے گا۔

وہ سفید پتلیوں والا مردہ خبیث جن کئی لاشوں سے خون پی کر اب غصے سے ادھر ادھر چکرارہا تھا۔

مجھے کوئین چاہیے،،، وہ دھاڑا اور سر دنگا ہوں سے بلیک وچ کی جانب دیکھا۔ جو ایک کونے میں کھڑی اس شیطان کے ڈر سے تھر تھر کانپ رہی تھی۔

کہاں گئی وہ،،،،، وہ دھاڑا تھا۔ اور اس کی دھاڑ سے درودیوار حل چکے تھے۔

وہ کوئی پراسرار طاقتوں کا مالک تھا میرے

آقا،،، وہ اسے اپنے ساتھ لے گیا،،،

یہ سن کر سامر کے کھوپڑی نما منہ سے شعلے سے نکلے تھے۔ اس نے بلیک وچ کو ایک ہی جھٹکے میں آگ لگائی تھی۔

بلیک وچ کی مکروہ چیخیں اس قبرستان میں ہسٹوریکل پیلس میں گونج گئیں تھیں۔ جب اس کی ہڈیاں بھی جلنے لگیں اور موت قریب آن پہنچی تو سامر نے ہاتھ کا اشار کیا۔ وہ آگ بجھ گئی۔

آبدار نے اس کے کان میں بھاری گھمبیر سرگوشی کرتے اس کے کان کو اپنے لبوں سے کاٹا۔

آب،،،،، مایاوش نے سسکی سی بھر کے اسے پکارا۔
یس مائی لارڈ،،،،، آبدار گہرا مسکرایا۔

آپ مم،،،،، میری جان لینے پر تلے ہیں اور بب،،،،، بزدل بھی مجھے ہی بول رہے ہیں،،،،،
مایاوش کو صدمہ ہی تو لگا۔

کوئین، مجھے بھی یہی لگتا ہے آج کے شاید میری شدتیں آپ کی جان لے لیں،، پہلو
سہلاتے اس کی پچھلی گردن اور کمر پر اپنی شدتیں بکھیرتے وہ گویا ہوا تو مایاوش کی جان لبوں
پر آگئی۔ یوں بھی وہ جیسے جیسے نزدیکیاں بڑھا رہا تھا۔ ان کے درمیان حائل تمام پردے
سرکتے جا رہے تھے۔

مایاوش اب جھٹکے سے مڑ کر اس کے سینے میں گھسی تھی۔
آب،،،،، آپ ڈر رہے ہیں مجھے،،،،، وہ روہانسی ہوئی۔

نہیں تو،،،،، الرٹ کر رہا تھا،،،،، ویسے آپ جیسی نازک جان بزدل کوئین کا ڈرنا بھی بنتا ہے کہ
مقابل ایک اوشن کنگ ایگریسو مونسٹر ہے،،،،،

آبدار نے بول کر دانتوں تلے لب دبایا۔ جبکہ اس کی بات پر مایاوش نے اس کے سینے پر اپنے ناخن کبھو ڈالے تھے۔ وہ گہرا مسکرایا۔

آبدار نے مایاوش کے بال نرمی سے مٹھی میں بھرے تھے۔ اس کا سر اپنے سینے سے نکال کر گردن پر جا بجا بیوٹی بون پر، اپنے ہونٹوں سے محبت کی ایک نئی داستان لکھنے لگا۔ اس کی بے باکیوں اور جسارتوں پر کبھی مایاوش کا سانس سینے میں اٹک رہا تھا۔ کبھی وہ گہرے گہرے سانس بھرتی خود کو کچھ ہو جانے سے بچانا چاہتی تھی۔

وہ بالکل بے اختیار اور ہوش سے بیگانہ ہو کر اب محبت کی گہرائیوں میں اتر رہا تھا۔ جب مایاوش کو لگا کہ وہ اگلا سانس تک نہیں لے پائے گی۔ تبھی اسے تڑپ کر پکارا تھا۔

آب،،، وہ گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔

یس یو میحسٹی،،، آب نے اس کے سرخ ٹماٹر بے حال چہرے پر پھونک ماری۔

آب مجھے ڈر لگ رہا ہے،،، وہ روہانسی ہوئی۔ اور پھر اس کے سینے میں چھپی۔

کیوں،،، آب نے نرمی سے پوچھا اور اس کی کمر سہلائی۔

اب تو مایاوش اس کے سینے میں منہ دئیے روہی پڑی۔ آب نے نرمی سے اس کے گرد حصار مضبوط کیا۔ اور نرمی سے اسے سہلاتے پر سکون کرنے لگا۔

جب کافی دیر تک آب نے دوبارہ کوئی پیش قدمی ناکی تو مایاوش نے سکون سے آنکھیں موند لیں۔ مگر جب وہ مکمل طور پر پرسکون ہو گئی تو آب پھر سے پوری طرح اس پر قابض ہوتا اس کی سانسوں کو اپنے سانسوں میں الجھائے اس کی نازک سی جان نکالنے میں کوئی کسر نا چھوڑی تھی تھی۔

مایاوش کی روح فنا ہوئی۔ مگر نیم جان سی خود کو اس کے سپرد کر دیا جو جانے کب سے اس وصل کی شب کے لئے پل پل دن گن کر گزارتا آیا تھا کہ جانتی جو تھی آج چاہے اس کی شدتیں اس کی جان نڈھال کر دیں مگر گریز کر گز ممکن نہیں۔

گہری رات کی تاریکی میں پورے چاند کی چاندنی چھن کر کے ہٹ کے اندر آتی ان کے اس ملن کی گواہ بنی تھی۔

جبکہ ہٹ میں فسوں خیز خاموشی تھی۔

سمندر کے پانی میں جیسے ہیرے بچھا دیئے گئے تھے۔ پانی سے تیز روشنی نکل کر باہر تک بکھر رہی تھی۔ آگ و ساگر کی سپر پاورز کا ملاپ ممکن ہو پایا تھا۔ تو سمندروں میں طغیانی کیوں نا آتی۔

ماحول میں ایک عجیب سا سروپ چھایا تھا۔

عائش روز کی جانب اپنے قدم بڑھا رہا تھا۔ جو اس کے تیور دیکھ کر بری طرح گھبرائی تھی۔ وہ ابھی بھی مکمل صحت یاب نہیں ہوئی تھی۔ ماں کے اس دن کے وار سے ابھی تک نیم جان سی تھی۔

جلدی سے اٹھ کر بیٹھی اور خود میں سمٹی۔

کک کیا بات ہے عائش،،، آپ ناراض ہیں کیا مم،،، مجھ سے،،، اب مم میں نے کیا کیا،،،،،؟

وہ روہانسی ہوئی۔

مگر عائش اس کے سر پر آن پہنچا تھا۔ اسے ایک ٹانگ سے کھینچ کر بیڈ پر لٹا کر اس پر حاوی ہوا۔

روز نے اس کے سینے پر بازو رکھ کر اسے دور ہٹانے کی کوشش کی۔ مگر اس نے اس کی کلاسیاں جکڑ کر بیڈ سے لگا دیں۔

ایک مرتبہ عائش پھر وہ لمحہ یاد کر کے وحشت زدہ سا ہوا تھا یہ تو اس کی محبت کا پختہ یقین تھا کہ اسے کچھ نہیں ہوا ہوگا۔ مگر روز نے اس کا وار خود پر جھیل کر بالکل اچھا نہیں کیا تھا۔

صرف ایک سوال،،، اور اس سوال کا ایک جواب چاہیے روز مجھے تم سے،،، میرے سامنے کیوں آگئیں تھیں تم،،،؟

اپنی وحشت زدہ لال انگار آ نکھیں اس کی ہر فی جیسی سہمی آنکھوں میں گاڑھے اس کی گردن کے گرد ہاتھ لپٹائے وہ اس کا چہرہ اپنے چہرے کے قریب تر کیے پوچھ رہا تھا۔ روز نے اپنا حلق ترکیا۔

مگر نگاہیں جھکا لیں۔ اب وہ کیا کہتی۔ وہ اظہارِ محبت بھی چاہتا تھا تو ایسے وحشی پن سے۔ ایسے عجیب انداز سے۔

تمہیں پتا ہے روز، اس پل کے بعد سے مجھے ایک پل بھی سکون نہیں آیا،، نامیں سوپایا،، پل پل ٹڑپتے سسکتے گزارا یہ سوچ کر کے میں نے تمہیں کھو دیا،، وہ دانت پیس کر بولا تھا۔ اب تو روز کے ماتھے پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے جگمگانے لگے تھے۔

مگر بہت ہمت کر کے پلکوں کی گریں جھالیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔ کیوں،،،، ہمت کرتے لرزتے لبوں سے پوچھ ہی لیا۔

ہبتانے لگا ہوں،،، عائش نے اس کے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھے تھے۔ اور اس کے عمل میں اس قدر شدت تھی۔ کہ روز نے شیٹ مٹھیوں میں جکڑی۔ وہ اس کے سینے میں اس کی سانس ابجھا چکا تھا۔ روز نے اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اسے دور ہٹانا چاہا۔ مگر

آج ان منہ زور جربوں کے طوفان کو روک نہیں پاؤ گی روز،،،
 بول کر اس کہ بیوٹی بون پر اپنے لب رکھے۔ عائش نے مزید پیش قدمی کی۔ اور اس کی بڑھتی
 بے باکیوں سے روز کے سینے میں اس کی سانس الجھ گئی۔
 عائش نے دیکھا۔ وہ سانس نہیں لے رہی ہے۔ دم سادھ گئی ہے۔ عائش کے کندھوں کو
 اتنی زور سے مٹھیوں میں تھاما ہوا تھا کہ اس کے ناخن عائش کو اپنے کندھوں میں گڑھتے
 محسوس ہونے۔ وہ اتنی دیر کے بعد اب گہرا مسکرایا تھا۔
 سانس اور روز بے بی،،، نہیں تو تمہارا سانس انہیل کرنا میرا محبوب مشغلہ ہے،،، عائش نے
 پھر اس کے ہونٹوں کے پاس سرگوشی کی۔ عائش کی سلگتی سانسوں سے اس کے چہرے
 کو جھلسا رہیں تھیں۔
 روز نے نفی میں سر ہلایا۔ جیسے کہنا چاہتی ہو کہ وہ سانس نہیں لے پا رہی ہے۔ تبھی عائش
 نے ایک پھر اس کی سینے میں اپنی سانسیں اتاریں تھیں۔
 روز کا رنگ پیلا پڑنے لگا۔ تو عائش اس سے الگ ہو کر بیڈ پر چت لیٹا تھا۔
 جانے دو روز بے بی،،، مجھ سے دور جانے کی،،، میرا وار خود پر سہنے کی اتنی سزا ہی کافی ہے
 تمہارے لئے،،، جانتا ہوں بیمار ہو،،، جھیل نہیں پاؤ گی اس اوشن پر نس کو،،،
 عائش نے اس کی کمر کے گرد بازو حائل کر اسے اپنے سینے پر گرایا تھا۔

روز نے عائش کے سینے پر سر رکھ کر آنکھیں موند لیں۔ من پسند شخص سے چاہے جانے کا احساس دنیا کا خوبصورت ترین احساس ہوتا ہے۔

عائش اس کی پناہوں میں کچھ دیر آرام کرنے کے بعد اسے لئے رائل پیلس چلا آیا تھا جہاں ایلا اسے زندہ سلامت دیکھ بہت زیادہ خوش ہوئی تھی۔

ازلان نے عائش کی جانب دیکھ آنسو اچکائی۔

تو عائش نے انھیں سب بتایا کہ کیسے آبدار اسے تاشہ کے چنگل سے بچا کر لایا اور عائش کے سپرد کر گیا۔

ایلا اور ازلان بے تحاشا خوش ہوئے تھے۔ عائش نے انھیں بتا دیا تھا کہ وہ روز کے ساتھ ہی رشتہ قائم و دائم رکھ کر اسی کے ساتھ رہنا چاہتا ہے۔

وہ دو دن سے اس سے چپچپتی پھر رہی تھی۔ جیک اچھی طرح نوٹ کر رہا تھا۔ اس دن کے بعد سے جب سے جیک نے اسے اپنا یا تھا۔ وہ اس کنی کتر رہی تھی۔

اور جیک اچھی طرح سمجھ بھی رہا تھا۔ وہ اس سے بات کرنے کی کوشش کر رہا تھا مگر وہ جان بوجھ کر اسے انور کر رہی تھی۔

جیک اسے چھیر کر پچھتا رہا تھا۔

اب بھی دوپہر کے وقت وہ روم میں داخل ہوا تو شاہر لے کر فیروز می ساڑھی میں باہر آئی تھی۔ اسے روم میں آتا دیکھ بوکھلا کر واش روم میں واپس بھاگ جانا چاہتی تھی جب جیک نے اسے جالیا۔

اس کے اور واش روم کے بیچ جیک نے ہاتھ رکھ کر اس کا راستہ مسدود کر دیا تھا۔ پیچھے ہٹو،، وہ غصے سے بولی تھی۔ مگر جیک نے اس غصے بھری گرفت میں لیا تھا۔ اس کا جبراً اپنے ہاتھ میں دبوچا۔

ڈونٹ یو ڈیر رنچو،، تم ایسے کیوں پریٹینڈ کر رہی ہو جیسے میں نے زبردستی کی تمہارے ساتھ،،

وہ دانت پیس کر بولا تھا۔

شاید ایسا ہی کچھ،، محبت تو تم مجھ سے کرتے نہیں تھے،، تو نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا جیک بتاؤ مجھے،،،،

وہ اندر ہی اندر گھٹ رہی تھی۔ سک رہی تھی۔ منفی سوچیں اسے اندر سے کھائے جا رہیں تھیں۔

جیک اس کی بات پر مسکرایا تھا۔

کس نے کہا کہ میں تم سے محبت نہیں کرتا، مجھے ہر اس چیز سے ہر اس وجود سے اول روز سے محبت تھی جس سے سبنا کو محبت تھی،، اور ان میں تم ٹاپ آف دی لسٹ تھیں رنجو بے بی،، محبت کی تو اپنا یا نا کرتا تو دیکھتا بھی نہیں تمہاری طرف،، آئی بات سمجھ میں،، گھمبیر لہجے میں کہتے جیک نے اس کے دائیں جانب سے بھگیے بال گردن سے ہٹا کر دل کے مقام پر اپنے لب رکھے تو رنجو اپنی جگہ سے پوری کی پوری ہل گئی۔

پیچھے ہٹو بے شرم انسان،،،

وہ اس کے اظہار سے پوری کی پوری سرخ ہوئی تھی۔ کچھ سکون آیا تو اپنی موجودہ سچویشن سے گھبرا کر اسے پیچھے دھکیلا۔ اور واش روم جانے لگی۔

جب جیک نے اسے اپنی محبت بھری گرفت میں سمیٹ لیا۔

وہ اپنے بیڈ پر پرسکون سی سو رہی تھی جب اپنے سینے پر پہاڑ جتنا بوجھ سا محسوس ہوا۔ کسمسا کر آنکھ کھلی تو چہرے کے بہت قریب وہ ڈھیٹوں کی طرح مسکرا رہا تھا۔

ہائے ڈئیر وائفی،،، گڈ مارنگ،،،

عائش پلیمز آرام کرنے دیں،،، اس نے برا سا منہ بنایا اور کروٹ بدلنے کی کوشش کی۔ جو اس نے اس کے اوپر مزید جھک کر ناکام بنا دی۔

مارنگ ہو چکی ہے،، روز،، اٹھ جاؤ نہیں تو میں بھی تمہارے ساتھ لیٹ جاؤں گا، اور اگر ایسا ہوا تو تھوڑا نقصان ہو جائے گا تمہارا،، وہ دانت نکال کر بولا تھا۔

روز کہ نیند بھک سے اڑی۔ جھنجھلا کر اسے ایک سائیڈ دھکیل کر اٹھ بیٹھی۔ وہ قمقمہ لگا کر ہنس پڑا۔

روز ڈریسنگ تک گئی۔ اور اپنا ڈریس نکال کر واش روم جانے داخل ہوئی۔ جب بجلی کی سی تیزی سے عائش اٹھ کر واش روم داخل ہوا اور ڈور لاک کر لیا۔ روز نے آئینہ راجھائی۔

لیٹس ہیو آفن روز بے بی،، چلو آج اکھٹے نہائیں میری جل پری،، یہ بول کر عائش نے اسے اٹھا کر ہاتھ ٹب میں پھینکا تھا۔ عائش،،،، یہ،،،،

واٹ مجھے بلایا؟ لو میں دوڑا چلا آیا میری جل پری،،، وہ بھی کپڑوں سمیت ہاتھ ٹب میں گھسا تھا۔

روز کا دل کیا ماتھا پیٹ لے۔ کس خجبتی پاگل سے واسطہ پڑا تھا۔

عائش تمیز کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس واش روم اور میرے کمرے سے باہر تشریف لے جائیں،،

وہ جھنجھلا کر بولی اور پانی میں کوہاتھوں کے تھپیڑوں سے پیٹ کر سارا غصہ پانی پر نکالا۔
مطلب واش روم اور روم سے باہر جاؤں مگر اس بات ٹب میں تمہیں بھرپور کمپنی دوں
رائٹ،،،

عائش نے اسے کھینچ کر اپنے سینے پر گرایا۔
عائش،،، وہ چلائی۔

آج اس کی حرکتیں روز کی جان نکالے دے رہی تھیں۔ مگر وہ مسلسل اسے زچ کر رہا تھا۔
یس اس اوشن پرنس کی جان،،، عائش نے اسے ٹائٹلی ہگ کیا۔ اور پھر گستاخیاں شروع کر
دیں۔ گردن سے گیلیے بال ہٹا کر وہاں اپنے لب رکھے۔ اور یہ سفر جاری کر دیا۔
عائش،،، پلیز،،،،، کوئی آجائے گا،، اس نے عائش کے سینے پر مکے برسائے۔
آجائے دو،،، عائش لاپرواہی سے بولا تھا۔ مگر اس کی یہ لاپرواہی سیکنڈز میں اڑنچھو ہوئی
تھی۔

روز،،، روزیلہ بیٹا،،،،، ایلا کی آواز پر روز کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ عائش بھی
خفت زدہ سا ہوا تھا۔ دونوں کی سچویشن ہی کچھ اس طرح کی تھی۔

وہ اب بری طرح جھنجھلا رہی تھی۔ مگر پھر بھی درد سے چل رہی تھی۔

اووووووو،،، گوڈ میری وائف کا ٹخنہ تو ٹوٹ ہی چکا ہے،،، بس اب عقل سلامت رہے،،،
عائش نے آسمان کی جانب دیکھ کر دہائی دی۔

روزنہ نا سمجھی سمجھ اسے دیکھا۔ مگر جب اپنی پاؤں استعمال کرتے اسے اس بات کا مطلب سمجھ آیا تو وہ چیخ اٹھی۔

عائش یومین،،، میری عقل گٹوں میں ہے،،، اس نے عائش کا گریبان جھنجھوڑ ڈالا۔ عائش مسکرایا۔ اور ایک ہے جھٹکے میں اس کا پاؤں سیدھا کر دیا۔

روز چیخ مار کر عائش سے لپٹ گئی۔ مگر اب پاؤں کا درد کم ہوا تھا۔ روز کی آنکھوں سے آنسو نکلے۔ اور اتنے وقت میں پہلی مرتبہ عائش سنجیدہ ہوا تھا۔

روز،،، ڈونٹ یو ڈئیر،،، پلیز زرز،،، عائش نے وہ قیمتی موتی اپنے لبوں سے چنے۔ پھر بہت بے اختیار ہو کر اس کج سانسوں کو اپ ج سانسوں مجھے ابھایا تھا۔۔

روزنہ احتجاج کیا۔ دروازہ کھلا تھا اور پھف کوئی آ جاتا۔ مگر وہ ہتھوڑ ہوش سا خود کو سیراب کرنے میں مصروف تھا۔

پھر خود ہی شرافت سے پیچھے ہٹا۔

چینج کر کے جلدی سے باہر آ جاؤ روز،،، وہ اس کے ہوش ربا روپ و رنگ سے نگاہیں
چراتا باہر نکل گیا تھا۔
روز آہستگی سے مسکراتی ڈریسنگ کی جانب بڑھی۔۔

ماہویر اپنی خواب گاہ میں اکتائی ہوئی سی بیٹھی تھی جب کچھ محافظ پریاں اسے کے پاس
آئیں۔

آج آپ کو دربار میں کنگ کے ساتھ رعایا کو اپنا دیدار کروانا ہے پر نسز،،، اپنے لوگوں سے
ملاقات کرنی ہے،، وہ آپ کو دیکھنا چاہتے ہیں آپ سے ملنا چاہتے ہیں،،، کنگ نے
آپ کو بلاوا بھیجا ہے،،
ایک خادمہ نے جھک کر بتایا۔

لیکن مجھے کہیں نہیں جانا،،، بتا دو اپنے کنگ کو،،، کہ وہ میرے ساتھ کوئی زور زبردستی نہیں
کر سکتا،،، میں کہیں نہیں جا رہی،،،

وہ اکتاہٹ بھرے لہجے میں بول کر اپنی مسہری پر اوندھے منہ گرمی تھی۔ مطلب اب اسے
کوئی بات نہیں کرنی تھی۔

خادماں جا چکیں اور کنگ و یام کو اس کا جواب دے دیا۔

ویام اس کی خواب گاہ تک آیا تھا۔ دستک دے کر اندر داخل ہو گیا۔ وہ مٹھلیں مسہری پر اوندھے منہ لیٹی تھی۔ چہرہ بازوؤں میں چھپا رکھا تھا۔

کوئین،،، ویام نے پکارا۔

جب بول دیا میں نے کہ مجھے کہیں نہیں جانا تو اب آپ کیا زبردستی کریں گے میرے ساتھ،،

وہ تلملائی۔

نہیں،، آپ کی مرضی،، عوام کے سامنے نہیں جانا مت جائیں،، اور بانی داوے زبردستی اسے نہیں کہتے،، ویام نے بیڈ کے کنارے ٹٹکتے کہا۔

تو کسے کہتے ہیں،، وہ جھنجھلائی۔ مگر اپنے ہی سوال پر اپنے دانتوں تلے اپنی پھسلتی زبان دبوچ لی۔ وہ سر تا پا سرخ پڑ گئی تھی۔

اسے کہتے ہیں جو وہ کی شیر گل اور اس کے ساتھی کالج میں کرنا چاہتے تھے آپ کے ساتھ،، وہ تنی رگوں سے بولا تھا۔ وہ وقت وہ پل یاد کر کے کنگ ویام کو لگا وہ مجلس جائے گا۔

مگر ماہویر اپنی جگہ دم سادھ گئی تھی۔ تو کیا اس وقت بھی اس نے ویرا کو ان درندوں کے چنگل سے بچایا تھا۔

وہ جھٹکے سے اٹھی۔ وہ آپ تھے،،، وہ پوچھ بیٹھی۔

جی،، ایک لفظی جواب آیا۔

ماہویر امزید بے چین ہوئی۔ پلیز آپ جانے دیجئے مجھے اپنے ماما بابا کے پاس،، وہ تھکے ہارے لہجے میں بولی تھی۔

چھوڑئیے سب،، آئیے میرے ساتھ،، کنگ ویا م نے اٹھ کر اس کا بازو کھینچا تھا۔ وہ

اس کی جرات پر حیران ہوئی۔ اس کی حیران نگاہوں میں کنگ ویا م نے دیکھا۔

دربار میں نہیں،، ایک جگہ گھمانے لے جا رہا ہوں،، آپ اکتا رہیں ہیں ناں اس لئے،،

وہ سکون سے بولا۔ اور اسے لئے باہر نکلا۔ اتنے سے وقت میں وہ اس کے اندر تک

جھانک چکا تھا۔

پھر ماہویر اچپ چاپ اس کے ساتھ آتی چلی گئی۔ وہ اسے باہر لایا اور ایک پھول پر کھڑے

ہونے کا اشارہ کیا۔ وہ کھڑی ہوئی۔ وہ اس کا ہاتھ تھامے اڑا تھا۔ ویا م کے جادو سے وہ

پھول بھی اسے ساتھ لیے اڑا۔

وہ ایک حدنگاہ میدان تھا۔ بہت اوپر دور سے تو ماہویر اکو لگا جیسے وہ میدان ہی پر پل کمر کا

ہے مگر نیچے اتر کر پتہ چلا کہ اس میدان کا ہر درخت گھاس پودا، پھول پھل پر پل کمر کا

ہے۔ وہ قدرت کے اس شہکار پر مبہوت ہی رہ گئی۔

یہ کتنا میچکل ہے،،، وہ اس نظارے میں کھوئی بے اختیار بولی۔ کنگ ویا م مسکرایا تھا۔ اور اس لئے اس میدان کی ایک طویل ترین راہ گزر پر اترا۔

اس راہ گزر پر بھی پرپل کلر کا گھاس تھا۔ اور سڑک کے دونوں اطراف کے درخت سروں کے بہت اوپر جا کر جیسے آپس میں گلے ملے ہوئے تھے۔

کنگ ویا م نے ماہاویرا کا ہاتھ تھام رکھا تھا پھر وہ اسے لئے اس راہ گزر سے گزرنے لگا۔ وہ جیسے جیسے گھاس پر قدم رکھ رہے تھے۔ درختوں پودوں پرپل جھاڑیوں میں سے پرپل ہی تتلیاں اڑ کر ان کے آس پاس اڑ رہی تھی۔

ماہاویرا انھیں چھونے کی کوشش کرنے لگی۔ تھوڑی آگے آنے پر اب بہت ساری پرپل کوئل برڈز چچانے لگی تھیں۔

یہ بہت خوبصورت ہے،،، وہ خوش ہوئی تھی۔

آئیے میرے ساتھ،، طویل ترین اور سیدھی راہ گزر سے گزرتے اچانک ویا م نے اسے تھام کر اس میدان کے ایک جانب لے گیا۔ وہ بڑے بڑے درخت تھے۔ اور ان درختوں کے نیچے ایک سب سے بڑا درخت جس کی ہرپل سٹرا بیرمی جیسی پرپل بیریزمین تک لٹکی ہوئیں تھیں۔

ویام اسی درخت کے قریب آیا تھا۔ بیرمی شاخ سے توڑنے کی بجائے ایک شاخ ہاتھ میں تھام کر ڈائریکٹ منہ سے بیرمی منہ میں ڈال کر چالی۔

اسے ایسے کھانا ہے کونین،،،، ویام نے اسے سمجھایا۔ مایاوش نے اسے کاپی کرتے بلکل ویسے ہی بیرمی کھائی۔ بیرمی منہ میں گھلتے ہی پہلے اسے چاکلیٹ، پھر ماش میلوا اور پھر کاٹن کینڈی کا ذائقہ منہ میں باری باری گھلتا محسوس ہوا۔

اور اگر انھیں توڑ کر کھایا جائے تو،،،، ماہویرا نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔
 ٹرائی کر لیں توڑ کر کونین،،،، ویام نے اطمینان سے کہا۔

ماہویرا نے بیرمی توڑ کر ہاتھ میں تھام لی۔ ویام نے فوراً خود کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیا۔
 ماہویرا حیران ہوئی۔ مگر اگلے ہی پل ایک چھوٹا سا دھماکا ہوا تھا۔

بیرمی نے اپنے آپ کو کسی چھوٹے سے بم کی طرح پھوڑ لیا۔ ماہویرا ہلکی سی چیخ مار کر اپنی جگہ سے اچھلی۔۔۔ پر پل بیرمی نے اپنے پر پل بیل بوٹے ماہویرا کے چہرے اور کپڑوں پر بنا کر انھیں گندا کر دیا تھا۔

ویام نے اپنے پر پیچھے ہٹائے۔ اور اس کی شکل دیکھ کر دانتوں تلے لب دبا کر اپنی ہنسی کنٹرول کی۔

ہوووووووو، شششٹ،، ماہویر ایک دم اٹھ کر بیٹھی تھی۔ اپنی پرپل شکل کو صدمے سے تھاما۔

اب کیا ہوگا،،، دونوں گال رب کیں۔۔

ویام اپنی جگہ سے اٹھا۔ اور بہت اچانک اسے بازوؤں میں بھرا۔

ی،، یہ کیا کر رہے ہیں آپ،،، چھوڑیں مجھے،،، ماہویر اٹھلی۔

مگر وہ اسے لیے اڑا تھا۔ وہ پرپل میدان پار کر کے ایک بہت بڑا پہاڑ تھا سامنے جس کے دامن میں ایک جھرنا بہہ رہا تھا۔

ویام اسے لئے اس آبشار کے نیچے پانی میں کھڑا ہوا تھا۔ ٹھنڈا ٹھار پانی تھا۔ ماہویر اکیچکا اٹھی۔ اور ویام کے کندھوں پر بے اختیار ہاتھ رکھے۔ وہ اسے بغور دیکھ رہا تھا۔

لمحہ بہ لمحہ ان پر سے رنگ اترتا چلا جا رہا تھا۔ ویام نے اسے دیکھا جس کے چہرے اور گردن پر پانی کی بوندیں اٹھکیلیاں کرتی ویام کو غصہ دلارہیں تھیں۔ وہ اس بات سے ہی برا مان رہا تھا کہ وہ بوندیں بھی کیوں اس کی کونین کو چھو رہی تھیں۔۔

بہت اچانک ویام نے اسے اپنے قریب کھینچا تھا۔ اس کی گردن پر ٹھہرنے والی بوندوں کو اپنے ہونٹوں سے چنے لگا۔

ماہویراجی جان سے لرز گئی تھی۔ بری طرح کسمپاسی۔ مگر اس کی گرفت جان لیوا تھی۔ ویام اب اس کے چہرے سے وہ بوندیں چن کر اپنی پیاسی روح سیراب کر رہا تھا۔ اور ماہویرا اپنا سانس تک لینا بھول گئی تھی۔ دونوں پر مسلسل پانی گر کر انہیں بھگور رہا تھا۔

چھوڑیں مجھے،،،،، اتھل پھتل ہوتی سانسوں کے بیچ وہ اتنا ہی بول پائی تھی۔ مگر یہ ماحول، وقت، موسم، تنہائی سب نے مل کر جو ویام کے دل پر ستم ڈھایا تھا اس سے وہ مکمل طور پر بے بس اور بے اختیار ہو چکا تھا۔

تبھی اس کے ہاتھوں نے کندھوں سے کمر تک کا سفر طے کرتے اسے خود میں بھیجنا تھا۔

چھوڑیں مجھے،،،،، ماہویرا نے ایک مرتبہ پھر بھرپور احتجاج کیا۔ اور بری طرح ٹپٹی۔ مگر ویام نے اپنی پیش قدمی جاری رکھتے اب اس کے ہونٹوں کو اپنی قید میں لیا تھا۔ ماہویرا کے سانسوں کی خوشبو نے ویام کو بے خود اور مدہوش سا بنایا تھا۔

خود پر اختیار ہی کب تھا دل تھا کے بے قابو ہوا چاہتا تھا۔ ویام نے اس کے کندھے سے بھگی شرت نیچے کھسکائی تھی۔ اور ماہویرا کی ادھر ہی بس ہو چکی تھی۔ اپنی پوری طاقت لگا کر وہ اس کی پناہوں سے منگلی تھی۔

اپنے ہونٹوں پر ہتھیلی کی پشت رکھتی وہ آنسو بہاتی پانی سے باہر منگلی تھی۔

کوئین میری بات سنیں،،، ویا م نے آج پہلی مرتبہ غصے سے پاگل ہوتے اسے پکارا تھا۔
وہ ہر بار کیوں کرتی تھی اس کے ساتھ ایسا۔ کیوں خود سے دور کر دیتی تھی اسے۔!؟ آخر قصور
کیا تھا اس کا؟! وہ اس کے پیچھے لپکا تھا بلکہ تیزی سے اس کے سامنے آیا۔

آئی ہیٹ یو،،، مرجائیں آپ یا کاش میں ڈریگن بن پاتی تو سب سے پہلے آپ کو جلا کر
بھسم کرتی،،، وہ پیچھے مڑ کر چلائی تھی۔ اپنی ہی کیفیات نہیں سمجھ پارہی تھی۔
آپ کے عشق اور دوری میں تو میں ویسے ہی مر رہی رہا ہوں کوئین،،، مگر اب تو یہی خواہش
ہے کہ آپ کی یہ خواہش جلد پوری ہو جائے،،، میں نہیں رہوں،،، اور نارہے یہ فیوری
ٹوپیا،،، کچھ بھی نارہے،،،
وہ بھی رندھی آواز میں چلایا تھا۔

ایک ہوا کا جھونکا گزرا تھا۔ جس میں سبز رنگ کی آمیزش سی تھی۔ کنگ ویا م نے اس
جھونکے میں سانس لیا تھا۔ اور اپنا سینا پکڑ کر ادھر گرنا چلا گیا۔ ماہویرا نے حیرت سے یہ
نظارا دیکھا تھا۔

اس کے اوسان تو تب خطا ہوئے جب وہ بری طرح کھانسنے لگا۔ ٹڑپنے لگا۔
ماہویرا گھٹنوں کے بل اس پر جھکی تھی۔ گلیے بال ویا م کے اوپر بکھر گئے۔ اس کا سر اٹھا کر
ماہویرا نے اپنی گود میں رکھا۔

کیا ہو رہا ہے آپ کو،، مجھ سے بات کریں،، ویام،،،،، ماہویرا نے پریشانی سے اسے پکارا تھا۔

میں سانس نہیں لے پا رہا،،، اڑ نہیں پا رہا،،، مدد بلائیں،،، ویام نے گھٹے گھٹے انداز میں کہا۔
 کک کیسے،، کیسے،، کوئی ہے،،،،، مدد کرو،،،،، وہ زور سے چلائی تھی۔ مگر جھاڑیوں میں سے کچھ
 محافظ پریاں اور پری زاد نکل کر سامنے آئیں تو ان کا حال بھی ویام سے الگ نہیں تھا۔
 ویام نے اس کے ہاتھ میں اپنی میجک سٹک تھمائی۔ اس کا،،،،، حکم دیں،،،،، کہ
 آپ ہم،،،،، سب سمیت،،،،، محل جانا،،،،، چاہتی ہیں،،،
 ویام بول نہیں پا رہا تھا۔

ماہویرا رونے لگی تھی۔ اس نے ایسا تو کچھ نہیں چاہا تھا۔ کیا وہ بدعا اتنی جلدی لگی تو جو اس
 نے دل سے دی بھی نہیں تھی۔
 اس نے میجک سٹک کو حکم دیتے اسے گھمایا تھا۔

آبدار کی آنکھ کھلی تو تقریباً دوپہر تک کا وقت ہو چکا تھا۔ مسکراتے اپنے سر سے وہ
 کرواؤن اٹھا کر اپنے ہاتھ میں تھاما۔ جس کے بلو کر سٹل کی روشنی پورے ہٹ میں پھیلی ہوئی
 تھی۔

اس نے ایک نظر اپنے پہلو میں اپنی کونین کو دیکھا۔ جو ٹوٹی بجھری حالت میں اس کے پہلو سے لگی گہری نیند میں تھی۔

وہ اٹھ کر بیٹھا۔ اور مایاوش کے بالوں میں نرمی سے اپنا ہاتھ پھیرا۔

وش،،،، کونین،،،، اٹھ جائیں،،،، اس نے مایاوش کو پکارا۔ مگر وہ کیوٹ کیوٹ سے منہ بناتی پھر سے اس کے پہلو سے لپٹ گئی تھی۔ کمفرٹر سر تک تان لیا۔

آبدار اس کے کان کے پاس جھکا اور گھمبیر آوازیں سرگوشی کی۔ ویسے آپس کی بات ہے کونین،، آپ ان ڈریس ہیں،،

آبدار کے کہنے کی دیر تھی جب مایاوش کی نیند بھک سے اڑی تھی۔ وہ سلک کے وائٹ کمفرٹر سمیت کھسکتی اس سے دور ہوتی چلی گئی اور کروٹ بدل کر خود کو اچھی طرح کمفرٹر میں لپیٹ لیا۔

آبدار قہقہہ لگا کر ہنس پڑا تھا۔

آ،،،،، آبدار،،،،، ہٹ سے بب،،،،، باہر جائیں،،،،، وہ گھگھیا گئی۔

کیوں،،،،، ایسا کیا ہو گیا ہے کونین جو آپ اتنا شرمناک ہیں،،،،، مزید پھیل کر بیٹھ گیا۔
آب،،،،، پلیز ززززززززز،،،،، آپ کو میری قسم،،،،،

چلو جی بات ہی ختم۔ وہ آہستگی سے کمفرٹر کے اوپر سے ہی اس کی ناک چوم کر نرمی سے بیڈ سے اٹھا تھا۔ اور باہر نکل آیا۔

مسکراہٹ ہونٹوں سے جدا نہیں ہو رہی تھی۔ آج پانی کا رنگ کچھ مختلف ہی تھا۔ اس نے پانی میں چھلانگ لگائی۔

ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی جب مایاوش کی دلخراش چیخیں ہٹ سے باہر تک گونجیں تھیں۔ آب تیزی سے ہٹ کے اندر آیا۔ جہاں وہ بھگے وجود کے ساتھ سرخ لباس میں لہو مان فرش پر گری تڑپ رہی تھی۔ آپ کے سر پر جیسے آسمان گرا تھا۔

وہ منظر بہت بھیانک تھا جب فیری ٹوپیا کے ڈیپ فورسٹ کے پار کالی پاتال کے ایک قبرستان کے بیچ و بیچ ایک بڑا سا آگ کا الاؤدھک رہا تھا۔ اور اس کے سامنے وہ کھوپڑی نما بد شکل اور بد ہیئت پراسرار وجود بیٹھا اپنے منہ میں کچھ منتر پڑھ رہا تھا اس کے ہاتھ میں ایک انتہائی خوبصورت شکل کا پتلا تھا جو ہوہو مایاوش کی شکل کا تھا۔

وہ سیاہ پاؤڈر کا ایک چھوٹا سا گول دائرہ کھینچنے اس میں اس پتلے کو رکھے اس کے پہلو میں سویا سی چھوڑا ہوا تھا اور پراسرار، دہشت ناک اور بھیانک سی آوازیں اسے بولتا جاتا تھا۔

میرے پاس چلی آؤ پر نسز،،، نہیں تو اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گی،،، ماری جاؤ گی،، فنا ہو جاؤ گی،، میری غلام ہو پر نسز،، میرے پاس آنے کے علاوہ تمہارے پاس کوئی چارہ نہیں،،،

وہ ہزار کوشش کے باوجود اوشن کنگ تک نہیں پہنچ پایا تھا۔ ہر جنتر منتر پڑھ کر پھونک لیا مگر اس کے جادو کی رسائی اس طاقت تک ممکن نہ ہو پائی۔ جس نے سامر سے اس کی پر نسز کو باغی کر کے چھین لیا تھا۔

اس نے فیری ٹوپیا میں ہر طرف اپنا زہر پھیلا دیا تھا۔ جس سے کنگ ویا م، اینجینٹرس سمیت یہاں کی فیری گارڈینز اور لوگ سب بیمار پڑ گئے تھے۔ اپنے اصل کی جانب لوٹنے پر ہی معلوم پڑا کہ پر نسز کے لئے زمین پر اس کے اوشن کنگ کا جنم ہوا تھا جسے سن وہ ہر چیز تھس نہس کرنے کے درپہ تھا۔

پھر اسے سوارڈ آف لائٹ کا پتا چلا۔ اس نے اپنے چیلے اور غدار کنگ راج اوروشہ کو شکست فاش دینے کے لیے ہر سو پھیلا دیئے۔ اب وہ کسی بھی صورت میں مایا ووش کو اپنا تابع بنانا چاہتا تھا تا کہ وہ سوارڈ مکمل نابن پائے۔

اس کے پیچھے اتنا کچھ ہو گیا اور بلیک وچ کچھ نا کر پانی اس جرم کے پاداش میں سامر نے بلیک وچ کو بہت بھیانک سزا دی اور اب بھی اس کے گلے میں ایک پٹا سا بندھا ہوا تھا اور وہ سامر کے چیلوں کے ساتھ لائن میں سر جھکانے کھڑی تھی۔

وہ غدار فیری گارڈین چہرے پر تمسخرانہ سی مسکراہٹ لیے اب اس خبیث جن اور بلیک وچ کے سامنے فتح کے نشے میں چور کھڑی تھی۔ شروع دن سے ہر غدار کی مرتکب ہو کر فیری ٹوپیا کا تخت حاصل کرنے کا سہانا خواب اب پایہ تکمیل تک پہنچنے والا تھا۔ اسی نے ہی سامر اور بلیک وچ کو فیری ٹوپیا میں گھسنے میں مدد کی تھی اور اسی نے ہی یہاں کی ہوا اور پانی میں وہ زہر ملا یا تھا۔

سامر منتر پھونک رہا تھا اور اس پتلے کو لمحہ بہ لمحہ آگ کے قریب کرتا جا رہا تھا۔ جب ایک جھماکا سا ہوا۔ جیسے پانی کی ایک بڑی سی لہر اٹھی تھی اور اس سامر کے چلے کی آگ کو چلے سمیت تھس تھس نہس کر دیا۔ اور سب سے بڑی بات سامر کے ہاتھ سے مایاوش کا پتلا غائب ہو چکا تھا۔

سامر غضب ناک ہوا تھا اور غصے سے غرانے لگا۔

اس سب کا کوئی فائدہ نہیں ہے آقا،،، اب اس پر نسنز مایاوش کو یہاں بلانے کا کوئی فائدہ نہیں،،،

فیری گارڈین ایما نے جراثیم سے کہا۔

کیا مطلب ہے تمہارا، جلدی بتاؤ،،

وہ حلق کے بل چلایا تھا۔

مطلب یہ کہ اینجینٹس کے مطابق وہ پوری طرح اس اوشن کنگ کی ہو چکی ہے،، آپ کے کسی کام کی نہیں اب،،، یعنی کہ وہ پوری طرح اس اوشن کنگ کی کونین بن چکی ہے،،، تبھی تو آپ کا کوئی چلہ کوئی کالا جادو اسے مکمل بے بس نہیں کر پارہا،،، اور تو اور اب اس کا پتلا بھی غائب ہو گیا،، اس پر اختیار کھو چکے آپ آقا،،

ایمانے ڈرتے ڈرتے اسے تفصیلات سے آگاہ کیا۔ تو غصے سے پھرے ساند کی طرح اپنے ہی ان چیلوں کو موت کے گھاٹ اتارنے لگا جو مایاوش کو ڈھونڈ کر لینے گئے تھے اور ناکام واپس لوٹ آئے تھے۔

پریشان کیوں ہے آقا،،، ابھی کھیل ختم کہاں ہوا ہے،،، ابھی تو کھیل شروع ہوا ہے،،، ایمانے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

کیا مطلب جلدی بتاؤ مجھے،،، وہ پھر بے ہنگم سا چنگھاڑا۔

مطلب یہ کہ راج کی چھوٹی پر سنز ماہویرا،،، وہ ہو بہو اپنی ماں اور بہن جیسی خوبصورت،،، نازک،،، ان چھوٹی،،، اسی فیری ٹوپیا میں موجود ہے،،، جسے کنگ ویام اپنی کونین بنانا چاہتا

آبدار ٹپ کر آگے بڑھا تھا۔ تڑپتی مایاوش کا سر اٹھا کر اپنی گود میں رکھا۔ اور اس کے پہلو پہ ہاتھ رکھا جہاں سے بھل بھل کر تاخون بہہ رہا تھا۔

کونین،، آبدار چلایا۔ کہ اس کائنات کی کوئی ایسی چیز نہ تھی جو اوشن کنگ کو تڑپاتی۔ مگر اب جو صورت حال اس کی نگاہوں کے سامنے تھی آبدار کو اپنی روح ہواؤں میں تحلیل ہوتی محسوس ہوتی۔

اور آج حیرت انگیز طور پر اپنی کونین کی اتنی تکلیف پر اسے کچھ بھی محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ شاید یہ سامر کے کالے جادو کا اثر تھا۔ کہ اس نے کوئی خاص ایسا عمل کیا تھا جو صرف اور صرف مایاوش پر ہی اثر انداز ہو رہا تھا۔ یا ایسا ہی کچھ۔

مگر یہ آبدار کی غلط فہمی ہی تھی کہ کچھ گیلا گیلا محسوس ہونے پر اس نے سر جھکا کر دیکھا تو اپنی شرٹ خون میں بھیگتی سی محسوس ہوتی۔ مگر شاید کراؤن مل جانے کے بعد وہ ایسے بے پناہ طاقتور ہو چکا تھا کہ اسے وہ درد محسوس نہیں ہو رہا تھا۔

کونین کیا ہوا آپ کو،،،؟ وہ اسکا چہرہ تھتھپا کر بے چینی سے بولا۔

آب،، وہ بب بلا رہا ہے مم مجھے،،، وہ بول رہا کہ اگر میں اس کے پپ پاس ناگئی،،،،، تت تو،،، تو وہ مجھے مم مار دے گا،،،،،

تبھی اب مایاوش پر سکون ہو چکی تھی۔

آبدار اسے لئے اوشیانہ داخل ہوا۔ وہاں کے لوگوں، گارڈینز ہر چھوٹے بڑے زی روح ان کی تعظیم کے لیے جھکی تھی۔

ڈھیر ساری جل پریاں اپنی لنگ کی خدمت کے لیے آگے بڑھیں۔ مگر وہ مایاوش کو لئے عظیم الشان محل میں داخل ہوا۔ وہ اسے لئے اپنی خواب گاہ میں آیا تھا۔

تمام جل پریاں ڈر جھکائے اس کے حکم کی تعمیل کے لیے آگے آئیں۔ مگر

ہمیں اکیلا چھوڑ دیا جائے، اس نے نرمی سے کہا اور مایاوش کی جانب متوجہ ہوا۔

آبدار نے اسے شاندار منجلی مسہری پر لٹایا۔ مایاوش ہنوز اس کے سینے سے لگی آنکھیں موندے ہوئے تھی۔

کوئین،،،،، آبدار نے بے چین ہو کر اسے پکارا۔

میں ٹھیک ہوں اب،،،،، نقاہت بھری تھکی تھکی دھیمی سی آواز سنائی دی۔ تو آب نے سکون کا سانس لیا۔

اور یونہی اس کو سینے سے لگائے نیم دراز بیٹھا رہا۔

دھیمے دھیمے مایاوش نے اب آنکھیں کھولیں تو خود کو ایک شاندار قسم کے شاہی کمرے میں پایا،،، مگر وہ جان گئی تھی کہ وہ پانی کے اندر تھی۔

وہ نرمی سے دھیرے دھیرے بولتی اپنے خدشات بیان کر رہی تھی جب آب نے اس کے ہونٹوں سے اس کا ہر لفظ ہر خدشہ چن لیا تھا۔

مایاوش اس کی شدت پر بوکھلائی تھی۔ اور اس کے کندھے جھنجھوڑ کر اسے ہوش دلانے کی کوشش کی جو مدہوش سا پھر اس پر ہر طرح سے حاوی ہوتا جا رہا تھا۔

آب،،،،، اس کے لبوں کو آزادی ملی تو مایاوش نے گھبرا کر اسے پکارا۔
آپ نے مجھے ڈرا دیا تھا کونین،، ایک بس آپ کے کھونے کا ڈر ہے جو اس کنگ کی رگوں سے اس کا خون تک نچوڑ لیتا ہے،، میں کیا کروں کہ یہ خوف میری رگ رگ سے باہر نکل جائے،،،،،

وہ بے جان سا اس کی گردن میں منہ دینے کسی بادل کی طرح اس پر چھایا ہر طرح سے اس پر برسے کو تیار تھا۔

آپ،،،،، وہ گجھرائی۔

ا،،،،، خاموش رہیے کونین،،،

آب نے اس کے لبوں پر انگلی رکھی تھی۔ اس دوران پہلی مرتبہ آب نے اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا۔

اور آب کی لال انگارا آنکھوں میں موجود اس قدر وحشت، بے چینی و بے قراری دیکھ مایا
 وش بھی ان آنکھوں میں ڈوبنے لگی۔ تبھی زراسا اوپر اٹھ کر آہستگی سے ان وحشت بھری
 جلتی آنکھوں پر اپنے نرم گداز ہونٹوں سے ٹھنڈک پہنچا کر اس کی بے چینی کا مداوا کرنے کی
 چھوٹی سی کوشش کی۔

جب مایا وش کو اندازہ ہو گیا کہ وہ اس سے ہر طرح سے جیتنے لگا ہے تو نرمی اور خاموشی سے
 اپنے آپ کو اس کی شدت بھری پنہا ہوں کے حوالے کر دیا۔

وہ بے چین سی کھڑی اپنے ہاتھوں کی انگلیاں چٹا رہی تھی۔

فیری ٹوپیا میں ہر سمت ہر کوئی بیمار تھا۔ پھول مرجھا گئے تھے۔ سبزہ زاروں پر دبیز زیریلی
 سی سیاہی چھا گئی تھی۔ کوئی بھی اڑ نہیں پارہا تھا۔۔۔

ایپینٹرس بھی بیمار تھی مگر اتنی نہیں اب بھی وہ سب کچھ بھول بھال کنگ ویا م کی خدمت
 پر معمور تھیں۔ کافی ساری خادماں کمرے میں موجود ویا م کی دیکھ بھال کر رہیں تھیں۔
 جب کہ وہ ایک کونے پر کھڑی سر دوسپاٹ چہرہ لیے یہ سب کاروائیاں ملاحظہ کرتی کسی
 گہری سوچ میں تھی۔ یہ بیماری ہر اس جاندار چیز کے لیے تھی جس کے پر تھے۔ تو ماہویرا پر

اس زہر کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ اتنی بیماری میں بھی وہ مسلسل اسے ہی دیکھے جا رہا تھا۔ اور اپنے اوپر پڑتی اس کی گہری نگاہوں کی تنازت ماہویرا اچھی طرح محسوس کر سکتی تھی۔

پھر آخر اس کی خاموشی ٹوٹی۔ اور بلی تھیلے سے باہر آ ہی گئی۔

وہ آہستگی سے چلتی ایپنچنٹرس کے پاس آئی تھی۔

ایپنچنٹرس،،، مجھے ڈریگن لینڈ جانا ہے،،، ابھی کہ ابھی،،، اس نے سنجیدگی سے کہا۔ ویام نے حیرت صدمے سے اسے دیکھا۔ اسے تو لگا تھا کہ وہ اپنی محبت اس کی رگوں میں انڈیلنے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ مگر اس کی بے رخی نے ویام کے جسم سے اس کی روح کھینچ لی تھی جیسے۔ ایپنچنٹرس بھی غیر یقینی صورتحال میں اسے سنجیدگی سے دیکھے گئی۔

کوئین اس وقت کنگ کو آپ کی اشد ضرورت ہے،،، ایپنچنٹرس نے آہستگی سے کہا۔

مجھے کسی کی کوئی پرواہ نہیں،،، ناکسی چیز سے کوئی فرق پڑ رہا ہے،،،،، تو بہتر یہی ہے ناں ایپنچنٹرس کے مجھے میرے ماما بابا کے پاس جانے دیا جائے،،،

وہ سرد سے لہجے میں بول کر ان سب کی رہی سہی امیدیں بھی بری طرح اپنے پاؤں تلے روند گئی تو ویام نے سختی سے آنکھیں بھیجنیں۔

ایپنچنٹرس میرا حکم ہے،،، کہ انھیں ابھی کہ ابھی ڈریگن لینڈ بھیج دیا جائے،،،

ویام نے اذیت کی انتہا لیے اپنے جبرے بھیج کر کہا تھا۔

ایچینٹرس نے خاموشی سے اسے اشارا کیا اور اس کمرے سے باہر نکل گئی۔ وہ بھی جھٹکے سے وہاں سے تیزی سے چلتی باہر نکلی تھی کہ پیچھے مڑ کر دیکھنا تک گوارا نہ کیا کوئی ہے جو آنکھوں میں دنیا جہان کی حسرت لیے آس بھری نگاہوں سے اسے دیکھ رہا ہے۔ مگر وہ جاتے جاتے اس کی یہ امید بھی بری طرح توڑتی چلی گئی تھی۔

شام کا وقت تھا وہ دونوں بیچ پر چہل قدمی کر رہے تھے۔ عائش نے اس کا بہت خیال رکھا تھا تبھی اب وہ کافی حد تک دوبار صحت یاب ہو چکی تھی۔
اب کیا محسوس کرتی ہو روز،،،،

اس نے اس کے ساتھ ہمقدم ہوتے پوچھ بھی لیا۔ وائٹ شارٹ شرٹ پہنے وائٹ ہی سکرٹ کے ساتھ وہ اسے سر تا پا گہری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔
بلکل ٹھیک،، اب میں بلکل ٹھیک ہوں،،،
روز نے سکون سے کہا۔

مطلب اب ہم اپنے پینڈنگ چھوڑے کام مکمل کر سکتے ہیں رائٹر،،،،
عائش نے معنی خیزی سے پوچھا۔ تو اس کی بات سمجھ کر روز سر تا پیر سرخ پڑ گئی۔
اونہوں، اس کے علاوہ تو اور کوئی کام نہیں نامیرے اوشن پرنس کو،،،،

روز نے چھوٹی سی ناک چڑھا کر اسے چھیڑنے والے انداز میں کہا تو وہ کھلکھلا کر ہنس دیا۔
مگر عائش نے اسے اپنی شدت بھری گرفت میں لیا تھا۔

اب پلسٹک ریمور کے نام سے بدنام ہوں تو اپنے خطاب کا کچھ تو حق ادا کرنے دو ناں روز
بے بی،،،،

وہ اس کے چہرے کے بے حد قریب سرگوشیاں کرنے میں مصروف تھا۔ ان سلگتی
سانسوں کی حدت سے روز کا چہرہ لال ٹماڑ ہو گیا۔ وہ بری طرح گھبرائی تھی۔ اس کی جان لیوا
قربت تو شروع دن سے اس کی سانس اس کے سینے میں اٹکا دیا کرتی تھی۔
اور آپ مجھے آج سچ سچ بتائیں گے کہ آپ نے آخر کتنی لپ اسٹکس ریموو کی ہیں،،
وہ اپنی گھبراہٹ پر قابو پانے کے لیے اس کو غصے کے پیرہن میں اوڑھ کر اس کا گریبان
پکڑ کر غرائی۔

عائش مسکرایا تھا۔ وہ ماضی تھا روز بے بی،،، اب کی بات کرو،، اب تو ان ہونٹوں کے
لیے پہلا اور آخری تختہ مشق تھا راہی وجود ہے،، اب کیا کروگی،، کہاں جاؤ گی،، کتنا سو
گی،، کیا کیا برداشت کروگی،،،
وہ اسے زچ کرتا مسلسل چھڑے جا رہا تھا۔ اور اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہیں تھیں جو
وہ بڑی دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔

~~~~~

وہ بلیک ہول بہت بڑا تھا جسے وہ مسلسل کھڑی گھور رہی تھی۔ ایپجینٹس اس کا راستہ بنا کر نم آنکھیں لیے اسے شاہی گارڈن میں اکیلا چھوڑ کر جا چکی تھی۔ اور اب وہ سردوسپاٹ چہرہ لیے وہاں کھڑی تھی۔

ماہویرا نے اپنا قدم آگے بڑھایا جب اسے وہیں رکنا پڑا۔  
پرنسز، رکو،،،

اس کے پیچھے ایلا ہاتھ باندھے اطمینان سے کھڑی تھی جو سب کے سامنے بیمار ہونے کی کامیاب اداکاری کر رہی تھی۔

ماہویرا پیچھے مڑی اور حیرت ظاہر کیے بغیر آنسو روا چکا کر اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔  
اس کنگ ویا م نے تم پر اتنے ظلم کے پہاڑ ڈھائے،، اتنا کچھ کیا تمہارے ساتھ،،  
تمہارے ماں باپ بے قصور تھے اس نے پھر بھی انہیں تکلیف پہنچانے کو کیا کچھ نہیں کیا،،، تمہیں زہر دیا،، تمہارے جسم سے اور جزبات سے کھیلا،، اتنا کچھ ہونے کے بعد زندہ چھوڑ جاؤ گی اسے،، اپنا بدلہ نہیں لو گی،،،  
ایلا نے سکون سے کہا تھا۔

اور تمہیں کس نے کہا کہ میں ایسا نہیں کروں گی،،، نہیں چھوڑوں گی میں اسے،، اپنے ہر پل ہر لمحہ کی اذیت کا بدلہ لوں گی،،،، یہ بدلا اسے اپنی جان دے کر چکانا ہے،،،،

ماہاویر انفرت سے صفائی تھی۔

تو ٹھیک ہے تم ڈریگن لینڈ مت جاؤ،، میں تمہیں ایک ایسے شخص کے پاس لے جاؤں گی،، جو تمہارا بدلہ لینے اور اس کنگ ویا م کا سر قلم کرنے میں تمہاری مدد کرے گا،، ابھی نہیں،، ابھی مجھے ڈریگن لینڈ ہی جانا ہے،، مگر میں کچھ ہی دیر میں لوٹ آؤں گی،، پوری تیاری کے ساتھ،، اپنے بابا سے ڈریگن بننے کا منتر سیکھ کر آؤں گی،، فیری ٹوپیا کو اور اس کے تمام لوگوں کو اور خاص کر اس کنگ کو جلا کر خاکستر کرنے کے لیے،، اپنے بابا سے مل آؤں،، پھر میں تمہارے ساتھ اس شخص کے پاس جاؤں گی،، اور پھر ہوگی فیری ٹوپیا کی بربادی کی شروعات،،،

ماہاویر نے سر سر اتے لہجے میں کہا تھا۔

ایسا خاموش ہو گئی۔ اگر اپنی بات پر زور دیتے اصرار کرتی تو ماہاویر کو شک نہ ہو جاتا تبھی خاموش رہی۔

مگر تم کون ہو، کیا چاہتی ہو، میری مدد کیوں کر رہی ہو، اس شخص کو کیسے جانتی ہو کون ہے وہ،، اود میں تم پر کیسے بھروسہ کروں؟

ماہاویر نے سنجیدگی سے پوچھا تو ایما گڑبڑا گئی وہ چھوٹی سی لڑکی اتنی بھی بے وقوف نہیں تھی جتنا وہ اسے سمجھ رہی تھی۔

میں تمہارے تمام سوالات کا جواب تب دوں گی جب تم ڈریگن لینڈ سے واپس لوٹ کر آؤ گی،،، اور تمہیں مکمل بھروسہ دلا کر ہی اگلا قدم اٹھاؤں گی،، وعدہ کرتی ہوں،، ایما نے خباثت سے کہا۔

ماہویرا نے سر ہلایا اور بلیک ہول میں داخل ہو گئی۔ ماہویرا کے ہول میں داخل ہوتے ہی وہ غائب ہو گیا۔

پیچھے ایما اپنے مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچتے سوچ تمسخرانہ سی مسکراتی تھی۔

ماہویرا ڈریگن لینڈ آئی تھی۔ راج کو اس کی اطلاع مل چکی تھی۔ تبھی وہ اوروشہ بلیک ہول کے سامنے اس کے استقبال کے لئے کھڑے تھے۔ جب اس میں سے ماہویرا آتی دکھائی دی۔

وہ تیزی سے آ کر کر اپنے بابا کے سینے سے لپٹی تھی اور پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

راج نے اس کی کمر سہلائی۔ وہ وشہ کے سینے سے لپٹی۔

راج نے اسے بغور دیکھا۔ جو مکمل طور پر بدلی بدلی لگ رہی تھی۔

کیسی کے رنگ میں رنگی۔

کسی کی محبت خود پر اوڑھے۔



بلکل پرانی۔

راج اس کے قریب آیا اور اپنے جگر کے ٹکڑے کا چہرہ ہاتھوں میں تھاما۔  
میری پر سنز کب اتنی بڑی ہو گئی مجھے تو پتہ ہی نا چلا،،، بلکہ نہیں اب یہ میری چھوٹی سی  
پرنسز کہاں رہی،،، اب تو یہ ایک کونین بن چکی ہے تبھی اتنے بڑے بڑے کام کرتی پھر  
رہی ہے،،، ہے نا،،،

راج نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

ڈیڈ،،، مجھے،،، مجھے ڈریگن بننا ہے اور اس غدار کو جلا کر بھسم کرنا ہے،،، جس کی وجہ سے  
آپ بے گناہ ہوتے ہوئے بھی فیری ٹوپیا کے لوگوں کی نگاہوں میں اتنے برس گناہگار  
بنے رہے،،،

ماہویرا نے راج کو کہا تو راج نے ماہویرا کا ہاتھ تھاما اور اسے محل کی جانب لے کر گیا۔  
جہاں وہ وقتی طور پر ازلان اور ایلا کو بھی لے آئے تھے۔ راج کو تمام صورت حال کا علم ہو  
چکا تھا۔ کہ ایچینٹرس اسے ایک پیغام کے ذریعے تمام تفصیلات بتا چکی تھی۔ جس میں  
واضح یہ لکھا تھا کہ راج کو خود سے جڑے ہر وجود کی حفاظت کرنا ہوگی۔  
کیونکہ سامر سب کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تبھی راج نے یہ قدم اٹھایا تھا۔ کہ ازلان اور  
ایلا، جمی اور اس کی بیوی سارا کو بھی ڈریگن لینڈ اپنے محل میں لگ آیا تھا۔

ایلا نے عائش اور روز کی وجہ سے رو رو کر اپنا بہت برا حال کر رکھا تھا۔ مگر از لان نگ اسے یہ بول کر تسلی دے رکھی تھی کہ اب سب کچھ سنبھال لے گا۔  
 اور اب بس بے صبری سے انتظار تھا تو مایاوش اور اوشن کنگ کا۔  
 وہ کب سوار ڈلگ کر وہاں آتے اور اس شیطان کا سر قلم کرتے۔  
 مگر راج کو کیا معلوم تھا کہ ابھی کافی امتحان آنا باقی تھے۔

مایاوش مسہری پر تکیے سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے نیم دراز تھی۔ اپنے دونوں ہاتھ اپنے پیٹ پر رکھے ہوئے تھے۔  
 محض چند گھنٹے،

محض چند گھنٹوں میں اسے اپنے اندر ہونے والی ایک بڑی تبدیلی کے بارے میں علم ہو چکا تھا۔ وہ اوشن کنگ تھا۔ جس کی اولاد بے پناہ پراسرار طاقتوں کی مالک اب اس کی کوکھ میں تھی۔ یہ بہت جلدی تھا۔ مگر اسے معلوم تھا ایک مر میڈ کی اولاد ہونے کی وجہ سے وہ بہت جلد اپنے پرنس یا پرنسز کو جنم دے دے گی۔

اور خود میں ہونے والی اس تبدیلی کی وجہ سے مایاوش خود کو بہت طاقتور محسوس کر رہی تھی۔

آبدار باہر سے اندر آیا تھا۔ وہ لوگ اوشیانہ میں تھے۔ اور آبدار اپنی پاورز کی بدولت اپنے لوگوں کے جلد از جلد بہت کچھ کر کے آ رہا تھا۔ کہ تاشہ نے بہت مظالم ڈھائے تھے ان پر۔ اب جبکہ وہ اندر آیا تھا تو اس کے چہرے پر فکر کے سائے تھے۔ مایاوش نے آہٹ پر آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

آب،،، مایاوش نے اسے پکارا اور اپنا ہاتھ آگے بڑھایا جسے اس نے جلدی سے تھام لیا۔ کوئین ہمیں جلدی سے نکلنا ہے یہاں سے،،، ہمارے اپنوں کو ہماری ضرورت ہے،،، روز کے بارے میں میں نے سب بتایا تھا آپ کو وہ اور عائش تاشہ کے قبضے میں ہیں،،، وہ سامر اور کانلہ فیری ٹوپیا پہنچ چکے ہیں،،، اور ڈریگن لینڈ اور فیری ٹوپیا پر بھی خطرے منڈلا رہے ہیں تو ہمیں جانا ہوگا،،،

آبدار نے جلدی جلدی اسے تفصیلات بتائیں۔ مایاوش مسہری سے نیچے اتری۔ مگر آب ہمیں تواوشن سے سورج کی پہلی کرن سے بننا جادوئی موتی لانا ہے ناں،،، اس کے بغیر سوارڈ مکمل نہیں ہوگی،،، وہ مکمل نہیں ہوئی تو ہم کیسے مقابلہ کر پائے گے سامر کا،،، مایاوش نے اس کے ہاتھ تھامتے کہا۔

تو اب،،، مجھے ڈر ہے کہ وہ تاشہ زخمی عائش کو کوئی نقصان نہ پہنچا دے،،، تو ٹھیک ہے آپ عائش اور روز کو بچانے جائیں گے،،، اور میں وہ موتی لاؤں گی،،،

مایاوش نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا تھا۔

امپاسبل،،،، وہ موتی مردوں کی گھاٹی کے اس پار بحر مردار کے بیچ و بیچ ہے،، مردوں کی گھاٹی اور مردار کا مطلب سمجھتی ہیں کوئین،، کہ وہاں سے کوئی بھی زندہ لوٹ کر نہیں آتا،، تو میں اکیلے کیسے جانے دوں آپ کو ادھر،،

آبدار نے ایگریسو ہوتے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بے بھرا تھا۔

میں اکیلی کہاں ہوں آپ،، کوئی ہے میرے ساتھ،،

مایاوش نے نگاہیں جھکا کر کہا۔

کون،،،، آبدار نے حیرت سے اسے دیکھا۔

آپ کا سایہ،، یا آپ کے ہی وجود کا ایک حصہ،، یہ دیکھیں مجھے کیا ملا،، اور اس کے ملنے کا مطلب سمجھتے ہیں آپ،، یہ دیکھیں،،

مایاوش نے اس کے ہاتھوں سے اپنا چہرہ ہٹایا اور پیچھے ہوئی۔ اپنی آنکھیں بند کیں۔

آبدار نے ایک حیرت انگیز نظارہ دیکھا۔ مایاوش کی ٹانگیں غائب ہوئیں تھیں۔ اور ان کی جگہ ایک سات رنگی پونچھ نے لے لی۔

اس کا مطلب تھا کہ وہ اوشن کنگ کے وجود کا آدھا حصہ بن چکی ہے۔ جس کا مطلب تھا۔  
 اس کی رگوں میں اوشن کنگ کی محبت خون بن کر سرایت کر چکی ہے۔ جس کا مطلب تھا کہ  
 اس کی کوکھ میں اوشن کنگ کی اولاد پل رہی ہے۔  
 آبدار کے ہاتھ تو جیسے ہفت اقلیم کا خزانہ لگ گیا تھا۔ سرخوشی سے اسے بازوؤں میں بھر  
 لیا۔

کوئین،،، اسے اپنے سینے سے میں بھینچا۔  
 اب تو میں آپ کو بالکل بھی کہیں نہیں جانے دے سکتا کوئین،،، مجھے خیال رکھنا ہوگا آپ  
 کا،،، آپ ایسے کیسے،،،  
 اشش،،، اشششش آب چپ کریں،،، بالکل چپ،،،،، مایاوش نے اپنا ہاتھ اس  
 کے ہونٹوں پر رکھا۔

آپ اچھی طرح جانتے ہیں آب،،، اب دنیا کی کوئی بری طاقت میرا کچھ نہیں بگاڑ  
 سکتی،،، کیونکہ یہ ہے میرے ساتھ،،، تو بالکل بے فکر ہو جائیں،،، یا تو مجھے وہ موتی لانے  
 دیں،،، یا عائش اور روز کو بچانے دیں،،،

اس نے آبدار کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرا۔ پھر ہی ہم ڈریگن لینڈ چلیں گے،، سوار ڈلے کر اور عائش اور روز کا ماما بابا کے پاس لے کر،، مجھے اپنے ماما بابا سے ملنا ہے اب جلد از جلد،، میں اب اور دور نہیں رہ پاؤں گی ان سے،،،

مایاوش نے بھرائی آواز میں کہا تھا۔

تو ٹھیک ہے کوئین،، آپ عائش اور روز کو بچائیں گی،، اور وہ موتی میں لاؤں گا،، آبدار نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

اور یہ ہمیں جلدی کرنا ہوگا،، مایاوش اب کے گلے لگی۔

یہ رکھیں کوئین،،،

آبدار نے مایاوش کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی سٹار فش تھمائی۔۔

یہ آپ کو آب تک لے کر جائے گی،،

آبدار نے اس کا چہرہ تھاما اور پورے چہرے پر اپنی محبت کی میر ثبت کی۔

مایاوش ہلکا سا مسکرائی۔

اور جلدی سے ان ہونٹوں پر ہلکی سی جسارت کر کے پیچھے ہٹی۔

اپنا خیال رکھیے گا،، میرے لیے اور اس کے لیے،، مایاوش نے اپنی جانب اشارہ کیا۔

آبدار نے اسے حسرت سے دیکھا۔



دونوں ایک ساتھ محل سے باہر نکلے اور اپنے اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔

راج نے ماہاویرا کے کندھوں کے گرد بازو حائل کر رکھے تھے۔ اور وہ جی کڑا کر کے اس آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔

مجھے معلوم ہے میری پرسنل بہت بہت بریو ہے ،،،

راج نے اس کا کندھا تھپتھپایا۔

ماہاویرا نے اپنے ڈیڈ کی جانب دیکھ کر سر اثبات میں ہلایا۔

اگر کسی بھی قسم کی مدد کی ضرورت ہوئی تو اپنے لباس پر لگے اس کر سٹل کو رب کر دینا،، اور باقی جو میں نے سمجھایا ہے بالکل ویسا کرنا،، اوکے،،،

ماہاویرا نے ایک مرتبہ پھر اثبات میں سر ہلایا اور اس مرر کی جانب اب بے خوفی سے بڑھ گئی۔ وہ دوسرے مرر سے باہر نکلی تو فیری ٹوپیا کے محل کے شاہی گارڈن میں تھی۔

وہ چند قدم ہی آگے چلی تھی کہ حسب توقع وہ اس کے انتظار میں اسی رائیل گارڈن میں ہی چکراتی پھر رہی تھی۔

ایما چانک اس کے سامنے آئی تھی۔

پر سنز، تم آگئیں،، چلو میرے ساتھ،، میں تمہیں ایک ایسے آدمی کے پاس لے کر جاؤں گی جو تمہارے ہر مقصد کو پورا کرنے میں تمہاری مدد کرے گا،،

ر نیلی،، مگر تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تم مجھے اپنے بارے میں سب کچھ بتاؤ گی،، وہ بھی سب سچ،، اور تمہارا مقصد،، ہر بات،، مجھے یقین ہے تم مجھے مطمئن کرو گی تو ہی میں تم پر اعتبار و بھروسہ کرتے تمہارے ساتھ چلوں گی،،،،

ماہا ویرا نے سکون سے کہا۔ اور ادھر ہی ایک بڑے پھول پر سکون سے بیٹھ گئی۔ ایما ہج اس کے سامنے براجمان ہو گئی۔

میں شروع دن سے کنگ ویا م سے اور اس کے خاندان سے نفرت کرتی ہوں،، اس کے باپ نے محض چند غلطیوں کی وجہ سے میرا پورا خاندان تباہ کر دیا،، اسی لئے میں نے ان سلطنتوں کے سب سے بڑے دشمن سامر اور بلیک وچ سے ہاتھ ملا لیا،، جس نے ویا م کے پورے خاندان کو ختم کیا وہ کنگ راج اور کوئین مایاوش نہیں تھے بلکہ بلیک وچ اور سامر تھے،، معاف کرنا انکی وجہ سے تمہارے ماں باپ بدنام ہوئے،، مگر اس کنگ ویا م نے کیا کیا بغیر کسی تصدیق کے تمہارے ماں باپ کو مجرم ٹھہراتا رہا،، اور سنز تمہیں دی،، اسی لئے میں نے ہر چیز کا بدلہ لیا اس سے،، اس سامر کو میں ہی یہاں لے کر آئی،، اور فیری ٹوپیا کا پانی اور ہوا میں نے ہی زہر آلود کی،،،،

ایما اپنی مکرہ کہانی گڑھ کر پل بھر کو خاموش ہوئی تو ماہویرا تمسخرانہ سا ہنسی۔

اور تمہیں لگتا ہے کہ میں اتنی بیوقوف ہوں کہ تم اپنے منہ سے مجھے میرے ماں باپ کو پھنسانے کی بات کرو اور تب بھی میں تم جیسی غدار پر بھروسہ کروں گی،، تم لوگوں نے میرے ماں باپ کو اس لیے پھنسا یا کہ تم لوگ کنگ راج کے دشمن بڑھا کر اسے کمزور کرنا چاہتے تھے بس،، مگر افسوس ایسا ہو نہیں پایا،، مجھے زہر دلانے والی بھی تم ہی تھیں،، اور اب تم میرے سامنے بیٹھ کر مجھے اپنی غدارمی کی کہانی سنارہی ہو،، مگر افسوس اپنے مکروہ عزائم میں کبھی کامیاب نہیں ہو پاؤ گی،،،

ماہویرا شدید طیش اور غصے میں غرائی تھی۔ اسی طیش میں اس نے مخصوص منتر پڑھا تھا اور وہ ڈرگین میں بدل گئی۔

ایما نے تمسخرانہ سا اس ڈرگین کو دیکھا۔

اے پر نسز، تمہیں تو میں اس سامر کی باندی بناؤ گی زندگی بھر کے لیے،، ایک شیطان کے جی بہلانے کا سامان،، اب ساتھ چلتی ہو کہ گلے میں پٹا ڈال کر لے کر جاؤں بے بی ڈرگین،،،،،،،

وہ اپنی اوقات پر آتی انتہائی حقارت سے ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولی تھی۔

کنگ ویام جو جو کہ اپنی خواب گاہ میں لیٹا تھا اس کے دل نے بار بار گواہی دی تھی کہ وہ بھی اس سے محبت کرتی ہے۔ اور ایسا کچھ نہیں کر سکتی۔

کچھ دیر بعد اس بات کی تصدیق بھی ہو گئی۔

ماہویرا نے ایک خاص طریقہ سے ایپنچنٹرس کو رائیل گارڈن میں بلایا تھا۔

آج پہلی مرتبہ ویام کے اندر سے آواز آئی تھی۔ وہ اسے رائیل گارڈن بلا رہی تھی۔ اس نے راستہ بھی بتایا کہ کس راستے سے جانا ہے۔

کنگ ویام اور ایپنچنٹرس چپکے سے گارڈن کی جانب گئے تھے۔ اور پھر جواںخوں نے دیکھا اور سنا وہ ناقابل یقین تھا۔

گھر کا بھیدی ہی لنکا ڈھاتا آیا تھا اب تک۔ اور یہ طاقتیں یقیناً اسے اس شیطان کی مہیا کردہ تھیں جو اب تک ایپنچنٹرس بھی اس تک اتنے سالوں میں نہیں پہنچ پائی تھی۔ کنگ ویام دم بخود صدمے سے کنگ اپنی جگہ جم چکا تھا۔

ایما کی بخواس پر ماہویرا غم و غصے سے پاگل ہوئی تھی۔ جو ایک فیری ٹوپیا کونین اور ڈریگن لینڈ پر نسز کو بڑی حقارت سے بے بی ڈریگن بولی رہی تھی۔ وہ اپنے پیچھے سے اپنی میجک سٹک نکال کر یقیناً اپنے کسی مکرہ عزم کی تکمیل چاہتی تھی۔

مگر اس سے پہلے ہی کوئی بھی موقع دینے بغیر بڑے جلالی انداز میں ماہویرا نے اپنی پوری طاقت لگا کر اس پر آگ اگلی تھی۔

اسے سوچنے کا موقع تک نہ ملا اور اس غدار کی دلخراش چیخیں پورے محل میں گونجیں تھیں۔ کچھ دیر ہی لگی جب وہ غدار ایک ڈریگن کونین سے الجھ کر اپنے منتقی عبرتناک انجام کو پہنچ چکی تھی۔ بہت جلد اس کی جگہ ایک راکھ کا ڈھیر پڑا تھا وہاں۔

وہ کام کر چکی تو ماہویرا بہت اوپر اڑی تھی۔ اور اس زہر کا اثر زائل کرنے کو جو کنگ راج نے سفوف دیا تھا وہ ہوا اور پانی ہر جگہ چھڑک دیا۔

یہ بھی کر چکی تو وہ رائل گارڈن میں کنگ ویاں کے سامنے انسانی روپ میں اتری تھی۔

یہ ایک جزیرہ تھا۔ جہاں روز عاشر کے اوپر جھکی ہوئی تھی۔

عاش،،، پلیز خدا کے لیے آنکھیں کھولیں،،،

وہ بری طرح روتی اس کے سینے سے لگی ہوئی تھی۔ روز نے اپنی پاورز سے عاش کے زخم

ٹھیک کرنے کی کوشش کی تھی۔ صد شکر کے وہ زیادہ گہرے نہیں تھے۔ وہ آکٹوپس

انہیں یہاں پھینک گئے تھے۔ جہاں جزیرے کے درمیان ایک بڑا ساشیشے کا واٹر ٹینک پڑا

تھا۔

جس کا مطلب تھا کہ اگر انہیں انسان بننے میں دقت ہے تو وہ اس ٹینک میں تو جاسکتے ہیں مگر سمندر میں نہیں اتر سکتے۔

انہیں سمندر کی جانب آنے کی اجازت نہیں تھی۔ وہ آکٹوپس ساحل سمندر پر کڑا پہرہ دے رہے تھے۔

شاید تاشہ اب سمندر میں تھی۔

جب عائش نے دھیرے دھیرے سے آنکھوں کھولیں تو روز کو اپنے سینے پر سر رکھے بہت بری طرح روتے دیکھا۔ وہ ہمت کر کے ایک درخت کے تنے سے ٹیک لگا کر نیم دراز ہوا۔

وہ جو رونے کا شغل فرما رہی تھی۔ اس کے حرکت کرنے پر بوکھلا کر اٹھی۔ عائش نے اس کو دیکھا جو متوحش سی اسے کھونے کے ڈر سے بال بکھرا لے، سرخ ناک سوچی متورم آنکھیں لیے عائش کا چہرہ ہاتھوں میں بھرے بیٹھی تھی۔

عائش آپ ٹھیک تو ہیں ناں،، آپ کو کچھ ہوا تو نہیں ناں،، اگر آپ کو کچھ ہو جاتا تو میں جی نہیں پاتی مر جاتی عائش،، میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی،،،



وہ اس کے سینے پر سر رکھے پھوٹ پھوٹ کر روتی اتنا خوبصورت اظہار کر گئی کہ عائش کے تکلیف سے چور زخموں اور جسم و جاں کو جیسے کسی نے راحت پہنچائی تھی۔ اتنی تکلیف میں بھی وہ گہرا مسکرا دیا تھا۔

فکر مت کرو روز بے بی،،، اپنی گولڈن نائٹ منائے بغیر یا تمہاری روح میں اترے بغیر کہیں نہیں جاؤں گا اور نا مجھے کچھ ہو سکتا ہے،،،،، وہ دانتوں تلے لب دبا کر شرارت سے بولا۔

روز نے حیرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھا جو اتنی سیریس سچویشن میں بھی اپنی ہانکنے سے باز نہیں آیا تھا۔

اس نے اس کے کندھے پر ایک مکا جڑا۔

عائش بہت ہی کوئی گندے انسان ہیں آپ،، روز نے جھلا کر کہا۔

آں ہاں،،، انسان نہیں ہوں اس چھوٹی سی جل پری کا جل پری زاد ہوں،،

عائش نے اس کی چھوٹی سی ناک کھینچی۔ وہ اس کا دھیان بٹانے میں کامیاب ہو چکا تھا۔

مگر خود متفکر تھا یہ سوچ کر کے وہ لوگ یہاں سے کیسے نکلیں گے۔ اسے چوٹ لگی تھی۔ وہ کمزور پڑ چکا تھا۔ وہ سامنے سے وار کرتی تو وہ مقابلہ کرتا۔ مگر اس بزدل نے تو پیٹھ پر وار کیا

تھا کہ وہ اپنا بچاؤ بھی ناکر پایا۔ مگر دل میں کہیں یہ بھی پختہ امید تھی کہ آب انھیں ڈھونڈ نکالے گا۔ اور اس تاشہ کے چنگل سے بچالے جائے گا انھیں۔

ایجنٹس نے فرط جذبات میں اسے سینے میں بھیج رکھا تھا۔

مجھے معلوم تھا کونین،، کہ آپ فیری ٹوپیا کی کونین ہونے کے ناطے اپنا فرض ضرور پورا کریں گی،، مجھے آپ پر ناز ہے،،

ایجنٹس نے کہا تو ماہویرا مسکرا دی۔

دیکھے بغیر ہی اپنا وجود کسی کی پریش نگاہوں کے حصار میں مقید سا ہوتا محسوس ہوا۔ پردقت تو یہ کہ وہ بس خاموشی سے کسی کا بھی لحاظ کیے بغیر بس اسے دیکھے جا رہا تھا۔

فیری ٹوپیا کے لوگ جواب بالکل صحت یاب تھے اس کے ارد گرد اکٹھے ہونا شروع ہو چکے تھے۔

چلتیے کونین آپ کا محل آپ کا انتظار کر رہا ہے،،، ایجنٹس نے ماہویرا کا ہاتھ تھاما اور اسے محل کی جانب لے گئی۔ وہ جہاں جہاں سے گزر رہے تھے لوگ عقیدت اور شکر یہ کے طور پر اس کے شاہی لباس کی پوشاک چوم رہے تھے۔

وہ محل میں آئے۔ دونوں تخت پر بیٹھے۔ پریاں اس کے لیے پھول اور تحائف کا رہیں  
تھیں۔ جسے وہ ایک نرم مسکراہٹ کے ساتھ قبول کیے جا رہی تھی۔  
کوئین خواب گاہ میں چلیں مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے،،،  
ویام نے سنجیدگی سے مگر بہت غیر معمولی لہجے میں اپنے دل میں کہا جو ماہویرا کو اچھے سے  
سنائی دے گیا۔ ماہویرا کا دل اچھل کر حلق میں آیا۔  
وہ یوں بن گئی جیسے کچھ محسوس ہی نہیں ہوا۔

کوئین میں نے کچھ کہا ہے آپ سے،،، ماہویرا کو پھر اپنے اندر سے بھاری بوجھل آواز  
سنائی دی تو وہ جان بوجھ کر ان چھوٹے چھوٹے بچوں کی جانب متوجہ ہو گئی جو اس کی پوشاک  
پکڑ کر اسے اپنی جانب کھینچ رہے تھے۔  
وہ تخت سے اٹھ کر ان کی جانب گئی اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر ان سے باتیں کرنے لگی۔ وہ  
بچے اپنی کوئین کا منہ چوم رہے تھے۔

ادھر کنگ جو کچھ زیادہ ہی بے چین تھا۔ اپنی جگہ سے اٹھا۔  
تخلیہ،،،،، ہم کچھ دیر آرام کرنا چاہیں گے،،،  
وہ اٹھا اور ماہویرا کی کلائی تھامے اسے اپنی خواب گاہ کی جانب لایا تھا۔

لوگوں نے کلیپنگ کی تھی۔ ماہویر اکاچہرہ شرم وجیا سے سرخ پڑچکا تھا۔ اس نے اپنے پاگل کنگ کی پیٹھ کو بری طرح گھورا۔

وہ اسے اپنی خواب گاہ میں لایا تھا۔ یہ شاید اسی کا اشارہ تھا کہ تمام کھڑیاں اور دروازے اپنے آپ بند ہو چکے تھے۔

کنگ ویاں نے اسے اپنے روبرو کیا تھا۔ ماہویرا کے بازو ویاں کی دھمکتی گرفت میں تھے۔ صرف ایک سوال کو نہیں،، کیوں کیا یہ سب اور کس کے لیے،،

اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھ کا ویاں نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔ وہ کیا جاننا چاہتا تھا۔ اسے اچھی طرح اندازہ ہو چکا تھا۔ مگر اس کے منہ سے سننا تھا شاید۔

ماہویرا کی زبان تالو سے چپک چکی تھی۔ اب کیا بولتی۔ جب اس کو مرنے کی بدعادی تھی اور وہ فوراً تکلیف سے نڑپتا زمین پر گرا تھا بس وہی لمحہ تھا اس پر اپنا دل کھلی کتاب کی طرح عیاں ہوا تھا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ ہزار گریز کے بعد بھی وہ بھی اس ظالم ستمگر سے اتنی ہی محبت کرتی تھی جتنی کہ وہ کرتا تھا۔

تبھی اس نے یہ سب کیا۔ مگر اپنے ماں باپ کو بے گناہ ثابت کیے بغیر تو وہ بھی یہ رشتہ کبھی آگے نہ بڑھا پاتی۔

چھوڑیں مجھے ویاں،، وہ مم میرا فرض تھا ایک کو نہیں ہونے کی،،

اشششش،، تو آپ نے خود کو کوئین سمجھ کر اپنا یہ فرض نبھایا،، ماہویرا مانتی ہیں آپ اپنے آپ کو اس کنگ کی کوئین،،،

بھاری گھمبیر تا سے بھرپور بوجھل آواز ماہویرا کی سٹک گم ہوئی تھی تبھی لہجہ لڑکھڑا رہا تھا۔  
تت،، تو ظاہر ہے، مم میں یہاں کیوں ہوں،، اسی لئے کہ فیری ٹوپیا کی کوئین ہوں،،،،  
ماہویرا نے نگاہیں چراکربات بدلنے کی کوشش کی۔

میری آنکھوں میں دیکھ کر بولیں یہ سب،،، ویا م نے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں بھرا کر اپنے روبرو کیا تھا۔ ماہویرا نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ ان نگاہوں کے تقاضے اور ان میں اٹھتے جذبوں کی شورش سے وہ پاگل ہوئی تھی۔

کوئی خوش فہمی پالنے کی کوشش مت کیجئے، آپ کیا سمجھتے ہیں یہ سب میں نے آپ کے لئے کیا،، بلکل نہیں،، کوئی دلچسپی نہیں مجھے آپ سے،، اور نا ہی میں آپ سے محبت کرتی ہوں،، اس سمجھے آپ،،

وہ بلکل الٹ بولے گئی۔ ویا م اس کی بے وقوفی پر گہرا مسکرایا۔

میں نے ایسا تو پوچھا ہی نہیں کوئین کے آپ مجھ محبت کرتی ہیں کہ نہیں،،،

وہ اس کے چہرے کے مزید قریب آیا تھا۔ ماہویرا اب بری طرح بوکھلائی تھی۔ کتنا آسان تھا اس ایما کو جلا کر خاکستر کرنا۔

اور کتنا مشکل تھا اس بندے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جھوٹ بولنا۔  
 آپ دو،،، دور ہٹیں مجھ سے،،، وہ گھبرائی تھی۔ اس کے لمس سے،، اس کی نگاہوں کی  
 لپک سے،، اس کے جذبوں سے،، اس کے جسم و جاں سے پھوٹتے محبت کی روشنی  
 سے،، اپنی کیفیت سے،، اپنے ٹوٹتے جسم و جاں سے۔  
 وہ تو اب بالکل ناممکن ہے کوئین،، مجھے صرف اتنا بتائیے،، مانتی ہیں آپ اپنے آپ کو  
 میری کوئین،،،  
 ویام نے اس کی کمر کے گرد بازوؤں حائل کر کے اسے خود میں بھیجنا تھا۔  
 اب دامن بچانا ناممکن تھا۔ اس نے آہستگی سے نگاہیں جھکا کر اثبات میں سر ہلایا۔  
 تو پھر آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے،،،  
 یہ بول کر ویام نے اس کی گردن میں چہرہ چھپایا تھا۔  
 ماہاویرا کے چودہ طبق روشن ہوئے تھے۔ جب اس کی جسامتیں بڑھنے لگیں۔  
 ویام،،، ماہانے بے بسی سے اسے پکارا کہ ماہاویرا کی برداشت سے باہر تھا اس کنگ کو  
 جھیلنا۔ مگر ویام نے اپنی گرفت مضبوط تر کی تھی۔  
 کسی غیر معمولی احساس کے تحت ویام پیچھے ہٹا تھا۔ محل سے اٹھنے والی کان پھاڑ چیخ و پکار  
 سن کر دونوں کے ہی چہروں سے رنگ اڑے تھے۔



وہ دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے خواب گاہ سے باہر بھاگے تھے۔

وہ دونوں راہداری سے باہر بھاگ رہے تھے۔ جب ایک خنجر ویام کے سینے میں پیوست ہوا تھا۔

ویام،،،،، ماہویر کی دلخراش چیخ بہت دلسوز تھی۔ تڑپ کر ویام کے اوپر جھکنے لگی۔ جب اس کے پیٹ سے کوئی رسی نما چیز لپٹی محسوس ہوئی۔  
کوئین،،،،،،،،،،

ویام نے اس کی جانب بڑھنے کی کوشش کی۔ مگر اسے کسی گڑیا کی طرح پیچھے کھینچ لیا گیا۔ وہ دیکھتے ہی دیکھتے ویام کی نگاہوں سے اوجھل ہو چکی تھی۔

ماہویر کی آنکھ کھلی تو خود کو ایک تاریک سے کمرے میں پایا۔ وہ بیڈ کراؤن سے بندھی ہوئی تھی۔

عجیب بدبودار اور گندی سی جگہ تھی۔ گھپ اندھیرا۔ اور سیاہ کمرے کے نیچے ونیچ بیڈ پر بندھی وہ۔

بری طرح مچلی۔ کوئی منتر کام نہیں کر رہا تھا۔ ناوہ ڈریگن بن پارہی تھی۔

تبھی قدموں کی چاپ پر وہ بری طرح سہمی تھی۔ اور اندھیرے میں گھور گھور کر اس جانب دیکھنے کی کوشش کی جہاں سے چاپ سنائی دے رہی تھی۔

ماہویرا کا چہرہ خوف سے لٹھے کی طرح سفید پڑ گیا جب اس سفید پتلیوں والے مردے اور آدھے ڈھانچے نما بھیانک کیرٹوں زدہ شیطان کو لمحہ بالمحہ اپنے قریب آتے دیکھا۔

مایاوش کافی دیر سے اس دیوہیکل وہیل فش پر بڑی شان سے براجمان تھی۔ جو اپنی ملکہ کو اس کی منزل تک پہنچانے کے لیے تیزی سے اس کی بتائی گئی سمت کی جانب تیر رہی تھی۔

وہ اس سٹار فش کو فالو کر رہی تھی۔ سہی سمت کی جانب جاتے ہی جو شائن کرنے لگتی۔ وہ ویسل چنیر ایک چھوٹے سے جزیرے کے پاس آ کر رکی تھی۔

مایاوش کو اندازہ ہو گیا کہ عائش اور روزا سی جزیرے پر ہیں۔ وہ اس وہیل فش کو پیار سے رب کرتی اسے یہیں ٹھہرنے کا حکم دیتی۔ خود اس پر سے اتر کر جزیرے کی جانب تیری تھی۔

ہلکا سا پانی سے نکل کر دیکھا تو بڑے بڑے آکٹوپس تھے جو ساحل پر پہرہ دے رہے تھے۔ وہ مسکرائی۔ اور اطمینان سے ساحل کی جانب آئی۔ وہ سکون سے پانی سے نکلی۔

وہ آکٹوپس اس کی جانب متوجہ ہو چکے تھے۔ تبھی اس پر حملہ کرنے کے لیے اس کی جانب بڑھے۔ مایاوش اطمینان سے کھڑی رہی۔

غیر معمولی ہلچل پر روز اور عائش بھی اس طرف متوجہ ہوئے تھے۔ اور سامنے اوشن کوئین کو دیکھ کر ان دونوں کو سکون آیا۔

منظر بدلتا تھا وہ آکٹوپس جو مایاوش پر حملہ کرنے اس کی جانب بڑھے تھے اب اس کے سر پر اوشن کوئین کا تاج دیکھ کر اس کے پیروں میں جھکے ہوئے تھے۔

عائش اور روز مایاوش تک آئے تھے۔ روز نے عائش کو سہارا دے رکھا تھا۔ تبھی پانی میں طوفان سا آیا۔ اور اس پانی کے ٹورنٹو کے اوپر تاشہ مکروہ قمقمے لگاتی دکھائی تھی۔

تو جس لمحے کا انتظار کیا تھا وہ آ ہی گیا، مجھے میرے آقا کو خوش کرنے کے لیے اس کے جی بہلانے کا سامان مل ہی گیا، وہ تم ہو تم،، جو میرے آقا کو چاہیے ہو،، ہے ناں،،،

وہ غدار تو تھی ہی۔ آج یہ بھی پتہ چلا کہ اس کے پاس اتنی شیطانی پاورز کہاں سے آئیں کہ وہ اوشن کو نین ایل کو شکست دے گئی۔

مایاوش کے سکون میں رتی برابر بھی فرق نہیں پڑا تھا جبکہ وہ ہنوز بکواس کیے جا رہی تھی۔

اب ہوگا اصل کھیل شروع،، جب ہمارا ہر مقصد پورا ہوگا،، میں اوشیانہ کے تخت پر راج کروں گی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے،، اور تم جاؤ گی میرے آقا کے پاس،، اب چلتی ہو یا بالوں سے گھسیٹ کر لے جاؤں،،،

وہ منہ سے جھاگ اڑانے لگی۔

کوشش کر کے دیکھ لو مجھے گھسیٹنے کی،،،  
مایاوش نے اطمینان سے کہا۔

تاشہ نے اپنا ترشول مایاوش کی جانب کیا۔ اس میں سے بجلی کا ایک کونداسا لپکا۔ جو مایاوش تک آیا۔ مگر مایاوش سے ٹکرا کر پلٹا اور سیدھا جا کر تاشہ کو بجا۔

اس کا ترشول پھٹ کر ریزہ ریزہ ہوا تھا۔ جبکہ تاشہ کئی فٹ دور جا کر گرمی۔ اٹھنا مشکل تھا۔ وہ اوشن کوئین پر وار کر کے الٹا اپنی ساری طاقت گنوا بیٹھی تھی۔

اپنی سزا خود تجویز کر لو تاشہ،، اوشن کوئین نے تمہیں تمہاری غداری کی سزا دی تو زیادہ دردناک ہوگی،،

مایاوش کا لہجہ سرسرا تا سا تھا۔ تاشہ کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ وہ جو بھاگ نکلنے کا سوچ رہی وہ آکٹوپس جو اس کے حکم کے مطابق یہاں پہرہ دے رہے تھے۔ انہوں نے ہی تاشہ کو بری طرح دبوچ کر اپنے قبضے میں لے لیا۔

میری طرف مت دیکھیں اوشن کوئین،، اس غدار کا انجام بالکل ویسا ہی ہونا چاہیے،، جیسا کہ اوشیانہ کے ہر غدار کا ہوتا ہے،، میری بالکل پرواہ مت کریں،، میری ماں تو اسی دن مر گئی تھی جب اس نے مجھ پر اور میرے پر نس پروا کیا تھا،، اب تو میرے سامنے ایک ایسی لالچی عورت ہے جسے محض تخت چاہیے اور کوئی رشتہ کوئی چیز نہیں،، روز نے اذیت کی انتہا سے کہا تھا۔

یہ نہیں ہو سکتا،، تم،، تم تبھی اتنی طاقتور ہو سکتی ہو جب تمھاری کوکھ میں اوشیانہ کا اگلا تخت نشین ہو،، ایسا نہیں ہو سکتا،، تم مجھے نہیں ہرا سکتیں،، کوئی بھی تاشہ کوئین کو شکست نہیں دے سکتا،، میں مارڈالوں گی تم سب کو،،

وہ شاید اپنی شکست سامنے دیکھ کر پاگل ہو چکی تھی اور ان کی جانب لپکنے لگی۔

لے جاؤ اسے اور سزا کے طور پر سر قلم کر دو اس کا،،  
مایاوش نے اوشن کوئین ہونے کے ناطے اپنا پہلا فیصلہ سنایا۔



تاشہ نے روز کی جانب دیکھا۔ مگر اس نے بے تحاشا روتے عائش کے سینے میں منہ دے لیا۔ وہ آکٹوپس تاشہ کو لے گئے۔

مایاوش نے مسکرا کر عائش اور روز کو دیکھا جو اس کے سامنے گھٹنوں کے بل جھکے تھے۔  
اوشن کوئین ،،،،،

مایاوش نے جھک کر ان کمرسروں پر ہاتھ رکھا۔ انہیں اٹھایا اور اپنے گلے سے لگایا۔

چلو یہاں سے ،،، مایاوش نے عائش کی زخمی ہوئی حالت دیکھ کر پانی کی جانب دیکھا۔ وہ وہیل فش پھر سے ساحل کے قریب آئی۔

وہ ان پر سوار ہوئے اور اوشیانہ کی جانب گامزن ہوئے۔

راج اور وشہ فیری ٹوپیا آئے تھے۔ راج ڈریگن بنا فیری ٹوپیا میں اڑا تھا اور وہ بلائیں جو سامر نے فیری ٹوپیا پر چھوڑی تھیلیوں ان کو جلا کر خاکستر کر دیا۔

راج بھاگ کر کنگ ویا م تک آیا تھا۔ وہ زخمی تھا مگر ہوش میں تھا۔ صد شکر کے زخم اتنا گہرا نہیں تھا۔  
راج نے اس کا سر اٹھا کر گود میں رکھا۔

مجھے معاف کر دیں کنگ راج،، میری کوتاہی کو بچالیں،، وہ لے گیا میری کوتاہی کو،، میں اس کی حفاظت نہ کر پایا،، مجھے معاف کر دیں،،

ایک فیری ٹوپیا کے کنگ کی آنکھیں نم تھیں۔ راج نے اس کے بندھے ہاتھ کو لے۔ اور تسلی دینے کو اس کو سینے سے لگایا۔

مکچھ نہیں ہوگا اسے،، وہ ایک ڈریگن پر نسر ہے،، میری دونوں پر نسر بہت بریو ہیں،، وہ بچ نکلے گی،، میں جانتا ہوں وہ کچھ نہیں بگاڑ پائے گا میری پر نسر کا، ایک مرتبہ اوشن کنگ آ جائے،، پھر مل کر حملہ کریں گے اس پر،، اور اس پر اسے جہنم واصل کر کے ہی سانس لیں گے،،

راج کی آنکھوں سے شعلے لپکے۔ راج نے اسے سہارا دے کراٹھایا۔ اور خوب گاہ میں لے جا کر شاہی وید کو بلایا۔

وشہ بھی ایجنٹس اور گارڈین فیریز کے ساتھ مل کر زخمی لوگوں کی دیکھ بھال کرنے لگی۔

ماہویرا بہت بری طرح ڈری تھی جب اس بھیانک شیطان کو اپنی جانب آتے دیکھا۔

دو، دو رہو مجھ سے،،، دور رہو،،، وہ چلائی۔

مگروہ جو بیڈ کے پاس آ رہا تھا مگروہ قہقہے لگانے لگا۔ اب وہ وہ اس مسہری کے ارد گرد چکر لگا رہا ہے۔

ماہویرا بری طرح تڑپ رہی تھی۔ سامرا اس کے پیروں کی جانب آیا۔ اور اس کے پاؤں کو چھونا چاہا۔

مگر ماہویر کی رنگ سے نکلنے والے بجلی کے کوندے سے وہ کئی فٹ دور اچھل کر گرا تھا۔  
وہ بری طرح چنگھاڑنے لگا تھا۔ پھر لپک کر ماہویر کو چھونا چاہا۔

ایک مرتبہ پھر وہ بری طرح ناکام ہو کر دور پٹخ دیا گیا۔ وہ اب بری طرح چنگھاڑنے لگا تھا۔  
اس بجلی کے کوندے نے ان چیز کو بھی توڑ دیا تھا۔ وہ جلدی سے اٹھ بیٹھی۔

اب وہ ایک ڈرگن بھی بن چکی تھی۔ اور مسلسل اس شیطان کی جانب دیکھ کر دھاڑنے  
لگی۔ ماہویر نے آگ اگلی تھی۔ ڈھانچے کو آگ دکھی۔ وہ اور بری طرح ادھر ادھر جلتا  
دوڑنے لگا۔

اب وہ چنگھاڑتا ماہویر کو وہیں بند کر کے باہر بھاگ گیا تھا۔

یہ کیا ہو رہا ہے، میں اس پر سنز کو چھو کیوں نہیں پا رہا، اس کی آگ نے مجھے کیوں جلایا،، وہ  
میرے جادو سے آزاد کیسے ہو گئی،، میرا جادو اس پر کیوں اثر نہیں کر رہا،،

وہ چنگھاڑ رہا تھا۔

کیونکہ وہ فیری ٹوپیا کی کوئین ہے، اس کی انگوٹھی کی طاقت توڑ کر ہی آپ اس کے قریب جاسکتے ہیں، اور ایسا تب ہوگا جب آپ کی طاقت میں اضافی ہوا ہو، بلیک وچ بولی تھی۔

میری طاقت بڑھانے کا انتظام کرو،، وہ چلایا اور اپنے چیلوں کو کام پہ لگا دیا۔ جو بھی کرنا تھا جلد کرنا تھا۔

آبدار اس گھاٹی کے باہر کھڑا تھا۔ جسے سمندر میں مردوں کی گھاٹی بولتے تھے۔ یہاں بڑے بڑے جہاز ڈوبے تھے۔ اور سننے میں آیا تھا کہ ڈوبنے والی کئی بدروحوں نے یہاں ڈیراجما رکھا تھا۔

اس گھاٹی میں اترنے والا مم بیش ہی واپس جا پاتا تھا۔

وہ بلا جھجک اس گھاٹی میں اتر گیا۔ جہاں ٹوٹے پھوٹے بڑے بڑے جہازوں کے باقیات تھے۔ وہ ان جہازوں کے بیچ سے اپنی منزل کی جانب گامزن تھا۔ جب کچھ غیر معمولی احساس ہونے پر اس نے ادھر ادھر دیکھا۔

اس کی پونچھ بھاری ہو رہی تھی۔ جیسے کوئی اسے گہری سطح کی جانب کھینچ رہا ہو۔  
آب گھبرایا نہیں۔ بلکہ تیرتا رہا۔

پھر ہزاروں کی تعداد میں ترشول اڑ کر اس کی جانب آرہے تھے۔ وہ پھر بھی نہیں ڈرا۔ جانتا تھا یہ محض اسے ڈرانے کو نظر کا دھوکا ہے۔

وہ ایک جہاز سے اگلے جہاز تک گیا۔ جہاں ملگجے اندھیرے میں اس کی ڈھانچے جہاز میں پڑے دکھائی دئے۔



وہ جانتا تھا ان ڈھانچوں کی آنکھیں میں روشنی ہے اور اس کے کسی اور طرف دیکھنے پر وہ اس کی جانب دیکھنے لگتے ہیں۔  
آبدار اطمینان سے آگے بڑھا۔

جب کئی چیزیں تیزی سے آتی اس سے ٹکرانے لگیں اور ایک غصیلی غراہٹ سی سنائی دی۔

جو کوئی بھی ہو چلے جاؤ یہاں سے نہیں تو بے موت مارے جاؤ گے،، یہاں سے کبھی واپس نہیں جا پاؤ گے،،

اچھا ہمت ہے تو روک کو دکھاؤ او شن کنگ کو،،،  
اس کے کہنے کی دیر تھی جب وہ سارے ڈھانچے اس کی جانب لپکے اور اس کی پونچھ کو دبوچ لیا۔

آبدار نے اپنے ہاتھ ان کی جانب لہرائے تھے۔ ہاتھ سے نکلنے والے روشنی کے جھماکے نے ان ڈھانچوں کی ہڈیوں کو دور دور تک بکھیر دیا۔

غرض اس کو اپنے راستے سے بھٹکانے کو ہر طرح کا حربہ آزمایا گیا مگر وہ اپنے رستے پر چلتا رہا۔

کچھ دیر بعد ہی بحرِ مردار کی حدود شروع ہو گئیں۔

جہاں زیر زمین ایک الگ ہی دنیا آباد تھی۔ وہ حدنگاہ انسانی بازو جتنے کانٹوں بھری بیلین تھیں جو ہر جانب لپیٹی ہوئیں تھیں۔ ان میں سے اپنا راستہ نکال کر آگے بڑھنا تھا۔

آب بمشکل ان کانٹوں سے بچ کر آگے بڑھا۔ ان بیلوں کے گچھے کے پگھلوں کے بیچ و بیچ وہ پہاڑ کی چوٹی پر وہ سورج کی پہلی کرن سے بنا وہ جادوئی موتی تھا جو اسے حاصل کرنا تھا۔

وہ اس چوٹی کے قریب ہی پہنچا تھا کہ بھونچال سا آگیا۔ ان نوکیلی سیلوں نے اپنے بڑے بڑے کانٹے آبدار کی جانب اچھالے تھے۔ آبدار نے اپنے گرد ایک بلبے کی مانند حفاظتی حصار قائم کیا۔

اب وہ کانٹے اس حصار سے ٹکرا ٹکرا کر دور گر رہے تھے۔ آبدار اطمینان سے اس چوٹی تک پہنچا۔ اور سیپ میں سے وہ چمکتا موتی اٹھالیا۔

اس کے موتی اٹھانے کی دیر تھی کہ پانی میں دھماکے سے ہونے لگے۔ زمین جیسے ابل ابل کر ہر چیز کو اپنے اندر دبوچ لینا چاہتی تھی۔ وہ بیلین ٹوٹ ٹوٹ کر دلدل نما کھائی میں گرنے لگیں آب جلدی سے وہاں سے نکلتا تھا۔

بحر مردار سے نکل کر وہ پھر مردوں کی گھاٹی میں آیا تو آگے ایک اور امتحان اس کا منتظر تھا۔ وہ گھوم کر رہ گیا۔ کیونکہ چاروں سمتوں میں اسے وہی راستہ دکھائی دے رہا تھا جو اوشیا نہ کی جانب جاتا تھا۔ ان پھلاووں نے اس کا راستہ ہی الٹ دیا تھا۔

وہ متذبذب کا شکار ہوا۔ مگر پھر زہن میں اپنی کونین سے مخاطب ہوا۔

میں راستہ بھٹک گیا ہوں کونین، مجھے آواز دے کر راستہ دکھائیں،،،  
اس نے آنکھیں بند کر کے اس دشمن جاں کو یاد کیا۔

آب،،،،،،،،،،

ان چاروں سمتوں میں ایک سمت سے میٹھی سی پیاری آواز آئی اور اس کی احساسات سے  
ٹکرائی۔

وہ گہرا مسکرایا۔ اور اب بلا جھجھک اسی جانب چل پڑا جہاں سے وہ آواز آئی تھی۔

وہ اوشیانہ کامیاب لوٹا تھا۔ لوگ ایسے خوش تھے جیسے جشن کا سماں ہو۔ وہ لوگوں کو تسلی  
دیتا کہ جلد کونین کو لے کر لوٹے گا لئیں سائل پر اپنے ہٹ میں آیا۔

جہاں پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق انھیں اپنا اپنا کام پورا کر کے اکٹھا ہونا تھا۔ اور  
جہاں اس نے باقی کی تین چیزیں چھپائیں تھیں۔

وہ ہٹ میں آیا تو مایاوش بھاگ کر اس کے سینے سے لگی تھی۔ وہ کافی دیر اسے سہی سلامت اپنے سامنے پا۔ کر اسے محسوس کئے گئی۔ جب عائش نے گلا کھنکارا اور وہ لال ٹماٹر ہوئی اس سے الگ ہوئی۔

عاش اور روز بھی اس کے سینے سے لگے۔

عائش تم ٹھیک تو ہونا میرے بھائی،،، اب نے اسے گھما پھر کر دیکھا۔ اس کے سینے پر زخم تھے جو مایاوش اپنے جادو سے ٹھیک کر چکی تھی۔

میں بالکل ٹھیک ہوں،، اور جو تیر آب نے اپنے چاچو کے زخم ٹھیک کر دیئے،، آب میں بہت خوش ہوں،،،

خوشی عاؑش کے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔ مایاوش سرخ چہر ا لے چہرا چھپا گئی تو وہ دونوں قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔

مگر ابھی کہاں ابھی تو اور امتحان باقی تھے۔ اس نے چاروں چیزیں ایک ساتھ رکھیں تھیں۔

سراب کی انگھوٹی نے ڈھال کی شکل اختیار کی تھی۔

محبت کے ماپ،، اوشیانہ کے کراؤن کے بلوکر سٹل اور اس موتی کی پرورش اکھٹی ہوئی تھیں۔ اور ایک تلوار میں بدل گئیں۔ جس کی روشنی جیسے پوری کائنات میں پھیل گئی تھی۔

مایاوش نے وہ ڈھال تھامی۔

آبدار نے وہ تلوار لی۔

دونوں نے خود میں بے پناہ پراسرار طاقتیں سرایت کرتی محسوس کیں تھیں۔

مایاوش اس سامر کی قید اور جادو سے آزاد ہو گئی۔ کہ اس کی سیاہ پڑتی آنکھیں اب اپنی اصل سنہری شکل میں واپس آچکیں تھیں۔

آبدار نے ہوا کو چیرا تھا۔ جس میں سے اب ایک بلیک ہول بن گیا تھا۔



یہ فیری ٹوپیا کا رستہ ہے چلو سب،، اس شیطان اور اس کی چڑیل کا جہنم میں جانے کا وقت ہوا چاہتا ہے،،  
آب نے پراسرار طریقے سے کہا۔ اور وہ چاروں اس بلیک ہول میں داخل ہو گئے۔

فیری ٹوپیا میں ان کا پرتپاک استقبال کیا گیا تھا۔ کیونکہ سوارڈ آف لائٹ کی چمک نے پورے فیری ٹوپیا کو چندھیا دیا تھا۔ راج وشہ، ایلا اور ازلان یہیں موجود تھے۔

وہ محل میں کنگ ویام کی خواب گاہ کی جانب بڑھے تھے۔

مایاوش کی پیاسی، حسرت بھری نگاہوں سے تواتر سے آنسو بہہ رہے۔ برسوں بعد اپنے ماما بابا کا چہرہ دیکھنا تھا۔ ان کے روبرو آنا تھا۔

خواب گاہ کے باہر ہی کنگ راج اور وشہ کھڑے تھے۔ مایاوش دم بخود سی ادھر ہی کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔

راج اور وشہ کے چہرے اسے ٹھیک اپنے سامنے دیکھ تممتا اٹھے۔ آب، عائش اور روز مسکراتے آگے بڑھے اور ازلان اور ایلا کے سینے سے لگے۔

مایاوش کے قدم وہیں تھم چکے تھے۔ راج اور وشہ ہی آگے بڑھے اور اسے خود میں بھیج لیا۔

مایاوش،، میری بچی،، وشہ بھی پھوٹ پھوٹ کر رودی۔ مایا تو پہلے ہی ان کے سینوں سے لگ کر بکھر رہی تھی۔

ماما،، بابا،،،،، آخر مایاوش کے کپکپاتے ہونٹوں سے برسوں کے بعد تڑپتی پکار سننے کو ملی تو راج اور وشہ تڑپ ہی گئے۔ تبھی بے اختیار ہو کر اپنی پرنسز کو چومتا تھا۔

یہ منظر دیکھ کر وہاں کھڑے ہر شخص کی آنکھیں اشبار ہوئیں تھیں۔ کنگ ویا م بھی اب دھیمے قدموں سے چل کر باہر آن پہنچتا تھا۔

لیکن کوئی تو تھا جو یہ آنسو زیادہ دیر برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ تبھی آب آگے بڑھا تھا۔ اور راج کو دیکھ کر اس پاگل ڈریگن کو اچھے سے پہچان بھی گیا۔

ہیلو سر،،، آج آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی،،، آب کے لہجے میں شرارت تھی۔

راج چونکا تھا اور اس نوجوان کی جانب دیکھا جس کے اپنی کونین کے لیے جنون نے پہلے دن سے ہی اسے بہت متاثر کیا تھا۔ اور وہ لکی گرل اس کی اپنی پرنسز نکلتے گی۔ انداز نہیں تھا۔

راج نے اسے سینے سے لگایا۔

کونین وشہ،،، اپنے داماد سے ملنے جس کی محبت کر چرچے ان ساری دنیاؤں میں دور دور تک پھیلے ہوئے ہیں،،،

راج بھی کونسا کم تھا ماحول کو ہلکا پھلکا کرنے کو چٹکلا چھوڑا تو مایا وش نے دوبار اماں کے سینے میں منہ چھپا لیا۔

مگر کچھ یاد آنے پر وہ جھٹکے سے ان سے الگ ہوئی۔

بابا ماہویرا،، میرج گڑیا ماہویرا کہہ رہے ،،،

مایاوش کی متلاشی نگاہیں ادھر ادھر بھٹکیں۔ راج اور وشہ تو کچھ بول بھی نہیں پائے۔ مگر وہاں ابھی ابھی آئی ایچینٹرس نے مایاوش کے سر پر بم پھوڑا۔

اسے سامر لے گیا مایاوش،،، اور اب وہ جو اسے حاصل نہیں کر سکا تو اب ایک شیطانی چلا کاٹ رہا ہے ماہویرا کو حاصل کرنے کو،،،

ایچینٹرس نے کہا تھا۔ لہجے میں اداسی تھی۔ کنگ ویا م نے یہ سن کر پہلو بدلا۔ غم و غصے سے مایاوش کا تمام خون نچڑکرا اس کے چہرے پر آیا تھا۔

آب چلیں،،، جلدی کریں،،، وقت نہیں ہمارے پاس،،، اس شیطان کا گنداسر قلم کرنے کا وقت آن پہنچا ہے،،،

مایاوش چلائی تھی۔ مگر آب سنجیدگی سے اسے دیکھے گیا۔

ہم سب جائیں گے کوئین،، مگر آپ نہیں،،  
 آب نے اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں سے تھام کر حتمی لہجے میں کہا تو مایاوش کی  
 آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔  
 جبکہ وہاں پر موجود ہر فرد آب کے اس اچانک فیصلے پر حیران ہوا تھا۔ سوائے عائش اور روز  
 کے۔

کیوں آب،، میں کیوں نہیں جاؤں گی،، آپ ایسے کیسے بول سکتے ہیں جبکہ جانتے ہیں کہ اگر  
 سوارڈ آپ کے پاس ہے تو ڈھال میرے پاس،، اور ان دونوں کے بغیر آپ کو کس قدر  
 خطرہ ہے ادھر،،

مایاوش پھٹ پڑی تھی۔

میں آپ کے ساتھ اس ننھی سی جان کو خطرے میں نہیں ڈال سکتا مایاوش،، سمجھیں پلیز مجھے،،،

آبدار نے اب کی بار جب واضح الفاظ میں کہا تو ازلان، ایلاراج اور وشہ کے چہرے کھل اٹھے تھے۔

ایچینٹرس بھی گہرا مسکرا دیں تھیں۔

لیکن،،، مایاوش نے بات کرتے اچانک ان سب کی جانب دیکھا تھا۔ آبدار کو بھی ہوش آیا تھا۔ اور سب کی جانب دیکھا۔

مبارک ہے یہ گھڑی،، ازلان نے ایک مرتبہ پھر آب کو سینے سے لگایا تھا۔ ایک مرتبہ سب نے پھر مایاوش کو پیار کیا۔

آپ خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہیں اوشن کنگ،، کچھ نہیں ہوگا اوشیانہ کے اگلے آنے والے جاں نشین کو،، جبکہ اس جنگ میں آپ کے ساتھ آپ کی کونین کا ہونا لازم ہے،، یہ



آپ جانتے ہیں،، اب زیادہ بحث مت کریں، اب دشمن سے سامنا کرنے کا وقت ہوا چاہتا ہے،،،

ایچنینٹرس نے آبدار کو بول کر یہ بحث سمیٹی تھی۔

راج، وشہ، آبدار، مایاوش،، ویا م، عائش ایلا،، اور ایچنینٹرس اپنی پوری طاقت اور تیاری کے ساتھ محل سے باہر نکلے تھے۔  
جبکہ روز وہیں از لان کے پاس تک گئی تھی۔

وہ جبے اطلاع مل چکی تھی کہ فی رمی ٹوپیا کے محل سے اس کی بارات نکلی ہے۔ غم و غصے سے پاگل ہو چکا تھا۔

اپنے شیطان جادو گروں، عجیب ہیت کی بلاؤں اور بدروحوں بھوتوں کی فوج تو وہ پہلے ہی تیار کر چکا تھا۔ بلیک وچ اس کے کندھے پر کھڑی تھی۔

اسے بھلا کیا فکر تھی۔ اور رہی بات سوارڈ آف لائٹ کی تو وہ بس قصے کہانیاں ہی تو تھیں۔  
بھلا اسے آج تک کون بنایا تھا۔

سامر نے اپنا چلا جاری رکھا۔ کالی پاتال کا یہ سیاہ پہاڑ تھا۔ جس کے آس پاس وہ شیطان کے چیلے، جن بھوتوں کی حدنگاہ پوری فوج کھڑی تھی۔

مگر آبدار اور اس کے ساتھی تیزی سے آگے بڑھا تھا۔  
وشہ، مایاوش اور راج ڈریگن بن کر اڑے تھے۔ آگ اگل کر ان چیلوں کو خاکستر کر رہے تھے۔ ایک عرصہ اس شیطان نے آبدار کی کوئین کو قید میں رکھا اور تکلیفیں پہنچائیں۔

آج وہ ان سب کا حساب لینے آن پہنچا تھا۔

آبدار نے زمین کی جانب اشارہ کیا جو کہ پھٹ چکی تھی۔ اس میں سے نکلنے والے پانی نے ان بدروحوں کو بدحواس کر دیا تھا۔

عائش اور آب اس پانی میں تیر کر دشمنوں پر حملہ آور ہوئے تھے۔

ایپینٹرس اور ویم اپنی میجک سٹک سے ان پر وار کر کے انہیں جلا کر بھسم کر رہے تھے۔

ماہویراجو اس عجیب سے کمرے میں بند تھی۔ عجیب قسم کی چیخ و پکار پھر ڈریگن کی دھاڑ تھی جسے سن وہ ایک طرف بے چین ہوئی۔ مگر دل کو بھی سکون آیا۔

اب وہ بھی ڈریگن بن کر اس دروازے پر آگ اگلنے لگی تھی۔

باہر ایک بھونچال سا برپا تھا۔ ہر طرح آگ ہی آگ بھڑکی ہوئی تھی۔ آج تو پانی بھی آبدار کے حکم سے پیٹرول کا کام کر رہا تھا۔ اور سامر کی فوج تیزی سے ختم ہو رہی تھی۔

یہ دیکھ بلیک وچ کے چہرے پر ہوائیاں اڑیں تھیں۔ مگر سامر کے اطمینان میں فرق نہیں پڑا تھا۔

ارے سامر،،، وہ تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں،، ہمارے چیلے مر رہے ہیں،،،،

بلیک وچ نے اسے ایک منحوس خبر سنائی۔ اس کا چلہ مکمل ہو چکا تھا۔ اب اسے بس اس پر نسز پر قابو پانا تھا۔ تبھی وہ اس کمرے کی جانب بھاگا تھا۔

ماہاویر اجو اس دروازے کو تقریباً پگھلا ہی چکی تھی۔ سامنے سے وہ شیطان جادوگر جن آتما دکھائی دیا۔ اس نے اس کی جانب رخ کر کے آگ اگلی۔ مگر اب اس پر اس آگ کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

سامر نے اپنی ہیت بدلی۔ اور اس بے بی ڈرگین کو گردن سے دبوچ لیا۔ ماہاویر اس کی گرفت میں بری طرح پھڑپھڑائی۔

مگر یہ سامر کے جادو کا اثر تھا کہ وہ جلد ہی اپنے انسانی روپ میں واپس آگئی۔ اب اس خبیث جن نے اس مسہری پر پٹھا تھا۔



میرے ماں باپ کو تو قتل کیا تھا تم نے بلیک وچ،، اب میری پرنسز کو ہاتھ لگا کر دکھاؤ،،  
چلو آج برسوں پرانا حساب کتاب برابر کرتے ہیں،،،،، مایاوش،،

راج نے مایاوش کو آواز دی تھی۔  
موت سامنے دیکھ کر وہ مکروہ قہقہے لگانے لگی تھی۔

یہ مارے گی مجھے،، ارے اسے تو میں نے پال پوس کر بڑا کیا ہے،، یہ مارے گی مجھے،،

مایاوش نے اسے خونخوار نگاہوں سے گھورا۔ جو یہ سمجھ رہی تھی ایسے ایموشل اور اوچھے  
ہتھکنڈے آزمانے پر آج وہ بچ جائے گی۔

مایاوش نے وہ ڈھال بلیک وچ کے سامنے کی۔ اور اپنی آنکھیں بند کیں۔  
بلیک وچ کی مکروہ چنچنیں گونجنے لگیں۔ کیونکہ وہ ڈھال اب اس چڑیل کی ساری طاقتیں چوس  
رہی تھی۔۔



ڈھال اس کی ساری طاقتیں چھین چکی تو انھیں تو کچھ کرنا ہی نہیں پڑا۔ وہ خود ہی راکھ کا ڈھیر بن گئی۔ بلکہ راکھ بھی آگ میں بھسم ہو کر ہوا میں معلق ہو گئی۔

ایک خبیث چڑیل کا تو دردناک انجام ہو چکا تھا۔ اب اس جن کی باری تھی۔ کہ تبھی ان سب کو ماہویرا کی چیخیں سنائی دیں۔ تو سب اسی جانب لپکے۔ کہ ان چیلوں کا تو خاتمہ تقریباً کر ہی چکے تھے۔

ویام جب اپنے نام کی پکار سن کر اس کمرے میں آیا تو اگلا منظر دیکھ کر وہ غم و غصے سے پاگل ہوا تھا۔ وہ شیطان ماہویرا کے پاؤں دبوچے اس پر حاوی ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔

ویام نے اپنی میجک سٹک سے اس پر وار کیا۔ اور مسلسل اس پر وار کرتا رہا۔ سامنے ان سب کو اسی جانب آتے دیکھ ماہویرا کو گلے سے دبوچ کر اپنے سامنے کر کے اپنی ڈھال بنایا تھا۔

راج، وشہ، مایاوش ایچنینٹرس، عائش ٹھیک اس کے سامنے کھڑے تھے۔

اس نے ان پر وار کیے جو خالی لوٹے۔

اب حملہ کرو مجھ پر،،،، میں تو مروں گا مگر ساتھ اسے بے بی ڈرگن کو بھی لے کر مروں گا،،،،

وہ مسلسل ماہویرا کا گلا گھونٹ رہا تھا۔ دوسرے ہاتھ میں زہر میں بجھا زہریلا خنجر تھا۔ جو وہ ماہویرا کے پہلو سے لگایا کھڑا تھا۔

آب پانی میں تحلیل ہوا سامر کے پیچھے سے زمین میں نکلا تھا۔ اس نے راج کو اشارہ کیا۔ اب بس انھیں اس کا دھیان بٹانے تھا۔

چھوڑ دو اسے سامر،،، ہو سکتا ہے تمھاری موت تھوڑی آسان ہو جائے،،، راج پھنکا رہا تھا۔

اچھا،، اور کون ہے جو مجھے ختم کر سکے،، اس پر نسز کو ساتھ لے کر مروں گا،،، راستہ دو نہیں تو اس کی گردن کی ہڈیاں چٹا دوں گا،،  
 ماہویر اس غلیظ جن کی قید میں بری طرح چل رہی تھی۔

میں دوں گا تمہیں دردناک موت،، جیسے ابھی ابھی تمہاری بہن کو دی،،، پیچ پیچ دیکھو بیچارہ کی راکھ تک ناہنجی،،  
 راج نے تمسخرانہ سا کہا۔

نہیں،، اسے میرے علاوہ کوئی نہیں مار سکتا،،،  
 سامر غصے سے چنگھاڑا۔ اور یہی وہ لمحہ تھا جب اس کی ماہویرا پر گرفت کمزور پڑی۔ ماہویرا نے اپنی پاورز سے اسے آگ دکھائی۔ وہ جھنجھٹا اٹھا۔ ماہویرا اس سے دور ہوئی۔

مایاوش نے وہ ڈھال اس کے سامنے لہرائی۔ ایک مرتبہ پھر بجلی کے کوندے سامر میں سے نکل کر ڈھال میں جذب ہوئے تھے۔ اور اس کی ساری طاقت چلی گئی۔

پیچھے سے آب نے وہ تلوار اس کے دل میں گھونپی تھی۔ کیونکہ سامرتب ہی مرتاجب سوارڈ آف لائٹ اس کے دل کو چیرتی۔

تلوار اس کے دل میں گھونپتے ہی وہاں جیسے زلزلہ آیا تھا۔ سامر راکھ بن چکا تھا۔ اور وہاں موجود ہر چیز تھس تھس ہو رہی تھی۔

ہمیں جلد یہاں سے نکلنا ہوگا،،، آب نے کہا۔ سب نے سر ہلایا۔  
راج، وشہ، مایاوش اور ماہویر اڈرگین بن کر اڑے۔ ایپنچنٹرس اور ویم بھی ان کے ساتھ اڑ گئے جب کہ عائش، ایلا اور آب زیر زمین پانی بن کر زمین میں تحلیل ہو گئے۔  
راون کی لنکا پوری طرح جل کر تھس تھس ہو چکی تھی۔

وہ فتح یاب ہو کر بڑی شان سے واپس لوٹے تھے۔ آج ان کے سب دشمن تمام غدار صفحہ ہستی سے پوری طرح مٹ چکے تھے۔ فنا ہو گئے تھے۔ رکھ ہو گئے تھے۔

سچائی سے ٹکرا کر جھوٹ، نفرت ظلم ہمیشہ پاش پاش ہی ہوا ہے۔ اور سچ ہمیشہ بڑی شان سے فتح یاب ہوا ہے۔

فیری ٹوپیا میں ہر طرف جشن کا سماں تھا۔ وہ لوگ تخت کے آس پاس کھڑے تھے۔ اور لوگ ان پر پھول برسا کر اپنی عقیدت اور خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔

ایجنٹس نے اپنے میجک سے فیری ٹوپیا کی ہر تباہ کی گئی چیز ٹھیک کر دی تھی۔ ہر چہرے پر خوشی کی ایک خاص چمک تھی۔  
وسہ راج کے پہلو میں کھڑی تھی۔  
ایلا از لان کے ساتھ  
مایاوش آب کے پہلو میں تھی،  
روز عائش کے پہلو میں

جبکہ ماہویرا نے چورنگا ہوں سے دیکھا۔ وہ ماہویرا سے کافی دور ایچینٹرس کے پاس سپاٹ چہرے لیے کھڑا جیسے کسی غیر مرئی نقطے کو گھور رہا تھا۔

اس نے ایک آدھی بار بھی ماہویرا کی جانب پیش قدمی کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ حالانکہ سامر سے آزادی پانے کے بعد سب نے اسے گلے سے لگا کر پیار کیا تھا۔

اس سٹرپل کنگ کے دماغ میں آخر چل کیا رہا ہے،، ماہویرا نے اسے گہری نظر سے چانجتے سوچا۔ جبکہ اس کی یہ گوہر افشائیاں وہ اچھی طرح سن رہا تھا۔ وہ خود پر مسلسل نگاہوں کی تپش محسوس کر کے بھی اپنی جگہ پر بے نیاز سا جما کھڑا رہا۔

ویام نے جشن کا اعلان کیا تھا۔

شاندار دعوت عام کا اہتمام کیا گیا تھا۔ تمام فیری گارڈین اپنے لوگوں کو کا خیال رکھ رہی تھیں انھیں ڈرو کر رہی تھیں۔



وہ سب لوگ بھی شاہی دسترخوان پر ایک ساتھ بیٹھے تھے۔ آب کی وارفتہ نگاہیں بار بار مایا  
وش پر اٹھ رہی تھیں۔ عائش بھی مسلسل بے شرموں کی طرح روز کی جانب متوجہ تھا۔

بڑے اپنی خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

ماہا ویرا نے دیکھا۔ اس نے بس برائے نام کھایا۔ ان سب کا ساتھ دینے کو۔ پھر وہ منظر  
سے غائب ہو گیا تھا۔

شاندار دعوت کے بعد ان سب نے ایچنینٹس سے واپس لوٹنے کے لیے رخصت لی۔ ماہا  
ویرا نے اس کی تلاش میں ہر طرف نگاہ دوڑائی۔

ایچنینٹس جھجھکتی ماہا ویرا کے قریب آئی تھی۔ اور اس کے ہاتھ تھامے۔  
[آخر بلی تھیلے سے باہر آہی گئی]

ماہویرا آپ اپنے ماما بابا کے ساتھ ڈریگن لینڈ واپس لوٹ جائیں،، یہ کنگ ویا م کا فیصلہ ہے،، ان کا یہ کہنا ہے کہ وہ آپ کی حفاظت نہیں کر پائے تو وہ آپ کو ڈیزرو نہیں کرتے،،

ایچنینٹرس کے ہر لفظ پر ماہویرا کی آنکھیں حیرت و صدمے سے پھیل گئیں تھیں۔  
ایچنینٹرس کے ہر لفظ نے اسے بے جان کیا تھا۔ اور اس کا سفید پڑتا چہرہ ادیکھ وہاں سب کو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا۔

راج نے آگے بڑھ کر کچھ کہنا چاہا۔  
لیکن ایچنینٹرس آپ،،،،،

چلیں ڈیڈ،،، چلیں یہاں سے،،، ماہویرا نے سردو بے تاثر چہرے کے ساتھ کہا تو راج کو حیرت ہوئی۔

لیکن پرسنر،،

میں نے کہا ناں چلیں ڈیڈ،، ماہویرا نے آنکھیں بھیچ کر راج سے کہا تھا۔ ایپنچنٹرس بھی غور سے اسے دیکھے گئی۔ وہ جو یہ سب سن رہا تھا۔ ازیت کی انتہا سے اپنے لب بھیچ لیے۔

وہ لوگ خاموشی سے محل سے باہر آئے تھے۔ اور سب بلیک ہول سے ڈریگن لینڈ چکے آئے۔

ڈریگن لینڈ میں جیسے خوشیاں مقرر قص تھیں۔ ازلان، ایلا، عائش اور روزواپس لوٹ گئے تھے۔ آب اور مایاوش ڈریگن لینڈ میں کنگ راج اوروشہ کے پاس ہی تھے۔

اب بھی رات کے کھانے کی ٹیبل پر مایاوش چمک رہی تھی۔ وہ اپنے اتنے برسوں کے رہے سے لاڈاٹھوانے میں مگن تھی۔ مایاوش، راج اوروشہ کے پلو سے مسلسل بندھی ان کی جان ہی نہیں چھوڑ تھی۔ اور آب ٹھنڈی آہیں بھر رہا تھا۔

آب جو خاموشی سے بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا ایک سرد سی آہ بھری۔ جس کے نخرے ختم ہونے کا نام نہیں لے رہے تھے۔

کوئین ہمیں لوٹنا ہوگا،، اوشیا نہ کو دو بار ا بسانے والی بات ہے، اور لوگوں کو ان کے کنگ اور کوئین کی ضرورت ہے تو ہم واپس چلیں،،،  
آب نے آخر اپنا مدعا بیان کر ہی دیا۔

آب پلیر پلیر آپ چلیں جائیں ناں،، بس دو دن اور میں ماما بابا کے ساتھ گزار لوں، پھر لوٹ آؤں گی ناں،،،  
مایاوش نے ایسے حسرت بھرے لہجے میں کہا تھا کہ راج اور وشہ بھی اس کی تائید کرنے لگے۔

ٹھیک ہے تو میں چلتا ہوں،،،

آب کے دل پر پھریاں چلیں تھیں۔ سچ تو یہ تھا کہ اب اسے شدید قسم کی جیسی فیل ہو رہی تھی۔ اس نے شکایتی نگاہوں سے اپنی ظالم کونین کو گھورا۔ مگر اس سے زیادہ تو اس نے مسکین سی شکل بنالی تو آب دل میں اپنی کونین کے ہوش ٹھکانے لگانے کے ارادے باندھتا وہاں سے نکل آیا۔

وہ اپنے کمرے کی کھڑکی پر سرخ شاہی لباس میں سوگوار اداس سی کھڑی تھی۔ کسی نے اس سے کوئی بات نہیں کی تھی۔ بلکہ سب اس کا جی بہلانے کی کوششیں کرتے رہے تھے۔ اور سب کے ساتھ وہ نارمل ہی رہی مگر اس کی آنکھوں کی ویرانی اور اداسی تھی جو کسی سے چھپی نارہی سکی تھی۔ راج نے بھی کوئی بات نہیں کی۔ وہ ان دونوں کنگ اور کونین کو ایک دوسرے کی اہمیت سمجھنے کے لیے موقع دینا چاہتا تھا۔

گہری رات تھی اور وہ اپنی کھڑکی پر کھڑی تھی۔ پھر کچھ سوچ کر باہر آئی جہاں راج، وشہ اور مایاوش بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔

شیور پر نسر،،، راج نے نرمی سے کہا۔

جب پہلے خود کے پاس رکھا تو وہ بھی زبردستی۔

اس پاگل کنگ کو جا کر کون سمجھاتا کہ اس کی محبت کی طاقت تھی کہ وہ جن اسے چھو تک نہیں سکا۔ نہیں تو اس جن کی پاورز تو اتنی تھیں کہ اس کو کوئی چیز بھی نہیں ہرا سکتی تھی۔



وہ غائب دماغی سے رائیل گارڈن کی اسی دیوار کے پاس آن پہنچی تھی۔ جہاں سے ایک مرتبہ وہ ظالم اسے اپنے پاس اڑالے گیا تھا۔  
دل کی بے چینی حد سے سوا ہوئی تو ڈریگن بن کر اڑی اور دیوار پار کر گئی۔

اور پھر ایسا ہوا کہ ناچاہتے ہوئے بھی اس کے قدم اسی وادی میں چشمے کے پاس آ کر رکے جہاں وہ بے چین ہو کر اس سے ملنے آیا تھا۔ وہ وہیں نرم گھاس پر بیٹھتی چلی گئی۔

ایک تنکے سے گھاس ادھر ادھر کرنے لگی۔ پھر دل کا درد آنکھوں سے بہنے لگا۔ وہ گھٹنوں میں منہ دئیے پھوٹ پھوٹ کر رودی۔

اور ویاہ کا جو دل درد سے خون نہڑ رہا تھا۔ اس کی جدائی پر نڈھال آدھ موا ہوا تو ڈریگن لینڈ چلا آیا۔ ان دو دنوں میں اسے اچھی طرح باور ہو چکا تھا کہ وہ اپنی کونین کے بغیر ایک پل ایک لمحہ بھی نہیں رہ پائے گا۔ جبکہ ایٹچنٹرس نے اسے سمجھایا تھا کہ اس کی محبت کی طاقت نا ہوتی تو ماہا ویرا کبھی زندہ سلامت واپس نا آتی۔

محل میں اس کا پرتپاک استقبال کیا گیا۔ مگر وہاں سے پتہ چلا وہ رائیل گارڈن گئی ہے۔ وہ وہاں سے کنگ راج کو بول آیا کہ وہ ماہویرا کو لے جانے آیا ہے۔ اور باہر نکل آیا۔ مگر وہ جانتا تھا کہ وہ رائیل گارڈن میں نہیں ہوگی۔ اور پھر اس کے شک کی تصدیق بھی ہو گئی۔

اب وہ درخت کی اوٹ سے اسے روتا دیکھ رہا تھا۔ ماہویرا کو عجیب سا محسوس ہوا تو اس نے سراٹھا کر دیکھا۔ وہ ٹمٹماتے جگنو ہزاروں کی تعداد میں اس کے آس پاس محور قص تھے۔

وہ چونک گئی۔ یہ جگنو تو تب آتے تھے، ایسا تو تب ہوتا ہے جب کوئی شاہی جوڑا ایک دوسرے کے پاس ہو۔ مطلب وہ یہیں تھا۔  
ماہویرا کے تن بدن میں آگ لگی۔ جھٹکے سے اٹھ کر واپس جانا چاہا۔ جب پیٹھ پر سے اس نے اس کے گرد بازو حائل کر کے اسے اپنی گرفت میں لیا۔

چھوڑیں مجھے،، وہ پھنکاری۔

نوکوتین،،، اب نہیں،،، کوئی ناراضگی نہیں،، کوئی جدائی نہیں،، تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے،، شاید وہ بھی یہاں پہ ادھورا رہ جانے والے ملن کو پورا کرنے کی خواہش مند ہے کوئین،،،،

یہ وقت،، یہ جگہ،، یہ خاموشی،، جادوئی بہکے لمحے یہ جگمگاتے جگنو اس بات کہ گواہ ہیں کہ یہاں پر ادھورا رہ جانے والا ملن پورا کیا جائے،،

یہ بول کرویا م نے اپنے ہونٹ اس کی پچھلی گردن پر رکھے تھے۔  
ماہویر الرزاطھی۔ زبان تالو سے چپک گئی۔ کیونکہ اس کے مسلسل پچھلی گردن اور کندھوں پر سفر کرتے ہونٹ ماہویر کی جان نکال رہے تھے اسے بے بس کر رہے تھے۔

ویام نے جھٹکے سے اس کا رخ اپنی جانب گھمایا۔ اس کی کمر کے گرد بازو حائل کر کے اپنی منمائیاں شروع کر دیں۔



میں بھی،،، ہلکا سا اس کے ہونٹوں کو عقیدت سے چھو کر ویا م نے حال دل بیان کیا۔  
جھوٹ،،،،، ماہا ویرا نے ناراضگی سے کہا۔

سچ،،، اور اب آپ نے اظہار کر ہی دیا ہے کوئین تو بقول آپ کے اس پاگل کنگ کا  
پاگل پن برداشت کرنے کے لیے بھی تیار ہو جائیں،،،

ویا م کی بوجھل آواز ماحول کو بے خود اور مدہوش بنا رہی تھی۔ ویا م کے پروں نے انھیں  
اپنی آغوش میں لیا تھا۔

ویا م نے ویرا کے بکھرے وجود کو خود میں سمیٹا تو ماہا ویرا نے اس سے گھبرا کر اسی کے  
سینے میں منہ چھپا لیا۔

وہ جگنوؤں جگمگاتے اس حسین ملن کے گواہ بن گئے۔ چاند جو اپنے پورے جو بن پر تھا وہ  
بھی شرما کر بادلوں کی اوٹ میں چھپ گیا۔

مایاوش دیر رات کے بعد اپنے کمرے میں آئی تو تھکن سے چورا اپنے بیڈ پر لیٹی۔

ابھی لیٹ کر آنکھیں بند ہی کیں تھیں کہ اپنے پہلو میں گدگدی سی محسوس ہوئی۔ وہ اچھل کر اپنی جگہ پہ اٹھ بیٹھی۔

یہ،،،

اب کی بار دوسرے پہلو میں گدگدی محسوس ہوئی تو وہ محل گئی۔ یہ یقیناً اس کی شرارت تھی۔

آب پلیز تنگ مت کریں،،،، وہ دل میں اس سے مخاطب ہوئی جو یقیناً وہ سن کر مسکرایا تھا۔

مایاوش جھنجھلا کر بیڈ پر لیٹ گئی۔

کچھ دیر تک کچھ ناہوا۔ مایاوش نے سکھ کا سانس لیا۔ مگر پھر کچھ ہی دیر بعد بیڈ پانی کی سطح کی طرح لہرانے لگا۔



اونو،،، اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتی۔ مایاوش بیڈ میں سے ہی پانی کی گہرائی میں سیدھا آب کی بانہوں میں گرمی تھی۔

آب،،،، وہ اسے اس قدر بھکے انداز میں خود کو دیکھتے لرز ہی تو گئی۔  
کیا سزا دوں آپ کو کوئین مجھے اتنا تنگ کرنے کے جرم میں،،،

وہ اسے تیرتا ہوا ایک جانب لے کر گیا۔ جبکہ مایاوش کو اس کے تیور دیکھ کر ہی اپنی شامت آئی لگ رہی تھی۔

آب میں تھک گئی ہوں پلیز،،، اور آپ کا پرنس بھی تھک گیا ہے ناں تو پلیز ہمیں سونے دیں ناں،،،  
مایاوش رو ہانسی ہوئی۔

مگر الفاظ نے منہ میں ہی دم توڑ دیا۔ سامنے سے رنگی کر سٹلنز سے ایک بے حد شاندار سا پیلس اپنے جلوے دکھا رہا تھا۔

ی،،، یہ آب یہ،،،

یہ میں نے کرسٹل پیلس اپنی کوئی کے لیے بنایا ادھر ڈریگن لینڈ میں،، تاکہ کوئین یہاں آئے تو انہیں کسی قسم کی پریشانی ناہو،، میرے پرنس کو کوئی پریشانی ناہو،، وہ مسکراتا اسے پیلس کے اندر لے گیا۔

سارا پیلس پھر کبھی دیکھیں گے کوئین،،، ابھی میں آپ کو مجھے تنگ کرنے کے نتیجے میں چاند تارے دکھانے والا ہوں اپنی خوابگاہ میں لے جا کر،،،  
آب نے اطمینان سے کہا۔ اور اپنی خوابگاہ میں لا کر اسے اپنی مسہری پر اتارا۔

آب پلیر،،،

وہ زیادہ التجا نا کر پائی۔ جب آب کسی بادل کی طرح چھایا تھا اس پر۔

مایاوش نے چپ چاپ خود کو اپنے کنگ کے سپرد کر دیا کہ آخر اس کا سکون تو اپنے کنگ کی بانہوں میں ہی تھا۔

سنگاپور رائیل پیلس میں شاندار اور بڑے پیمانے پر ایک پارٹی دی گئی تھی۔ جس میں شہر کے نامور لوگ شامل ہوئے۔

جہاں پارٹی کافی شاندار تھی وہاں روزٹی پنک کمر کی میکسی میں اپنے معصوم حسن کے ساتھ پارٹی کی رونق بنی رہی۔ اور شاندار سے بلیک ڈنر سوٹ پہنے عائش کا ضبط آزماتی رہی تھی۔ پارٹی لیٹ نائٹ تک چلی اور آخر اپنے اختتام کو پہنچی۔

ایلا اور ازلاں سے باتیں کر کے روز کافی دیر کے بعد اپنے کمرے میں آئی تھی۔ وہ دروازے میں استادہ حیرت سے کمرے کو دیکھنے لگی۔ جہاں بیڈ کی جالی پر بے انتہا خوبصورت اور نفیس آرٹیفیشل فلاورز سے ڈیکوریشن کی گئی تھی۔ سینڈ کینڈلز پورے کمرے میں جا بجا لگائی گئیں تھیں۔

روز نے ہاتھ بڑھا کر لائٹ آن کی۔

اس کی حیرت تو تب ٹوٹی جب اپنے پیچھے ڈور بند ہونے کی آواز سنائی دی۔ آنے والے نے ہاتھ بڑھا کر لائٹ آف کر دی۔

اس نے اس کے گرد اپنے بازو حائل کیے تھے۔  
عائش یہ کیا،،، وہ جان بوجھ کر انجان بن گئی۔

ہماری گولڈن نائٹ،،، وہ بھی سکون سے اس کے کان میں بولا۔ تو روز کی اس کے ارادے جان اپنی ٹانگیں بے جان ہوتی محسوس ہوئیں۔

مگر عائش،،،

نوروز،،، آج یہ طوفان رکنے والا نہیں ہے،،، آج اس طوفان کو کیسے روکو گی،،،  
عائش نے اس کے کندھوں سے اس کی اپر نیچے سرکائی تھی۔ روز کا سانس پھولنے لگا تو پیچھے مڑ کر اس کے سینے میں اپنا منہ چھپایا۔ مگر جب محسوس ہوا کہ وہ شرٹ لیس ہے تو روز مزید بے جان ہونے لگی۔

عاش،،،

جھٹکے سے اپنے ہاتھ چھڑوائے اور اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اسے خود سے دور کرنے کی کوشش میں اس کے کندھوں پر سکرپیچ ڈال بیٹھی تھی۔

وہ واقعی اس کے بھڑکتے جڑبوں کو ہوا دے بیٹھی تھی کہ عائش اس کے ہونٹوں پر جھکا تھا۔ اس کے لمس میں اتنی شدت تھی کہ روز کو لگا وہ اس کی ساری سانسیں کھینچ لے گا۔

اور پھر اس کی شدتیں بے باکیاں بڑھتی چلیں گئیں،،  
روز کو لگا وہ ظالم ستمگر آج اس کی جان لے لے گا۔ مگر بڑھتی رات کی گہرائی میں عائش نے اسے خوب خود میں سمیٹ لیا۔ تمام رات وہ وقفے وقفے سے بن بادل برسات کی طرح برسا اور روز کو پور پور اپنی محبت کی بارش میں بھگو دیا۔

چند ماہ بعد۔



ڈریگن لینڈ میں آج پھر سب اکٹھے ہوئے تھے۔ اور ہر طرف غیر معمولی سی ہلچل تھی۔ وہ سب کرسٹل پیلس میں تھے۔

ایلا، ازلان، راج، وشہ، عائش، روزما، ہاویرا، ویم ایچینٹرس سب ایک خاص جادو سے پانی میں موجود اس کرسٹل پیلس میں سانس لے رہے تھے۔

اس خاص کمرے سے باہر کھڑے ازلان، راج، عائش ویم بے چینی سے انتظار کر رہے تھے۔ سب سے زیادہ بے چین تو آبدار تھا۔ مگر انتظار کی گھڑیاں ختم ہونے کا نام نہیں لے رہیں تھیں۔

اندر مایاوش بڑا سا کپڑا منہ میں ٹھونسے تکیے سے سر پٹج رہی تھی۔ وشہ اور ایلا نے اس کے ہاتھ تھامے ہوئے تھے۔ روزا اور مایاوش بھی پاس کھڑی تھیں۔ جو خود دونوں ہی تخلیق کے اس مرحلے سے گزر رہیں تھیں۔۔۔ جبکہ شاہی وید اپنا کام کرنے میں مصروف تھی۔

درد اپنی انتہا کو پہنچا تو مایاوش کی دلخراش چیخ پورے محل میں گونج گئی۔

باہر آبدار نے یہ چیخ سن کر پہلو بدلاتھا۔ ایک یہ واحد درد تھا جو ہر صورت ایک ماں ہی برداشت کر سکتی تھی جو مایاوش تک محدود رہنا تھا۔

اس کے سکھ دکھ کے ساتھی حتی کے درد بانٹنے والا لنگ جو باپ بننے کے عہدے پر فائز ہونے جا رہا تھا آج اس تکلیف سے اس کی کوئی اکیلی ہی کر رہی تھی۔

کہ یہ سب جھیلنا اور برداشت کرنا صرف ایک ماں کے ہی بس کی بات تھی دنیا میں اور کسی کی نہیں۔

کچھ دیر کے صبر آزمائیاں کے بعد ہی ایک باریک سی روں کی آواز باہر سنائی دی تو سب میں ایک خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

ماہویرا اور روز باہر آئے تھے۔ جو دونوں راج کے گلے میں جھول گئیں۔  
مبارک ہو پرنس آیا ہے،،،

منظر مکمل تھا۔

بہت مکمل۔

اب کوئی بھی دشمن ان خوشیوں کو نظر لگانے کے لیے زندہ نہیں بچا تھا۔

ڈریگن لینڈ کے تخت پر مایاوش اور آب اپنے پرنس کے ساتھ براجمان تھے۔

اوشیانہ کی باگ دوڑ کا زمہ آبدار نے عائش اور روز کو سونپ دیا تھا۔ جبکہ راج نے ڈریگن لینڈ کے تخت کا جان نشین مایاوش اور آبدار کو بنایا تھا۔

آج پرنس کی پہلی سالگرہ تھی۔ وہ تخت پر بیٹھے تھے۔

تخت کے دائیں طرف عائش اور روز اور بائیں طرف ماہویرا اور ویم اپنی اپنی پرنسز کو گود میں لیے بیٹھے تھے۔

سامنے ہی لوگوں کے بیچ راج وشہ ایلا از لان، جیک اور رنجنا شاداں وفرحاں خوشی سے متمتاتے چہرے لیے ان کی جانب دیکھ رہے تھے۔ جب ان سب کو سبنا کی موت کا پتہ چلا تو سب کو بے حد دکھ ہوا مگر اب جیک اور رنجنا کو ان کے بیٹے سمیت ایک دوسرے کے ساتھ خوش دیکھ کر وہ بھی پرسکون ہو گئے۔

ان کو حقیقت بتا کر آج یہاں سالگرہ میں مدعو کیا گیا تھا۔

ہر طرف خوشی اور شادمانی تھی۔

مایاوش اور آبدار اپنے پرنس کو دیکھ کر مسکرائے جو جانے کیا دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

ختم شد